اہل بیت علیہم السلام

کتاب وسنت کی روشنی میں

مؤلف: حجت الاسلام آقائے المحمدی الری الشہری
اردو ترجمہ: قبلہ السید ذیشان حیدر جوادی صاحب

فہرست

پیش لفظ

عرض تنظیم

عظمت اہلبیتؑ عالم اسلام کا ایک مسلم مسئلہ ہے جس میں کسی طرح کے شک وشبہہ کی گنجائش نہیں ہے۔لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ عالم اسلام کی اکثریت آج تک اہلبیتؑ کی صحیح حیثیت اور ان کے واقعی مقام سے نا آشنا ہے ...... ورنہ...... نہ اس طرح کی مہمل اختلافات ہوتے جن میں بلاوجہ مسلمانوں کی جانیں ضائع ہورہی ہیں اور ان کی اجتماعی طاقت برباد ہورہی ہے......اورنہ اس طرح کے بیجا سوالات اٹھتے کہ اہلبیتؑ اوراصحاب میں افضل کون ہے؟......اوراہلبیتؑ کا ماننا ضروری بھی ہے یا نہیں؟

یہ سارے سوالات عالم اسلام کی جہالت اور ناواقفیت کی علامت ہیں، ورنہ اہلبیتؑ عظمت وجلالت کی اس منزل پر فائز ہیں جہاں انسان ان سے آشنا ہونے کے بعد کسی بھی قیمت پران سے الگ نہیں رہ سکتا ہے،تاریخ کے جس دور میں بھی ......اورجس موڑ پر بھی ......کسی شخص نے ان کی معرفت حاصل کرلی ہے ان کا کلمہ پڑھے بغیر نہیں رہ سکا ہے۔

حجر اسود سے لیکر سرزمین حل وحرم تک سب ان کی عظمت وجلالت سے باخبر ہیں اور اس کے معترف رہے ہیں، محروم ومعرفت رہا ہے تو صرف نادان انسان جس نے سیاسی مفادات کے لئے دین و مذہب کو بھی قربان کردیا ہے اورعیش وعشرت کی خاطر ضمیر کے تقاضوں کو بھی پامال کردیا ہے۔

اہلبیتؑ کی عظمت وجلالت کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے اور ہر دور میں لکھا گیا ہے، لیکن اس طرح کا کام کبھی منظر عام پر نہیں آسکا ہے جس طرح کا کام سرکار حجۃ الاسلام والمسلمین محمدی الری شہری نے انجام دیا ہے اور یہ آپ کا کمال توفیق ہے کہ قضاوت کے سب سے بڑے عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود اپنی مصروفیات سے اتنا وقت نکال لیا کہ" میزان الحکمہ" جیسی مفصل کتاب تیار کردی اور پھر اس تسلسل میں تعارف اہلبیتؑ کے حوالہ سے زیر نظر کتاب کو مرتب کر دیا۔

اس کتاب میں عظمت اہلبیتؑ سے متعلق ہزار سے زیادہ اقوال وارشادات کا ذکر کیا گیا ہے اور نہایت ہی سلیقہ سے کیا گیا ہے کہ انسان زندگی کے جس شعبہ میں بھی ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہے نہایت آسانی سے حاصل کر سکتا ہے اور اس معرفت کے درجہ پر فائز ہوسکتا ہے جس کے بغیر سرکار دوعالم کے الفاظ میں انسان کی موت جاہلیت کی موت بن جاتی ہے۔

کتاب کی تبویت وتصنیف بے مثال ولا جواب ہے اور اس سے مولف کے کمال فن کا بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

سیکڑوں کتابوں کا خلاصہ ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے اور بیشمار دریاؤں کو ایک کوزہ میں بند کر دیا ہے۔

کتاب واقعاً اس بات کی حقدار تھی کہ اردو دال طبقہ اس کے معلومات سے بے خبر نہ رہے لیکن افسوس کہ" ماہرین ترجمہ" کو نہ کتاب کی ہوا لگی اور نہ ان کے توفیقات نے ساتھ دیا اور یہ شرف بھی بالآخر سرکار علامہ جوادی دام ظلہ ہی کے حصہ میں آیا اور آپ نے ایام عزا کی بے پناہ مصروفیات کے باوجود جہاں امریکہ جیسے ملک میں ایک ایک دن میں متعدد مجالس

سے خطاب کرنا ہوتا ہے، امریکہ ویورپ کے قیام کے دوران ایام عزا میں اس کا ترجمہ مکمل کرلیا اور ملک واپس آنے سے پہلے اس کی فہرست بھی مکمل کرلی کہ "بقول سرکار موصوف لندن سے واپسی پر جہاز سے اس وقت تک ایر پورٹ پر نہیں اترے جب تک کہ کتاب کی آخری سطر مکمل نہیں کرلی، اگر چہ سارے مسافر اتر چکے تھے اور عملہ کا اصرار اترنے کے لئے جاری تھا، اس لئے کہ آپ نے فرمائش کرنے والوں سے یہ وعدہ کرلیا تھا کہ انشاء اللہ یہ کام دوران سفر امریکہ ویورپ مکمل کردیا جائے گا۔

بہر حال اب دو ماہ کی یہ کاوش آپ حضرات کے سامنے ہے۔ ادارہ اس کی اشاعت کے سلسلہ میں اپنے قدیم کرم فرما ڈاکٹر حسن رضوی (ڈیڑائٹ) کا شکرگذار ہے کہ انھوں نے گذشتہ برسوں کی طرح امسال بھی ایک کتاب کی اشاعت کا ذمہ لے لیا اور اپنے مخصوص تعاون سے اسے مرحلہ اشاعت تک پہنچادیا جس کا ثواب جناب ریاض حسین مرحوم، محترمہ طیبہ خاتون اور جناب عشرت حسین مرحوم کے لئے ہدیہ کیا جارہا ہے۔

آخر میں ہماری دعا ہے کہ پروردگار علامہ جوادی (دام ظلہ) کے سایہ کو برقرار رکھے اور ہم کو ان کے ہدایات سے مستفید ہونے کی توفیق کرامت فرماتا رہے۔

ذاتی طور پر میں اپنے محترم بزرگ حضرت پیام اعظمی اور اپنے فعال ساتھی ضیغم زیدی کے بارے میں بھی دست بدعا ہوں کہ اول الذکر کی رہنمائی اور ثانی الذکر کی دوڑ دھوپ ہی میرے لئے طباعت واشاعت کے سارے مراحل کو آسان بنادیتی ہے۔

والسلام

سید صفی حیدر

حرف آغاز

دنیا کا کونسا باشعور مسلمان ہے جو لفظ اہلبیتؑ یا اس کے مصادیق کی عظمت سے باخبر نہ ہو، قرآن مجید نے اس لفظ کو متعدد بار استعمال کیا ہے اور ہر مرتبہ کسی نہ کسی عظمت و جلالت کے اظہار ہی کے لئے استعمال کیا ہے۔

جناب ابراہیمؑ کے تذکرہ میں یہ لفظ آیا ہے تو رحمت و برکت کا پیغام لے کر آیا ہے اور جناب موسیٰؑ کے حالات کے ذیل میں اس لفظ کا استعمال ہوا ہے تو اسے محافظ حیات نبوت ورسالت کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے۔

اس کے بعد یہ لفظ سرکار دو عالم کے مخصوص اہل خاندان کے بارے میں استعمال ہوا ہے جس کا مقصد اعلان تطہیر و طہارت ہے اس کے باوجود اس میں جملہ خصوصیات و امتیازات جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اہلبیتؑ مرکز تطہیر وطہارت بھی ہیں اور محافظ حیات رسالت ونبوت بھی اہلبیتؑ کی زندگی میں رحمت و برکت بھی ہے اور انہیں مالک کائنات نے مستحق صلوات بھی قرار دیا ہے۔

عصمت وعظمت کا ہر عنوان لفظ اہلبیتؑ کے اندر پایا جاتا ہے اور پروردگار نے کسی بھی غلط اور ناقص انسان کو اس عظیم لقب سے نہیں نوازا ہے اور جب کسی انسان کے کردار پر تنقید کی ہے تو اسے اس کے گھر کا قرار دیا ہے............ نہ اپنے بیت کا اہل قرار دیا ہے اور نہ پیغمبر کے اہلبیتؑ میں شامل کیا ہے۔

بیت کی عظمت خود اس بات کا اشارہ ہے کہ اہلبیتؑ کن افراد کو ہونا چاہیئے اور انہیں کن فضائل وکمالات کا مالک ہونا چاہئے۔ لیکن اس کے بعد بھی مالک کائنات نے آیت تطہیر

کے ذریعہ ان کی عظمت وطہارت کا اعلان کردیا تاکہ ہرکس وناکس کو اس بیت کے حدود میں قدم رکھنے کی ہمت نہ ہو اور ہر ایک کو یہ محسوس ہوجائے کہ اس میں قدم رکھنے کے لئے ہر طرح کے رجس سے دور رہنا پڑے گا اور گناہ ومعصیت کے ساتھ شک وریب کی کثافت سے بھی پاک وپاکیزہ رہنا پڑے گا اور اس کے بعد اس منزل طہارت پر رہنا ہوگا جسے حق طہارت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جس سے بالاتر کسی منزل طہارت کا امکان نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ لفظ تطہیر قرآن مجید میں صرف ایک مرتبہ استعمال ہوا ہے اور دوبارہ اس کے استعمال کی نوبت نہیں آئی ہے کہ نبوت کے اہلبیتؑ کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا نہیں ہے جسے حق طہارت کی منزل پر فائز کیا جاسکے اور یہ ان کی بلندی کردار اور انفرادیت حیات کی بہترین علامت ہے جس میں خدائے وحدہ لاشریک نے کسی کو بھی شریک نہیں بنایا ہے اور رسول اکرم نے بھی شرکت کی خواہش کرنے والوں کی خواہش کو صفات لفظیوں میں مسترد کردیا ہے اور گوشۂ چادر کو بھی کھینچ لیا ہے، اگرچہ جناب ام سلمہ کو انجام بخیر ہونے کی سند بھی دیدی ہے لیکن ضمناً اس حقیقت کا بھی اعلان کردیا ہے کہ جب انجام بخیر ہونے کی سند بھی دیدی ہے لیکن ضمناً اس حقیقت کا بھی اعلان کردیا ہے کہ جب انجام بخیر رکھنے والی خاتون اس منزل طہارت میں قدم نہیں رکھ سکتی ہے تو دوسری کسی عورت یا دوسرے کسی مرد کا کیا امکان رہ جاتا ہے۔

یہ عالم اسلام کی بدذوقی کی انتہاء ہے کہ منزل تطہیر میں ان افراد کو بھی رکھنا چاہتے ہیں جن کا سابقہ عالم کفر سے رہ چکا ہے اور جن کی زندگی کا ایک حصہ کفر کے عالم میں گذر چکا ہے، کیا ایسا کوئی انسان اس ارادہ الٰہی کا مقصود ہوسکتا ہے جس میں ہر رجس کو دور رکھنا بھی شامل ہے اور کمالِ طہارت وعصمت بھی شامل ہے۔

اہلبیتؑ رسالت سے مراد صرف پنجتن پاک اور ان کی اولاد ہے جن کی عظمت عالم

اسلام میں مسلم ہے اوران کے عہدہ ومنصب کا انکار کرنے والوں نے بھی ان کی عظمت و جلالت اوران کی عصمت وطہارت کا انکارنہیں کیا ہے اورانھیں ہر دور میں خمسہ نجباء یا پنجتن پاک کے نام سے یاد کیا گیا ہے اوراسی بنیاد پر بعض اہل نظر کا عقیدہ ہے کہ اہلبیتؑ رسالت کے منصب کاانکار کرنے والاتو مسلمان رہ سکتا ہے کہ یہ عالم اسلام کاایک اختلافی مسئلہ بن گیا ہے لیکن ان کی عظمت وجلالت کا انکار کرنے والامسلمان بھی نہیں رہ سکتا ہے کہ یہ قرآن و حدیث کامسلمہ ہے اوراس پر عالم اسلام کے تمام باشعوراور باضمیرافراد کاہر دور میں اتفاق رہاہے۔

اور یہ اندازفکر بھی معصومہ ٔعالم جناب فاطمہ زہرا ؑکی ایک مزید عظمت کا اشارہ ہے کہ باقی افراد ہیں توجہتِ اختلاف موجود بھی ہے کہ وہ صاحبان منصب ہیں اورمنصب کاانکارممکن ہوسکتا ہے،لیکن جناب فاطمہ ؑکو مالک کائنات نے منصب وعہدہ سے بھی الگ رکھا ہے اوراس طرح آپ سے اختلاف کرنے کے ہر راستہ کو بند کردیا ہے اوریہی وجہ ہے کہ مباہلہ میں رسالت کوگواہی کی ضرورت پیش آئی تو آپ کومکمل حجاب کے ساتھ میدان میں لے آئی اورخلافت میں امامت کوضرورت پڑی تو آپ کوفدک کا مدعی بنا کر پیش کردیا گیا تاکہ آپ کے بیان کومسترد کردینے والا اورآپ کی عصمت وطہارت کا انکارکرنے والاخوداپنے اسلام وایمان کے بارے میں فیصلہ کرے۔

اسلامی روایات میں عظمت اہلبیتؑ کےحوالہ سے بےشماراقوال وارشادات پائے جاتے ہیں،لیکن ان کی حیثیت بڑی حدتک منتشر تھی اوراہلبیتؑ کےمکمل کرداراور ہمہ جہت کمالات کااندازہ کرنے والےکومتعدد کتابوں کےمطالعہ کی ضرورت پڑتی تھی۔

خدا کاشکر ہے کہ سرکار حجۃ الاسلام والمسلمین محمدی الری شہری (دام ظلہ) کو یہ

توفیق حاصل ہوئی اور انھوں نے اس سلسلہ کی ہزاروں احادیث و روایات اور اس موضوع سے متعلق سینکڑوں بیانات واعترافات کو ایک مرکز پر جمع کردیا اور اب قرآن و سنت سے اہلبیتؑ کی عظمت کے پہچاننے والے کو طویل مشقت کی کوئی ضرورت نہیں رہ گئی ہے، اورصرف ایک کتاب ہی اس ضرورت کو پورا کرسکتی ہے۔

رب کریم سرکار موصوف کے توفیقات میں اضافہ فرمائے اور حقیر کو بھی ان خدمات کو اپنے ہمزبانوں کے سامنے پیش کرنے کی سعادت عطا فرماتا رہے۔وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

جوادی

13 / جمادی الاولیٰ 1418ھ روز وفات معصومہ عالمؑ

مقدّمہ

ساری تعریف خدائے رب العالمین کے لئے اور صلوات وسلام اس کے بندۂ منتخب حضرت محمد مصطفیٰ اوران کی آل طاہرینؑ اوران کے نیک کردار اصحاب کرام کے لئے۔

اما بعد، یہ کتاب جو آپ حضرات کے سامنے ہے، یہ سیکڑوں کتابوں اور ہزاروں حدیثوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے جسے ایک نئے انداز سے عالم حدیث اور دنیائے معارف اسلامیہ کے سامنے پیش کیا جارہا ہے۔

یہ کتاب درحقیقت برسہا برس کی تحقیق، تلاش اور جستجو کا نتیجہ ہے جو" میزان الحکمۃ" سے الگ مستقل شکل میں پیش کی جارہی ہے، اس کے مآخذ کی فہرست پر اجمالی نظر ڈالنے والا بھی یہ اندازہ کرسکتا ہے کہ اس کی تالیف میں کس قدر زحمت برداشت کی گئی ہے اور کتنی عرقریزی سے کام لیا گیا ہے۔

ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ 1366ء ہجری شمسی میں" میزان الحکمۃ" کی مقبولیت نے بھی یہ خیال پیدا کردیا تھا کہ اس انداز کی ایک جامع پیشکش عالم اسلام کے سامنے پیش کی جائے اوراس کام کے لئے مختلف فضلاء حوزہ علمیہ قم کی امداد سے 1374ء ھ میں ایک" مؤسسہ دارالحدیث" قائم بھی ہوگیا تھا جس کے ذریعہ اس مفصل کتاب کا ایک بڑا حصہ منظر عام پر آچکا ہے اور امید ہے کہ فضل وکرم خداوندی سے بہت جلد یہ سلسلہ مکمل ہوجائے گا۔

اس وقت چونکہ عالم اسلام کو اس جامع کتاب کے بہت سے موضوعات کی

شدید ترین ضرورت ہے اوران کی مستقل اشاعت ضروری ہے اس لئے ہم نے مناسب خیال کیا کہ تدریجی طور پران موضوعات کو مستقل کتابوں کی شکل میں بھی پیش کردیا جائے۔

چنانچہ اس سلسلہ کی پہلی کتاب "دارالحدیث" کی طرف سے معرفت اہلبیتؑ کے عنوان سے پیش کی جارہی ہے اوراس حقیر ہدیہ کو معصومہ عالم جناب فاطمہؑ کی بارگاہ میں پیش کیا جارہاہے تاکہ ان کی دعاؤں کی برکت سے یہ ہدیہ بارگاہ الٰہی میں قابل قبول ہوجائے اور بعد موت کے منازل اورآخرت کے مراحل کیلئے ذخیرہ بن جائے اوردنیامیں بھی اس کے اثرات اہلبیتؑ کے تعارف اور امت اسلامیہ کے اتحاد کے سلسلہ میں ہماری توقعات سے زیادہ ہوں۔

آخرکلام میں ہمارافرض ہے کہ ان تمام عزیزوں کاشکریہ اداکریں جنہوں نے اس کتاب کی تالیف میں ہماری امداد کی ہے، خصوصیت کے ساتھ فاضل عزیز السید رسول الموسوی......جنھوں نے اس میدان میں اپنی تمام کوششیں صرف کردی ہیں اوربیحد مشقت برداشت کی ہے۔

رب کریم انھیں اہلبیتؑ طاہرین علیہم السلام کی طرف سے دنیاوآخرت میں بہترین جزاعنایت فرمائے۔

محمدی الری شہری

شعبان المعظم 1417ھ

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿٣٣﴾

(احزاب۔33)

کچھ آیت تطہیر سے متعلق

یہ آیت کریمہ سرکار دو عالمؐ کے آخر دور حیات میں اس وقت نازل ہوئی ہے جب آپ جناب ام سلمہ کے گھر میں تھے اور اس کے بعد آپ نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو جمع کر کے ایک خیبری چادر اوڑھا دی اور بارگاہ احدیت میں عرض کی، خدایا یہی میرے اہلبیتؑ ہیں، تو ام سلمہ نے گذارش کی کہ حضور میری جگہ کہاں ہے؟ فرمایا تم منزل خیر پر ہو...... یا...... تمہارا انجام بخیر ہے۔

دوسری روایت کے مطابق ام سلمہ نے عرض کی کہ کیا میں اہلبیتؑ میں نہیں ہوں؟ تو فرمایا کہ تم خیر پر ہو۔

ایک دوسری روایت کی بنا پر ام سلمہ نے گوشہ چادر اٹھا کر داخل ہونا چاہا تو حضور نے اسے کھینچ لیا اور فرمایا کہ تم خیر پر ہو۔

مسلمان محدثین اور مورخین نے اس تاریخی عظیم الشان واقع کو اپنی کتابوں میں محفوظ کیا ہے اور بقول علامہ طباطبائی طاب ثراہ اس سلسلہ کی احادیث ستر سے زیادہ ہیں، جن میں سے اہلسنت کی حدیثیں شیعوں کی حدیثوں کے مقابلہ میں اکثریت میں ہیں ان حضرات نے حضرت ام سلمہ، عائشہ، ابوسعید خدری، واثلہ بن الاسقع، ابوالحمراء، ابن عباس، ثوبان (غلام پیغمبرِ اکرم) عبداللہ بن جعفر، حسن بن علیؑ سے تقریباً چالیس طریقوں سے نقل کی ہے جبکہ شیعہ حضرات نے امام علیؑ، امام سجادؑ، امام باقرؑ، امام صادقؑ، امام رضاؑ، ام سلمہ، ابوذر، ابولیلیٰ، ابواسود دئلی، عمر ابن میمون اوردی اور سعد بن ابی وقاص سے تیس سے کچھ زیادہ طریقوں سے نقل کیا ہے۔(المیزان فی تفسیر القرآن 16/ 311)

مؤلف، عنقریب آپ دیکھیں گے کہ ان تمام احادیث کو فریقین نے امام علیؑ، امام

حسنؑ، امام زین العابدینؑ، حضرت ام سلمہ، عائشہ، ابوسعید خدری ابولیلیٰ انصاری، جابر بن عبداللہ انصاری، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے اور اس کے بعد خصوصیت کے ساتھ اہلسنتؒ نے امام حسینؑ ابوبرندہ، ابوالحمراء، انس بن مالک، براء بن عازب، ثوبان، زینب بنت ابی سلمہ، صبیح، عبداللہ بن جعفر، عمر بن ابی سلمہ اور واثلہ بن الاسقع سے نقل کیا ہے جس طرح کہ اہل تشیع سے امام باقرؑ امام صادقؑ، امام رضاؑ سے نقل کیا ہے اور ان روایات کو بھی نقل کیا ہے جن سے اہلبیتؑ کے مفہوم کی وضاحت ہوجاتی ہے چاہے آیت تطہیر کے نزول کا ذکر ہو۔

مختصر یہ ہے کہ یہ واقعہ سند کے اعتبار سے یقینی ہے اور دلالت کے اعتبار سے بالکل واضح ...... بالخصوص اسلام نے اہلبیتؑ کے موارد کی تعیین بھی کردی ہے کہ اب اس میں کسی طرح کے شک وشبہہ کی گنجائش نہیں رہ گئی ہے اور نہ عنوان اہلبیتؑ میں کوئی زوجہ داخل ہوسکتی ہے اور نہ اسے مشکوک بنایا جاسکتا ہے۔

اس واقعہ کے بعد سرکار دو عالمؐ مسلسل مختلف مواقع اور مناسبات پر لفظ اہلبیتؑ کو انھیں قرابتداروں کے لئے استعمال کرتے رہے جن کا کوئی خاص دخل ہدایت امت میں تھا اور اس کی تفصیل آئندہ صفحات میں نظر آئیں گی۔

اس کے علاوہ سورہ احزاب کی آیت 33 کا مضمون بھی ان تمام روایات کی تائید کرتا ہے جو شان نزول کے بارے میں وارد ہوئی ہیں اور ان سے یہ بات مکمل طور پر واضح ہوجاتی ہے کہ اہلبیتؑ کے مصداق کے بارے میں شک وشبہہ کسی طرح کی علمی قدر و قیمت کے مالک نہیں ہے۔

رمز عظمت مسلمین

زیر نظر کتاب میں اہلبیتؑ کی معرفت، ان کے خصائص و امتیازات، ان کے علوم وحقوق اور ان کی محبت وعداوت سے متعلق جن احادیث کا ذکر کیا گیا ہے...... ان سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ رسول اکرم نے انتہائی واضح اور بلیغ انداز سے اپنے بعض قرابتدار حضرات کو امت کا سیاسی، علمی اور اخلاقی قائد بنادیا ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ حقیقی اسلام سے وابستہ رہنے اور ہر طرح کے انحراف وضلال سے بچنے کے لئے انھیں اہلبیتؑ سے وابستہ رہیں تاکہ واقعی توحید کی حکومت قائم کی جاسکے اور اپنی عزت وعظمت کو حاصل کیا جاسکے کہ اس عظیم منزل ومنزلت تک پہنچنا قرآن واہلبیتؑ سے تمسک کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

واضح رہے کہ آیت تطہیر کے اہلبیتؑ کی شان میں نازل ہونے اور اس سلسلہ میں اٹھائے جانے والے والے شکوک وشبہات کی تفصیل جناب سید جعفر مرتضیٰ عاملی کی کتاب ”اہل البیتؑ کی آیہ تطہیر“ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے کہ انھوں نے اپنی مذکورہ کتاب میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث درج کردی ہے۔

غالیوں سے برائت

واضح رہے کہ حقیقی شیعہ کسی دور میں بھی اہلبیتؑ کے بارے میں غلو کا شکار نہیں رہے ہیں اور انھوں نے ہر دور میں غالیوں سے برائت اور بیزاری کا اعلان کیا ہے۔

اہلبیت علیہم السلام کی تقدیس وتمجید اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے سلسلہ میں ان کا عمل تمامتر آیات قرآنی اور معتبر احادیث کی بنیاد پر رہا ہے جس کے بارے میں ایک مستقل باب اس کتاب میں بھی درج کیا گیا ہے۔

داستان مصائب اہلبیتؑ

عالم اسلام کا سب سے زیادہ المناک باب یہ ہے کہ قرآن مجید کے ارشادات اور سرکار دو عالمؐ کے مسلسل تاکیدات کے باوجود اہلبیت علیہم السلام ہر دور میں ایسے ظلم وستم کا نشانہ رہے ہیں جن کے بیان سے زبان عاجز اور جن کے تحریر کرنے سے قلم درماندہ ہیں...... بلکہ بجاطور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر سرکار دو عالم نے انھیں اذیت دینے کا حکم دیا ہوتا تو امت اس سے زیادہ ظلم نہیں کر سکتی تھی اور مختصر منظوم میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر غم والم، رنج واندوہ کو مجسم کر دیا جائے تو اہلبیت علیہم السلام کی زندگی کا مرقع دیکھا جا سکتا ہے۔

یہ مصائب اس قابل ہیں کہ ان پر خون کے انسو بہائے جائیں اور اگر ان کی مکمل وضاحت کر دی جائے تو صاف طور پر واضح ہو جائے گا کہ قرآن مجید کو نظر انداز کر دینے کا نتیجہ اور مسلمانوں کے انحطاط کا سبب اور راز کیا ہے۔

اور حقیقت امر یہ ہے کہ یہ داستان مصائب اہلبیتؑ کی داستان نہیں ہے بلکہ ترک قرآن کی داستان ہے اور دستور اسلامی کو نظر انداز کر دینے کی حکایت ہے۔

امت اسلامیہ کی بیدار مغزی

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دور حاضر میں امت اسلامیہ کے تمام گذشتہ ادوار سے زیادہ بڑھتے ہوئے اسلامی شعور اور اسلامی انقلاب کے زیر اثر اسلامیات سے بڑھتی ہوئی دلچسپی نے وہ موقع فراہم کر دیا ہے کہ امت علوم اہلبیت علیہم السلام کے چشموں سے سیراب ہو اور مسلمان کتاب وسنت اور تمسک بالثقلین کے زیر سایہ اپنے کلمہ کو متحد بنا لیں۔

قرآن و اہلبیتؑ کے نظر انداز کرنے کی داستان تمام ہو اور امت رنج والم، غم و اندوہ کے بجائے سکون واطمینان کی طرف قدم آگے بڑھائے جس کے لئے زیر نظر کتاب

ایک پہلا قدم ہے، اس کے بعد باقی ذمہ داری امت اسلامیہ اور اسلامیہ اور اس کے علماء و زعماء کرام پر ہے!۔

قسم اول: مفہوم اہل البیتؑ

ازدواج پیغمبر اکرمؐ اور مفہوم اہلبیتؑ

1۔ام سلمہؓ

1۔عطاء بن یسار نے جناب ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ آیت " اِنَّمَا یُرِیدُ اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔میرے گھر میں نازل ہوئی ہے، جب رسول اکرم نے علیؑ فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو طلب کرکے فرمایا کہ " خدایا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں"۔ (مستدرک علی الصحیحین 3 ص158 /ص4705،سنن کبریٰ 2ص 214 /ص2861)۔

2۔عطاء بن یسار راوی ہیں کہ جناب ام سلمہؑ نے فرمایا کہ آیت انّما یرید اللہ ....میرے گھر میں نازل ہوئی ہے جب رسول اکرم نے علیؑ فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو طلب کرکے فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں جس کے بعد ام سلمہؑ نے عرض کی یارسول اللہ کیا میں اہلبیتؑ میں نہیں ہوں؟ تو آپ نے فرمایا تم " آهِلِي خَيْر " ہو اور یہ اہلبیتؑ ہیں خدایا میرے اہل زیادہ حقدار ہیں۔

(یہ لفظ مستدرک میں اسی طرح وارد ہوا ہے حالانکہ بظاہر غلط ہے اور اصل لفظ ہے" علٰی خیر" جس طرح کہ دیگر روایات میں وارد ہوا ہے)۔

3۔ابوسعید خدری نے جناب ام سلمہ سے نقل کیا ہے کہ آیت تطہیر میرے گھر میں نازل ہوئی ہے جس کے بعد میں نے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ کیا میں اہلبیت میں نہیں ہوں ؟ تو آپ نے فرمایا کہ تمھارا انجام خیر ہے اور تم ازدواج رسول میں ہو۔(تاریخ دمشق

حالات امام حسنؑ ص70، ص127، حالات امام حسینؑ ص73، ص106 تاریخ بغداد ص9 ص126، المعجم الکبیر 3 ص52 / 2662)۔

4۔ ابوسعید حذری جناب ام سلمہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اکرم نے علیؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو طلب کر کے ان کے سر پر ایک خیبری چادر اوڑھا دی اور فرمایا خدایا یہ ہیں میرے اہلبیتؑ لہذا ان سے رجس کو دور رکھنا اور اس طرح پاک رکھنا جو تطہیر کا حق ہے۔ جس کے بعد میں نے پوچھا کہ کیا میں ان میں سے نہیں ہوں؟ تو فرمایا کہ تمہارا انجام بخیر ہے۔ (تفسیر طبری 22 ص7)۔

5۔ ابوسعید خدری نے جناب ام سلمہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ان کے گھر میں نازل ہوئی ہے اور میں دروازہ پر بیٹھی تھی، جب میں نے پوچھا کہ کیا میں اہلبیتؑ میں نہیں ہوں تو فرمایا کہ تمہارا انجام بخیر ہے اور تم ازواج رسول میں ہو، اس وقت گھر میں رسول اکرم، علیؑ، فاطمہؑ، اور حسنؑ اور حسینؑ تھے "رضی اللہ عنہم" (تفسیر طبری 22 ص7)۔

6۔ ابوہریرہ نے جناب ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ جناب فاطمہؑ رسول اکرم کے پاس ایک پتیلی لے کر آئیں جس میں عصیدہ (حلوہ) تھا اور اسے ایک سینی میں رکھے ہوئے تھیں، اور اسے رسول اکرم کے سامنے رکھدیا۔

تو آپ نے فرمایا کہ تمھارے ابن عم اور دونوں فرزند کہاں ہیں؟ عرض کی گھر میں ہیں فرمایا سب کو بلاؤ تو فاطمہؑ نے گھر آکر علیؑ سے کہا کہ آپ کو اور آپ کے دونوں فرزندوں کو پیغمبر اکرم نے طلب فرمایا ہے۔

جس کے بعد ام سلمہ فرماتی ہیں کہ حضور نے جیسے ہی سب کو آتے دیکھا بستر سے چادر اٹھا کر پھیلا دی اور اس پر سب کو بٹھا کر اطراف سے پکڑ کر اوڑھا دیا اور داہنے ہاتھ سے

طرف پروردگارا شارہ کیا مالک یہ میرے اہلبیتؑ ہیں لہذا ان سے رجس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل طور پر پاک و پاکیزہ رکھنا (تفسیر طبری 22 ص 7)۔

7۔حکیم بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے جناب ام سلمہ کے سامنے علیؑ کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا کہ آیت تطہیر انھیں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، واقعہ یہ ہے کہ رسول اکرم میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ کسی کو اندر آنے کی اجازت نہ دینا، اتنے میں فاطمہؑ آگئیں تو میں انھیں روک نہ سکی، پھر حسنؑ آگئے تو انھیں بھی نانا اور ماں کے پاس جانے سے روک نہ سکی، پھر حسینؑ آگئے تو انھیں بھی منع نہ کرسکی اور جب سب ایک فرش پر بیٹھ گئے تو حضور نے اپنی چادر سب کے سر پر ڈال دی اور کہا خدایا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں، ان سے رجس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل طور پر پاکیزہ رکھنا جس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی اور میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اور میں؟ تو حضور نے ہاں نہیں کی اور فرمایا کہ تمہارا انجام خیر ہے (تفسیر طبری 22 ص 8)۔

8۔شہر بن حوشب جناب ام سلمہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم نے علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور فاطمہؑ پر چادر اوڑھا دی اور فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہلبیتؑ اور خواص ہیں لہذا ان سے رجس کو دور رکھنا اور انھیں پاک و پاکیزہ رکھنا۔

جس پر میں نے عرض کی کہ کیا میں بھی انھیں میں سے ہوں؟ تو فرمایا کہ تمھارا انجام خیر ہے (مسند احمد بن حنبل 10 ص 197 / 26659، سنن ترمذی 5 ص 699 / 3871، مسند ابویعلیٰ 6 ص 290 / 6985، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 62 / ص 88 تاریخ دمشق حالات امام حسنؑ 65 ص 118)۔

واضح رہے کہ ترمذی میں انا منھم کے بجائے انا معھم ؟ ہے اور آخری تین مدارک

میں خاصتی کے بجائے حامتی ہے۔

9۔شہر بن حوشب ام سلمہ سے راوی ہیں کہ فاطمہؑ بنت رسول پیغمبر اکرم کے پاس حسنؑ و حسینؑ کو لے کر آئیں تو آپ کے ہاتھ میں حسنؑ کے واسطے ایک برمہ (پتھر کی بانڈی) تھا جسے سامنے لاکر رکھ دیا تو حضور نے دریافت کیا کہ ابوالحسنؑ کہاں ہیں، فاطمہؑ نے عرض کی کہ گھر میں ہیں! تو آپ نے انھیں بھی طلب کرلیا اور پانچوں حضرات بیٹھ کر کھانے لگے۔

جناب ام سلمہ کہتی ہیں کہ حضور نے آج مجھے شریک نہیں کیا جبکہ ہمیشہ شریک طعام فرمایا کرتے تھے، اس کے بعد جب کھانے سے فارغ ہوئے تو حضور نے سب کو ایک کپڑے میں جمع کرلیا اور دعا کی کہ خدایا ان کے دشمن سے دشمنی کرنا اور ان کے دوست سے دوستی فرمانا۔(مسند ابویعلی 6 ص 264 / 6915، مجمع الزوائد 9 ص 262 / 14971)

10۔شہر بن حوشب نے جناب ام سلمہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم نے فاطمہؑ سے فرمایا کہ اپنے شوہر اور فرزندوں کو بلاؤ اور جب سب آ گئے تو ان پر ایک فدک کے علاقہ کی چادر اوڑھا دی اور سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا خدایا یہ سب آل محمد ہیں لہذا اپنی رحمت و برکات کو محمد و آل محمد کے حق میں قرار دینا کہ تو قابل حمد اور مستحق مجد ہے۔

اس کے بعد میں نے چادر کو اٹھا کر داخل ہونا چاہا تو آپ نے میرے ہاتھ سے کھینچ لی اور فرمایا کہ تمہارا انجام بخیر ہے۔(مسند احمد بن حنبل 10 ص 228 / 26808۔المعجم الکبیر 3 ص 53 / 2664۔23 ص 336 / 779، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ ص 64 93، حالات امام حسنؑ ص 65، ص 67116، ص 120، مسند ابویعلی 6 ص 248 / 6876۔

11۔شہر بن حوشب ام سلمہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم میرے پاس تھے اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ بھی تھے، میں نے ان کے لئے غذا تیار کی اور سب کھا کر لیٹ گئے تو

پیغمبر اکرم نے ایک عبا یا چادر اوڑھا دی اور فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں، ان سے ہر رجس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل طور سے پاک و پاکیزہ رکھنا (تفسیر طبری 22 ص 6)۔

12۔ زوجہ پیغمبر جناب ام سلمہ کے غلام عبداللہ بن مغیرہ کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آیت تطہیر ان کے گھر میں نازل ہوئی جبکہ رسول اکرم نے مجھے حکم دیا کہ میں علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو طلب کروں اور میں نے سب کو طلب کرلیا، آپ نے داہنا ہاتھ علیؑ کے گلے میں ڈال دیا اور بایاں ہاتھ حسنؑ کے گلے میں، حسینؑ کو گود میں بٹھایا اور فاطمہؑ کو سامنے، اس کے بعد دعا کی کہ خدایا یہ میرے اہل اور میری عترت ہیں لہذا ان سے رجس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل طریقہ سے پاک و پاکیزہ رکھنا...... اور یہ بات تین مرتبہ فرمائی تو میں نے عرض کی کہ پھر میں؟ تو فرمایا کہ انشاء اللہ تم خیر پر ہو۔ (امالی طوسی (ر) 263 / 482۔ تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 67 / 97 لیکن اس میں راوی کا نام عبداللہ بن معین ہے جیسا کہ امالی کے بعض نسخوں میں پایا جاتا ہے)

13۔ عطا ابن ابی رباح کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے جناب ام سلمہ کو یہ بیان کرتے سنا تھا کہ رسول اکرم ان کے گھر میں تھے اور فاطمہؑ ایک برمہ (ہانڈی) لیکر آئیں جس میں ایک مخصوص غذا تھی اور رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوگئیں تو حضرت نے فرمایا کہ اپنے شوہر اور بچوں کو بلاؤ اور جب سب آگئے اور کھانا کھالیا تو ایک بستر پر لیٹ گئے جس پر خیبری چادر بچھی ہوئی تھی اور میں حجرہ میں مشغول نماز تھی تو آیت تطہیر نازل ہوئی اور آپ نے اس چادر کو سب کے اوپر ڈھانک دیا اور ایک ہاتھ باہر نکال کر آسمان کی طرف اشارہ کیا کہ خدایا یہ میرے اہلبیتؑ اور خواص ہیں، ان سے ہر رجس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل طور پر پاکیزہ رکھنا، خدایا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں ان سے ہر رجس کو دور رکھنا اور انھیں

مکمل طور سے پاک و پاکیزہ رکھنا۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے اس گھر میں سر ڈال کر گذارش کی کہ کیا میں بھی آپ کے ساتھ ہوں یا رسول اللہ؟ تو آپ نے فرمایا کہ تمھارا انجام خیر ہے، تمہارا انجام بخیر ہے۔ (مسند احمد بن حنبل 10 ص 177 / 26570۔ فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص 587 / 994۔ تاریخ دمشق حالات امام حسنؑ 68 ص 123، مناقب ابن مغازلی 304 / 348، مناقب امیر المومنین کوفی 2 ص 161 / 638 بروایت ابویعلی کندی)۔

14۔ عمرہ بنت افعلی کہتی ہیں کہ میں نے جناب ام سلمہ کو یہ کہتے سنا کہ آیت تطہیر میرے گھر میں نازل ہوئی ہے جبکہ گھر میں سات افراد تھے۔

جبرئیل، میکائیل، رسول اللہ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ۔

میں گھر کے دروازہ پر تھی، میں نے عرض کی حضور کیا میں اہلبیتؑ میں نہیں ہوں تو فرمایا کہ تم خیر پر ہو لیکن تم ازواج پیغمبر میں ہو، اہلبیتؑ میں نہیں ہو (تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 69 ص 102، 68 ص 101، درمنثور 6 ص 604 از ابن مردویہ، خصال 403 / 113، امالی صدوق (ر) 381 / 4 روضۃ الواعظین ص 175، تفسیر فرات کوفی 334 / 454، از ابوسعید)۔

15۔ امام رضاؑ نے اپنے آباء و اجداد کے حوالہ سے امام زین العابدینؑ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جناب ام سلمہ نے فرمایا ہے کہ آیت تطہیر میرے گھر میں اس دن نازل ہوئی ہے جس دن میری باری تھی اور رسول اکرم میرے گھر میں تھے، جب آپ نے علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو بلایا اور جبریل بھی آ گئے آپ نے اپنی خیبری چادر سب پر اوڑھا کر فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں، ان سے ہر رجس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل طور سے پاک و پاکیزہ

رکھنا جس کے بعد جبریل نے عرض کی کہ میں بھی آپ سے ہوں؟ اور آپ نے فرمایا کہ ہاں تم ہم سے ہوا ہے جبریل ...... اور پھر ام سلمہ نے عرض کی یا رسول اللہ اور میں بھی آپ کے اہلبیتؑ میں ہوں اور یہ کہہ کر چادر میں داخل ہونا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو، تمہارا انجام بخیر ہے، لیکن تم ازواج پیغمبر میں ہو جس کے بعد جبریل نے کہا کہ یا محمد! اس آیت کو پڑھو" انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا" کہ یہ آیت نبی، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کے بارے میں ہے (امالی طوسی (ر) 368 / 783 از علی بن علی بن رزین)۔

2۔ عائشہ

16۔ صفیہ بنت شیبہ عائشہ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم ایک صبح گھر سے برآمد ہوئے جب آپ سیاہ بالوں والی چادر اوڑھے ہوئے تھے اور اتنے میں حسنؑ آگئے تو آپ نے انھیں بھی داخل کرلیا، پھر حسینؑ آگئے اور انھیں بھی لے لیا، پھر فاطمہؑ آگئیں تو انھیں بھی شامل کرلیا اور پھر علیؑ آگئے تو انھیں بھی داخل کرلیا، اور اس کے بعد آیت تطہیر کی تلاوت فرمائی (صحیح مسلم 4 / 1883 / 2424، المستدرک 3 ص 159 / 4707، تفسیر طبری 22 ص 60 اس روایت میں صرف امام حسنؑ کا ذکر ہے، السنن الکبریٰ 2 ص 212 / 2858، المصنف ابن ابی شیبہ 7 ص 502 / 39 مسند اسحاق بن راہویہ 3 ص 278 / 1271، تاریخ دمشق حالات امام حسنؑ 63 / 113)

17۔ عوام بن حوشب نے تمیمی سے نقل کیا ہے کہ میں حضرت عائشہ کے پاس حاضر ہوا تو انھوں نے یہ روایت بیان کی کہ میں نے رسول اکرم کو دیکھا کہ آپ نے علیؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ کو بلایا اور فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں، ان سے ہر رجس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل

طور پر پاک و پاکیزہ رکھنا۔(امالی صدوق (ر)5 ص382)

18۔جمیع بن عمیر کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ حضرت عائشہ بنت ابی بکر کی خدمت میں حاضر ہوا تو میری والدہ نے سوال کیا کہ آپ فرمائیں رسول اکرم کی محبت علیؑ کے ساتھ کیسی تھی؟ تو انھوں نے فرمایا کہ وہ تمام مردوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے اور میں نے خود دیکھا ہے کہ آپ نے انھیں اور فاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ کو اپنی ردا میں داخل کر کے فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں، ان سے ہر رجس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل طور پر پاک و پاکیزہ رکھنا۔

جس کے بعد میں نے چاہا کہ میں بھی چادر میں سر ڈال دوں تو آپ نے منع کر دیا تو میں نے عرض کی کیا میں اہلبیتؑ میں نہیں ہوں؟ تو فرمایا کہ تم خیر پر ہو، بیشک تم خیر پر ہو، (تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص164، 642،شواہد التنزیل 2 ص61 / 682، 684 ،العمدة 40 / 23 مجمع البیان 8 / 559۔

واضح رہے کہ تاریخ دمشق میں راوی کا نام عمیر بن جمیع لکھا گیا ہے جو کہ تحریف ہے اور اصل جمیع بن عمیر ہے جیسا کہ دیگر تمام مصادر میں پایا جاتا ہے اور ابن حجر نے تہذیب میں تصریح کی ہے کہ جمیع بن عمیر التیمی الکوفی نے عائشہ سے روایت کی ہے اور ان سے عوام بن حوشب نے نقل کیا ہے۔!

آیت تطہیر کا نزول بیت ام سلمہؑ میں

آیت تطہیر کے نزول کے بارے میں وارد ہونے والی روایات کا جائزہ لیا جائے تو صاف طور پر یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ یہ آیت جناب ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی ہے اور اس کا خود حضرت عائشہ نے بھی اقرار کیا ہے جیسا کہ ابوعبداللہ الحدلی سے نقل کیا گیا ہے کہ

میں حضرت عائشہ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے سوال کیا کہ آیت "انما یرید اللہ" کہاں نازل ہوئی ہے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ بیت ام سلمہ میں! (تفسیر فرات کوفی 334/ 455)

دوسری روایت میں جناب ام سلمہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ اگر خود عائشہ سے دریافت کروگے تو وہ بھی یہی کہیں گی کہ ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر فرات الکوفی 334)

شیخ مفید ابوعبداللہ محمد بن محمد بن النعمان فرماتے ہیں کہ اصحاب حدیث نے روایت کی ہے کہ اس آیت کے بارے میں عمر سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ عائشہ سے دریافت کرو اور عائشہ نے فرمایا کہ میری بہن ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی ہے لہذا انھیں اس کے بارے میں مجھ سے زیادہ علم ہے۔ (الفصول المختارہ ص53، 54)

مذکورہ بالا اور عبداللہ بن جعفر کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ جناب ام سلمہ کے علاوہ عائشہ اور زینب جیسے افراد اس واقعہ کے عینی شاہد بھی ہیں اور انھوں نے ام سلمہ کی طرح چادر میں داخلہ کی درخواست بھی کی ہے اور حضور نے انکار فرمادیا ہے لہذا بعض محدثین کا یہ احتمال دینا کہ یہ واقعہ متعدد بار مختلف مقامات پر پیش آیا ہے، ایک بعید از قیاس مسئلہ ہے۔

اصحاب پیغمبرؐ اور مفہوم اہلبیتؑ

1۔ابوسعید خدریؓ

19۔عطیہ نے ابوسعید الخذری سے رسول اکرم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ یہ آیت پانچ افراد کے بارے میں نازل ہوئی ہے،میں،علیؑ،فاطمہؑ،حسنؑ،حسینؑ۔(تفسیر طبری 12/ 6،درمنثور 6 ص 604،العمدۃ 39 ص 21)۔

20۔عطیہ نے ابوسعید خدری سے آیت تطہیر کے بارے میں روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم نے علیؑ، فاطمہؑ،حسنؑ اور حسینؑ کو جمع کرکے سب پر ایک چادر اوڑھادی اور فرمایا کہ یہ میرے اہلبیتؑ ہیں،خدایا ان سے ہر رجس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل طور پر پاک و پاکیزہ رکھنا۔

اس وقت ام سلمہ دروازہ پر تھیں اور انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں اہلبیتؑ میں نہیں ہوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم خیر پر ہو، یا تمہارا انجام بخیر ہے،(تاریخ بغداد 10 ص 278،شواہد التنزیل 2 ص 38 / 657۔2 ص 139 / 774،تنبیہ الخواطر 1 ص 23)۔

21۔ابوایوب الصیرفی کہتے ہیں کہ میں نے عطیہ کوفی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے ابوسعید خدری سے دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ یہ آیت رسول اکرم،علیؑ،فاطمہؑ،حسن اور حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔(امالی طوسی (ر) 248 / 438۔

المعجم الکبیر 3 ص 56/ 2673،تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 75/ 108،اسباب نزول قرآن 368/ 696)۔

2۔ابو برزہ اسلمی

22۔ابو برزہ کا بیان ہے کہ میں نے، 17 مہینہ تک رسول اکرم کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ اپنے گھر سے نکل کر فاطمہؑ کے دروازہ پر آتے تھے اور فرماتے تھے، نماز! خدا تم پر رحمت نازل کرے اور یہ کہہ کر آیت تطہیر کی تلاوت فرماتے تھے (مجمع الزوائد 9 ص 267/ 14986)۔

3۔ابوالحمراء

23۔ابوداؤد نے ابوالحمراء سے نقل کیا ہے کہ میں نے پیغمبر اسلام کے دور میں سات مہینہ تک مدینہ میں حفاظتی فرض انجام دیا ہے اور میں دیکھتا تھا کہ حضور طلوع فجر کے وقت علیؑ و فاطمہؑ کے دروازہ پر آکر فرماتے تھے، الصلوٰۃ الصلوٰۃ، اور اس کے بعد آیت تطہیر کی تلاوت فرماتے تھے۔ (تفسیر طبری 22 ص 6)۔

4۔ابو لیلیٰ انصاری

24۔عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اپنے والد کے حوالہ سے پیغمبر اسلام کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ نے علیؑ مرتضیٰ سے فرمایا کہ میں سب سے پہلے جنّت میں داخل ہوگا اور اس کے بعد تم اور حسنؑ، حسینؑ اور فاطمہؑ...... خدایا یہ سب میرے اہل ہیں لہذا ان سے ہر رجس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل طور پر پاک و پاکیزہ رکھنا، خدایا ان کی نگرانی اور حفاظت فرمانا، تو ان کا ہوجا، ان کی نصرت اور امداد فرما...... انھیں عزت عطا فرما اور یہ ذلیل نہ ہونے پائیں اور مجھے

انھیں میں زندہ رکھنا کہ تو ہر شے پر قادر ہے۔(امالی طوسی (ر)ص 352 / 272،مناقب خوارزمی 62 / 31)۔

5۔انس بن مالک

25۔انس بن مالک کا بیان ہے کہ رسول اکرم 6 ماہ تک فاطمہؑ کے دروازہ سے نماز صبح کے وقت گذرتے تھے، الصلٰوۃ یا اہل البیت ......اور اس کے بعد آیت تطہیر کی تلاوت فرماتے تھے(سنن ترمذی 5 ص 352 / 3206 ، مسند احمد بن حنبل 4 ص 516 / 13730 ،فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 / 761 / 1340 ،مستدرک 3 / 172 / 4748، المعجم الکبیر 3 / 65 / 2671 ، المصنف 7 / 427 ،تفسیر طبری 22 ص 6 اس کتاب میں اذا خرج کے بجائے کلما خرج ہے کہ جب بھی نماز کے لئے نکلتے تھے)۔

6۔براء بن عازب

26۔براء بن عازب کا بیان ہے کہ علیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ رسول اکرم کے دروازہ پر آئے تو آپ نے سب کو اپنی چادر اوڑھادی اور فرمایا کہ خدایا یہ میری عترت ہے(تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 / 437 / 944،شواہد التنزیل 2 / 26 / 645)۔

7۔ثوبان

27۔سلیمان المنبہی نے غلام پیغمبر اسلام ثوبان سے نقل کیا ہے کہ حضور جب بھی سفر فرماتے تھے تو سب سے آخر میں فاطمہؑ سے رخصت ہوتے تھے اور جب واپس آتے تھے تو سب سے پہلے فاطمہؑ سے ملاقات کرتے تھے، ایک مرتبہ ایک غزوہ سے واپس آئے تو دروازہ پر ایک پردہ دیکھا اور حسنؑ حسینؑ کے ہاتھوں میں چاندی کے کڑے ......تو گھر میں

داخل نہیں ہوئے، جناب فاطمہؑ فوراً سمجھ گئیں اور پردہ کو اتار دیا اور بچوں کے کڑے بھی اتار لئے اور توڑ دیے، بچے روتے ہوئے پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے دونوں سے لے لیا اور مجھ سے فرمایا کہ اسے لے جا کر مدینہ کے فلاں گھر والوں کو دیدو کہ میں اپنے اہلبیتؑ کے بارے میں یہ پسند نہیں کرتا کہ یہ ان نعمتوں سے زندگانی دنیا میں استفادہ کریں، پھر فرمایا ثوبان جاؤ فاطمہؑ کے لئے ایک عصب (......) کا ہار اور بچوں کے لئے دوعاج (ہاتھی دانت) کے کڑے خرید کر لے آؤ (سنن ابی داؤد 4 / 87 / 4213، مسند احمد بن حنبل 8 / 320 / 22426، السنن الکبریٰ 1 / 41 / 91، احقاق الحق 10 / 234، 291)۔

واضح رہے کہ روایت کے جملہ تفصیلات کی ذمہ داری راوی پر ہے، مصنف کا مقصد صرف لفظ اہلبیتؑ کا استعمال ہے، جوادی۔

28۔ ابوہریرہ اور ثوبان دونوں نے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم اپنے سفر کی ابتدا اور انتہا بیتِ فاطمہؑ پر فرمایا کرتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے پدر بزرگوار اور شوہر نامدار کی خاطر ایک خیبری چادر کا پردہ ڈال دیا جسے دیکھ کر حضور آگے بڑھ گئے اور آپ کے چہرہ پر ناراضگی کے اثرات ظاہر ہوئے اور منبر کے پاس آکر بیٹھ گئے، فاطمہؑ کو جیسے ہی معلوم ہوا انھوں نے ہار۔ بُندے اور کڑے سب اتار دیے اور پردہ بھی اتار کر بابا کی خدمت میں بھیج دیا اور عرض کی کہ اسے راہ خدا میں تقسیم کردیں، آپ نے یہ دیکھ کر تین بار فرمایا، یہ کارنامہ ہے۔ فاطمہؑ پر ان کا باپ قربان۔ آل محمد کو دنیا سے کیا تعلق ہے، یہ سب آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور دنیا دوسرے افراد کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ (مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 343)۔

نوٹ: تفصیلات کے اعتبار کے لئے حضرت ابوہریرہ کا نام ہی کافی ہے۔ جوادی

8۔جابر بن عبداللہ انصاری

29۔ابن ابی عتیق نے جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم نے علیؑ۔فاطمہؑ اوران کے دونوں فرزندوں کو بلا کر ایک چادر اوڑھادی اورفرمایا، خدایا یہ میرے اہل ہیں، یہ میرے اہل ہیں، (شواہد التنزیل 2 / 28 / 647، مجمع البیان 8 / 560، احقاق الحق 2 ص 55 نقل ازعوالم العلوم)۔

30۔جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ میں ام سلمہ کے گھر میں رسول اکرم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آیت تطہیر نازل ہوگئی اورآپ نے حسنؑ حسینؑ اورفاطمہؑ کوطلب کر کے اپنے سامنے بٹھایا اورعلیؑ کوپس پشت بٹھایا اورفرمایا، خدایا یہ میرے اہلبیت ہیں، ان سے ہر رجس کو دور رکھنا اورانھیں مکمل طور پر پاکیزہ رکھنا۔

ام سلمہ نے عرض کی یارسول اللہ کیا میں بھی ان میں شامل ہوں؟ فرمایا تمھارا انجام بخیر ہے۔

تو میں نے عرض کی، حضور! اللہ نے اس عترت طاہرہ اور ذریّت طیبہ کو یہ شرف عنایت فرمایا ہے کہ ان سے ہر رجس کو دور رکھا ہے، تو آپ نے فرمایا، جابر ایسا کیوں نہ ہوتا، یہ میری عترت ہیں اوران کا گوشت اورخون میرا گوشت اورخون ہے، یہ میرا بھائی سیدالاولیاء ہے۔اور یہ میرے فرزند بہترین فرزند ہیں اور یہ میری بیٹی تمام عورتوں کی سردار ہے اور یاد رکھو کہ مہدی بھی ہمیں میں سے ہوگا (کفایۃ الاثر ص 66)۔

9۔زید بن ارقم

31۔یزید بن حیان نے زید بن ارقم سے حدیث ثقلین کے ذیل میں نقل کیا ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ آخر یہ اہلبیتؑ کون ہیں، کیا یہ ازواج ہیں تو انھوں نے فرمایا کہ ہرگز

نہیں، عورت تو مرد کے ساتھ ایک عرصہ تک رہتی ہے، اس کے بعد اگر طلاق دیدی تو اپنے گھر اور اپنی قوم کی طرف پلٹ جاتی ہے" اور رشتہ ختم ہو جاتا ہے"...... اہلبیتؑ وہ قرابتدار ہیں جن پر صدقہ حرام کر دیا گیا ہے (صحیح مسلم 4 ص 37 / 1874)۔

10۔زینب بنت ابی سلمہ

32۔ابن لہیعہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عمرو بن شعیب نے نقل کیا ہے کہ وہ زینب بنت ابی سلمہ کے یہاں وارد ہوئے تو انھوں نے یہ قصہ بیان کیا کہ رسول اکرم ام سلمؑ کے گھر میں تھے کہ حسنؑ و حسینؑ اور فاطمہؑ آگئیں، آپ نے حسنؑ کو ایک طرف بٹھایا اور حسین کو دوسری طرف، فاطمہؑ کو سامنے جگہ دی اور پھر فرمایا کہ رحمت و برکات الٰہی تم اہلبیتؑ کے لئے ہے، وہ پروردگار حمید بھی ہے اور مجید بھی ہے (المعجم الکبیر 24 ص 281 / 713)۔

11۔سعد بن ابی وقاص

33۔عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تو حضور نے علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو طلب کر کے فرمایا کہ یہ میرے اہل ہیں (صحیح مسلم 4 / 32 / 1871 سنن ترمذی 5 / 225 / 2999، مسند ابن حنبل 1 / 391 / 1608، مستدرک 3 / 163 / 4719، السنن الکبریٰ 7 ص 101 / 13392، الدرالمنثور 2 ص 233، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 1 ص 207 / 271، امالی طوسی (ر) ص 307 / 616)۔

34۔عامر بن سعد نے سعد سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم پر وحی نازل ہوئی تو آپ نے علیؑ ، فاطمہؑ اور ان کے فرزندوں کو چادر میں لے کر فرمایا کہ خدایا یہی میرے اہل اور اہلبیتؑ ہیں (مستدرک 3 ص 159 / 4708 السنن الکبریٰ 7 ص 101 / 13391، تفسیر

طبری 33/8، الدر المنثور 6 ص 605)۔

35۔ سعید بن جبیر نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ میں منزل ذی طویٰ میں معاویہ کے پاس موجود تھا جب سعد بن وقاص نے وارد ہو کر سلام کیا اور معاویہ نے قوم سے خطاب کر کے کہا کہ یہ سعد بن ابی وقاص ہیں جو علیؑ کے دوستوں میں ہیں اور قوم نے یہ سن کر سر جھکا لیا اور علیؑ کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا، سعد رونے لگے تو معاویہ نے پوچھا کہ آخر رونے کا سبب کیا ہے؟ سعد نے کہا کہ میں کیونکر نہ رؤوں، رسول اکرم کے ایک صحابی کو گالیاں دی جا رہی ہیں اور میری مجبوری ہے کہ میں روک بھی نہیں سکتا ہوں!

جبکہ علیؑ میں ایسے صفات تھے کہ اگر میرے پاس ایک بھی صفت ہوتی تو دنیا اور مافیہا سے بہتر سمجھتا!۔

یہ کہہ کر اوصاف علیؑ کو شمار کرنا شروع کر دیا...... اور کہا کہ پانچویں صفت یہ ہے کہ جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو پیغمبر اکرم نے علیؑ حسنؑ، حسینؑ اور فاطمہؑ کو بلا کر فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہل ہیں ان سے ہر رجس کو دور رکھنا اور انھیں حق طہارت کی منزل پر رکھنا (امالی طوسی (ر) ص 598/1243)۔

36۔ سعد بن ابی وقاص کا بیان ہے کہ جب معاویہ نے انھیں امیر بنایا تو یہ سوال کیا کہ آخر تم ابوتراب کو گالیاں کیوں نہیں دیتے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد رہیں گی جنھیں رسول اکرم نے فرمایا ہے۔ میں انھیں برا نہیں کہہ سکتا ہوں اور اگر ان میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہو جاتی تو سرخ اونٹوں سے زیادہ قیمتی ہوتی...... ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تو حضور نے علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو جمع کر کے فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہل ہیں۔ (سنن ترمذی 5 ص 638/3724، خصائص

امیر المؤمنینؑ للنسائی 44/9 شواہد التنزیل 332/36، تفسیر عیاشی 1 ص 177/69)۔

12۔ صبیح مولیٰ ام سلمہ

37۔ ابراہیم بن عبدالرحمن بن صبیح مولیٰ ام سلمہ نے اپنے جد صبیح سے نقل کیا ہے کہ میں رسول اکرم کے دروازہ پر حاضر تھا جب علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ آئے اور ایک طرف بیٹھ گئے، حضرت باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم سب خیر پر ہو، اس کے بعد آپ نے اپنی خیبری چادر ان سب کو اوڑھا دی اور فرمایا کہ جو تم سے جنگ کرے میری اس سے جنگ ہے اور جو تم سے صلح کرے میری اس سے صلح ہے (المعجم الاوسط 3/407/2854، اسد الغابہ 3/7/2481)۔

13۔ عبداللہ بن جعفر

38۔ اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اکرم نے رحمت کو نازل ہوتے دیکھا تو فرمایا میرے پاس بلاؤ میرے پاس بلاؤ...... صفیہ نے کہا یا رسول اللہ کس کو بلانا ہے؟ فرمایا میرے اہلبیتؑ علیؑ، فاطمہؑ، حسن، حسینؑ۔

چنانچہ سب کو بلا گیا اور آپ نے سب کو اپنی چادر اوڑھا دی اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا خدایا یہ میری آل ہے لہذا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور اس کے بعد آیت تطہیر نازل ہوگئی (مستدرک 3 ص 160/4709۔ شواہد التنزیل 2 ص 55/675، اس روایت میں صفیہ کے بجائے زینب کا ذکر ہے)۔

39۔ اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر طیار نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ نے جبریل کو آسمان سے نازل ہوتے دیکھا تو فرمایا کہ میرے پاس کون بلا دے گا

،میرے پاس کون بلادے گا......؟ زینبؑ نے کہا کہ میں حاضرہوں کسے بلانا ہے؟ فرمایا علیؑ، فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ کو بلاؤ۔!

پھر آپ نے حسنؑ کو داہنی طرف ،حسینؑ کو بائیں طرف اور علیؑ و فاطمہؑ کو سامنے بٹھا کر سب پر ایک چادر ڈال دی اور فرمایا خدایا ہر نبی کے اہل ہوتے ہیں اور میرے اہل یہ افراد ہیں جس کے بعد آیت تطہیر نازل ہوگئی اور زینبؑ نے گزارش کی کہ میں چادر میں داخل نہیں ہوسکتی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہوانش تم خیر پر ہو۔(شواہد التنزیل 2 ص53/673،فرائدالسمطین 2/18/362،العمدۃ 04/24،احقاق الحق 9 ص52)۔

14۔عبدالبہ بن عباس

40۔عمرو بن میمون کا بیان ہے کہ میں ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا کہ نو افراد کی جماعت وارد ہوگئی اوران لوگوں نے کہا کہ یا آپ ہمارے ساتھ چلیں یا یہیں تنہائی کا انتظام کریں؟ ابن عباس نے کہا کہ میں ہی تم لوگوں کے ساتھ چل رہا ہوں۔اس زمانہ میں ان کی بینائی ٹھیک تھی اور نابینا نہیں ہوئے تھے، چنانچہ ساتھ گئے اوران لوگوں نے آپس میں گفتگو شروع کردی، مجھے گفتگو کی تفصیل تو نہیں معلوم ہے، البتہ ابن عباس دامن جھاڑتے ہوئے اوراف اورتف کہتے ہوئے واپس آئے ،افسوس یہ لوگ اس کے بارے میں برائیاں کررہے ہیں جس کے پاس دس ایسے فضائل ہیں جو کسی کو حاصل نہیں ہیں۔

یہ اس کے بارے میں کہہ رہے ہیں جس کے بارے میں رسول اکرم نے فرمایا تھا کہ عنقریب اس شخص کو بھیجوں گا جسے خدا کبھی رسوا نہیں ہونے دے گا اور وہ خدا و رسول کا چاہنے والا ہوگا...... یہاں تک کہ یہ واقعہ بھی بیان کیا کہ حضور نے اپنی چادر علیؑ وفاطمہؑ اورحسنؑ

وحسینؑ پر ڈال دی اور آیت تطہیر کی تلاوت فرمائی۔(مستدرک 3 / 143 / 4652، مسند ابن حنبل 1 / 708 / 3062، خصائص نسائی 70 / 23، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ/ 189 / 250۔

41۔عمرو بن میمون نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم نے حسنؑ و حسینؑ اور علیؑ و فاطمہؑ کو بلا کر ان پر چادر ڈال دی اور فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہلبیت اور اقرباء ہیں، ان سے رجس کو دور رکھنا اور انھیں حق طہارت کی منزل پر رکھنا۔(تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 1 ص 184 / 249، شواہد التنزیل 2 / 50 / 670، احقاق الحق 15 ص 628 ۔ 631)۔

42 ۔سعید بن جبیر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ خدایا اگر تیرے کسی بھی نبی کے ورثہ اور اہلبیتؑ ہیں تو علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ میرے اہلبیتؑ اور میرے سرمایہ ہیں لہذا ان سے ہر رجس کو دور رکھنا اور انھیں کمال طہارت کی منزل پر رکھنا۔

43۔سعید بن المسیب نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ایک دن رسول اکرم تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ بھی تھے کہ آپ نے دعا فرمائی خدایا تجھے معلوم ہے کہ یہ سب میرے اہلبیتؑ ہیں اور مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں لہذا ان کے دوست سے محبت کرنا اور ان کے دشمن سے دشمنی رکھنا، جو ان سے موالات رکھے تو اس سے محبت کرنا جو ان سے دشمنی کرتے تو اس سے دشمنی کرنا، ان کے مددگاروں کی مدد کرنا اور انھیں ہر رجس سے پاک رکھنا، یہ گناہ سے محفوظ رہیں اور روح القدس کے ذریعہ ان کی تائید کرتے رہا۔

اس کے بعد آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیا اور فرمایا خدایا میں تجھے گواہ کرکے کہہ رہا ہوں کہ میں ان کے دوستوں کا دوست اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں، ان سے صلح رکھنے والے کی مجھ سے صلح ہے اور ان سے جنگ کرنے والے سے میری جنگ ہے، میں ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں اور ان کے دوستوں کا دوست ہوں۔ (امالی صدوق (ر) 393/ 18، بشارۃ المصطفیٰ ص177)۔

44۔ ابن عباس حضرت علیؑ و فاطمہؑ کے عقد کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم نے دونوں کو سینہ سے لگا کر فرمایا کہ خدایا یہ دونوں مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں ...... خدایا جس طرح تو نے مجھ سے رجس کو دور رکھا ہے اور مجھے پاکیزہ بنایا ہے، اسی طرح انھیں بھی طیب و طاہر رکھنا۔ (معجم کبیر 24 ص134 / 362۔22 / 412 / 1022، المصنف عبدالرزاق 5 / 489 / 9782)۔

15۔ عمر بن ابی سلمہ

45۔ عطاء بن ابی ریاح نے عمر بن ابی سلمہ (پروردۂ رسالتمآب) سے نقل کیا ہے کہ آیت تطہیر رسول اکرم پر ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی ہے، جب آپ نے فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو طلب کیا اور سب پر ایک چادر اوڑھا دی اور علیؑ پس پشت بیٹھے تھے انھیں بھی چادر شامل کرلیا اور فرمایا خدایا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں، ان سے رجس کو دور رکھنا اور پاک و پاکیزہ رکھنا۔

جس کے بعد ام سلمہ نے فرمایا کہ یا نبی اللہ کیا میں بھی انھیں میں سے ہوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ تمھاری اپنی ایک جگہ ہے اور تمھارا انجام بخیر ہونے والا ہے (سنن ترمذی 5 / 663 / 3787 اسد الغابہ 2 / 17، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 71 / 104، تفسیر

طبری 22/ 8 احقاق الحق 3 ص 2528 ص 510)۔

16۔عمر بن الخطاب

46۔عیسی بن عبداللہ بن مالک نے عمر بن الخطاب سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اکرم کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں آگے آگے جارہا ہوں اورتم سب میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونے والے ہو، یہ ایسا حوض ہے جس کی وسعت صنعاء سے بصریٰ کے برابر ہے اوراس میں ستاروں کے عدد کے برابر چاندی کے پیالے ہوں گےاور جب تم لوگ وارد ہوگےتو میں تم سے ثقلین کے بارے میں سوال کروں گالہذا اس کا خیال رکھنا کہ میرے بعدان کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے، یادرکھوسبب اکبر کتاب خدا ہےجس کا ایک سرا خدا کے پاس ہے اورایک تمھارے پاس ہے،اس سے وابستہ رہنا اوراس میں کسی طرح کی تبدیلی نہ کرنا اور دوسرا ثقل میری عترت اور میری اہلبیتؑ ہیں،خدائے لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں حوض کوثر تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ یہ آپ کی عترت کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا میرے اہلبیتؑ اولادعلیؑ وفاطمہؑ ہیں،جن میں سے نوحسینؑ کے صلب سے ہوں گے،یہ سب ائمہ ابرار ہوں گے اوریہی میری عترت ہے جو میرا گوشت اور میرا خون ہے۔(کفایۃ الاثر ص 91، تفسیر برہان، 1/ 9 نقل از ابن بابویہ در کتاب النصوص علی الائمۃ)۔

17۔واثلہ بن الاسقع

47۔ابوعمار نے واثلہ بن الاسقع سے نقل کیا ہے کہ میں علیؑ کے پاس آیا اورانھیں نہ پاسکا تو فاطمہؑ نے فرمایا کہ وہ رسول اکرم کے پاس انھیں مدعو کرنے گئے ہیں۔اتنے میں دیکھا کہ حضور کے ساتھ آرہے ہیں، دونوں حضرات گھر میں داخل ہوئے اور میں بھی ساتھ

میں داخل ہوگیا، آپ نے حسنؑ و حسینؑ کو طلب کر کے اپنے زانو پر بٹھایا اور فاطمہؑ اور ان کے شوہر کو اپنے سامنے بٹھایا اور سب پر ایک چادر ڈال دی اور آیت تطہیر کی تلاوت کر کے فرمایا کہ یہی میرے اہلبیتؑ ہیں، خدایا میرے اہلبیتؑ زیادہ حقدار ہیں۔ (مستدرک 3 / 159 / 4706۔451 / 3559)۔

48۔ شداد ابوعمار ناقل ہیں کہ میں واثلہ بن الاسقع کے پاس وارد ہوا جبکہ ایک قوم وہاں موجود تھی، اچانک علیؑ کا ذکر آ گیا اور سب نے انھیں بُرا بھلا کہا تو میں نے بھی کہہ دیا، اس کے بعد جب تمام لوگ چلے گئے تو واثلہ نے پوچھا کہ تم نے کیوں گالیاں دیں۔ میں نے کہا کہ سب دے رہے تھے تو میں نے بھی دیدیں۔ واثلہ نے کہا کیا میں تمھیں بتاؤں کہ میں نے رسول اکرم کے یہاں کیا منظر دیکھا ہے؟ میں نے اشتیاق ظاہر کیا...... تو فرمایا کہ میں فاطمہؑ کے گھر علیؑ کی تلاش میں گیا تو فرمایا کہ رسول اکرم کے پاس گئے ہیں، میں انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ حضور مع علیؑ و حسنؑ و حسینؑ کے تشریف لائے اور آپ دونوں بچوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، اس کے بعد آپ نے علیؑ و فاطمہؑ کو سامنے بٹھایا اور حسنؑ و حسینؑ کو زانو پر اور سب پر ایک چادر ڈال کر آیت تطہیر کی تلاوت فرمائی اور دعا کی کہ خدایا یہ سب میرے اہلبیتؑ ہیں اور میرے اہلبیت زیادہ حقدار۔ (فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص 577، مسند احمد بن حنبل 6 / 45، المصنف ابن ابی شیبہ، العمدۃ 40 / 25، معجم کبیر 3 / 49 / 2670، 2669)۔

49۔ شداء بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے واثلہ بن الاسقع سے اس وقت سنا جب امام حسینؑ کا سر لایا گیا اور انھوں نے اپنے غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کی قسم میں ہمیشہ علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ سے محبت کرتا رہوں گا کہ میں نے ام سلمہ کے مکان میں حضور سے بہت سی باتیں سنی ہیں، اس کے بعد اس کی تفصیل اس طرح بیان کی کہ

میں ایک دن حضرت کے پاس حاضر ہوا جب آپ ام سلمہ کے گھر میں تھے اتنے میں حسنؑ آ گئے آپ نے انھیں داہنے زانو پر بٹھایا اور بوسہ دیا، پھر حسینؑ آ گئے اور انھیں بائیں زانو پر بٹھا کر بوسہ دیا، پھر فاطمہ آ گئیں انھیں سامنے بٹھایا اور پھر علیؑ کو طلب کیا اور اس کے بعد سب پر ایک خیبری چادر ڈال دی اور آیت تطہیر کی تلاوت فرمائی ......تو میں نے واثلہ سے پوچھا کہ یہ رجس کیا ہے؟ فرمایا۔ خدا کے بارے میں شک۔ (فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 / 672 / 1149، اسد الغابہ 2 / 27، العمدۃ 34 / 15)۔

50۔ ابوعمار الشداد واثلہ بن الاسقع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم نے علیؑ کو داہنے بٹھایا اور فاطمہؑ کو بائیں، حسنؑ و حسینؑ کو سامنے بٹھایا اور سب پر ایک چادر اوڑھا کر دعا کی کہ خدایا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں اور اہلبیتؑ کی بازگشت تیری طرف ہے نہ کہ جہنم کی طرف (مسند ابویعلی 6 / 479 / 7448، نثر الدرا/ 236، السنن الکبریٰ 2 / 217 / 2870)۔

51۔ ابوالازہر واثلہ بن الاسقع سے نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم نے علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو چادر کے نیچے جمع کر لیا تو دعا کی کہ خدایا تو نے اپنی صلوات ورحمت و مغفرت ورضا کو ابراہیم اور آل ابراہیم کے لئے قرار دیا ہے اور یہ سب مجھ سے ہیں ان سے ہوں لہذا اپنی صلوات ورحمت ومغفرت ورضا کو میرے اور ان کے لئے بھی قرار دیدے۔

(مناقب خوارزمی 63 / 32، کنز العمال 13 / 603 / 37544، 12 / 101 / 34186)

اہلبیتؑ اور مفہوم لفظ اہلبیتؑ

52۔ موسیٰ بن عبدربہ کا بیان ہے کہ میں نے امیر المومنینؑ کی زندگی میں امام حسینؑ

کومسجد پیغمبر میں یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے رسول اکرم سے سنا ہے کہ میرے اہلبیتؑ تم لوگوں کے لئے باعث امان ہیں لہذا ان سے میری وجہ سے محبت کرواوران سے متمسک ہوجاؤ تا کہ گمراہ نہ ہوسکو۔

پوچھا گیا یا رسول اللہ آپ کے اہلبیتؑ کون ہیں؟ فرمایا کہ علیؑ اور میرے دونوں نواسے اورنواولادحسینؑ جوائمہ معصوم اورامانتدار مذہب ہوں گے، آگاہ ہوجاؤ کہ یہی میرے اہلبیتؑ اور میری عترت ہیں جن کا گوشت اورخون میرا گوشت اورخون ہے۔(کفایہ الاثر ص 171)۔

53۔امام صادقؑ نے اپنے آباء کرام کے واسطہ سے رسول اکرم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میں تمہارے درمیان دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدااور ایک میری عترت جو میرے اہلبیتؑ ہیں، یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر وارد ہوجائیں اوراس حقیقت کو دوانگلیوں کو آپس میں جوڑ کر واضح کیا،جس کے بعد جابر بن عبداللہ انصاری نے اٹھ کر دریافت کیا کہ حضور آپ کی عترت کون ہے؟ فرمایا علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور قیامت تک اولادحسینؑ کے امام (کمال الدین ص 244 معانی الاخبار 5 / 91)۔

54۔امام صادقؑ سے ان کے آباء کرام کے واسطہ سے نقل کیا گیا ہے کہ امیر المؤمنینؑ سے رسول اکرم کے اس ارشاد گرامی کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدااور ایک عترت ......توعترت سے مراد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں، حسنؑ، حسینؑ، نو اولاد حسینؑ کے امام جن کا نواں مہدی اور قائم ہوگا، یہ سب کتاب خدا سے جدا نہ ہوں گے اور نہ کتاب خدا ان سے جدا ہوگی یہاں تک کہ

رسول اکرم کے پاس حوض کوثر پر وارد ہوجائیں۔(کمال الدین 240 / 64،معانی الاخبار 90 / 4،عیون اخبار الرضا 1 ص 57 / 25۔

55۔امیر المؤمنینؑ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم آرام فرمارہے تھے اور آپ نے اپنے پہلو میں مجھے اور میری زوجہ فاطمہؑ اور میرے فرزند حسنؑ وحسینؑ کو بھی جگہ دیدی اور سب پر ایک عبا اوڑھادی تو پروردگار نے آیت تطہیر نازل فرمادی اور جبریل نے گذارش کی کہ میں بھی آپ ہی حضرات سے ہوں جس کے بعد وہ چھٹے ہوگئے۔(خصال صدوق (ر) بروایت مکحول)۔

56۔امیر المؤمنینؑ کا ارشاد ہے کہ رسول اکرم نے مجھے اور فاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ کو ام سلمہ کے گھر میں جمع کیا اور سب کو ایک چادر میں داخل کرلیا اس کے بعد دعا کی کہ خدایا یہ سب میرے اہلبیتؑ ہیں لہذا ان سے رجس کو دور رکھنا اور انھیں حق طہارت کی منزل پر رکھنا،جس کے بعد ام سلمہ نے گذارش کی کہ میں بھی شامل ہوجاؤں؟ تو فرمایا کہ تم اپنے گھر والوں سے ہو اور خیر پر ہو اور اس بات کی تین مرتبہ تکرار فرمائی (شواہد التنزیل 2 / 52)۔

57۔امیر المؤمنینؑ ہی کا ارشاد ہے کہ میں رسول اکرم کے پاسس ام سلمہ کے گھر میں وارد ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ یا علیؑ یہ آیت تمھارے،میرے دونوں فرزند اور تمھاری اولاد کے ائمہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔(کفایۃ الاثر ص 156 از عیسی بن موسیٰ الہاشمی......)۔

58۔امام حسنؑ کا بیان ہے کہ آیت تطہیر کے نزول کے وقت رسول اکرم نے ہم سب کو جناب ام سلمہ کی خیبری چادر کے نیچے جمع فرمایا اور دعا کی کہ خدایا یہ سب میری عترت اور میری اہلبیتؑ ہیں لہذا ان سے ہر رجس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل طور پر پاک و پاکیزہ رکھنا

۔(مناقب ابن مغازلی ص372، امالی طوسی (ر)559 / 1173، مجمع البیان 8 / 560 بروایت زاذان)۔

59۔امام صادقؑ نے اپنے پدر بزرگوار اور جد امجد کے واسطہ سے امام حسنؑ سے آیت تطہیر کی شان نزول اس طرح نقل کی ہے کہ رسول اکرم نے مجھے، میرے بھائی، والدہ اور والد کو جمع کیا اور جناب ام سلمہ کی خیبری چادر کے اندر لے لیا اور یہ دعا کی کہ خدایا یہ سب میرے اہلبیتؑ ہیں، یہ میری عترت اور میرے اہل ہیں، ان سے رجس کو دور رکھنا اور انھیں حق طہارت کی منزل پر رکھنا، جس کے بعد جناب ام سلمہ نے گزارش کی کہ کیا میں بھی داخل ہوسکتی ہوں تو آپ نے فرمایا خدا تم پر رحمت نازل کرے، تم خیر پر ہو اور تمہارا انجام بخیر ہے لیکن یہ شرف صرف میرے اور ان افراد کے لئے ہے۔

یہ واقعہ ام سلمہ کے گھر میں پیش آیا جس دن حضور ان کے گھر میں تھے۔(امالی طوسی (ر)564 / 2274 بروایت عبدالرحمان بن کثیر، ینابیع المودہ3 / 368)۔

60۔امام حسنؑ نے اپنے اکی خطبہ میں ارشاد فرمایا، عراق والو! ہمارے بارے میں خدا سے ڈرو۔ہم تمھارے اسیر اور مہمان ہیں ہم وہ اہلبیتؑ ہیں جن کے بارے میں آیۂ تطہیر نازل ہوئی ہے...... اور اس کے بعد اسقدر تفصیل سے خطبہ ارشاد فرمایا کہ ساری مسجد میں ہر شخص گریہ وزاری میں مشغول ہوگیا۔معجم کبیر 3 ص96 / 2761، مناقب ابن مغازلی 382 / 431، تاریخ دمشق حالات امام حسنؑ 180 / 304 بروایت ابی جمیلہ)۔

61۔امام حسینؑ نے مروان بن الحکم سے گفتگو کے دوران فرمایا کہ دور ہوجا۔تو رجس ہے اور ہم اہلبیتؑ مرکز طہارت ہیں، اللہ نے ہمارے بارے میں آیت تطہیر نازل کی ہے۔(مقتل الحسینؑ خوارزمی 1 ص185، الفتوح 5 ص17)۔

62۔ ابوالدیلم کا بیان ہے کہ امام زین العابدینؑ نے ایک مرد شامی سے گفتگو کے دوران فرمایا کہ کیا تو نے سورۂ احزاب میں آیہ تطہیر نہیں پڑھی ہے تو اس نے کہا کہ کیا آپ وہی ہیں؟ فرمایا بیشک (تفسیر طبری 22/ 8)۔

63۔ ابونعیم نے ایک جماعت کے حوالہ سے نقل کیا ہے جو کربلا کے اسیروں کے ساتھ تھی کہ جب ہم دمشق پہنچے اور عورتوں اور قیدیوں کو بے نقاب داخل کیا گیا تو اہل شام نے کہنا شروع کیا کہ ہم نے اتنے حسین قیدی نہیں دیکھے ہیں، تم لوگ کہاں کے رہنے والے ہو تو سکینہؑ بنت الحسینؑ نے فرمایا ہم آل محمد کے قیدی ہیں، جس کے بعد سب کو مسجد کے زینہ پر کھڑا کر دیا گیا اور انھیں کے درمیان حضرت علیؑ بن الحسینؑ بھی تھے، آپ کے پاس ایک بوڑھا آدمی آیا اور کہنے لگا، خدا کا شکر ہے کہ اس نے تمھیں اور تمھارے گھر والوں کو قتل کر دیا اور فتنہ کی سینگ کاٹ دی، اور پھر یونہی بُرا بھلا کہتا رہا، یہاں تک کہ جب خاموش ہوا تو آپ نے فرمایا تو نے کتاب خدا پڑھی ہے؟ اس نے کہا بے شک پڑھی ہے! فرمایا کیا آیت مودت پڑھی ہے؟ اس نے کہا بیشک! فرمایا ہم وہی قرابتداران پیغمبر ہیں۔

فرمایا۔ کیا آیت "آت ذاالقربیٰ حقہ" پڑھی ہے؟ کہا بیشک! ۔فرمایا ہم وہی اقربا ہیں۔

فرمایا کیا آیت تطہیر پڑھی ہے؟ اس نے کہا بیشک! فرمایا ہم وہی اہلبیتؑ ہیں۔

یہ سن کر شامی نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا اور کہا خدایا میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور دشمنان آل محمد سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں اور ان کے قاتلوں سے برائت کرتا ہوں، میں نے قرآن ضرور پڑھا تھا لیکن سوچا بھی نہیں تھا کہ یہ حضرات وہی ہیں ۔(امالی صدوق (ر) 141 ، الاحتجاج 2 / 120 ، ملہوف 176 ، مقتل خوارزمی 2 ص

(61)۔

64۔امام محمد باقرؑ نے آیت تطہیر کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ آیت علیؑ وفاطمہؑ اور حسنؑ وحسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کا نزول ام سلمہ کے گھر میں ہوا ہے جب حضور نے علیؑ وفاطمہؑ اور حسنؑ وحسینؑ کو جمع کر کے ایک خیبری ردا کے اندر لے لیا اور خود بھی اس میں داخل ہوکر دعا کی کہ خدایا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں جن کے بارے میں تو نے وعدہ کیا ہے لہذا اب ان سے ہر رجس کو دور رکھنا اور انھیں حق طہارت کی منزل پر فائز رکھنا،جس کے بعد ام سلمہ نے درخواست کی کہ مجھے بھی شامل فرمالیں؟ تو آپ نے فرمایا تمھارے لئے یہ بشارت ہے کہ تمھارا انجام خیر ہے۔

اور ابوالجارود نے جناب زین بن علیؑ بن الحسینؑ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ بعض جہلاء کا خیال ہے کہ یہ آیت ازواج کے بارے میں ہوئی ہے حالانکہ یہ جھوٹ اور افترا ہے، اگر مقصود پروردگار ازواج ہوتیں تو آیت کے الفاظ "عنکن"، "یطہرکن" ہوتے اور کلام مونث کے انداز میں ہوتا جس طرح کہ دیگر الفاظ ایسے ہیں" واذکرون"، "بیوتکن"، "تبرجن"، "لستن"......!(تفسیر قمی 2 ص 193)۔

65۔امام جعفر صادقؑ نے ایک طویل حدیث میں آیہ تطہیر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت علیؑ وفاطمہؑ اور حسنؑ وحسینؑ تھے جنھیں رسول اکرم نے ام سلمہ کے گھر میں ایک چادر میں جمع کیا اور فرمایا کہ خدایا ہر نبی کے اہل اور ثقل ہوتے ہیں اور میرے اہلبیتؑ اور میرا سرمایہ یہی افراد ہیں،جس کے بعد ام سلمہ نے سوال کیا کہ کیا میں آپ کے اہل میں نہیں ہوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ بس یہی میرے اہل اور میرا سرمایہ ہیں۔(کافی 1 / 287 از ابوبصیر)

66۔ابوبصیر کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے دریافت کیا کہ آل محمدکون ہیں ؟آپ نے فرمایا کہ ذریت رسول!

میں نے پوچھا کہ پھر اہلبیتؑ کون ہیں؟ فرمایا ائمہ اوصیاء۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ عترت کون ہیں؟ فرمایا اصحاب کساء پھر عرض کی کہ امت کون ہے؟ فرمایا وہ مومن جنھوں نے آپ کی رسالت کی تصدیق کی ہے اور ثقلین سے تمسک کیا ہے یعنی کتاب خدا اور عترت و اہلبیتؑ سے وابستہ رہے ہیں جن سے پروردگار نے رجس کو دور رکھا ہے اور انھیں پاک و پاکیزہ بنایا ہے، یہی دونوں پیغمبر کے بعد امت میں آپ کے خلیفہ اور جانشین ہیں۔(امالی صدوق (ر) 200/10، روضۃ الواعظین ص294)۔

67۔عبدالرحمان بن کثیر کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا کہ آیت تطہیر سے مراد کون حضرات ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ آیت رسول اکرم حضرت علیؑ و فاطمہؑ اور حضرت حسنؑ و حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، رسول اکرم کے بعد حضرت علیؑ، ان کے بعد امام حسنؑ اس کے بعد امام حسینؑ۔اس کے بعد تاویلی اعتبار سے تمام ائمہ جن میں سے امام زین العابدینؑ بھی امام تھے اور پھر ان کی اولاد میں اوصیاء کا سلسلہ رہا جن کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور ان کی معصیت خدا کی نافرمانی ہے۔(علل الشرائع 2 ص 205، الامامۃ والتبصرۃ 177/29)۔

68۔ ریان بن الصلت کہتے ہیں کہ امام رضاؑ مرو میں مامون کے دربار میں تشریف لائے تو وہاں خراسان اور عراق والوں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔

یہاں تک کہ مامون نے دریافت کیا کہ عترت طاہرہ سے مراد کون افراد ہیں؟

امام رضاؑ نے فرمایا کہ جن کی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی ہے، اور رسول اکرم

نے فرمایا کہ میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک کتاب خدا اور ایک میری عترت اور میرے اہلبیتؑ اور یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک حوض کوثر پر نہ وارد ہو جائیں۔ دیکھو خبردار اس کا خیال رکھنا کہ میرے اہل کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہو اور انھیں پڑھانے کی کوشش نہ کرنا کہ یہ تم سے زیادہ عالم اور فاضل ہیں۔ درباری علماء نے سوال اٹھادیا کہ ذرا یہ فرمائیں کہ یہ عترت آل رسول ہے یا غیر آل رسول ہے؟ فرمایا یہ آل رسول ہی ہے لوگوں نے کہا کہ رسول اکرم سے تو یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ میری امت ہی میری آل ہے اور صحابہ کرام بھی یہی فرماتے رہے ہیں کہ آل محمد امت پیغمبر کا نام ہے جس کا انکار ممکن نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا ذرا یہ بتاؤ آل رسول پر صدقہ حرام ہے یا نہیں؟ سب نے کہا بیشک !

فرمایا پھر کیا امت پر بھی صدقہ حرام ہے؟ عرض کی نہیں۔

فرمایا یہی دلیل ہے کہ امت اور ہے اور آل رسول اور ہے۔

(امالی صدوق (ر) 1 ص 422، عیون اخبار الرضاؑ 1 ص 229)۔

اہلبیتؑ پر پیغمبر اکرم کا سلام اور ان کے لئے مخصوص حکم نماز

69۔ ابوالحمراء خادم پیغمبر اسلام کا بیان ہے کہ حضور طلوع فجر کے وقت خانہ علیؑ و فاطمہؑ کے پاس سے گذرتے تھے اور فرماتے تھے۔

”السلام علیکم اہل البیت“ الصلوۃ الصلوۃ اور اس کے بعد آیت تطہیر کی تلاوت فرماتے ہیں۔(اسد الغابہ 6 / 74 / 5827)

اسی کتاب کے صفحہ 66 پر اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے مدینہ میں قیام

کے دوران چھ ماہ تک یہ منظر دیکھا ہے۔

70۔ابوالحمراء خادم پیغمبر اکرم کا بیان ہے کہ حضور ہر نماز صبح کے وقت دروازہ زہرا پر آکر فرماتے تھے" السلام علیکم یا اہل البیتؑ و رحمۃ اللہ و برکاتہ" اور وہ حضرات اندر سے جواب دیتے تھے" وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ" اس کے بعد آپ فرماتے تھے الصلوۃ رحمکم اللہ اور یہ کہہ کر آیت تطہیر کی تلاوت فرماتے تھے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ابوالحمراء سے پوچھا کہ اس گھر میں کون کون تھا تو بتایا کہ علیؑ۔فاطمہؑ۔حسنؑ۔حسینؑ۔(شواہد التنزیل 2/ 74/ 694)۔

71۔امام علیؑ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ہر صبح ہمارے دروازہ پر آکر فرماتے تھے" نماز۔ خدا رحمت نازل کرے۔نماز اور اس کے بعد آیہ تطہیر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔(امالی مفید(ر) 4/ 318، امالی طوسی (ر)89/ 138 بشارۃ المصطفیٰ ص264 بروایت حارث)۔

72۔امام صادقؑ نے اپنے والد اور جد بزرگوار کے واسطہ سے امام حسنؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے معاویہ سے صلح کے موقع پر حالات سے بحث کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ رسول اکرم آیہ تطہیر کے نزول کے بعد تمام زندگی نماز صبح کے وقت ہمارے دروازہ پر آکر فرمایا کرتے تھے" نماز۔خدا تم پر رحمت نازل کرے۔انما یرید اللہ......(امالی طوسی (ر)565/ 1174 از عبدالرحمٰن بن کثیر۔ینابیع المودۃ 3 ص386)۔

ینابیع المودۃ میں یہ تذکرہ بھی ہے کہ یہ کام آیت" و امر اهلك بالصلوة" کے نزول کے بعد ہوا کرتا تھا۔

73۔امام صادقؑ نے اپنے آباء واجداد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ہر صبح کے وقت دروازہ علیؑ و فاطمہؑ پر کھڑے ہوکر فرماتے تھے کہ" تمام تعریفیں احسان کرنے

والے ۔کرم کرنے والے ۔نعمتیں نازل کرنے والے اور فضل و افضال کرنے والے پروردگار کے لئے ہیں جس کی نعمتوں ہی سے نیکیاں درجہ کمال تک پہنچتی ہیں۔وہ ہر ایک کی آواز سننے والا ہے اور سارا کام اس کی نعمتوں سے انجام پاتا ہے،اس کے احسانات ہمارے پاس بہت ہیں،ہم جہنم سے اس کی پناہ چاہتے ہیں اور صبح وشام یہی پناہ چاہتے ہیں،نماز اے اہلبیت ؑ خدا تم سے ہر رجس کو دور رکھنا چاہتا ہے اور تمھیں کمال طہارت کی منزل پر رکھنا چاہتا ہے۔(امالی صدوق 124 / 14 از اسماعیل بن ابی زیاد السکونی)۔

74۔تفسیر علی بن ابراہیم میں آیت کریمہ "وامر اھلک بالصلوۃ" کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ پروردگار نے خصوصیت کے ساتھ اپنے اہل کو نماز کا حکم دینے کے لئے فرمایا ہے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آل محمد کی ایک مخصوص حیثیت ہے جو دوسرے افراد کو حاصل نہیں ہے۔

اس کے بعد جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ہر نماز صبح کے وقت دروازہ علیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ پر آکر فرماتے تھے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" اور اندر سے جواب آتا تھا" وعلیک السلام یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس کے بعد آپ دروازہ کا بازو تھام کر فرمایا کرتے تھے" الصلوۃ الصلوۃ یرحمکم اللہ" اور یہ کہہ کر آیت تطہیر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور یہ کام مدینہ کی زندگی میں تاحیات انجام دیتے رہے۔اور ابوالحمراء خادم پیغمبر کا بیان ہے کہ میں اس عمل کا مستقل شاہد ہوں ۔(تفسیر طبری 22/ص7، درمنثور 6 ص 403، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ ص60،مختصر تاریخ دمشق 7/ 119، کنز العمال 13 ص 645،شواہد التنزیل 2 ص 18، ینابیع المودۃ 1 ص 229، مناقب خوارزمی 60 فصل پنجم،تفسیر فرات کوفی ص

331، کشف الغمہ 1 ص40 فصل تفسیر آل واہل، احقاق الحق 2 ص501، 562، 3 ص513، 531 ص1 / 69، 14 ص40، 105، 18 ص359، 382، بحارالانوار 35 ص206)۔

تحقیق احادیث سلام پیغمبر اسلام

کھلی ہوئی بات ہے کہ اس واقعہ کو اکابر محدثین نے مختلف شخصیات کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور اس طرح یہ واقعہ تاریخی مسلمات میں شامل ہے جس میں کسی شک اور شبہہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں جن شخصیات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ان میں خود اہلبیت علیہم السلام شامل ہیں (امالی صدوق (ر) 1 ص 429، عیون اخبار الرضا 1 ص 240، ینابیع المودۃ 2 ص 59، مقتل خوارزمی 1 ص 67، تفسیر فرات کوفی ص 339۔

صحابہ کرام میں ابوسعید خدری ہیں۔ (درمنثور 6 ص 606، المعجم الکبیر 3 ص 56 / 2671، 2674، مناقب خوارزمی 60 ص 280، شواہد التنزیل 2 ص 46، مجمع البیان 7 ص 59)۔

انس بن مالک ہیں اور عبداللہ بن عباس ہیں۔ (درمنثور 6 ص 606، احقاق الحق 9 ص 56)۔

اس کے بعد یہ مسئلہ کہ یہ واقعہ کتنی مرتبہ پیش آیا ہے۔؟ اس سلسلہ میں تین طرح کی روایات ہیں۔

قسم اول! وہ روایات جن میں روزانہ سرکار دو عالم کا یہ طرز عمل نقل کیا گیا ہے کہ جب نماز صبح کے لئے مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تھے تو علیؑ و فاطمہؑ کے دروازہ پر کھڑی ہو کر سلام کر کے، آیت تطہیر کی تلاوت فرما کر انھیں قیام نماز کی دعوت دیا کرتے تھے۔

قسم دوم! وہ روایات ہیں جن میں راوی نے متعدد بار اس عمل کے مشاہدہ کا ذکر کیا

ہے۔(درمنثور6ص606،تفسیرطبری22/6،تاریخ کبیر8ص725امالی طوسی251، 447،شواہدالتنزیل2ص81/700۔

قسم سوم!وہ روایات ہیں جن میں روزانہ کے معمول کا ذکرنہیں ہے بلکہ معینہ ایام کا ذکرہےاور یہ بات قسم اول سے مختلف ہے،معینہ ایام کے بارے میں بھی بعض روایات میں 40دن کا ذکر ہے۔(درمنثور6ص606،مناقب خوارزمی ص60/28،مالی صدوق(ر) 1ص429)۔

بعض روایات میں ایک ماہ کا ذکر ہے۔(اسدالغابہ5ص381/5390مسند ابوداؤدطیالسی ص274)۔

بعض روایات میں چھ ماہ کا ذکر ہے۔(تفسیرطبری22ص6، درمنثور6ص 606ینابیع المودۃ2ص119،ذخائرالعقبیٰ ص24،العمدہ ص45۔

بعض روایات میں آٹھ ماہ کا ذکرہے۔(درمنثور6ص606 کفایۃ الطالب ص 377)۔

بعض روایات میں 9 ماہ کا ذکر ہے۔(مناقب خوارزمی 60 / 29 مشکل الآثار1ص337،العمدۃ41/27،ذخائرالعقبیٰ ص25،کفایۃ الطالب ص376۔

کھلی ہوئی بات ہے کہ پہلی اوردوسری قسم میں کسی طرح کا تضادنہیں ہےاورانھیں دونوں قسموں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ قسم سوم کی تمام روایات اگراپنی اصلی حالت پر باقی ہیں اوران میں کسی طرح کی تحریف نہیں ہوئی ہےتوان کا مقصدبھی افراد کےمشاہدہ کا تذکرہ ہے۔اعداد کا محدودکردینانہیں ہے جو بات عقل ومنطق کے مطابق ہے کہ ہرشخص کا مشاہدہ الگ الگ ہوسکتا ہے۔

جس کا مقصد یہ ہے کہ رسول اکرم لفظ اہل البیتؑ اور لفظ اہل کی وضاحت کے لئے ایک مدت تک روزانہ نماز صبح کے وقت در علیؑ و فاطمہؑ پر آکر انھیں اہل البیتؑ کہہ کر سلام کیا کرتے تھے اور آیت تطہیر کی تلاوت کر کے نماز کی دعوت دیا کرتے تھے اور دنوں کا اختلاف صرف راویوں کے مشاہدہ کا فرق ہے، اس سے اصل عدد کے انحصار کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

البتہ بعض روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس عمل کا آیت تطہیر سے نہیں بلکہ آیت ”وامر اھلک بالصلوۃ“ سے تعلق تھا جیسا کہ ابوسعید خدری سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور آیت نماز کے نزول کے بعد آٹھ ماہ تک در فاطمہؑ پر آکر فرمایا کرتے تھے ”الصلوٰۃ رحمکم اللہ اور اس کے بعد آیت تطہیر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (در منثور ہ ص 613، اخراج ابن مردویہ، ابن عساکر، ابن النجار)۔

جس کے بارے میں علامہ طباطبائی نے فرمایا ہے کہ اس روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آیت ”وامر اھلک بالصلوٰۃ“ مدینہ میں نازل ہوئی ہے، حالانکہ یہ کہنے والا کوئی نہیں ہے لہذا واقعہ کا تعلق آیت تطہیر سے ہے آیت نماز سے نہیں ہے......مگر یہ کہ اس واقعہ کی اس طرح تاویل کی جائے کہ آیت مکہ میں نازل ہوئی تھی لیکن حضور نے عمل مدینہ میں کیا ہے جو بات الفاظ روایات سے کسی طرح بھی ہم آہنگ نہیں ہے۔ (تفسیر المیز ان 14 ص 242)۔

عدد ائمہ اہلبیتؑ

75۔ جابر بن سمرہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم سے جمعہ کے دن ”رجم اسلمی کی شام“ یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ یہ دین یونہی قائم رہے گا جب تک قیامت نہ آجائے یا تم پر میرے بارہ خلفاء قائم رہے گا جب تک قیامت نہ آجائے یا تم پر میرے بارہ خلفاء نہ گذر

جائیں جوسب کےسب قریش سے ہوں گے۔(صحیح مسلم 3/ 1453، مسند ابن حنبل 7/ 410/ 20869، مسند ابویعلیٰ 6/ 473/ 7429۔آخرالذکر دونوں روایات میں "یا" کے بجائے "اور" کا ذکرکیا گیا ہے۔

76۔ جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم کو یہ کہتے سنا ہے کہ امت کے بارہ امیر ہوں گے، اس کے بعد کچھ اور فرمایا جو میں سن نہیں سکا تو میرے والد نے فرمایا کہ وہ کلمہ یہ تھا کہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔(صحیح بخاری 6/ 2640/ 6796)۔

77۔جابر بن سمرہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ امر دین یونہی چلتا رہے گا جب تک بارہ افراد کی حکومت رہے گی اس کے بعد کچھ اور فرمایا جو میں نے سن سکا تو والد سے دریافت کیا اور انھوں نے بتایا کہ "کلھم من قریش" فرمایا تھا۔(صحیح مسلم 3 ص 1452 خصال 473/ 27)۔

78۔جابر بن سمرہ کا بیان ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میرے بعد بارہ امیر ہوں گے، اس کے بعد کچھ اور فرمایا جو میں نہ سمجھ سکا اور قریب والے سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ "کلھم من قریش" کہا تھا۔(سنن ترمذی 4 ص 501/ 2223، مسند ابن حنبل 7/ 430/ 20995)۔

79۔جابر بن سمرہ! میں نے رسول اکرم کی زبان سے سنا کہ اسلام بارہ خلفاء تک باعزّت رہے گا، اس کے بعد کچھ اور فرمایا جو میں نہ سمجھ سکا تو والد سے دریافت کیا اور انھوں نے فرمایا کہ "کلھم من قریش" فرمایا تھا۔(صحیح مسلم 3 ص 1453، مسند ابن حنبل 7/ 412/ 20882، سنن ابی داؤد 4/ 106/ 4280)۔

80۔ابو جحیفہ کا بیان ہے کہ میں اپنے چچا کے ساتھ رسول اکرم کی خدمت میں تھا جب آپ نے فرمایا کہ میرے امت کے امور درست رہیں گے یہاں تک کہ بارہ خلیفہ گذر جائیں، اس کے بعد کچھ اور فرمایا جو میں نہ سن سکا تو میں نے چچا سے دریافت کیا جو میرے سامنے کھڑے تھے تو انھوں نے بتایا کہ کلھم من قریش فرمایا تھا۔(مستدرک 716/6589 ،المعجم الکبیر 22/120/308 ،تاریخ کبیر 8/411/5320 ،امالی صدوق (ر)255/ 8)۔

81۔جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ یہ امر دین تمام نہ ہوگا جب تک بارہ خلیفہ نہ گذر جائیں، اس کے بعد کچھ اور فرمایا جو میں سمجھ نہ سکا تو اپنے والد سے دریافت کیا اور انھوں نے بتایا کہ آپ نے کلھم من قریش فرمایا تھا(تاریخ واسط ص98، خصال ص 1670)۔

82۔جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ہمراہ رسول اکرم کے پاس تھا جب آپ سے یہ ارشاد سنا کہ میرے بارہ خلیفہ ہوں گے، اس کے بعد آپ کی آواز دھیمی ہوگئی اور میں نہ سن سکا تو بابا سے دریافت کیا کہ یہ دھیرے سے کیا فرمایا تھا تو انھوں نے بتایا کہ " کلھم من بنی ھاشم" فرمایا تھا۔(ینابیع المودۃ 3 ص 290، احقاق الحق 13 ص 30)۔

83۔مسروق کا بیان ہے کہ یہ سب عبداللہ بن مسعود کے پاس بیٹھے تھے اور وہ قرآن پڑھا رہے تھا کہ ایک شخص نے دریافت کرلیا " یا ابا عبدالرحمان ! کیا آپ نے کبھی حضور سے دریافت کیا ہے کہ اس امت میں کتنے خلفاء حکومت کریں گے! تو ابن مسعود نے کہا کہ جب سے میں عراق سے آیا ہوں آج تک کسی نے یہ سوال نہیں کیا لیکن

تم نے پوچھ لیا ہے تو سنو! میں نے حضور سے دریافت کیا تھا تو انھوں نے فرمایا تھا بارہ۔ جتنے بنی اسرائیل کے نقیب تھے۔(مسند ابن حنبل 2 ص55 / 3781، مستدرک 4 ص 546 / 8529)۔

84۔ابوسعید نے امامؑ باقر کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ میری اولاد میں بارہ نقیب پیدا ہوں گے جو سب کے سب طیّب وطاہر اور خدا کی طرف سے صاحبان فہم اور محدّث ہوں گے، ان کا آخری حق کے ساتھ قیام کرنے والا ہوگا جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح ظلم وجور سے بھری ہوگی۔(کافی 1 ص534 / 18)۔

85۔ابن عباس نے "والسماء ذات البروج" کی تفسیر میں رسول اکرم سے نقل کیا ہے کہ حضور نے فرمایا کہ سماء میری ذات ہے اور بروج میرے اہلبیتؑ اور میری عترت کے ائمہ ہیں جن کے اول علیؑ ہیں اور آخر مہدی ہوں گے اور کل کے کل 12 ہوں گے۔(ینابیع المودۃ 3 ص254)۔

86۔امام باقرؑ نے اپنے والد کے حوالہ سے امام حسینؑ سے نقل کیا ہے کہ میں اپنے برادر امام حسنؑ کے ساتھ جد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ہم دونوں کو زانو پر بٹھالیا اور بوسہ دے کر فرمایا کہ میرے ماں باپ قربان ہوجائیں تم جیسے صالح اماموں پر خدا نے تمھیں میری اور علیؑ وفاطمہؑ کی نسل میں منتخب قرار دیا ہے اور اے حسینؑ تمھارے صلب سے نو اماموں کا انتخاب کیا ہے جن میں کا نواں قائم ہوگا اور سب کے سب فضل ومنزلت میں پیش پروردگار ایک جیسے ہوں گے۔(کمال الدین 269 / 12 از ابوحمزہ ثمالی)۔

87۔امامؑ باقر ہی سے نقل کیا گیا ہے کہ آل محمد کے بارہ امام سب کے سب وہ ہوں

گے جن سے ملائکہ باتیں کریں گے اور سب اولاد رسول اور اولاد علیؑ میں ہوں گے، والدین سے مراد رسول اکرم اور حضرت علیؑ ہی ہیں۔

(کافی 1 ص525، من لایحضرہ الفقیہ 4/ 179/ 5406، خصال ص466، عیون اخبار الرضا ص40 امالی صدوق (ر) 97، کمال الدین ص206، ارشاد 2 ص345، کفایۃ الاثر 69 از انس بن مالک ص143، از امام علیؑ ص187 از عائشہ ص193 از جناب فاطمہؑ ص180 از ام سلمہ ص244 از امام باقرؑ، اعلام الوریٰ ص361، الغیبۃ طوسی (ر) ص92، احتجاج طبرسی (ر) 1 ص169 کامل الزیارات ص52، روضۃ الواعظین ص115، کتاب سلیم بن قیس الہلالی 2 ص616، الیقین ابن طاؤس ص244، فرائد السمطین 2 ص329، بشارۃ المصطفیٰ ص192، اختصاص ص233، جامع الاخبار ص61، احقاق الحق 2 ص4353 ص103794-356، 5 ص7493 ص477، 13 ص1-74، 19 ص628، 20 ص538۔

تحقیق احادیث عدد ائمہؑ

ان احادیث کا مضمون 75ء سے 83ء تک اہل سنت کے مصادر سے نقل کیا گیا ہے اور انھیں احادیث کا تذکرہ شیعہ مصادر میں بھی پایا جاتا ہے۔ شیخ صدوق (ر) نے خصال میں اس مضمون کی 32، احادیث کا تذکرہ کیا ہے جس طرح کہ مسند احمد بن حنبل میں جابر بن سمرہ سے تیس روایتیں نقل کی گئی ہیں اور اس طرح اصل مضمون متفق علیہ ہے اور تفصیلات کا اختلاف غالباً سیاسی مقاصد کے تحت پیدا کیا گیا ہے۔

جہاں بعض روایات میں لفظ بعدی حذف کر دیا گیا ہے۔

بعض میں لفظ کو امیر سے بدل دیا گیا ہے۔

بعض میں خلیفہ کے بجائے قیّم یا ملک کہا گیاہے۔(معجم کبیر 2 ص 196 / 1794،)خصال ص471 / 19۔

بعض میں قیامت تک اسلام کے مسائل کو بارہ خلفاء سے مربوط کیا گیا ہے اور بعض میں قیامت کا ذکر نکال دیا گیا ہے۔

بعض میں مصالح امت کو خلفاء کی ولایت سے مربوط کیا گیا ہے اور بعض میں اس نکتہ کونظر انداز کر دیا گیا ہے۔

بعض روایات میں اسلامی سماج کے جملہ معاملات کوان حضرات کی ولایت سے متعلق کیا گیاہےاوربعض میں اس کے بیان سے پہلوتہی کی گئ ہے۔

اوراسطرح مختلف سیاسی حالات نے مختلف طرح کی ترمیم کرادی ہےلیکن مجموعی طور پردوباتوں پراتفاق پایا جاتا ہے۔

1۔سرکاردو عالمؐ نے ان افراد کی تعیین کردی ہے جوایک طویل مدت تک اسلامی قیادت کی اہلیت رکھتے ہیں۔

2۔جن ائمہ کی قیادت کوسرکاردوعالم کی تائید حاصل ہے۔ان کی تعداد بارہ ہے، نہ کم ہےاورنہ زیادہ۔

اوراس طرح روایات شیعہ کودیکھنے کے بعد یہ حقیقت اور واضح تر ہوجاتی ہے کہ ان حضرات نے ائمہ کےاسماءگرامی اوران کے جملہ صفات وکمالات کا بھی تذکرہ کیاہےجس کی وضاحت کاایک تذکرہ ص84 سے 87 تک ہوچکاہےاورایک تذکرہ آئندہ فصل میں کیا جائے گا۔

اس کے بعد اس نکتہ کا اضافہ بھی کیا جاسکتاہے کہ سرکاردو عالمؐ نے یہ بات حجۃ

الوداع کے موقع پر ارشاد فرمائی ہے۔(مسند ابن حنبل 7 ص 405 / 20840)۔

اور میدان عرفات یا منیٰ میں فرمائی ہے یا دونوں جگہ تکرار فرمائی ہے۔(مسند ابن حنبل 7 ص 429 / 20991)۔

اور یہی وہ مواقع ہیں جہاں حدیث ثقلین کا بھی تذکرہ فرمایا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ قریش سے مراد یہی ائمہ اہلبیتؑ ہیں جیسا کہ امیر المؤمنینؑ نے اپنے خطبہ ص 144 میں فرمایا ہے کہ ائمہ قریش بنی ہاشم ہی میں پیدا ہوئے ہیں اور ان کے علاوہ یہ منصب کسی کے لئے نہیں ہے اور نہ کسی قبیلہ میں ایسے صالح حکام پیدا ہو سکتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ روایات میں ان خلفاء کے اوصاف وکمالات کے تذکرہ کا نظر انداز کر دینا صرف سیاسی مصالح کی بنیاد پر تھا جس کی وضاحت اس نکتہ سے بھی ہوسکتی ہے کہ بارہ خلفاء ائمہ اہلبیتؑ کے علاوہ اور کسی مقام پر پیدا نہیں ہوئے ہیں اور اگر اس نکتہ کو بحدّ تواتر نقل ہونے والی حدیث ثقلین سے جوڑ دیا جائے تو بات واضح ہوجاتی ہے اور مزید ثابت ہوجاتی ہے کہ سرکار دو عالم نے مستقبل کی قیادت کے جملہ علامات اور نشانات کا تذکرہ کر دیا تھا اور کسی طرح بھی مسئلہ کو مشتبہ نہیں رہنے دیا تھا۔

اور بعض علماء محققین نے اس حقیقت کو اس طرح بھی واضح کیا ہے کہ ائمہ قریش سے مراد" خلفاء راشدین" کو لیا جائے تو ان کی تعداد بارہ سے کم ہے اور ان میں خلفاء بنی امیہ کو جوڑ لیا جائے تو یہ عدد بارہ سے کہیں زیادہ ہوجاتا ہے اور ان میں خلافت کی صلاحیت بھی نہیں تھی کہ عمر بن عبدالعزیز کے علاوہ سب ظالم اور نالائق تھے اور ایسا انسان خلیفۂ رسول نہیں ہوسکتا ہے۔اس کے علاوہ ان کا شمار بنی ہاشم میں نہیں ہوتا ہے اور بعض روایات میں بنی ہاشم کی تصریح موجود ہے۔

یہی حال اس وقت ہوگا جب ان خلفاء سے مراد خلفاء بنی عباس کو لے لیا جائے کہ ان کی تعداد بھی بارہ سے زیادہ ہے اوران کے کردار میں بھی ظلم وستم کی کوئی کم نہیں ہے اور انھوں نے یہ آیت مودت کی کوئی پرواہ کی ہے اورنہ حدیث کساء کی۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ خلفاء قریش سے مراد صرف ائمہ اہلبیتؑ ہیں جو اپنے زمانہ میں سب سے اعلم، افضل، اکمل، اورع، اتقی، اکمل واجمل تھے، نہ نسب میں کوئی ان کا جیسا بلند اور نہ حسب میں کوئی ان سے افضل وبرتر، یہ خدا کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مقرب اور رسول اکرم سے سب سے زیادہ قریب تر تھے۔

اس حقیقت کی تائید حدیث ثقلین اور دیگر احادیث صحیحہ سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

ملا صدرا علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ خلفاء قریش کی روایات برادران اہلسنّت کے صحاح اور اصول میں موجود ہے اوران کی سندیں بھی مذکور ہیں اوران کے علاوہ وہ صحاح و مسانید کی روایات بھی ہیں جن میں اس حقیقت کا ذکر کیا گیا ہے کہ میرے بعد ائمہ میری عترت سے ہوں گے۔

ان کی تعداد نقباء بنی اسرائیل کے برابر ہوگی اورنو حسینؑ کے صلب سے ہوں گے، جنھیں پروردگار نے میرے علم وفہم کا وارث بنایا ہے اوران کا نواں مہدی ہوگا۔

اور پھر صحاح ستہ میں یہ روایات بھی ہیں کہ مہدی میری عترت میں اولاد فاطمہؑ میں ہوگا اورہ ظلم وجور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا اور دنیا اس وقت تک فنا نہ ہوگی جب تک عرب میں میرے اہلبیتؑ میں سے وہ شخص حکومت نہ کرے جس کا نام میرا نام ہوگا۔

یا اگر عمر دنیا میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو پروردگار اس دن کو طول دے گا یہاں تک کہ میری نسل سے اس شخص کو بھیج دے جس کا نام میرا نام ہوگا اور ظلم وجور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

چنانچہ شارح مشکوٰۃ نے بھی لکھا ہے کہ اس قسم کی روایات سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ خلافت صرف قریش کا حصہ ہے اوران کے علاوہ کسی اور کے لئے نہیں ہوسکتی ہے اور یہ حکم رہتی دنیا تک جاری رہے گا چاہے دو ہی افراد باقی رہ جائیں۔

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کی عقل میں فتور اور آنکھ میں اندھا پن نہیں ہے تو وہ اس حقیقت کا بہر حال اعتراف کرے گا کہ رسول اکرم کے بعد ان کے خلفاء یہی بارہ امام ہیں جو سب قریش سے ہیں، انھیں سے دین کا قیام اور اسلام کا استحکام ہے اور یہ عدد اور یہ اوصاف وکمالات ائمہ اثنا عشر کے علاوہ کہیں نہیں پائے جاتے ہیں لہذا یہی سرکار دوعالم کے خلفاء واولیاء ہیں اور انھیں کا قیام دنیا تک رہنا ضروری ہے کہ زمین حجت خدا سے خالی نہیں ہوسکتی ہے۔

اسماء ائمہ اہلبیتؑ

88۔ جابر بن عبداللہ انصاری نقل کرتے ہیں کہ میں جناب فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے ایک تختی رکھی تھی جس میں آپ کی اولاد کے اولیاء کے نام درج تھے چنانچہ میں نے کل بارہ نام دیکھے جن میں سے ایک قائم تھا اور تین محمد تھے اور چار علیؑ۔(الفقیہ 4 ص 180 / 5408، کافی 1 ص 532 / 9، کمال الدین 269 / 13، ارشاد 2 / 346، فرائد السمطین 2 / 139) ان تمام روایات کے راوی ابوالجارود ہیں جنھوں نے امام باقرؑ سے نقل کیا ہے اور کافی میں چار علیؑ کے بجائے تین کا ذکر ہے اور یہ اشتباہ ہے یا اس

سے مراد اولاد فاطمہؑ کے علی ہیں کہ وہ بہر حال تین ہی ہیں اگر چہ اس طرح اولاد فاطمہؑ کے اولیاء کے اولیاء بارہ نہیں ہیں بلکہ گیارہ ہی ہیں اور ایک مولائے کائنات ہیں واللہ اعلم ۔ جوادی ۔

89۔ جابر بن یزید الجعفی کا بیان ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ انصاری کی زبان سے سنا ہے کہ جب آیت اولی الامر نازل ہوئی تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے خدا و رسول کو پہچان بھی لیا اور ان کی اطاعت بھی کی تو یہ اولی الامر کون ہیں جن کی اطاعت کو آپ کی اطاعت کے ساتھ ملا دیا گیا ہے؟ تو فرمایا کہ جابر! یہ سب میرے خلفاء اور میرے بعد مسلمانوں کے ائمہ ہیں جن میں سے اول علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں، اس کے بعد حسنؑ پھر حسینؑ پھر علیؑ بن الحسینؑ پھر محمد بن علیؑ جن کا نام توریت میں باقرؑ ہے اور اے جابر عنقریب تم ان سے ملاقات کروگے اور جب ملاقات ہو جائے تو میرا اسلام کہہ دینا۔ اس کے بعد جعفرؑ بن محمدؑ۔ پھر موسیٰ بن جعفرؑ، پھر علیؑ بن موسیٰؑ، پھر محمدؑ بن علیؑ پھر علیؑ بن محمد، پھر حسنؑ پھر میرا ہمنام و ہم کنیت جو زمین میں خدا کی حجت اور بندگان خدا میں بقیۃ اللہ ہوگا یعنی فرزند حسنؑ بن علیؑ ، یہی دو ہوگا جسے پروردگار مشرق و مغرب پر فتح عنایت کرے گا اور اپنے شیعوں سے اس طرح غائب رہے گا کہ اس غیبت میں ایمان پر صرف وہی افراد قائم رہ جائیں گے جن کے دل کا پروردگار نے ایمان کے لئے امتحان لے لیا ہوگا۔ (کمال الدین 253/ 3، مناقب ابن شہر آشوب 1 ص 282، کفایۃ الاثر ص 53)۔

90۔ جابر بن عبداللہ انصاری کا بیان ہے کہ جندل بن جنادہ بن جبیر الیہودی رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک طویل گفتگو کے دوران عرض کی کہ خدا کے رسول ذرا اپنے اوصیاء کے بارے میں باخبر کریں تا کہ میں ان سے متمسک رہ سکوں۔ تو فرمایا کہ

میرے اوصیاء بارہ ہوں گے۔ جندل نے عرض کی کہ یہی تو میں نے توریت میں پڑھا ہے لیکن ذرا ان کے نام تو ارشاد فرمائیں؟

فرمایا اول سید الاوصیاء ابوالائمہ علیؑ اس کے بعد ان کے دو فرزند حسنؑ و حسینؑ، دیکھو ان سب متمسک رہنا اور خبردار تمھیں جاہلوں کا جہل دھوکہ میں نہ مبتلا کردے۔ اس کے بعد جب علی بن الحسینؑ کی ولادت ہوگی تو تمھاری زندگی کا خاتمہ ہوجائے گا اور تمھاری آخری غذا دودھ ہوگی۔

جندل نے کہا کہ حضور میں نے توریت میں ایلیا۔ شبر، شبیر پڑھا ہے، یہ تو علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ ہوگئے تو ان کے بعد والوں کے اسماء ہیں؟ فرمایا حسینؑ کے بعد ان کے فرزند علیؑ جن کا لقب زین العابدینؑ ہوگا۔ اس کے بعد ان کے فرزند محمدؑ جن کا لقب باقرؑ ہوگا۔ اس کے بعد ان کے فرزند محمدؑ جن کا لقب تقیؑ و زکی ہوگا، اس کے بعد ان کے فرزند علیؑ جن کا لقب نقیؑ اور ہادیؑ ہوگا، اس کے بعد ان کے فرزند حسنؑ جن کا لقب عسکریؑ ہوگا، اس کے بعد ان کے فرزند محمدؑ جن کا لقب مہدی (عج)، قائم (عج) ہوگا، جو پہلے غائب ہوں گے پھر ظہور کریں گے اور ظہور کے بعد ظلم و جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، خوشا بحال ان کا جو ان کی غیبت میں صبر کرسکیں اور ان کی محبت پر قائم رہ سکیں یہی وہ افراد ہیں جن کے بارے میں پروردگار کا ارشاد ہے کہ یہ حزب اللہ میں اور حزب اللہ کامیاب ہونے والا ہے اور یہی وہ متقین ہیں جو غیبت پر ایمان رکھنے والے ہیں (ینابیع المودۃ 2 ص 283 / 2)۔

91۔ ابن عباس کا بیان ہے کہ ایک یہودی رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا جسے نعثل کہا جاتا تھا اور اس نے کہا کہ یا محمد میرے دل میں کچھ شبہات ہیں، ان کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں ...... ذرا یہ فرمایئے کہ آپ کا وصی کون ہوگا، اس لئے کہ ہر

نبی کا ایک وصی ہوتا ہے جس طرح ہمارے پیغمبر موسیٰ بن عمران نے یوشع بن نون کو اپنا وصی نامزد کیا تھا۔؟ فرمایا کہ میرا وصی اور میرے بعد میرا خلیفہ علیؑ بن ابی طالبؑ ہوگا اور ان کے بعد میرے دونواسے حسنؑ وحسینؑ ہوں گے، اس کے بعد صلب حسینؑ سے نو ائمہ ابرار ہوں گے۔

اس نے کہا یا محمد! ذرا ان کے نام بھی ارشاد فرمائیں؟ فرمایا کہ حسینؑ کے بعد ان کے فرزند علیؑ، ان کے بعد ان کے فرزند محمدؑ، ان کے بعد ان کے فرزند جعفرؑ......جعفرؑ کے بعد ان کے فرزند موسیٰؑ......موسیٰؑ کے بعد ان کے فرزند علیؑ، علیؑ کے بعد ان کے فرزند محمدؑ، محمدؑ کے بعد ان کے فرزند علیؑ، علیؑ کے بعد ان کے فرزند حسنؑ، اس کے بعد حجت بن الحسنؑ یہ کل بارہ امام ہیں جن کا عدد بنیاسرائیل کے نقیبوں کے برابر ہے۔

اس نے دریافت کیا کہ ان سب کی جنت میں کیا جگہ ہوگی؟ فرمایا میرے ساتھ میرے درجہ ہیں۔(فرائدالسمطین 2 ص133، 134 / 430)۔

92۔نضر بن سوید نے عمرو بن ابی المقدام سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو میدان عرفات میں دیکھا کہ لوگوں کو بآواز بلند پکار رہے ہیں اور فرمارہے ہیں ایہا الناس! رسول اکرم قوم کے قائد تھے، ان کے بعد علیؑ بن ابی طالبؑ تھے، اس کے بعد حسنؑ پھر حسینؑ پھر علیؑ بن الحسینؑ پھر محمدؑ بن علیؑ اور پھر میں ہوں اور یہ باتیں چاروں طرف رخ کرکے تین مرتبہ دہرائی۔(کافی 1 ص286، عیون اخبار الرضا 1 ص40، الفقیہ 4، ص 180 / 5408، کمال الدین 1 ص250، 285، الغیبۃ النعمانی ص57، مناقب ابن المغازلی ص304، احقاق الحق 4 ص83، 13 ص49، کفایۃ الاثر ص149، 150، 177، 300264، 306۔

معرفت اہلبیتؑ

قیمت معرفت اہلبیتؑ

۔رسول اکرم ۔جس شخص کو پرورگار نے میرے اہلبیتؑ کی معرفت اور محبت کی توفیق دیدگویا اس کے لئے تمام خیر جمع کردیا۔(امالی صدوق (ر)383 /9، بشارۃ المصطفیٰ ص186)۔

94۔رسول اکرم ۔معرفت آل محمد جہنم سے نجات کا وسیلہ ہے اور حب آل محمد صراط سے گذرنے کا ذریعہ ہے اور ولایت آل محمد عذاب الہی سے امان ہے۔(ینابیع المودۃ 1 ص 78 /16،فرائد السمطین 2 ص 257،احقاق الحق 18 /496-9 /494)۔

95۔سلمان فارسی میں رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ پروردگار نے ہر نبی اور رسول کے لئے بارہ نقیب معین فرمائے ہیں تو میں نے عرض کی کہ میرے ماں باپ قربان۔ان بارہ کی معرفت کا فائدہ کیا ہے؟ فرمایا سلمان! جس نے ان کی مکمل معرفت حاصل کرلی اور اقتدا کرلی کہ ان کے دوست سے محبت کی اور دشمن سے بیزاری اختیار کی وہ خدا کی قسم ہم سے ہوگا اور وہیں وارد ہوگا جہاں ہم وارد ہوں گے اور وہیں رہے گا جہاں ہم رہیں گے۔(بحارالانوار 53 /142-162،25 ص6،9)۔

96۔امیر المومنینؑ ،خوش بخت ترین انسان وہ ہے جس نے ہمارے فضل کو پہچان لیا اور ہمارے ذریعہ خدا کا قرب اختیار کیا اور ہماری محبت میں اخلاص پیدا کیا اور ہماری دعوت پر عمل کیا اور ہمارے روکنے سے رک گیا، یہی شخص ہم سے ہے اور جن میں ہمارے ساتھ ہوگا۔(غررالحکم ص3297)۔

97۔امامؑ صادق کا بیان ہے کہ امام حسینؑ اپنے اصحاب کے مجمع میں آئے اور فرمایا کہ پروردگار نے بندوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ اسے پہچانیں اس کے بعد جب پہچان لیں گے تو عبادت بھی کریں گے اور جب اس کی عبادت کریں گے تو اغیار کی عبادت سے بے نیاز ہوجائیں گے۔

ایک شخص نے عرض کی کہ معرفت خدا کا مفہوم اور وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا ہر زمانہ کا انسان اس دور کے اس امام کی معرفت حاصل کرے جس کی اطاعت واجب کی گئی ہے (اور اس کے ذریعہ پروردگار کی معرفت حاصل کرے) (علل الشرائع 9 / 1 زسلمہ بن عطاء، کنز الفوائد 1 ص328، احقاق الحق 11 / 594)۔

98۔امام باقرؑ! خدا کو وہی شخص پہچان سکتا ہے اور اس کی عبادت کرسکتا ہے جو ہم اہلبیتؑ میں سے زمانہ کے امام کی معرفت حاصل کرلے۔ (کافی 1 / 181 از جابر)۔

99۔زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کیا کہ ذرا معرفت امام کے بارے میں فرمائیں کہ کیا یہ تمام مخلوقات پر واجب ہے؟ فرمایا کہ پروردگار نے حضرت محمدؐ کو تمام عالم انسانیت کے لئے رسول اور تمام مخلوقات کے لئے اپنی حجت بنا کر بھیجا ہے لہذا جو شخص بھی اللہ اور رسول اللہ پر ایمان لائے اور ان کی تصدیق اور ان کا اتباع کرے اس پر امام اہلبیتؑ کی معرفت بہرحال واجب ہے۔ (کافی 1 ص180 / 3)۔

100۔سالم! میں نے امام محمد باقرؑ سے اس آیت کریمہ کے بارے میں سوال کیا "ہم نے اپنی کتاب کا وارث اپنے منتخب بندوں کو قرار دیا ہے جن میں سے بعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں، بعض درمیانی راہ پر چلنے والے ہیں اور بعض نیکیوں کے ساتھ سبقت کرنے والے ہیں" کہ ان سب سے مراد کون لوگ ہیں"؟

فرمایا سبقت کرنے والا امام ہوتا ہے، درمیانی راہ پر چلنے والا اس کا عارف ہوتا ہے اور ظالم اس کی معرفت سے محروم شخص ہوتا ہے۔ (کافی 1 ص 214/ 1)۔

101۔زرعہ! میں نے امام صادقؑ سے عرض کی کہ معرفت کے بعد سب سے عظیم عمل کونسا ہے؟ فرمایا معرفت کے بعد نماز کے ہم پلہ کوئی عمل نہیں ہے اور معرفت ونماز کے بعد زکوٰۃ کے برابر کوئی کام نہیں ہے اور ان تینوں کے بعد روزہ جیسا کوئی عمل نہیں ہے اور روزہ کے بعد حج جیسا کوئی عمل نہیں ہے لیکن یہ یاد رکھنا کہ ان سب اعمال کا آغاز وانجام ہم اہلبیتؑ کی معرفت ہے اور اس کے بغیر کسی شے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ (امالی طوسی (ر) 694/ 1478)۔

102۔امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ ہم وہ ہیں جن کی اطاعت پروردگار نے واجب قرار دی ہے اور کسی شخص کو ہماری معرفت سے آزاد نہیں رکھا گیا ہے اور نہ اس جہالت میں معذور قرار دیا گیا ہے۔...... اگر کوئی شخص ہماری معرفت حاصل نہ کرے اور ہمارا انکار بھی نہ کرے تو بھی گمراہ رہے گا جب تک راہ راست پر واپس نہ آجائے اور ہماری اطاعت ہیں داخل نہ ہوجائے ورنہ اگر اسی ضلالت پر مر گیا تو پروردگار جو چاہے گا برتاؤ کرے گا۔ (کافی 1 ص 187/ 11)۔

103۔امام صادقؑ نے آیت کریمہ " جسے حکمت دیدی گئی اسے خیر کثیر دیدیا گیا" کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ حکمت سے مراد امام کی اطاعت اور اس کی معرفت ہے۔ (کافی 1 ص 185/ 11۔ازابوبصیر)۔

104۔امام صادقؑ نے زرارہ کو یہ دعا تعلیم کرائی، خدایا مجھے اپنے معرفت عطا فرما کہ اگر میں تجھے نہ پہچان سکا تو تیرے نبی کو بھی نہ پہچان سکوں گا اور پھر اپنے رسول کی

معرفت عطا فرمای کہ اگر انھیں نہ پہچان سکا تو تیری حجت کو بھی نہ پہچان سکوں گا اور پھر اپنی حجت کی معرفت عطا فرما کہ اگر اس سے محروم رہ گیا تو دین سے گمراہ ہو جاؤ ں گا۔(کافی 1 ص 337 / 5 از زرارہ)۔

105۔امام رضاؑ ائمہ معصومین کی قبروں کی زیارت کے ذیل میں فرمایا کرتے تھے کہ سلام ہو ان پر جو معرفت خدا کا مرکز تھے......جس نے ان کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا اور جو ان کی معرفت سے جاہل رہ گیا وہ خدا سے بے خبر رہ گیا۔(کافی 4 ص 578 / 2، کامل الزیارات ص 315 از علی بن حسّان)۔

مقام اہلبیتؑ

1۔مثال سفینۂ نوح

106۔حنش کنانی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوذر کو در کعبہ پکڑ کر یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔کہ جس نے مجھے پہچان لیا وہ تو جانتا ہی ہے اور اگر کسی نے نہیں پہچانا تو پہچان لے میں ابوذر ہوں اور میں نے جانتا ہی ہے اور اگر کسی نے نہیں پہچانا تو پہچان لے میں ابوذر ہوں اور میں نے رسول اکرم کی زبان سے سنا ہے کہ میرے اہلبیتؑ کی مثال سفینۂ نوح کی مثال ہے کہ جو اس پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو الگ ہو گیا وہ ڈوب مرا۔(مستدرک 3 ص 163 / 4720،فرائد السمطین 2 ص 246۔519، ینابیع المودۃ 1 ص 94 / 5 شرح الاخبار 2 ص 501 / 887، امالی طوسی (ر) 6 ص 88، 733، 1532، کمال الدین ص

239/59، احتجاج 1 ص 361، کتاب سلیم بن قیس 2 ص 937، مناقب ابن مغازلی ص 132، 134، بشارۃ المصطفیٰ ص 88 رجال کشی 1 ص 115/52)۔

107۔رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ ہم سب سفینہ نجات ہیں جو ہم سے وابستہ ہو گیا نجات پا گیا اور جو الگ ہو گیا وہ ہلاک ہو گیا۔جس کو اللہ سے کوئی حاجت طلب کرنا ہو وہ ہم اہلبیتؑ کے وسیلہ سے طلب کرے۔(فرائد السمطین 1 ص 37 از ابو ہریرہ، احقاق الحق 9 ص 203 از ارجح المطالب)۔

108۔امام علیؑ نے کمیل سے فرمایا کہ کمیل رسول اکرم نے 15 رمضان کو عصر کے بعد مجھ سے یہ بات اس وقت فرمائی جب انصار ومہاجرین کا ایک گروہ سامنے تھا اور آپ منبر پر کھڑے تھے۔یاد رکھو کہ علیؑ اور ان کے دونوں پاکیزہ کردار فرزند مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، یہ سب سفینۂ نجات ہیں جو ان سے وابستہ ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو الگ ہو گیا وہ بہک گیا، نجات پانے والے کی جگہ جنت ہے اور بھکنے والے کا ٹھکانا جہنم کے شعلے ہیں۔(بشارۃ المصطفیٰ ص 30 از بصیر بن زید بن ارطاۃ)۔

109۔امیر المؤمنینؑ نے اصحاب سے خطاب کرکے فرمایا خدا کی قسم میں نے کسی امر کی طرف اقدام نہیں کیا مگر یہ کہ میرے پاس رسول اکرم کی ہدایت موجود تھی خوشا بہ حال ان کا جن کے دلوں میں ہماری محبت راسخ ہو جائے اور اس کے وسیلہ سے ایمان کوہ احد سے زیادہ مستحکم اور پائیدار ہو جائے اور یاد رکھو جس کے دل میں ہماری محبت ثابت نہ ہو گی اس کا ایمان اس طرح پگھل جائے گا جس طرح پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔

خدا کی قسم۔عالمین میں رسول اکرم کے نزدیک میرے ذکر سے زیادہ محبوب کوئی شے نہیں تھی اور نہ کسی نے میری طرح دونوں قبلہ کی طرف نماز پڑھی ہے۔میں نے بلوغ سے

پہلے سے نماز ادا کی ہے اور یہ فاطمہ بنت رسول جو پارہ جگر پیغمبر ہے یہ میری شریک حیات ہے اور اپنے دور میں مریم بنت عمران کی مثال ہے۔

اور تیسری بات یہ ہے کہ حسنؑ و حسینؑ جو اس امت میں سبط رسول ہیں اور پیغمبر کے لئے دونوں آنکھوں کی حیثیت رکھتے ہیں جس طرح میں آپ کے لئے دونوں ہاتھوں کی جگہ پر تھا اور فاطمہؑ آپ کے وجود میں قلب کی حیثیت رکھتی تھیں، ہماری مثال سفینہ نوح کی ہے کہ جو اس پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو الگ رہ گیا وہ ڈوب مرا۔(کتاب سلیم بن قیس 2/ 830)۔

110۔امیر المؤمنینؑ کا ارشاد ہے کہ جس نے ہمارا اتباع کر لیا وہ نیکیوں کی طرف آگے بڑھ گیا اور جو ہمارے علاوہ کسی دوسرے سفینہ پر سوار ہو گیا وہ غرق ہو گیا۔(غرر الحکم ص7893،7894)۔

111۔امام زین العابدینؑ ہم ہیں جو شدتوں کی گہرائیوں میں چلنے والے سفینوں کی حیثیت رکھتے ہیں کہ جو ان سے وابستہ ہو گیا وہ محفوظ ہو گیا اور جس نے انھیں چھوڑ دیا وہ غرق ہو گیا۔(ینابیع المودۃ 1 ص76/ 12)۔

112۔امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ بن الحسینؑ زوال آفتاب کے وقت نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے اور اس طرح صلوات بھیجتے تھے۔

"خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما جو نبوت کے شجر اور رسالت کے مرکز تھے، ان کے گھر ملائکہ کی آمد و رفت تھی اور وہ علم کے خزانہ دار اور وحی کے اہلبیتؑ تھے، خدایا آل محمد پر رحمت نازل فرما جو شدتوں کے سمندروں میں نجات کے سفینے تھے کہ جو ان سے وابستہ ہو گیا وہ محفوظ ہو گیا اور جس نے انھیں چھوڑ دیا وہ غرق ہو گیا، ان سے آگے بڑھ جانے والا دین

سے نکل جاتا ہے اور ان سے دور رہ جانے والا ہلاک ہوجاتا ہے۔ بس ان سے وابستہ ہوجانے والا ہی ان کے ساتھ رہتا ہے۔(جمال الاسبوع ص251۔

2۔مثال باب حِطّہ

113۔ رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ تمھارے درمیان میرے اہلبیتؑ کی مثال بنیاسرائیل میں باب حطہ کی ہے کہ جواس میں داخل ہوگیا اسے بخش دیا گیا۔(المعجم الاوسط 6ص 85/ 5870،المعجم الصغیر 2ص22،صواعق محرقہ ص152،غیبت نعمانی ص44)۔

114۔رسول اکرم نے فرمایا کہ جو میرے دین کو اختیار کرے اور میرے راستہ پر رہے اور میری سنّت کا اتباع کرے اس کا فرض ہے کہ ائمہ اہلبیتؑ کو تمام امت پر مقدم رکھے کہ ان کی مثال اس امت میں بنی اسرائیل کے باب حِطّہ جیسی ہے۔(امالی صدوق 69/6 تنبیہ الخواطر 2ص156)۔

115۔رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ میرے بعد بارہ امام ہوں گے جن میں سے نو صلب حسینؑ سے ہوں گے اور نواں قائم ہوگا، یادرکھو ان سب کی مثال سفینہ نوح کی ہے کہ جو سوار ہوگیا وہ نجات پا گیا اور جو الگ رہ گیا وہ ہلاک ہوگیا اور ان کی مثال بنی اسرائیل کے باب حطہ جیسی ہے۔(مناقب ابن شہرآشوب 1ص295،کفایۃ الاثر ص38 از ابوذر)۔

116۔عباد بن عبداللہ لاسدی کا بیان ہے کہ میں مقام رحبہ میں امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آکر اس آیت کے معنی دریافت کرے......کیا وہ شخص جو پروردگار کی طرف سے دلیل رکھتا ہو اور اس کے ساتھ اس کا گواہ بھی ہو......تو آپ نے فرمایا کہ قریش کے کسی شخص پر لمحات عقیقہ کا گذر نہیں ہوا مگر اس کے بارے میں قرآن میں کچھ نہ کچھ نازل ضرور ہوا ہے۔خدا کی قسم یہ لوگ ہم اہلبیتؑ کے فضائل اور رسول اکرم کی

زبان سے بیان ہونے والے مناقب کو سمجھ لیں تو یہ ہمارے لئے اس وادی رحبہ کے سونے چاندی سے بھر جانے سے زیادہ قیمتی ہے۔ خدا کی قسم اس امت ہماری مثال سفینہ نوحؑ کی ہے اور نبی اسرائیل کے باب حطہ کی ہے۔ (کنزالعمال 2 ص 434 / 4429، امالی مفید 145 / 5 شرح الاخبار 2 ص 480، 843 تفسیر فرات کوفی ص 190 / 243)۔

117۔ ابوسعید خدری، رسول اکرم نے نماز جماعت پڑھائی اوراس کے بعد قوم کی طرف رخ کرکے ارشاد فرمایا۔ میرے صحابیو! میرے اہلبیتؑ کی مثال تمھارے درمیان کشتی نوحؑ اور باب حطہ کی ہے لہذا میرے بعد ان اہلبیتؑ اور میری ذریت کے ائمہ راشدین سے متمسک رہنا کہ اس طرح کبھی بھی گمراہ نہیں ہوسکتے ہو۔

لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ، آپ کے بعد کتنے امام ہوں گے؟ فرمایا کہ میرے اہلبیتؑ اور میری عترت میں بارہ امام ہوں گے۔

فرمایا کہ میرے اہلبیتؑ اور میری عترت میں بارہ امام ہوں گے۔ (کفایۃ الاثر ص 33-34)۔

118۔ امام علیؑ! ہم باب حطہ اور باب السلام ہیں، جو اس دروازہ میں داخل ہوجائے گا نجات پائے گا اور جو اس سے الگ رہ جائے گا وہ گمراہ ہوجائے گا۔ (خصال 626 / 10 از ابوبصیر ومحمد بن مسلم از امام صادقؑ تفسیر فرات کوفی 367 / 499، غررالحکم 10002)۔

119۔ امام علیؑ۔ آگاہ ہوجاؤ کہ جو علم لے کر آدم آئے تھے اور جو فضائل تمام انبیاء ومرسلین کو دیئے گئے ہیں وہ سب خاتم النبیین کی عترت میں موجود ہیں تو تمھیں کہاں گمراہ کیا جارہاہے اور تم کہاں چلے جارہے ہو؟ اے اصحاب سفینہ کی اولاد، تمھارے درمیان وہ مثال

موجود ہے کہ جس طرح اس سفینہ پر سوار ہونے والے نجات پا گئے تھے اسی طرح عترت سے تمسک کرنے والے نجات پا جائیں گے اور میں اس کا ذمہ دار ہوں، ویل ہے ان کے لئے جو ان سے الگ ہو جائیں، ان کی مثال اصحاب کہف اور باب حطہ جیسی ہے۔ یہ سب باب السلام ہیں لہذا السلم میں داخل ہو جاؤ اور خبردار شیطان کے اقدامات کی پیروی نہ کرنا۔(تفسیر عیاشی 1 ص 102 / 300، از مسعدہ بن صدقہ، الغیبۃ نعمانی ص 44، ینابیع المودۃ 1 ص 332 / 4 المسترشدہ ص 406)۔

120۔ امام محمد باقرؑ! ہم تمھارے لئے باب حطہ ہیں۔(تفسیر عیاشی 1 ص 47 از سلیمان جعفری از امام رضاؑ، مجمع البیان 1 ص 247)۔

3۔ مثال خانۂ خدا

121۔ رسول اکرم نے امام علیؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ تمھاری مثال بیت اللہ کی مثال ہے کہ جو اس میں داخل ہو گیا وہ عذاب الٰہی سے محفوظ ہو گیا اور اسی طرح جس نے تم سے محبت کی اور تمہاری ولایت کا اقرار کیا وہ عذاب جہنم سے محفوظ ہو گیا اور جس نے تم سے بغض رکھا وہ جہنم میں ڈال دیا گیا۔ یا علیؑ لوگوں کا فریضہ ہے کہ خانۂ خدا کا ارادہ کریں اگر ان میں استطاعت پائی جاتی ہے لیکن اگر کوئی مجبور ہے تو اس کا عذر اس کے ساتھ ہے یا اگر فقیر ہے تو معذور ہے یا اگر مریض ہے تو معذور ہے لیکن تمھاری محبت اور ولایت میں کوتاہی کرنے والے کو ہرگز معاف نہیں کیا جائیگا چاہے فقیر ہو یا غنی۔ بیمار ہو یا صحیح، اندھا ہو یا بصارت والا۔(خصائص الائمہ ص 77 از عیسیٰ بن المنصور)۔

4۔ مثال نجوم فلک

122۔ رسول اکرم! جس طرح ستارے اہل زمین کے لئے ڈوبنے سے بچنے کا

ذریعہ ہیں اسی طرح ہمارے اہلبیتؑ اختلاف سے بچنے کا وسیلہ ہیں لہذا جب بھی عرب کا کوئی قبیلہ ان سے اختلافات کرے گا وہ شیطان کے گروہ میں شامل ہوجائے گا۔(مستدرک 3 ص 162/ 4715)۔

123۔رسول اکرم نے امام علیؑ سے فرمایا۔ یا علیؑ! تمھاری اور تمھاری اولاد کے ائمہ کی مثال سفینہ نوح کی ہے کہ جو اس سفینہ پر سوار ہوگیا نجات پا گیا اور جو اس سے الگ رہ گیا وہ ہلاک ہوگیا اور پھر تمھاری مثال آسمان کے ستاروں کی ہے کہ جب ایک ستارہ غائب ہوتا ہے تو دوسرا طالع ہوجاتا ہے اور یہ سلسلہ یونہی قیامت تک جاری رہے گا۔(امالی صدوق (ر) ص 22/ 18، کمال الدین ص 241/ 65، بشارۃ المصطفیٰ ص 32، جامع الاخبار 52/ 59، مائۃ منقبہ ص 65، فرائد السمطین ص 243، 517 از ابن عباس۔

124۔رسول اکرم! اہلبیتؑ کی مثال میری امت میں آسمان کے ستاروں جیسی ہے کہ جب ایک ستارہ غائب ہوتا ہے تو دوسرا نکل آتا ہے یہ سب امام ہادی اور مہدی ہیں، انھیں نہ کسی کا مکر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ کسی کا انحراف بلکہ یہ کام انحراف کرنے والوں ہی کو نقصان پہنچائے گا۔ یہ سب زمین پر اللہ کی حجت ہیں اور اس کی مخلوقات پر اس کے گواہ ہیں۔ جو ان کی اطاعت کرے گا اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی اور جو ان کی نافرمانی کرے گا اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ یہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہے۔نہ یہ اس سے الگ ہوں گے۔اور نہ وہ ان سے الگ ہوگا یہاں تک کہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوجائیں۔ان ائمہ میں سب سے پہلا میرا بھائی علیؑ ہے، اس کے بعد میرا فرزند حسنؑ، اس کے بعد میرا فرزند حسینؑ، اس کے بعد اولاد حسینؑ کے نو افراد۔(الغیبۃ النعمانی 84/ 12، کتاب سلیم بن قیس 2/ 686/ 14، فضائل ابن شاذان ص 114، مشارق انوار الیقین ص

192)۔

125۔امام علیؑ ! آگاہ ہوجاؤ کہ آل محمدؐ کی مثال آسمان کے ستاروں جیسی ہے کہ جب کوئی ستارہ غائب ہوتا ہےتو دوسرا طالع ہوجا تا ہے۔(نہج البلاغہ خطبہ100)۔

126۔امام صادقؑ کوئی عالم ہمارے علاوہ ایسا نہیں ہے جو دنیا سے جائے تو اپنا جیسا خلف چھوڑ جائے۔ البتہ ہم میں سے جب کوئی جاتا ہےتو اس کی جگہ دوسرا اس کا جیسا موجود رہتا ہے کہ ہماری مثال آسمان کے ستاروں جیسی ہے۔(جامع الاحادیث قمی ص249 از حصین بن مخارق)۔

5۔مثال دوچشم

127۔رسول اکرمؐ ! دیکھو میرے اہلبیتؑ کو اپنے درمیان وہی جگہ دو جو جسم میں سر کی اور سر میں دونوں آنکھوں کی ہوتی ہے کہ جسم سر کے بغیر اور سر آنکھوں کے بغیر ہدایت نہیں پاسکتا ہے۔(امالی طوسی (ر) 482 / 1053 ، کشف الغمہ 2 ص35 از ابوذر، کفایۃ الاثر ص111 از واثلہ بن الاسقع)۔

آگاہی از عدم معرفت اہلبیتؑ

128۔رسول اکرمؐ، جو بغیر امام کے مرتا ہے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے، (مسند ابن حنبل 6 ص22 / 16876 ، المعجم الکبیر 19 ، ص388 / 910 ، الملاحم والفتن ص153 از معاویہ، مسند ابوداؤد طیالسی ص259 از ابن عمر، تفسیر عیاشی 2 ص303 / 119 ، از عمار الساباطی، الاختصاص ص268 از عمر بن یزید از امام موسیٰ کاظمؑ)۔

129۔رسول اکرمؐ جو اس حال میں مرجائے کہ اس کے سر پر کوئی امام نہ ہوتو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔(کافی 1 ص397 / از سالم بن ابی حفصہ ، 8 ص146 /

123 از بشیر کناسی ؛ المعجم الاوسط 6 / ص70 / 5820 ، مسند ابویعلیٰ 13 ص 366 / 7375 ، از معاویہ ، المعجم الکبیر 10 ص 289 / 1687 از ابن عباس)۔130۔ رسول اکرم جو امام کی معرفت کے بغیر مرجائے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔(کافی 2 ص20 / 6، ثواب الاعمال ص244 / 1 ، المحاسن 1 ص 252 / 475از عیسیٰ بن السری)۔

131۔ رسول اکرم ۔ جو شخص اس حالت میں مرجائے کہ اس کی گردن میں کوئی بیعت نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔(صحیح مسلم 3 ص 1478 / 58 ، السنن الکبریٰ 8 ص270 / 16612 از عبداللہ بن عمر ، المعجم الکبیر 19 ص 334 / 769 از معاویہ)۔

132۔ رسول اکرم ! جو شخص اس حالت میں مرجائے کہ اس کے پاس میری اولاد میں سے کوئی امام نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے اور اس نے جاہلیت یا اسلام میں جو کچھ کیا ہے سب کا حساب لیا جائے گا۔(عیون اخبار الرضا 2 ص 58 / 214 از ابومحمد الحسن بن عبداللہ الرازی التمیمی ، کنزالفوائد 1 ص 327)۔133۔ ابان بن عیاش نے سلیم بن قیس الہلالی سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے سلمان ، ابوذر اور مقداد سے یہ حدیث سنی ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ جو شخص مرجائے اور اس کا کوئی امام نہ ہو تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔

اس کے بعد اس حدیث کو جابر اور ابن عباس کے سامنے پیش کیا تو دونوں نے تصدیق کی اور کہا کہ ہم نے بھی سرکار دوعالم سے سنا ہے اور سلمان نے تو حضور سے یہ بھی سوال کیا تھا کہ یہ امام کون ہوں گے؟ تو فرمایا کہ میرے اوصیاء میں ہوں گے اور جو بھی میری امت میں ان کی معرفت کے بغیر مرجائے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا ، اب اگر ان سے بے خبر اور ان کا دشمن بھی ہوگا تو مشرکوں میں شمار ہوگا اور اگر صرف جاہل ہوگا نہ ان کا دشمن اور نہ ان کے

دشمنوں کا دوست تو جاہل ہوگا لیکن مشرک نہ ہوگا۔(کمال الدین 413/15)۔

134۔عیسٰی بن السری کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ مجھے ارکان دین اسلام سے باخبر کریں تا کہ انھیں اختیار کرلوں تو میرا عمل پاکیزہ ہوجائے اور پھر باقی چیزوں کی جہالت نقصان نہ پہنچا سکے؟ تو فرمایا کہ"لا الہ الا اللہ" محمد رسول اللہ کی شہادت اوران تمام چیزوں کا اقرار جنھیں پیغمبر لے کرآئے تھے اوراموال سے زکوٰۃ ادا کرنا اورولایت آل محمد جس کا خدانے حکم دیا ہے کہ رسول اکرم نے صاف فرمایا ہے جواپنے امام کی معرفت کے بغیر مرجائے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے اور مالک کائنات بھی ارشادفرمایا ہے کہ"اللہ کی اطاعت کرواوررسول اوراولی الامر کی اطاعت کرواوراولیاءامر میں پہلے علیؑ اس کے بعد حسنؑ، اس کے بعد حسینؑ، اس کے بعد علیؑ بن الحسینؑ، اس کے بعد محمدؑ بن علیؑ اور یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا اور زمین امام کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی ہے اور جوشخص بھی امام کی معرفت کے بغیر مرجائے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

(کافی 2 ص 21/9،تفسیر عیاشی 1 ص 252/175،از یحیٰی بن السّری)۔

135۔امام محمد باقرؑ! جوشخص بھی اس امت میں امام عادل کے بغیر زندہ رہے گا وہ گمراہ اور بہکا ہوا ہوگا اوراگراسی حال میں مرگیا تو کفرونفاق کی موت مرے گا۔(کافی 1 ص 375/2از محمد بن مسلم)۔136۔امام صادقؑ! رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ جوشخص بھی اپنے امام کی معرفت کے بغیر مرجائے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گالہذاتمھارا فرض ہے کہ تم امام کی اطاعت کرو۔تم نے اصحاب علیؑ کو دیکھا ہے اورتم ایسے امام کے تابع ہو جس سے بے خبر رہنے میں کوئی شخص معذور نہیں ہے۔قرآن کے تمام مناقب ہمارے لئے ہیں۔ہم وہ قوم ہیں جن کی اطاعت اللہ نے واجب قراردی ہے۔انفاق اور منتخب اموال

ہمارا ہی حصہ ہیں۔(محاسن 1 ص 251 /474 از بشیر الدہّان)۔

137۔امام صادقؑ! جو شخص بھی اس حال میں مرجائے کہ اس کی گردن میں کسی امم کی بیعت نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔(اعلام الدین ص 459) 138۔امام موسیٰ کاظمؑ! جو شخص اپنے امام کی معرفت کے بغیر مرجائے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے اور اس سے جملہ اعمال کا محاسبہ کیا جائے گا۔(مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 295 از ابوخالد)

139۔امام رضاؑ! جو شخص بھی ائمہ اہلبیتؑ کی معرفت کے بغیر مرجائے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔(عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 122 / 1 از فضل بن شاذان، الکافی 1 ص 376، محاسن 1 ص 251، بحارالانوار 23 /76)۔

احادیث تنبیہ کی تحقیق

تمام مسلمانوں کا اس نقطہ پر اتفاق ہے کہ جن روایات نے اس مضمون کی نشاندہی کی ہے کہ امام کے بغیر مرنے والا جاہلیت کی موت مرتا ہے۔قطعی طور پر سرکار دو عالمؐ سے صادر ہوئی ہیں اور ان میں کسی طرح کے شک اور شبہہ کی گنجائش نہیں ہے۔

مفہوم اور مقصود میں اختلاف ہوسکتا ہے لیکن اصل مضمون میں کسی طرح کا اختلاف نہیں ہے کہ یہ مضمون اس قدر شہرت اور اعتبار پیدا کر چکا تھا کہ حکام ظلم و جور بھی اس کا انکار نہ کر سکے اور بدرجہ مجبوری تحریف و ترمیم پر اتر آئے۔جیسا کہ علامہ امینی طاب ثراہ نے ان احادیث کو صحاح اور مسانید نے محفوظ کیا ہے لہذا اس کے مضمون کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے اور کسی مسلمان کا اسلام اس کے مقصود کو تسلیم کئے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا ہے۔اس حقیقت میں نہ دو رائے ہے اور نہ کسی ایک نے شک وشبہہ کا اظہار کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ بغیر امام مرنے والے کا انجام بدترین انجام ہے اور اس کے مقدر میں

کسی طرح کی کامیابی اور فلاح نہیں ہے۔ جاہلیت کی موت سے بدتر کوئی موت نہیں ہے کہ یہ موت درحقیقت کفروالحاد کی موت ہے اوراس میں کسی اسلام کا شائبہ بھی نہیں ہے۔(الغدیر 10ص360)۔

رہ گیا حدیث کا مفہوم تو اس کی وضاحت کے لئے دور جاہلیت کی تشریح ضروری ہے اوراس کے بغیر مسئلہ کی مکمل توضیح نہیں ہوسکتی ہے قرآن مجید اوراحادیث اسلامی میں رسول اکرم کے دور بعثت کوعلم وہدایت کا دوراوراس کے پہلے کے زمانہ کو جہالت اور ضلالت کا دورقرار دیا گیاہے، اس لئے کہ اس دور میں آسمانی ادیان میں تحریف وترمیم کی بنا پر راہ ہدایت وارشاد کا پالینا ممکن نہ تھا۔ اس دور میں انسانی سماجمیں دین کے نام پر جو نظام چل رہے تھے وہ سب اوہام وخرافات کا مجموعہ تھے اور یہ تحریف شدہ ادیان و مذاہب حکام ظلم و جور کے ہاتھوں میں بہترین حربہ کی حیثیت رکھتے تھے جن کے ذریعہ انسانوں کے مقدرات پرقبضہ کیا جاتا تھااورانھیں اپنی خواہشات کےاشارہ پر چلایا جارہا تھا۔

لیکن اس کے بعد جب سرکار دوعالم کی بعثت کے زیرسایہ علم و ہدایت کا آفتاب طلوع ہواتو آپ کی ذمہ داریوں میں اہم ترین ذمہ داری ان اوہام وخرافات سے جنگ کرنااور حقائق کوواضح و بےنقاب کرنا تھا، چنانچہ آپ نے ایک مہربان باپ کی اطرح امت کی تعلیم و تربیت کا کام شروع کیااورصاف لفظوں میں اعلان کردیا کہ میں تمھارے باپ جیسا ہوں اور تمھاری تعلیم کا ذمہ دار ہوں (مسند ابن حنبل 3ص53 / 7413،سنن نسائی 1ص38،سنن ابن ماجہ 1ص114-313،الجامع الصغیر 1ص394 / 2580)۔

آپ کا پیغام عقل ومنطق سے تمامتر ہم آہنگ تھااوراس کی روشنی میں صاحبان علم کے لئے صداقت تک پہنچنا بہت آسان تھااوروہ صاف محسوس کرسکتے تھے کہ اس کا رابطہ عالم

غیب سے ہے۔

آپ برابر لوگوں کوتنبیہ کیا کرتے تھے کہ خبردار جن چیزوں کوعقل ومنطق نے ٹھکرادیاہے۔ان کا اعتبار نہ کریں کہ بغیرعلم واطلاع کے کسی چیز کے پیچھے نہ دوڑ پڑی۔(سورہ اسراءآیت36)

اس تمہید سے یہ بات مکمل طور پر واضح ہوجاتی ہے کہ ہر دور کے امام کی معرفت انسانوں کا انفرادی مسئلہ نہیں تھی کہ اگر کوئی شخص امام کی معرفت حاصل کئے بغیر مرجائے گا تو صرف اس کی موت جاہلیت کی موت ہوجائے گی بلکہ دراصل یہ ایک اجتماعی اور پوری امت کی زندگی کا مسئلہ تھا کہ بعثت پیغمبر اسلام کے سورج کے طلوع کے ساتھ جوعلم ومعرفت کا دور شروع ہواہے اس کا استمرار اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک مسلمان اپنے دور کے امام کو پہچان کراس کی اطاعت نہ کرلیں۔

یاواضح الفاظ میں یوں کہا جائے کہ امامت ہی اس عصرعلم وعرفان کی تنہا ضمانت ہے جوسرکاردوؐ عالم کی بعثت کے ساتھ شروع ہواہے اوراس ضمانت کے مفقود ہوجانے کا فطری نتیجہ اس دوراسلام وعرفان کا خاتمہ ہوگا جس کا لازمی اثر دورجاہلیت کی واپسی کی صورت میں ظاہر ہوگا اور پورا معاشرہ جاہلیت کی موت مرجائے گا جس کی طرف قرآن مجید نے خود اشارہ کیا تھا کہ مسلمانو۔ دیکھو محمد اللہ کے رسول کے علاوہ اور کچھ نہیں ہیں اور ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مرجائیں یا قتل ہوجائیں توتم الٹے پاؤں جاہلیت کی طرف پلٹ جاؤ" گویا مسلمانوں میں جاہلیت کی طرف پلٹ جانے کا اندیشہ تھا اورسول اکرم اس کا علاج معرفت امام کے ذریعہ کرنا چاہتے تھےاور بار باراس امرکی وضاحت کردی تھی کہ امت دوبارہ جاہلیت کی دلدل میں پھنس سکتی ہے اور جاہلیت کی موت مرسکتی ہے اور

اس کا واحد سبب امامت وقیادت امام عصرؑ سے انحراف کی شکل میں ظاہر ہوگا۔

کس امام کی معرفت؟

اگر گذشتہ احادیث میں ذرا غور وفکر کرلیا جائے تو اس سوال کا جواب خودبخود واضح ہوجائے گا کہ سرکار دو عالم نے کس امام اور کس طرح کے امام کی معرفت کو ضروری قرار دیا ہے کہ جس کے بغیر نہ اصلی اسلام باقی رہ سکتا ہے اور نہ جاہلیت کی طرف پلٹ جانے کا خطرہ ٹل سکتا ہے۔

کیا یہ ممکن ہے کہ اس معرفت سے مراد ہر اس شخص کی معرفت اور اس کا اتباع ہو جو اپنے بارے میں امامت کا دعویٰ کردے اور اسلامی سماج کی زمام پکڑ کر بیٹھ جائے اور باقی افراد اس کی اطاعت نہ کرکے جاہلیت کی موت مرجائیں اور اس کے کردار کا جائزہ نہ لیا جائے اور اس ظلم کو نہ دیکھا جائے جو انسان کو ان اماموں میں قرار دیدیتا ہے جو جہنم کی دعوت دینے والے ہوتے ہیں؟

ائمہ جور نے ہر دور تاریخ میں یہی کوشش کی ہے کہ حدیث کی ایسی ہی تفسیر کریں اور اسے اپنے اقتدار کے استحکام کا ذریعہ قرار دیں چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس کے راویوں میں ایک معاویہ بھی شامل ہے جسے اس حدیث کی سخت ضرورت تھی اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جب روایت بیان کردیگا تو درباری علماء اس کی ترویج وتبلیغ کا کام شروع کردیں گے اور اس طرح حدیث کی روشنی میں معاویہ جیسے افراد کی حکومت کو مستحکم ومضبوط بنادیا جائے گا۔ اگرچہ یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ یہ صرف لفظی بازی گری ہے اور اس کا تفسیر وتشریح حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ اسے خطائے اجتہادی کہا جاسکتا ہے اور نہ سوء فہم بھلا کون یہ تصور کرسکتا ہے کہ عبداللہ بن عمر کا بیعت امیر المومنینؑ سے انکار کردینا کسی بصیرت کی کمزوری یا فکر کی سطحیت کا نتیجہ تھا

اور انھیں آپ کی شخصیت کا اندازہ نہیں تھا اور راتوں رات دوڑ کر حجاج بن یوسف کے دربار میں جا کر عبدالملک بن مروان کے لئے بیعت کر لینا واقعاً اس احتیاط کی بنا پر تھا کہ کہیں زندگی کی ایک رات بلا بیعت امام نہ گذر جائے اور ارشاد پیغمبر کے مطابق جاہلیت کی موت نہ واقع ہو جائے جیسا کہ ابن ابی الحدید نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ نے پہلے حضرت علیؑ کی بیعت سے انکار کر دیا اور اس کے بعد ایک رات حجاج بن یوسف کا دروازہ کھٹکھٹانے لگے تا کہ اس کے ہاتھ خلیفہ وقت عبدالملک بن مروان کے لئے بیعت کر لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک رات بلا بیعت امام گذر جائے جبکہ سرکار دو عالم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی بیعت امام کے بغیر مر جائے تو جاہلیت کی موت مرتا ہے، اور حجاج نے بھی اس جہالت اور پست فطرتی کا اس انداز سے استقبال کیا کہ بستر سے پیر نکال دیا کہ اس پر بیعت کر لو، تم جیسے لوگ اس قابل نہیں ہو کہ ان سے ہاتھ پر بیعت لی جائے۔ (شرح نہج البلاغہ 13 ص242)۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ جو حضرت علیؑ کو امام تسلیم نہ کرے گا اس کا امام عبدالملک بن مروان ہی ہو سکتا ہے جس کی بیعت سے انکار انسان کو جاہلیت مار سکتا ہے اور اس کے ضروری ہے کہ رات کی تاریکی میں انتہائی ذلت نفس کے ساتھ حجاج بن یوسف جیسے جلاد کے دروازہ پر حاضری دے اور عبدالملک جیسے بے ایمان کی خلافت کے لئے بیعت کر لے اور اس کا آخری نتیجہ یہ ہو کہ اس یزید کو بھی حدیث مذکور کا مصداق قرار دیدے جس کے دونوں ہاتھ اسلام اور آل رسول کے خون سے رنگین ہوں۔

مورخین کا بیان ہے کہ اہل مدینہ نے 36ھ میں یزید کے خلاف آواز بلند کی اور اس کے نتیجہ میں واقعہ حرہ پیش آ گیا جس کے بعد عبداللہ بن عمر نے اس انقلاب میں قریش کے قائد عبداللہ بن مطیع کے پاس حاضر ہو کر کچھ کہنا چاہا تو عبداللہ نے ان کے لئے تکیہ لگوا کر

بیٹھنے کا اشارہ کیا اور ابن عمر نے فرمایا کہ میں بیٹھنے نہیں آیا ہوں۔ میں صرف یہ حدیث پیغمبر سنا نے آیا ہوں کہ اگر کسی کے ہاتھ اطاعت سے الگ ہو گئے تو وہ روز قیامت اس عالم میں محشور ہوگا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی اور کوئی دلیل نہ ہوگی اور کوئی اپنی گردن میں بیعت امام رکھے بغیر مرگیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی ۔ (صحیح مسلم 3 / 1478 / 1851)۔

ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ اس ضمیر فروش انسان نے کس طرح حدیث شریف کا رخ بالکل ایک متضاد جہت کی طرف موڑ دیا اور اسے یزید کی حکومت کی دلیل بنادیا جس موذی مرض کی طرف رسول اکرم نے اس حدیث میں اور دیگر متعدد احادیث میں اشارہ کیا تھا اور آپ کا مقصد تھا کہ لوگ ائمہ حق و ہدایت کی اطاعت کریں لیکن ارباب باطل وتحریف نے اس کا رخ ہی بدل دیا اور اسے باطل کی ترویج کا ذریعہ بنالیا اور اس طرح اسلامی احادیث ہی کو اسلام کی عمارت کے منہدم کرنے کا وسیلہ بنادیا اور دھیرے دھیرے اسلام اور علم کا وہ دور گذر گیا اور امت اسلامیہ ائمہ حق و انصاف کی بے معرفتی اور ان کے انکار کے نتیجہ میں جاہلیت کی طرف پلٹ گئی اور جاہلیت وکفر کی موت کا سلسلہ شروع ہوگیا جب کہ روایات کا کھلا ہوا مفہوم یہ تھا کہ آپ امت کو اس امر سے آگاہ فرمارہے تھے کہ خبردار ائمہ اہلبیتؑ کی امامت وقیادت سے غافل نہ ہوجانا اور اہلبیتؑ سے تمسک کو نظر انداز نہ کردینا کہ اس کا لازمی نتیجہ دور علم وہدایت کا خاتمہ اور دور کفر وجاہلیت کی واپسی کی شکل میں ظاہر ہوگا جس کی طرف حدیث ثقلین، حدیث غدیر اور دوسری سینکڑوں حدیثوں میں اشارہ کیا گیا تھا اور ائمہ اہلبیتؑ سے تمسک کا حکم دیا گیا تھا۔

روز قیامت منزلت اہلبیتؑ

140۔رسول اکرم! سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر میرے اہلبیتؑ وارد ہوں گے اور امت میں میرے واقعی چاہنے والے۔(السنہ لابن ابی عاصم 324 / 748، کنزالعمال 12 / 100 / 34178)۔

141۔رسول اکرم! تم میں سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونے والا اور سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والا علیؑ بن ابی طالبؑ ہے۔(مستدرک 3 ص 147 / 2662، تاریخ بغداد 2 ص 81، مناقب ابن المغازلی 16 / 22، مناقب خوارزمی 52 / 15)

142۔امام علیؑ! میرے پاس رسول اکرم تشریف لے آئے جب میں بستر پر تھا، آپ سے حسنؑ یا حسینؑ نے پانی مانگا اور آپ نے بکری کو دوہ کر دینا چاہا کہ دوسرا بھائی سامنے آیا، آپ نے اسے سامنے سے ہٹا دیا تو فاطمہ زہرا نے کہا کہ کیا وہ آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا نہیں بات یہ ہے کہ اس نے پہلے تقاضا کیا ہے اور یاد رکھو کہ میں۔تم اور بستر پر آرام کرنے والا سب روز قیامت ایک مقام پر ہوں گے۔(مسند ابن حنبل 1 ص 217 / 792 از عبدالرحمان ازرق، المعجم الکبیر 3 ص 41 / 2622 از ابی فاختہ، مسند ابوداؤد طیالسی 26 / 190، تاریخ دمشق حالات امام حسنؑ 110 / 182-118 / 191، اسدالغابہ 7 / 220، السنۃ لابن ابی عاصم 584 / 1322، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 111 / 115، کتاب سلیم بن قیس 2 ص 732 / 21)۔

143۔امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اکرم نے فرمایا کہ جنت میں سب سے پہلے ہیں۔فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ داخل ہوں گے تو میں نے عرض کی اور ہمارے

چاہنے والے؟ فرمایا تمھارے پیچھے پیچھے۔(مستدرک 3 ص 164 / 4723 از عاصم بن ضمرہ، ذخائر العقبیٰ ص 123، بشارۃ المصطفیٰ ص 46)۔

144۔رسول اکرم! ہم۔علیؑ۔فاطمہؑ۔حسنؑ اور حسینؑ سب روز قیامت زیر عرض الٰہی ایک قبہ میں ہوں گے۔(کنز العمال 12 ص 100 / 34177، مجمع الزوائد 9 ص 276 / 15022، شرح الاخبار 3 ص 4 / 914 از ابوموسیٰ اشعری، مناقب خوارزمی 303 / 298، بشارۃ المصطفیٰ ص 48۔

145۔رسول اکرم! وسیلہ ایک درجہ ہےجس سے بالاتر کوئی درجہ نہیں ہے۔ پروردگار سے طلب کرو کہ وہ مجھے وسیلہ عنایت فرمادے۔(مسند ابن حنبل 4 ص 165 / 11783 از ابوسعید خدری 3 ص 86 / 7601 ص 292 / 8778 از ابوہریرہ 2 ص 571 / 6579 از عبداللہ بن عمرو ابن العاص، صحیح بخاری 1 / 222 / 589، صحیح مسلم 1 ص 289 / 384، سنن ابی داؤد 1 ص 144 / 523 ص 146 / 529، سنن ترمذی 5 ص 586 / 3612، سنن نسائی 2 ص 25 / 671، ص 27 / 673، سنن ابن ماجہ 1 ص 239 / 722۔

146۔رسول اکرم، جنت میں ایک درجہ ہے جسے وسیلہ کہا جاتا ہے، اگر تمھیں اللہ سے کوئی سوال کرنا ہے تو میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو، لوگوں نے عرض کی کہ اس میں آپ کے ساتھ کون کون رہے گا؟ فرمایا علیؑ۔فاطمہؑ۔حسنؑ حسینؑ (کنز العمال 12 ص 103 / 34195-13 ص 139 / 37616، تفسیر ابن کثیر 2 ص 68، بشارہ المصطفیٰ ص 270، معانی الاخبار 116 / 1، تفسیر قمی 2 ص 324، علل الشرائع 164 / 6، بصائر الدرجات 416 / 11، روضۃ الواعظین 2 ص 127۔

147۔رسول اکرم! جنت کا مرکزی علاقہ میرے اور میرے اہلبیتؑ کے لئے ہوگا ۔(عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 68 / 314 از حسن بن عبداللہ التمیمی)۔

148۔حذیفہ! میری والدہ نے پوچھا کہ تمھارا رسول اکرم کا ساتھ کب سے ہے؟ میں نے عرض کی فلاں وقت سے اس نے مجھے بُرا بھلا کہا تو میں نے کہا اللہ خاموش ہو جایئے۔ میں رسول اکرم کے ساتھ نماز مغرب کے لئے جا رہا ہوں، نماز کے بعد ان سے درخواست کروں گا کہ میرے اور آپ کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ یہ کہہ کر میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مغرب وعشاء کی نماز ادا کی ، اس کے بعد آپ جانے لگے تو میں ساتھ ہولیا۔ راستہ میں ایک شخص مل گیا اس سے آپ نے باتیں کیں۔ پھر روانہ ہوگئے اور میں پھر ساتھ چلا، ایک مرتبہ میری آواز سن کر فرمایا کون؟ میں نے عرض کی حذیفہ۔

فرمایا کیوں آئے؟ میں نے ماجرا بیان کیا۔ فرمایا خدا تمھیں اور تمھاری ماں کو بخش دے۔ کیا تم نے راستہ میں ملنے والے کو بھی دیکھا ہے؟ عرض کی بیشک! فرمایا یہ ایک فرشتہ ہے جو آج پہلی مرتبہ آسمان سے نازل ہوا ہے اور یہ خدا سے اجازت لے کر مجھے سلام کرنا چاہتا تھا اور یہ بشارت دینا چاہتا تھا کہ حسنؑ وحسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں۔ اور فاطمہؑ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں اور پروردگار ان سب سے راضی ہے۔(مسند احمد بن حنبل 9 / 91 / 23389، سنن ترمذی 5 ص 326 / 3870، خصائص نسائی ص 239 / 130 مجمع الزوائد 9 ص 324 / 15192، حلیۃ الاولیاء 4 / 190، اسد الغابہ 7 ص 304 / 7410۔ المصنف لابن ابی شیبہ 7 ص 164، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 51 ص 72 ص 73، ذخائر العقبیٰ ص 121، امالی مفید (ر) 23 / 4، بشارۃ المصطفیٰ ص 277، کمال الدین ص 263 / 10، شرح الاخبار 3 ص 65 / 990 ص 75 / 995۔

149۔ رسول اکرم! میں ایک شجر ہوں اور فاطمہؑ اس کی شاخ ہے اور علیؑ اس کا شگوفہ ہے اور حسنؑ وحسینؑ اس کے پھل ہیں اور ہمارے شیعہ اس کے پتے ہیں، اس شجر کی اصل جنّت عدن میں ہے اور باقی حصہ ساری جنّت میں پھیلا ہوا ہے۔ (مستدرک علی الصحیحین 3 ص 174/ 4755 از عبدالرحمٰن بن عوف)۔

خصائص اہلبیتؑ

اہم ترین خصوصیات

1۔طہارت

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴿۳۳﴾

150۔رسول اکرم! ہم وہ اہلبیتؑ ہیں جن سے خدا نے ہر برائی کو دور رکھا ہے چاہے وہ ظاہری ہوں یا باطنی (الفردوس 1 ص 54/ 144)

151۔رسول اکرم! پروردگار نے مخلوقات کو دو قسموں پر تقسیم کیا اور مجھے بہترین قسم میں قرار دیا جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے کہ کچھ اصحاب الیمین ہیں اور کچھ اصحاب الشمال، ہمارا تعلق اصحاب الیمین سے ہے اور میں ان میں بہترین قسم میں ہوں۔

اس کے بعد اس نے دونوں قسموں کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے ان کے بہترین حصہ میں قرار دیا جس کی طرف اصحاب میمنہ کے ساتھ "السابقون السابقون" کے ذریعہ اشارہ کیا گیا ہے کہ ہمارا شمار سابقین میں ہے اور میں ان میں بھی سب سے بہتر ہوں۔اس کے بعد ان تینوں حصوں کو قبائل میں تقسیم کیا گیا اور مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں رکھا گیا جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے کہ پروردگار نے تمھیں شعوب اور قبائل میں تقسیم کیا ہے تا کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو اور تم میں سب سے زیادہ محترم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی اور

پرہیز گار ہے۔

میں اولاد آدم میں سب سے زیادہ متقی اور پیش پروردگار مکرم ہوں لیکن یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے، یہ مقام شکر ہے، اس کے بعد مالک نے قبائل کو خاندانوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین گھر میں قرار دیا جسکی طرف آیت تطہیر میں اشارہ کیا گیا ہے تو مجھے اور میرے اہلبیتؑ سب کو گناہوں سے پاک و پاکیزہ قرار دیا گیا ہے۔(دلائل النبوۃ بیہقی 1 ص 170، البدایۃ والنہایۃ 2 ص 257، الدرالمنثور 6 ص 605، مناقب امیرالمومنینؑ الکوفی 1 ص 127 / 70 ص 406 / 324، مجمع البیان 9 ص 207، اعلام الوریٰ ص 16، المعجم الکبیر 12 ص 81 / 12604، 3 ص 57 / 2674، امالی الشجری 1 ص 151، امالی صدوق ص 503 / 1 تفسیر قمی 2 ص 347)۔

152۔ رسول اکرم! میں اور علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور نو اولاد حسینؑ سب پاک و پاکیزہ اور معصوم قرار دیے گئے ہیں (کمال الدین ص 280 / 28، عیون اخبار الرضاؑ 1 ص 64 / 30، مناقب ابن شہرآشوب 1 ص 295 کفایۃ الاثر ص 19، الصراط المستقیم 2 ص 110، ینابیع المودۃ 3 ص 291 / 9، فرائد السمطین 2 ص 133 / 430)۔

153۔ رسول اکرم! میرے بعد بارہ امام مثل نقباء بنی اسرائیل ہوں گے اور سب کے سب دین خدا کے امانتدار۔ پرہیز گار اور معصوم ہوں گے۔(جامع الاخبار 62 / 80)۔

154۔ رسول اکرم! ہم وہ اہلبیتؑ ہیں جنھیں پروردگار نے پاکیزہ قرار دیا ہے۔ ہم شجرۂ نبوت اور موضع رسالت ہیں۔ ہمارے گھر ملائکہ کی آمد و رفت رہتی ہے۔ ہمارا گھرانہ رحمت کا ہے اور ہم علم کا معدن ہیں۔ (الدرالمنثور 6 ص 606 از ضحاک بن مزاحم)۔

155۔رسول اکرم۔جو شخص بھی اس سرخ لکڑی کو دیکھنا چاہتا ہے جسے مالک نے اپنے دست قدرت سے بویا ہے اور اس سے متمسک رہنا چاہتا ہے اس کا فرض ہے کہ علیؑ اور ان کی اولاد کے ائمہ سے محبت کرے کہ یہ سب خدا کے منتخب اور پسندیدہ بندے ہیں اور ہر گناہ اور ہر خطا سے معصوم ہیں۔(امالی صدوق (ر)ص 467 / 26،عیون اخبار الرضاص 57 / 211 از محمد بن علی التمیمی)۔

156۔امام علیؑ! پروردگار نے رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے اس لئے کہ وہ معصوم اور پاکیزہ کردار ہیں اور کسی معصیت کا حکم نہیں دے سکتے ہیں اس کے بعد اس نے اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے کہ وہ بھی معصوم اور پاکیزہ کردار ہیں اور کسی معصیت کا حکم نہیں دے سکتے ہیں (خصال ص 139 / 158 ،علل الشرائع ص 123 ، کتاب سلیم بن قیس 2 ص 884 / 54)۔

157۔امام علیؑ۔پروردگار نے ہم اہلبیتؑ کو فضیلت عنایت فرمائی ہے اور کیوں نہ ہوتا جبکہ اس نے ہمارے بارے میں آیت تطہیر نازل کی ہے اور ہمیں تمام برائیوں سے پاکیزہ قرار دیا ہے، چاہے کھلی ہوئی ہوں یا مخفی ہوں، ہم ہی میں جو حق کے راستہ پر ہیں۔(تاویل الآیات الظاہرہ ص 450)۔

150۔امام حسنؑ۔ہم وہ اہلبیتؑ ہیں جنھیں مالک نے اطاعت کے ذریعہ محترم بنایا ہے اور ہمیں منتخب اور مصطفیٰ و مجتبیٰ قرار دیا ہے۔ہم سے ہر رجس کو دور رکھا ہے اور ہمیں مکمل طور پر پاکیزہ قرار دیا ہے۔اور شک رجس ہے لہذا ہمیں خدا یا دین خدا کے بارے میں کبھی شک نہیں ہوسکتا ہے۔اس نے ہمیں ہر طرح کے انحراف اور گمراہی سے پاکیزہ رکھا ہے۔(امالی طوسی (ر)ص 562 / 1174 از عبدالرحمان بن کثیر)۔

159۔امام باقرؑ! ہماری توصیف ممکن نہیں ہے۔ان کی توصیف کون کرسکتا ہے جن سے اللہ نے ہر رجس اور شک کو دور رکھا ہے۔(کافی 2ص182 / 16)۔

160۔امام صادقؑ! انبیاء اور اولیاء کی زندگی میں کوئی گناہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ سب معصوم اور مطہر ہوتے ہیں۔(خصال ص608 / 9)۔

161۔امام صادقؑ! شک اور معصیت کی جگہ جہنم ہے اور ان کا تعلق کسی طرح بھی ہم سے نہیں ہے۔(کافی 2ص400 / 5)۔

162۔امام صادقؑ! آیت تطہیر میں رجس سے مراد ہر طرح کا شک ہے۔(معانی الاخبار138 / 1)۔

163۔امام رضاؑ! امامت وہ مرتبہ ہے جسے پروردگار نے جناب ابراہیمؑ کو نبوت کے بعد عنایت فرمایا ہے اور تیسرا مرتبہ خلت کا ہے، امامت ہی کے ذریعہ انھیں مشرف کیا ہے اور اس ذریعہ سے ان کے ذکر کو محترم بنایا ہے۔"انی جاعلک للناس اماما"۔

خلیل خدا نے اس مرتبہ کو پانے کے بعد کمال مسرت سے گزارش کی کہ خدایا اور میری ذریت؟ فرمایا یہ عہدہ ظالموں تک نہیں جاسکتا ہے لہذا آیت کریمہ نے قیامت تک کہ ظالموں کی امامت کو باطل قرار دیدیا ہے اور یہ صرف منتخب افراد کا حصّہ ہوگئی ہے۔اس کے بعد پروردگار نے اسے ان کی اولاد کے پاکیزہ افراد کا حصہ قرار دیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ" ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب جیسی اولاد عطا فرمائی ہے اور سب کو صالح قرار دیا ہے"---پھر ارشاد ہوا" ہم نے انھیں امام بنایا ہے کہ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت دیں اور ان کی طرف وحی کی ہے کہ نیکیاں انجام دیں۔نماز قائم کریں۔زکٰوۃ ادا کریں اور یہ سب ہمارے عبادت گذار بندے تھے۔(کافی 1ص199 / 1،کمال الدین ص676 /

31 امالی صدوق (ر) 537 / 1 ، معانی الاخبار 97 / 2، عیون اخبار الرضاؑ 1 ص 217 از عبدالعزیز بن مسلم)۔

164 ۔ امام ہادیؑ زیارت جامعہ میں فرماتے ہیں۔ آپ حضرات سب ائمہ راشدین مہدی، معصوم اورمکرم ہیں، پروردگار نے آپ حضرات کولغزش سے محفوظ رکھا ہے۔ فتنوں سے بچا کر رکھا ہے، برائیوں سے پاک رکھا ہے اروآپ سے ہر رجس کو دور کر کے پاک و پاکیزہ قرار دیا ہے۔(تہذیب 6 ص 97 / 177 ، الفقیہ 2 ص 611 / 3213، فرائدالسمطین 2 ص 180 ، عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 273 ، از موسیٰ بن عمران نجفی ، غالباً یہ موسیٰ بن عبداللہ ہیں)۔

2۔ہم پلہ قرآن

165۔ زید بن ارقم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم نے مکہ و مدینہ کے درمیان خم نامی مقام پر خطبہ ارشاد فرمایا اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد وعظ ونصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! میں بھی ایک بشر ہوں اور قریب ہے کہ میرے پاس داعی الٰہی آجائے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہتا ہوا چلا جاؤں تو آگاہ رہنا کہ میں تمھارے درمیان دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور اور ہدایت ہے اسے پکڑے رہو اور اس سے وابستہ رہو۔ یہ کہہ کر اس کے بارے میں ترغیب وتنبیہ فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ اور ایک میرے اہلبیتؑ ہیں جن کے بارے میں تمھیں خدا کو یاد دلا رہا ہوں اور اس جملہ کو تین مرتبہ دہرایا۔(صحیح مسلم 4 / 1873۔2408، سنن دارمی 2 / 889 / 3198، مسند ابن حنبل 7 / 75 / 19285 ، سنن کبریٰ 10 / 194 / 20335، تہذیب تاریخ دمشق 5 ص 439 فرائدالسمطین 2 ص 234 / 513۔

166۔ رسول اکرم نے فرمایا کہ میں تمھارے درمیان وہ چیزیں چھوڑے جارہاہوں جن سے متمسک رہوگےتو ہرگز گمراہ نہ ہوگے، ان میں ایک دوسرے سے بزرگتر ہے اور وہ کتاب خدا ہے جوایک ریسمان ہدایت ہے جس کا سلسلہ آسمان سے زمین تک ہے اور ایک میری عترت اور میرے اہلبیت ؑ ہیں اور یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہونگے جب تک میرے پاس حوض کوثر پر وارد نہ ہوجائیں۔ دیکھواس کا خیال رکھنا کہ تم میرے بعد ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہو۔(سنن ترمذی 5 ص 663 / 3788 از زید بن ارقم)۔

167۔ زید بن ارقم ! جب رسول اکرم حجۃ الوداع سے واپسی پر مقام غدیر خم پر پہنچے تو آپ نے درختوں کے نیچے زمین صاف کرنے کا حکم دیا پھر فرمایا کہ گویا میں داعی الٰہی کو لبیک کہنے جارہاہوں لہذا یاد رکھنا کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہاہوں جن میں ایک دوسرے سے بڑی ہے، کتاب خدا اور میری عترت لہذا یہ خیال رکھنا کہ میرے بعد ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہو۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوجائیں اور یہ کہہ کر فرمایا کہ اللہ میرا مولا ہے اور میں تمام مومنین کا مولیٰ ہوں اور پھر علی ؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی ؑ بھی مولا ہے، خدا اسے دوست رکھنا جو اس سے دوستی رکھے اور اس اپنا دشمن قرار دیدینا جو اس سے دشمنی کرے۔ (مستدرک 3 ص 118 / 4576، خصائص نسائی 150 / 79، کمال الدین 234 / 250، الغدیر 1 ص 30، 34، 302)۔

168۔ جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم کو حج کے موقع پر روز عرفہ یہ خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا ہے کہ ایہا الناس ! ---میں تم میں انھیں چھوڑے جارہاہوں جن سے متمسک رہوگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ کتاب خدا اور میرے عترت و

اہلبیتؑ ۔(سنن ترمذی5 ص662 / 3786)۔

169 ۔رسول اکرم ۔ایہا الناس میں آگے آگے جارہاہوں اورتم سب کو میرے پاس حوض کوثر پرآنا ہے جہاں میں تم سے ثقلین کے بارے میں سوال کروں گالہذا اس کا خیال رکھنا کہ میرے بعد ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہو۔ثقل اکبر کتاب خدا ہے جس کا ایک سراپروردگار کے ہاتھوں میں ہے اور دوسراتمھارے ہاتھوں میں ہے لہذا اس سے متمسک رہنا اور ہرگز نہ گمراہ ہونا اور نہ اس میں کوئی تبدیلی پیدا کرنا۔(تاریخ بغداد 8 ص 442 از حذیفہ بن اسید)۔

170 ۔حذیفہ بن اسید الغفاری! جب رسول اکرم حجۃ الوداع سے فارغ ہوکر چلے توآپ نے اصحاب کومنع کیا کہ درختوں کے نیچے پناہ نہ لیں اوراس جگہ کوصاف کراکے آپ نے نمازادا فرمائی اور پھر کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرمایا۔ایہا الناس ! مجھے خدائے لطیف وخبیر نے خبردی ہے کہ ہر نبی کی زندگی اس سے پہلے والے سے نصف رہی ہے لہذا قریب ہے کہ میں بلالیا جاؤں اور چلا جاؤں اور مجھ سے بھی سوال کیا جائے گا اورتم سے بھی سوال کیا جائے گا توبتاؤ کہ تم کیا کہنے والے ہو؟ لوگوں نے عرض کی کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے تبلیغ فرمائی اوراس راہ میں زحمت گوارا فرمائی اورہمیں نصیحت فرمائی۔خدا آپ کوجزائے خیر دے۔

فرمایا کیا اس بات کی گواہی نہ دوگے کہ خدا وحدہ لاشریک ہے اور محمد اس کے بندہ اوررسول ہیں؟ اور جنت وجہنم برحق ہیں اورموت بھی برحق ہے اورموت کے بعد کی زندگی بھی برحق ہے اور بلاشبہ قیامت آنے والی ہے اورخدا لوگوں کوقبروں سے نکالنے والا ہے؟ سب نے عرض کی بیشک ہم گواہی دیتے ہیں! فرمایا خدایا توبھی گواہ رہنا۔

اس کے بعدفرمایا کہ لوگو! خدا میرا مولا ہے اور میں مومنین کا مولا ہوں اوران کے

نفوس سے اولیٰ ہوں اور جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ بھی مولا ہے۔ خدایا جو اس سے محبت کرے اس سے محبت کرنا اور جو اس سے دشمنی رکھے اس سے دشمنی کرنا۔

پھر فرمایا ایہا الناس! میں آگے آگے جارہا ہوں اور تم سب میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونے والے ہو۔ وہ حوض جس کی وسعت بصرہ اور صنعاء کی مسافت سے زیادہ ہے اور وہاں ستاروں کے عدد کے برابر چاندی کے پیالے رکھے ہوئے ہیں اور میں تمھارے وارد ہونے کے بعد تم سے ثقلین کے بارے میں سوال کروں گا کہ تم نے میرے بعد ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ ان میں ثقل اکبر کتاب خدا ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھوں میں ہے اور دوسرا تمھارے ہاتھوں میں ہے۔ اس سے وابستہ رہنا کہ گمراہ نہ ہو اور اس میں تبدیلی نہ کرنا۔ دوسرا ثقل میری عترت اور میری اہلبیتؑ ہیں۔ خدائے لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ ان کا سلسلہ ہرگز ختم نہ ہوگا جب تک میرے پاس حوض کوثر پر نہ وارد ہوجائیں۔ (المعجم الکبیر 3 ص 180/ 352)۔

171۔ معروف بن خربوذ نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ کے حوالہ سے حذیفہ بن اسید الغفاری سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اکرم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تم ہم لوگ آپ ہمراہ تھے۔ جحفہ پہنچ کر آپ نے اصحاب کو قیام کا حکم دیا اور سب اونٹوں سے اتر آئے پھر نماز کی اذان ہوئی اور آپ نے اصحاب کے ساتھ دو رکعت نماز (ظہر قصر) ادا فرمائی۔ اس کے بعد ان کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ مجھے خدائے لطیف وخبیر نے خبر دی ہے کہ مجھے بھی مرنا ہے اور تم سب کو مرنا ہے اور گویا کہ میں اب داعی الٰہی کو لبیک کہنے والا ہوں اور مجھ سے میری رسالت کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا اور کتاب خدا اور حجت الٰہی کو چھوڑے جارہا ہوں اس کے بارے میں بھی سوال ہوگا اور تم سے بھی سوال کیا جائے گا تو بتاؤ کہ تم لوگ

پروردگار کی بارگاہ میں کیا کہو گے؟ لوگوں نے عرض کی کہ ہم آپ کی تبلیغ، کوشش اور نصیحت کی گواہی دیں گے خدا آپ کو جزائے خیر دے۔

فرمایا کیا توحید الٰہی، میری رسالت، جنّت وجہنم اور حشر ونشر کے برحق ہونے کی گواہی نہ دو گے؟ عرض کی بیشک گواہی دیں گے، فرمایا خدایا تو بھی ان کے بیان پر گواہ رہنا۔

اچھا اب میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں اس امر کا گواہ ہوں کہ خدا میرا مولا ہے اور میں ہر مسلمان کا مولا ہوں اور مومنین سے ان کے نفس کی بہ نسبت زیادہ اولی ہوں کیا تم لوگ بھی اس کا اقرار کرتے ہو اور اس کی گواہی دیتے ہو؟

سب نے عرض کی۔ بیشک ہم گواہی دیتے ہیں۔

فرمایا تو آگاہ ہو جاؤ کہ جس کا میں مولا ہوں۔ اس کا یہ علیؑ بھی مولا ہے۔

یہ کہہ کر علیؑ کو اس قدر بلند کیا کہ سفیدی بغل نمایاں ہوگئی۔ اور فرمایا خدایا اس سے محبت کرنا جو اس سے محبت کرے اور اس سے عداوت رکھنا جو اس سے دشمنی کرے۔ اس کی مدد کرنا جو اس کی مدد کرے یا ور اسے چھوڑ دینا جو اس سے الگ ہو جائے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ میں تم سے آگے آگے جا رہا ہوں اور تم میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونے والے ہو۔ یہی کل میرا حوض ہوگا اور اس کی وسعت بصرہ سے صنعاء کے برابر ہوگی جس پر ستاروں کے برابر چاندی کے پیالے رکھے ہوں گے اور میں تم سے اس کے بارے میں سوال کروں گا جس کا آج گواہ بنا رہا ہوں اور پوچھوں گا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ لہذا خبردار اس کا خیال رکھنا کہ میرے بعد ان کے ساتھ کیا سلوک کرو گے اور میرے پاس کس طرح حاضر ہو گے۔

لوگوں نے عرض کی کہ حضور یہ ثقلین کیا ہیں؟ فرمایا ثقل اکبر کتاب خدا ہے جو ایک

ریسمان ہدایت ہے جس کا ایک سرکار تمھارے ہاتھوں میں ہے اور ایک پروردگار کے ہاتھوں میں ہے اس میں تمام ماضی اور قیامت تک کے مستقبل کا سارا علم جود ہے۔

اور دوسرا ثقل قرآن کا حلیف یعنی علیؑ بن ابی طالبؑ اوران کی اولاد ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پروارد ہوجائیں۔

معروف بن خرَّ بوز کہتے ہیں کہ میں نے اس کلام کو امام ابوجعفرؑ کے سامنے پیش کیا تو فرمایا کہ ابوالطفیل نے سچ کہا ہے۔اس حدیث کو میں نے اسی طرح کتاب علیؑ میں پایا ہے اور ہم اسے پہچانتے ہیں۔(خصال ص65 / 98)

172۔رسول اکرم! میں تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں جس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے، ایک کتاب خدا ہے اور ایک میری عترت اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر وارد ہوجائیں۔(مجمع الزوائد 9 ص 256 / 1458،کمال الدین ص235 / 47از ابوہریرہ۔اس روایت میں کتاب اللہ کے ساتھ نسبتی کے بجائے سنّتی ہے)۔

173۔رسول اکرم! میں نے تمھارے درمیان ثقلین کو چھوڑ دیا ہے جن میں ایک دوسرے سے بزرگ تر ہے۔کتاب خدا ہے جس کا سلسلہ آسمان سے زمین تک ہے اور میری عترت واہلبیتؑ ہیں۔آگاہ ہوجاؤ کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر وارد ہوجائیں۔(مسند ابن حنبل 4 ص54 / 1121 از ابوسعید خدری)۔

174۔ابوسعید خدری۔رسول اکرم نے اپنی زندگی کا آخری خطبہ مرض الموت میں فرمایا تھا جب آپ حضرت علیؑ اور میمونہ پر تکیہ دیکر تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ فرمایا کہ ایہا الناس۔میں تمھارے درمیان ثقلین کو چھوڑے جارہاہوں --اور کہہ کر خاموش ہوئے تھے

کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یہ ثقلین کون ہیں؟ جسے سنکر آپ کو غصہ آ گیا اور چہرہ سرخ ہو گیا۔ فرمایا کہ میں تمھیں ثقلین کے بارے میں باخبر کرنا چاہتا تھا لیکن حالات نے اجازت نہیں دی تو اب سنو۔ ایک وہ ریسمان ہدایت ہے جس کا ایک سرا خدا سے ملتا ہے اور دوسرا تمھارے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے بارے میں اس اس طرح عمل کرنا ہوگا اور وہ قرآن حکیم ہے اور دوسرا ثقل میرے اہلبیتؑ ہیں۔ خدا کی قسم میں یہ بات کہہ رہا ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ کفار کے اصلاب میں ایسے اشخاص موجود ہیں جن سے تم سے زیادہ امیدیں وابستہ کی جا سکتی ہیں اور یاد رکھو خدا گواہ ہے کہ جو شخص بھی اہلبیتؑ سے محبت کرے گا پروردگار اسے روز قیامت ایک نور عطا کرے گا جس کی روشنی میں حوض کوثر پر وارد ہوگا اور جوان سے دشمنی کرے گا پروردگار اپنے اور اس کے درمیان حجاب حائل کر دے گا۔ (امالی مفید (ر) 135 / 3)۔

175۔ محمد بن عبداللہ الشیبانی نے اپنے صحیح اسناد کے ذریعہ ثقہ سے ثقہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر اسلام مرض الموت کے دوران گھر سے باہر تشریف لائے اور مسجد کے ستون سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو کر یہ خطبہ ارشاد فرمایا کہ ایہا الناس کوئی نبی دنیا سے نہیں گیا مگر یہ کہ اس نے اپنا ترکہ چھوڑا ہے اور میں بھی تمھارے درمیان ثقلین کو چھوڑے جا رہا ہوں، ایک کتاب خدا ہے اور ایک میرے اہلبیتؑ، یاد رکھو جس نے انھیں ضائع کر دیا خدا اسے برباد کر دیگا۔ (احتجاج 1 ص 171 / 36)

176۔ زید بن علیؑ نے اپنے آباء کرام کے حوالہ سے امیر المؤمنینؑ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ کا مرض الموت سنگین ہو گیا اور آپ کا گھر اصحاب سے بھر گیا تو آپ نے فرمایا کہ حسنؑ وحسینؑ کو بلاؤ۔ میں نے دونوں کو طلب کیا اور آپ نے دونوں کو گلے

لگا کر بوسہ دینا شروع کردیا یہاں تک کہ غشی طاری ہوگئی۔ حضرت علیؑ نے دونوں کو سینہ سے اٹھالیا تو آپ نے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا کہ انھیں رہنے دو تا کہ یہ مجھ سے سکون حاصل کریں اور میں ان سے سکون حاصل کروں۔ اس لئے کہ میرے بعد انھیں قوم کی بدنفسی کا سامنا کرنا ہے۔

پھر فرمایا ایہا الناس! میں نے تمھارے درمیان دو چیزیں کو چھوڑا ہے، کتاب خدا اور میری سنت وعترت واہلبیتؑ کتاب خدا کو ضائع کرنے والا میری سنت کو برباد کرنے والا ہے اور سنت کو ضائع کرنے والا عترت کو ضائع کرنے والا ہے۔

یاد رکھو کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاںتک کہ میں حوض کوثر پر ملاقات کروں۔ (مسند زید ص 404)۔

177۔ سعد الاسکاف! میں نے امام ابوجعفرؑ سے اس قول رسول کے بارے میں دریافت کیا کہ میں تم میں ثقلین کو چھوڑے جارہا ہوں ان سے وابستہ رہنا اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر وارد ہوجائیں؟ تو حضرت نے فرمایا کہ کتاب خدا بھی ہمیشہ رہے گی اور ہم میں سے ایک رہنما بھی رہے گا جو اس کی طرف رہنمائی کرتا رہے گا یہاںتک کہ دونوں حوض کوثر پر وارد ہوجائیں۔ (بصائر الدرجات 6/414)۔

178۔ امام علیؑ نے جناب کمیل کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔ کمیل ہم ثقل اصغر ہیں اور قرآن خدا ثقل اکبر ہے اور رسول اکرم نے یہ بات قوم کو بار بار سنادی ہے اور نماز جماعت کے بعد اس کا مسلسل اعلان فرمادیا ہے۔ ایک دن آپ نے سارا مجمع کے سامنے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا کہ لوگو! میں خدا کی طرف سے یہ بات پہنچارہا ہوں اور یہ میری ذاتی بات نہیں ہے لہذا جو تصدیق کرے گا وہ اللہ کیلئے کرے گا اور اسے صلہ میں جنت ملے گی اور

جو تکذیب کرے گا وہ اللہ کی تکذیب کرے گا اور اس کا انجام جہنم ہو گا۔

اس کے بعد حضرت نے مجھے آواز دی اور مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور اپنے سینہ سے لگا لیا اور حسنؑ و حسینؑ کو داہنے بائیں رکھ کر آواز دی ایہا الناس۔! جبریل امین نے یہ حکم پروردگار پہنچایا ہے کہ میں تمھیں یہ بتادوں کہ قرآن ثقل اکبر ثقل اصغر کی گواہی دیتا ہے اور ثقل اصغر ثقل اکبر کا شاہد ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور خدا کی بارگاہ میں حاضری کے وقت تک ساتھ رہیں گے اس کے بعد وہ ان دونوں اور بندوں کے درمیان اپنا فیصلہ سنائے گا۔(بشارۃ المصطفیٰ ص29)۔

179۔عمر بن ابی سلمہ ناقل ہیں کہ امیر المؤمنینؑ نے انصار ومہاجرین کی جماعت کے سامنے ارشاد فرمایا کہ میں تم سے خدا کو گواہ کر کے دریافت کرتا ہوں کہ کیا تمھیں یہ معلوم ہے کہ رسول اکرم نے آخری خطبہ میں فرمایا میں فرمایا تھا کہ ایہا الناس! میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جن سے تمسک رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔کتاب خدا اور میری عترت اہلبیتؑ ۔ خدائے لطیف وخبیر نے مجھے بتایا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر وارد ہو جائیں۔لوگوں نے کہا بیشک ہمیں معلوم ہے اور حضور نے ہمارے سامنے فرمایا ہے۔(کتاب سلیم بن قیس 2 ص763)

180۔ہشام بن حسّان۔میں نے امام حسنؑ کو بیعت خلافت کے بعد یہ خطبہ دیتے سنا ہے کہ ہم اللہ کے غالب آنے والے گروہ ہیں اور رسول اکرم کی عترت واقربا ہیں۔ہمیں ان کے اہلبیتؑ طیبین و طاہرین ہیں اور ثقلین کی ایک فرد ہیں جنھیں رسول اکرم نے اپنی امت میں چھوڑا ہے اور دوسری شے کتاب خدا ہے جس میں ہر شے کی تفصیل ہے اور باطل کا اس کی طرف کسی رخ سے گذر نہیں ہے۔اس کی تفسیر میں ہم پر اعتماد کیا جانا چاہیئے کہ ہم گمان

سے بات نہیں کرتے ہیں بلکہ یقین سے بات کرتے ہیں اور اس کے حقائق کا یقین رکھتے ہیں۔(امالی طوسی (ر) 121 / 188۔691 / 1469، امالی مفید (ر) 4 ص 349، بشارۃ المصطفیٰ ص 106، ینابیع المودۃ 1 ص 74، الاحتجاج 2 ص 94، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 67)۔

181۔ثور بن ابی فاختہ نے امام ابوجعفرؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے عمرو بن ذرالقاص سے فرمایا کہ تم ان احادیث کے بارے میں کیوں گفتگو نہیں کرتے جو تمھاری طرف ساقط ہوئی ہیں؟ ابن ذر نے کہا آپ فرمائیں۔فرمایا انی تارک فیکم الثقلین...... میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جن میں ایک دوسرے سے عظیم تر ہے ایک کتاب اللہ ہے اور ایک میری عترت اور اہلبیتؑ جب تک ان دونوں سے وابستہ رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔

دیکھو ابن ذر! کل جب رسول اکرم سے ملاقات کرو گے اور انھوں نے پوچھ لیا کہ ثقلین کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے تو کیا جواب دو گے؟ یہ سنناتھا کہ ابن ذر نے رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور کہا کہ ہم تو یہی کہہ سکتے ہیں کہ اکبر کو پارہ پارہ کر دیا اور اصغر کو قتل کر دیا۔(رجال کشی 2 ص 484 / 394)۔

182۔امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ مولائے کائنات نے نہروان سے واپسی پر کوفہ میں خطبہ ارشاد فرمایا جب آپ کو یہ اطلاع ملی کہ معاویہ آپ پر لعنت کر رہا ہے اور گالیاں دے رہا ہے اور آپ کے اصحاب کو قتل کرررہا ہے تو حمد و ثنائے الٰہی اور صلوات وسلام کے بعد اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر قرآن مجید کا یہ حکم نہ ہوتا کہ نعمت پروردگار کو بیان کرتے رہو تو میں اس وقت یہ خطبہ نہ دیتا لیکن اب حکم خدا کی تعمیل ہیں یہ

کہہ رہا ہوں کہ پروردگار تیرا شکر ہے ان نعمتوں پر جن کا شمار نہیں اور اس فضل وکرم پر جو بھلایا نہیں جا سکتا ہے۔

ایہا الناس ! میں عمر کی ایک منزل تک پہنچ چکا ہوں اور قریب ہے کہ دنیا سے رخصت ہو جاؤں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے میرے معاملات کو نظر انداز کر دیا ہے اور میں تمھارے درمیان انھیں دو چیزوں کو چھوڑے جا رہا ہوں جنھیں رسول اکرم نے چھوڑا ہے یعنی کتاب اور میری عترت اور یہی عترت ہادی راہ نجات ۔خاتم الانبیاء، سید الانبیاء اور نبی مصطفیٰ کی بھی عترت ہے۔(معانی الاخبار 58 / 9، بشارۃ المصطفیٰ ص 12)

183۔امام علیؑ۔پروردگار نے ہمیں پاک اور معصوم بنایا ہے اور ہمیں اپنی مخلوقات کا نگراں اور زمین کی حجت قرار دیا ہے۔ہمیں قرآن کے ساتھ رکھا ہے اور قرآن کو ہمارے ساتھ ۔نہ ہم اس سے جدا ہو سکتے ہیں اور نہ وہ ہم سے جدا ہو سکتا ہے۔(کافی 1 ص 191، کمال الدین 240 / 63، بصائر الدرجات 83 / 6 از سلیم بن قیس الہلالی)

تحقیق حدیث ثقلین

1۔سند حدیث ثقلین

یہ حدیث ثقلین جس میں رسول اسلام نے اہلبیتؑ کو قرآن مجید کا شریک اور ہم پلہ قرار دے کر امت اسلامیہ کو ان سے تمسک کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ان متواتر احادیث میں ہے جس پر تمام رواۃ اور محدثین نے اتفاق کیا ہے اور قطعی طور پر 23۔اصحاب رسول نے اسے نقل کیا ہے جن کے اسماء گرامی بالترتیب یہ ہیں۔

ابوایوب انصاری۔ ابوذر غفاری، ابورافع غلام رسول اکرم ابوسعید الخدری،

ابوشریح الخزاعی، ابوقدامہ الانصاری، ابولیلی انصاری، ابوالہیثم ابن التیہان، ابوہریرہ، ام سلمہ، ام ہانی، انس بن مالک، البراء بن عازب، جابر بن عبداللہ الانصاری جبیر بن مطعم، حذیفہ بن اسید الغفاری، حذیفہ بن الیمان، خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین، زید بن ارقم ۔ زید بن ثابت، سعد بن ابی وقاص، سلمان الفارسی، سہل بن سعد، ضمرہ الاسلمی، طلحہ بن عبیداللہ التمیمی، عامر بن لیلیٰ، عبدالرحمان بن عوف، عبداللہ بن حنطب، عبداللہ بن عباس، عدی بن حاتم، عقبہ بن عامر، عمر بن الخطاب، عمرو بن العاص (صحیح مسلم 4 ص1874، سنن ترمذی 5/ 662 / 2786 / 2788، سنن دارمی 2 / 889 / 3198، مسند ابن حنبل 4 /30 / 11104 / 36 / 11131-54 / 11211، 7 ص 84 / 19332، 8 ص 138 / 21634، ص 154 / 21711، 118 / 11561، مستدرک 3 ص118 / 4577، حصائص نسائی 150 / 79، تاریخ بغداد 8 ص422 الطبقات الکبریٰ 2 ص196، المعجم الکبیر 3 ص65، 67 / 2678، 2681، 2683، الدرالمنثور 2 ص60، کنزالعمال 1 ص172، ینابیع المودۃ 1 ص95 / 126، مجمع الزوائد 9 ص 257، اسدالغابہ 3 / 136 / 2739 ص 219 / 2907، الصواعق المحرقہ ص226، البدایۃ والنہایہ 7 ص349، جامع الاصول 9 ص 158، احقاق الحق 9 ص309، 375، نفحات الازہار خلاصہ عبقات الانوار 2 ص88، 227، الخصال 65 / 97، 459 / 2، امالی طوسی (ر) 1 ص 2255 ص 490، کمال الدین 234، 241، معانی الاخبار 90 / 3، امالی مفید ص46 / 6، امالی صدوق ص339 ارشاد 1 / 233، کفایۃ الاثر ص92، 128، 137۔

اس کے علاوہ صاحب عبقات الانوار کے بیان کے مطابق 19 تابعین ہیں

جنھوں نے اس حدیث شریف کو نقل کیا ہے اور تین سو سے زیادہ علماء و مشاہیر و حافظین احادیث ہیں جنھوں نے دوسری صدی سے چودھویں صدی تک اپنی کتابوں اور اپنے بیانات میں اس کا ذکر کیا ہے۔(نفحات الازہار 2 ص 90)۔

واضح رہے کہ صاحب نہایۃ نے ثقلین کی توجیہ اس طرح کی ہے کہ ان کا اختیار کرنا اور ان کے مطابق عمل کرنا بہت سنگین کام ہے اور اس کے علاوہ ہر گرانقدر چیز کو ثقل کہا جاتا ہے اور پیغمبر اکرم نے انھیں ثقلین اسی اعتبار سے قرار دیا ہے۔

نیز یہ بھی واضح رہے کہ صاحب عبقات کے بیان کے مطابق سخاوی نے "استجلاب ارتقاء الغرف" میں اور سہروردی نے "جواہر العقدین" میں بیس اصحاب کے روایت کرنے کا اعتراف کیا ہے حالانکہ درحقیقت ان کی تعداد 33، ہے جیسا کہ گذشتہ سطروں میں تفصیلی تذکرہ کیا جا چکا ہے۔

صحابہ کرام، تابعین، علماء و محدثین کے علاوہ ائمہ اہلبیتؑ نے بھی اس حدیث مبارک کا مسلسل تذکرہ فرمایا ہے اور اس کی اجمالی فہرست یہ ہے۔

جناب فاطمہؑ سے یہ حدیث ینابیع المودۃ 1 ص 123، نفحات الازہار 2 ص 236 میں نقل کی گئی ہے۔

امام حسنؑ سے ینابیع المودۃ 1 ص 74، کفایۃ الاثر ص 162، نفحات الازہار 2 ص 67 میں نقل کی گئی ہے۔

امام حسینؑ سے کمال الدین ص 64240، مناقب ابن شہر آشوب 4 / 67 میں نقل کی گئی ہے۔

امام محمدؑ باقر سے کافی 3 ص 432 امالی طوسی (ر) ص 163، روضۃ الواعظین

ص300 میں نقل کی گئی۔
امام جعفر صادقؑ سے کافی 1 ص294، کمال الدین 1 ص244، تفسیر عیاشی 1 ص5 / 9 میں نقل کی گئی ہے۔
امام علیؑ رضا سے عیون الاخبار 2 ص58 بحار 10 ص369 میں نقل کی گئی ہے۔
امام علیؑ نقی سے تحف العقول ص458، الاحتجاج 2 ص488 میں نقل کی گئی ہے۔

ب۔تاریخ صدور حدیث

حدیث مبارک کے صدور اور اس کی مناسبت کے بارے میں تحقیق کی جائے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور نے اس کی بار بار تکرار فرمائی ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ امت اسلامیہ کا سماجی اور سیاسی مستقبل انھیں سے وابستہ ہے اور ان کے بغیر تباہی اور گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ذیل میں ان مقامات کی جمالی نشاندہی کی جارہی ہے۔

1۔حجۃ الوداع کے موقع پر روز عرفہ (سنن ترمذی 5 / 262 / 3786)۔

2۔مسجد خیف میں۔اس کے راوی سلیم بن قیس ہیں۔(ینابیع المودۃ 1 ص109 / 31)۔

3۔غدیر خم میں۔اس کے راوی زید بن ارقم ہیں۔(مستدرک 3 ص118 / 4576 / 3 ص613 / 6272، خصائص نسائی ص150، کمال الدین ص234 / 45 ص238 / 55)۔

واضح رہے کہ صاحب مستدرک نے دونوں مقامات پر اس امر کی تصریح کی ہے کہ

اس حدیث کی سند بخاری اور مسلم دونوں کے اصول پر صحیح ہے مگر ان حضرات نے اسے اپنی کتاب میں جگہ نہیں دی ہے۔

4۔ مرض الموت کے دوران حجرہ کے اندر جب حجرہ اصحاب سے بھرا ہوا تھا۔ یہ روایت جناب فاطمہؑ سے نقل کی گئی ہے۔ (ینابیع المودۃ 1 ص 124، مسند زید ص 404)

نوٹ! صواعق محرقہ ص 150 پر ابن حجر کا بیان ہے کہ حدیث تمسک کے مختلف طرق ہیں جن میں اس حدیث کو بیس سے زیادہ صحابہ کرام سے نقل کیا گیا ہے اور بعض میں یہ تذکرہ ہے کہ حضور نے اسے حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں فرمایا ہے۔ بعض میں مدینہ میں حجرہ کے اندر کا ذکر ہے بعض روایات میں حج سے واپسی پر غدیر خم کا حوالہ ہے اور ان میں کوئی تضاد نہیں ہے کہ اس بات کا امکان بہر حال پایا جاتا ہے کہ حضور نے یہ بات بار بار ارشاد فرمائی ہو کہ کتاب عزیز اور عترت طاہرہؑ دونوں اس قابل ہیں کہ ان کے بارے میں تاکید اور اہتمام سے کام لیا جائے۔

3۔ خلفاء اللہ

184۔ کمیل بن زیاد راوی ہیں کہ امیر المؤمنینؑ میرا ہاتھ پکڑ کر صحرا کی طرف لے گئے اور وہاں جا کر ایک آہ سرد کھینچ کر فرمایا "بیشک زمین حجت خدا کو قائم رکھنے والے سے خالی نہیں ہو سکتی ہے چاہے ظاہر بظاہر ہو یا پردۂ غیب میں ہوتا کہ اللہ کے دلائل و بینات باطل نہ ہونے پائیں۔ مگر یہ کتنے ہیں اور کہاں ہیں؟ خدا کی قسم عدد کے اعتبار سے بہت تھوڑے ہیں اگر چہ قدر و منزلت کے اعتبار سے بہت عظیم ہیں۔ انھیں کے ذریعہ پروردگار اپنے حجج و بینات کا تحفظ کرتا ہے یہاں تک کہ اپنے امثال کے حوالہ کر دیں اور اپنے جیسے افراد کے دلوں میں ثابت کر دیں۔ انھیں علم نے حقیقت بصیرت تک پہنچا دیا ہے اور روح یقین ان کے اندر

پیوست ہوگئی ہے۔ جسے دنیادار سخت سمجھتے ہیں وہ ان کے لئے نرم ہے اور جس سے جاہلوں کو وحشت ہوتی ہے اس سے انھیں انس حاصل ہوتا ہے۔ یہ دنیا میں ان اجسام کے ساتھ زندہ رہتے ہیں جن کی روحیں عالم اعلیٰ سے وابستہ رہتی ہیں۔

یہ زمین میں "خلفاء اللہ" اوراس کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ ہائے مجھے کس قدر اشتیاق ہے انھیں دیکھنے کا۔ (نہج البلاغہ حکمت ص 147)۔

خصال ص 186 / 257 کمال الدین ص 291، تاریخ یعقوبی 2 ص 206، خصائص الائمہ ص 106، حلیۃ الاولیاء 1 ص 79، کنز العمال 10 ص 262 / 29291، امالی الشجری 1 ص 66، مناقب امیرالمومنینؑ الکوفی 2 ص 95)۔

185۔ امام زین العابدینؑ دعائے عرفہ میں فرماتے ہیں۔ خدایا رحمت نازل فرما ان پاکیزہ کردار اہلبیتؑ پر جنھیں تو نے اپنے امر کے لئے منتخب کیا ہے اور اپنے علم کا خزانہ بنایا ہے اور اپنے دین کا محافظ قرار دیا ہے اور وہ زمین میں " تیرے خلفاء" اور بندوں پر تیری حجت ہیں۔ انھیں ہر رجس اور کثافت سے پاک بنایا ہے اور اپنی بارگاہ کے لئے وسیلہ اور اپنی جنت کے لئے سیدھا راستہ قرار دیا ہے۔ (صحیفہ سجادیہ دعاء ص 47)۔

186۔ امام رضاؑ۔ ائمہ زمین میں پروردگار کے خلفاء ہوتے ہیں۔ کافی 1 ص 193)۔

187۔ علی بن حسان! امام رضاؑ سے امام موسیٰؑ کاظم کی زیارت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا اطراف قبر میں جس مسجد میں چاہو نماز ادا کرو اور زیارت کے لئے ہر مقام پر اسی قدر کافی ہے "سلام ہو اولیاء واصفیاء پروردگار پر۔ سلام ہو امناء واحباء الٰہی پر۔ سلام ہو انصار وخلفاء اللہ پر۔ (الفقیہ 2 ص 608، عیون اخبار الرضاؑ ص 2 ص 271، کامل

الزیارات ص315، کافی 4 ص579)۔

واضح رہے کہ کافی کی روایت میں زیارت قبر امام حسینؑ کا ذکر کیا گیا ہے۔

188۔ امام علی نقیؑ نے زیارت جامعہ میں ارشاد فرمایا ہے "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حضرات ائمہ راشدین ومہدیین ہیں۔ خدا نے اپنی روح سے آپ حضرات کی تائید کی ہے اور آپ کو زمین پر اپنا خلیفہ انتخاب فرمایا ہے۔ (تہذیب 6 ص97 / 177)۔

4۔ خلفاء النبی

189۔ رسول اکرم ! میرے خلفاء۔ اولیاء اور میرے بعد مخلوقات پر حجت پروردگار بارہ افراد ہوں گے۔ اول میرا برادر اور آخر میرا فرزند! سوال کیا گیا کہ یہ برادر کون ہیں؟ فرمایا علیؑ بن ابی طالب! اور فرزند کون ہے؟ فرمایا وہ مہدی جو ظلم و جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیگا۔ (کمال الدین ص280 / 27، فرائد السمطین 2 ص312 / 562 از عبداللہ بن عباس)۔

190۔ امام علیؑ حضرت مہدیؑ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وہ حکم کی زرہ سے آراستہ ہوگا اور اس کے تمام آداب پر عامل ہوگا کہ اس کی طرف متوجہ بھی ہوگا اور اس کی معرفت بھی رکھتا ہوگا اور اس کے لئے اپنے کو فارغ رکھے گا، گویا اس کا گمشدہ ہے جس کی تلاش جاری ہے اور ایک ضرورت ہے جس کے بارے میں جستجو کررہا ہے۔ وہ اس وقت غریب ومسافر ہوجائے گا جب اسلام غربت کا شکار ہوگا اور تھکے ماندہ اونٹ کی طرح سینہ زمین پر ٹیک دیا ہوگا اور دم ماررہا ہوگا۔ وہ اللہ کی باقیماندہ حجتوں کا بقیہ ہے اور اس کے انبیاء کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ 182)۔

191۔ امیر المومنینؑ آل محمد کی توصیف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ ائمہ

طاہرین اور عترت معصومین ہیں۔ یہی ذریت محترم ہیں اور یہی خلفاء راشدین ہیں۔(مشارق انوار الیقین ص118 از طارق بن شہاب)۔

192۔امام صادقؑ، ائمہ رسول اکرم کی منزل میں ہوتے ہیں لیکن رسول نہیں ہوتے ہیں اور نہ ان کے لئے وہ چیزیں حلال ہیں جو صرف پیغمبر کے لئے حلال ہیں۔اس کے علاوہ وہ ہر مسئلہ میں رسول اکرم کی منزلت میں ہیں۔(کافی 1 ص270 از محمد بن مسلم)۔

5۔اوصیاء نبی

193۔رسول اکرم! میں سید الانبیاء والمرسلین اور افضل از ملائکہ مقربین ہوں اور میرے اولیاء تمام انبیاء و مرسلین کے اوصیاء کے سردار ہیں۔(امالی صدوق (ر) ص245، بشارۃ المصطفیٰ ص34)۔

194۔رسول اکرم! میں انبیاء کا سردار ہوں اور علیؑ بن ابی طالبؑ اوصیاء کے سردار ہیں اور میرے اوصیاء میرے بعد کل بارہ ہوں گے جن کے اول علیؑ بن ابی طالب ہوں گے اور آخری قائم۔(کمال الدین ص280، عیون اخبار الرضاؑ 1 ص64، فرائد السمطین 2 ص313۔

195۔رسول اکرم! ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے اور علیؑ میرا وصی اور وارث ہے(الفردوس 3 ص336)۔

تاریخ دمشق حالات امیر المؤمنینؑ 3 ص5 / 1021، 1022، مناقب خوارزمی 84 / 74، مناقب ابن المغازلی ص200 / 238)۔

196۔سلمان! میں نے رسول اکرم سے عرض کی کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے تو آپ کا وصی کون ہے؟ آپ خاموش ہوگئے، اس کے بعد جب مجھے دیکھا تو آواز دی، میں

دوڑ کر حاضر ہوا۔ فرمایا تمھیں معلوم ہے کہ موسیٰؑ کا وصی کون ہے؟ میں نے عرض کی یوشع بن نون! فرمایا کیسے؟ عرض کی کہ وہ سب سے بہتر تھے۔ فرمایا تو میرا وصی اور میرے اس امر کا مرکز اور میری تمام امت میں سب سے بہتر، میرے تمام وعدوں کو پورا کرنے والا اور میرے قرض کا ادا کرنے والا علیؑ بن ابی طالب ہوگا۔ (المعجم الکبیر 6 ص 221 / 6063، کشف الغمہ 1 ص 157)۔

197۔ رسول اکرم حدیث معراج میں فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی خدایا میرے اوصیاء کون ہیں؟ ارشاد ہوا۔ اے محمد! تمھارے اوصیاء کون ہیں؟ ارشاد ہوا۔ اے محمد! تمھارے اوصیاء وہی ہیں جن کے نام ساق عرش پر لکھے ہوئے ہیں تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا اور بارہ نور چمکتے ہوئے دیکھے اور ہر نور پر ایک سبز لکیر دیکھی جس پر میرے ایک وصی کا نام لکھا ہوا تھا جس میں پہلے علیؑ بن ابی طالب تھے اور آخری مہدیؑ۔

میں نے عرض کی خدایا یہی میرے اوصیاء ہیں؟ ارشاد ہوا، اے محمد! تمھارے اوصیاء وہی ہیں جن کے نام ساق عرش پر لکھے ہوئے ہیں تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا اور بارہ نور چمکتے ہوئے دیکھے اور ہر نور پر ایک سبز لکیر دیکھی جس پر میرے ایک وصی کا نام لکھا ہوا تھا جس میں پہلے علیؑ بن ابی طالب تھے اور آخری مہدیؑ میں نے عرض کی خدایا یہی میرے بعد میرے اوصیاء ہیں؟ ارشاد ہوا اے محمد! یہی میرے اولیاء، احباء، اصفیاء اور تمھارے بعد مخلوقات پر میری حجت ہیں اور یہی تمھارے اوصیاء خلفاء اور تمھارے بعد بہترین مخلوقات ہیں۔ (علل الشرائع 6 ص 1، عیون اخبار الرضاؑ 1 ص 264، کمال الدین ص 256 از عبدالسلام بن صالح الہروی از امام رضاؑ)۔

198۔ رسول اکرم کا وقت آخر تھا اور جناب فاطمہؑ فریاد کر رہی تھیں کہ آپ کے

بعد میرے اور میری اولاد کے برباد ہو جانے کا خطرہ ہے، امت کے حالات آپ کی نگاہوں کے سامنے ہیں تو آپ نے فرمایا، فاطمہؑ! کیا تمھیں نہیں معلوم ہے کہ پروردگار نے ہم اہلبیتؑ کے لئے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی ہے اور تمام مخلوقات کے لئے فنا کو مقدر کر دیا ہے، اس نے ایک مرتبہ مخلوقات پر نگاہ انتخاب ڈالی تو تمھارے باپ کو منتخب کر کے نبی قرار دیا اور دوبارہ نگاہ ڈالی تو تمھارے شوہر کا انتخاب کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں تمھارا عقد ان کے ساتھ کر دوں اور انھیں اپنا ولی اور وزیر قرار دیدوں اور امت میں اپنا خلیفہ نامزد کر دوں تو اب تمھارا باپ تمام انبیاء ومرسلین سے بہتر ہے اور تمھارا شوہر تمام اولیاء سے بہتر ہے اور تم سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی ہو۔

اس کے بعد مالک نے تیسری نگاہ ڈالی تو تمھیں اور تمھارے دونوں فرزندوں کا انتخاب کیا، اب تم سردار نساء اہل جنت ہو اور تمھارے دونوں فرزند سرداران جوانان اہل جنّت ہیں اور تمھاری اولاد میں قیامت تک میرے اوصیاء ہوں گے جو ہادی اور مہدی ہوں گے، میرے اوصیاء میں سب سے پہلے میرے بھائی علیؑ ہیں، اس کے بعد حسنؑ اس کے بعد حسینؑ اور اس کے بعد نو اولاد حسینؑ یہ سب کے سب میرے درجہ میں ہوں گے اور جنّت میں خدا کی بارگاہ میں میرے درجہ سے اور میرے باپ ابراہیم کے درجہ سے قریب تر کوئی درجہ نہ ہوگا۔ (کمال الدین ص263 از سلیم بن قیس الہلالی)۔

199۔ امام حسینؑ! پروردگار عالم نے حضرت محمد کو تمام مخلوقات میں منتخب قرار دیا ہے، انھیں نبوت سے سرفراز کیا ہے، رسالت کے لئے انتخاب کیا ہے، اس کے بعد جب انھیں واپس بلالیا، اس وقت جب وہ بندوں کو نصیحت کر چکے اور پیغام الٰہی کو پہنچا چکے تو ہم ان کے اہلبیتؑ اولیاء، اوصیاء، ورثہ اور تمام لوگوں سے زیادہ ان کی جگہ کے حقدار تھے لیکن قوم

نے ہم پر زیادتی کی تو ہم خاموش ہو گئے اور ہم نے کوئی تفرقہ پسند نہیں کیا بلکہ عافیت کو ترجیح دی جبکہ ہمیں معلوم ہے کہ ہم ان تمام لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں جنھوں نے اس جگہ پر قبضہ کرلیا تھا،۔(تاریخ طبری 5 ص 357 از ابوعثمان نہدی، البدایۃ والنہایۃ 8 ص 157)۔

200۔امام محمد باقرؑ! پروردگار کی بارگاہ میں سب سے زیادہ قریب تر، لوگوں سے سب سے اعلم اور مہربان حضرت محمد اور ائمہ کرام ہیں لہذا جہاں یہ داخل ہوں سب داخل ہوجاؤ اور جس سے یہ الگ ہوجائیں سب الگ ہوجاؤ، حق انھیں میں ہے اور یہی اوصیاء میں اور یہی ائمہ ہیں، جہاں انھیں دیکھوان کا اتباع شروع کردو(کمال الدین ص 328 از ابوحمزہ الثمالی)۔

201۔محمد بن مسلم! میں نے امام صادقؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ کی کچھ مخصوص مخلوق ہے جسے اس نے اپنے نور اور اپنی رحمت سے پیدا کیا ہے، رحمت سے رحمت کے لئے، یہی خدا کی نگرانی کرنے والی آنکھیں اس کے سننے والے کان، اس کی اجازت سے بولنے والی زبان اور اس کے تمام احکام و بیانات کے امانتدار ہیں، انھیں کے ذریعہ وہ برائیوں کو محو کرتا ہے، ذلت کو دفع کرتا ہے، رحمت کو نازل کرتا ہے، مردہ کو زندہ کرتا ہے، زندہ کو مردہ بناتا ہے، لوگوں کی آزمائش کرتا ہے، مخلوقات میں اپنے فیصلے نافذ کرتا ہے۔ تو میں نے عرض کی کہ میرے ماں باپ قربان، یہ کون حضرات ہیں، فرمایا یہ اوصیاء ہیں ۔(التوحید ص 167، معانی الاخبار ص 16)۔

202۔امام ہادیؑ نے زیارت جامعہ میں فرمایا کہ سلام ہو ان پر جو معرفت الٰہی کے مرکز۔ برکت الٰہی کے مسکن، حکمت الٰہی کے معدن، راز الٰہی کے محافظ، کتاب الٰہی کے حافظ ، رسول اللہ کے اوصیاء اور ان کی ذریت ہیں، انھیں پر رحمت اور انھیں پر

برکات۔(تہذیب 6ص 96/ 177)۔

مولف! واضح رہے کہ ائمہ اہلبیتؑ کے اوصیاء رسول ہونے کی روایات بہت زیادہ ہیں جن کے بارے میں ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی کا ارشاد ہے کہ قوی اسناد کے ساتھ صحیح اخبار میں اس حقیقت کا اعلان کیا گیا ہے کہ رسول اکرم نے اپنے معاملات کی وصیت حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کو فرمائی اور انھوں نے امام حسنؑ کو......اور انھوں نے امام حسینؑ کو......اور انھوں نے علی بن الحسینؑ کو......اور انھوں نے محمد بن علیؑ کو......اور انھوں نے علی بن موسیٰ کو......اور انھوں نے محمد بن علیؑ کو......اور انھوں نے علی بن محمدؑ کو......اور انھوں نے حسنؑ بن علیؑ کو......اور انھوں نے اپنے فرزند حجت قائم کو فرمائی کہ اگر عمر دنیا میں صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو خدا اس دن کو اس قدر طول دے گا کہ وہ منظر عام پر آکر ظلم و جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں، پروردگار کی صلوات و رحمت ان پر اور ان کے جملہ آباء طاہرین پر۔(الفقیہ 4ص 177)۔

6۔پیغمبر اسلام کے محبوب ترین

203۔جناب ام سلمہ کہتی ہیں کہ ایک دن رسول اکرم تشریف فرما تھے کہ اچانک فاطمہؑ ایک مخصوص غذا لے کر حاضر ہوگئیں، آپ نے فرمایا کہ علیؑ اور ان کے فرزند کہاں ہیں؟ جناب فاطمہؑ نے عرض کی کہ گھر میں ہیں۔

فرمایا انھیں طلب کرو! اتنے میں علیؑ و حسنؑ و حسینؑ آگئے اور آپ نے سب کو دیکھ کر اپنی خیبری چادر کو اٹھایا اور سب کو اوڑھا کر فرمایا خدایا یہ میرے اہلبیتؑ اور ”تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب“ ہیں، لہذا ان سے ہر رجس کو دور رکھنا اور انھیں کمال طہارت کی منزل پر رکھنا جس کے بعد آیت تطہیر نازل ہوگئی۔(کشف الغمہ 1ص 45)۔

204۔امام علیؑ !ایک شخص رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوااور دریافت کیا کہ حضور سب سے زیادہ محبوب آپ کی نظر میں کون ہے؟ فرمایا کہ یہ (علیؑ) اوراس کے دونوں فرزند اوران کی ماں (فاطمہؑ) یہ سب مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اور یہ جنت میں میرے ساتھ اسی طرح ہوں گے جس طرح یہ دونوں انگلیاں ۔(امالی طوسی ص 452 / 100 از زید بن علیؑ)۔

205۔جمیع بن عمیر التیمی !اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ کے پاس حاضر ہوا اور میری پھوپھی نے سوال کیا کہ رسول اکرم کے سب سے زیادہ محبوب شخصیت کون تھی؟ تو انھوں نے فرمایا فاطمہؑ! پھوپھی نے پوچھا اور مردوں میں؟ فرمایا، ان کے شوہر، وہ ہمیشہ دن میں روزے رکھتے تھے اور رات بھر نمازیں پڑھا کرتے تھے (سنن ترمذی 5 ص 701 / 3874)۔

206۔جمیع بن عمیر ! میں ایک مرتبہ اپنی ماں کے ساتھ حضرت عائشہ کے پاس حاضر ہوا اور میری ماں نے یہی سوال تو انھوں نے فرمایا کہ تم محبوب ترین خلائق کے بارے میں دریافت کررہی ہو تو ان کے محبوب ترین بیٹیؑ کا شوہر ہے، میں نے خود حضور کو دیکھا ہے کہ انھوں نے علیؑ، فاطمہ اور حسنؑ و حسینؑ کو جمع کر کے ان پر چادر اوڑھا کر یہ دعا کی تھی کہ خدایا یہ سب میرے اہلبیتؑ میں ان سے رجس کو دور رکھنا اور انھیں پاک پاکیزہ رکھنا، جس کے بعد میں بھی قریب گئی اور دریافت کیا، کیا میں بھی اہلبیتؑ میں شامل ہوں؟ تو فرمایا دور رہو تم خیر پر ہو۔(مناقب امیر المومنینؑ الکوفی 2 ص 132 / 617)۔

7۔افضل خلائق

207۔رسول اکرم !تمھارے بزرگوں میں سب سے بہتر علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں،

تمھارے جوانوں میں سب سے افضل حسنؑ وحسینؑ ہیں اور تمھاری عورتوں میں سب سے بالاتر فاطمہؑ بنت محمد ہیں۔ (تاریخ بغداد 4 / 392 / 2280)۔

208۔ رسول اکرم ! میں اور میرے اہلبیتؑ سب اللہ کے مصطفی اور تمام مخلوقات میں منتخب بندہ ہیں۔ (احقاق الحق 9 / 483)۔

209۔رسول اکرم نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا۔ فاطمہؑ! ہم اہلبیتؑ کو پروردگار نے وہ سات خصال عطا فرمائے ہیں جو نہ ہم سے پہلے کسی کو عطا کئے ہیں اور نہ ہمارے بعد کسی کو عطا کرے گا، مجھے خاتم النبین اور تمام مرسلین میں سب سے بزرگ تر اور تمام مخلوقات میں سب سے محبوب تر قرار دیا ہے میں تمھارا باپ ہوں اور میرا وصی جو تمام اوصیاء سے بہتر اور نگاہ پروردگار میں محبوب تر ہے وہ تمھارا شوہر ہے، ہمارا شہید بہترینِ شہداء ہے اور خدا کے نزدیک محبوب ترین ہے جو تمھارے باپ اور شوہر کے چچا ہیں، ہمیں میں سے وہ شخصیت ہے جسے پروردگار نے فضائل جنّت میں ملائکہ کے ساتھ پرواز کرنے کے لئے دو سبز پر عنایت فرمادیے ہیں اور وہ تمھارے باپ کے ابن عم اور تمھارے شوہر کے حقیقی بھائی ہیں اور ہمیں میں سے اس امت کے سبطین ہیں یعنی تمھارے دونوں فرزند حسنؑ وحسینؑ ہیں جو جوانان جنت کے سردار ہیں اور پروردگار کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ان کا باپ ان سے بھی بہتر ہے، فاطمہؑ! خدائے برحق کی قسم انھیں دونوں کی اولاد میں اس امت کا مہدی بھی ہوگا (المعجم الکبیر 3 ص 57 / 2675 از علی المکی الہلالی ، امالی طوسی (ر) ص 154 ، 256 ، الخصال ص 412 ،/ 16 ، الغیبۃ طوسی (ر) ص 191 ، 154 ، کشف الغمہ 1 ص 154 ، کفایۃ الاثر ص 63)۔

210۔رسول اکرم ، میں سید النبیین ہوں علیؑ بن ابی طالبؑ سید الوصیین ہیں حسنؑ و

حسینؑ سردار جوانان جنت ہیں، ان کے بعد کے ائمہ سردار متقین ہیں، ہمارا دوست خدا کا دوست ہے اور ہمارا دشمن خدا کا دشمن ہے، ہماری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور ہمارا دشمن خدا کا دشمن ہے، ہماری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور ہماری نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔خدا ہمارے لئے کافی ہے اور وہی ہمارا ذمہ دار ہے(امالی صدوق (ر) ص448)۔

211۔رسول اکرم،علیؑ بن ابی طالبؑ اور ان کی اولاد کے ائمہ سب اہل زمین کے سردار اور روز قیامت روشن پیشانی لشکر کے قائد ہیں۔(امالی صدوق (ر)466 / 24 از عمرو بن ابی سلمہ)

212۔رسول اکرم ! یا علیؑ ! تم اور تمھاری اولاد کے ائمہ سب دنیا کے سردار اور آخرت کے شہنشاہ ہیں جس نے ہمیں پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا اور جس نے ہمارا انکار کر دیا اس نے خدا کا انکار کر دیا۔(امالی صدوقؒ ص523 / 6 از سلیمان بن مہران ص448 از حسن بن علیؑ بن فضال،عیون اخبار الرضاؑ 2 ص57 / 210 ملوک فی الارض)۔

213۔ابن عباس راوی ہیں کہ رسول اکرم نے عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا کہ تم سب میرے اصحاب ہو اور علیؑ بن ابی طالب مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، وہ میرے علم کا دروازہ اور میرے وصی ہیں، وہ فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سب اصل وشرف اور کرم کی اعتبار سے تمام اہل زمین سے افضل و برتر ہیں (ینابیع المودۃ 2 ص333 / 973، مائۃ منقبہ ص 122، مقتل خوارزمی 1 ص60)۔

214۔امیر المؤمنینؑ رسول اکرم کی توصیف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کی عترت بہترین عترت، آپ کا خاندان بہترین خاندان اور آپ کا شجرہ بہترین شجرہ ہے۔(نہج البلاغہ خطبہ 94)۔

8۔مباہلہ میں شرکت

315۔عبدالرحمان بن کثیر نے جعفر بن محمد،ان کے والد بزرگوار کے واسطہ سے امام حسنؑ سے نقل کیا ہے کہ مباہلہ کے موقع پر آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اکرم نے نفس کی جگہ میرے والد کو لیا،ابنائنا میں مجھے اور بھائی کو لیا،نساءنا میں میری والدہ فاطمہؑ کو لیا اوراس کے علاوہ کائنات میں کسی کو ان الفاظ کا مصداق نہیں قرار دیا لہذا ہمیں ان کیا اہلبیتؑ گوشت و پوست اور خون ونفس ہیں،ہم ان سے ہیں اور وہ ہم سے ہیں۔(امالیؑ طوسی (ر) 564 / 1174،ینابیع المودة 1 ص165 / 1)۔

216۔جابر! رسول اکرم کے پاس عاقب اور طیب (علماء نصاریٰ) وارد ہوئے تو انھیں اسلام کی دعوت دی،ان دونوں نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی اسلام لا چکے ہیں،آپ نے فرمایا کہ بالکل جھوٹ ہے اور تم چاہو تو میں بتا سکتا ہوں کہ تمھارے لئے اسلام سے مانع کیا ہے؟ان لوگوں نے کہا فرمایئے؟

فرمایا کہ صلیب کی محبّت،شراب اور سور کا گوشت اور یہ کہہ کر آپ نے انھیں مباہلہ کی دعوت دیدی اوران لوگوں نے صبح کو آنے کا وعدہ کرلیا،اب جو صبح ہوئی تو رسول اکرم نے علیؑ،حسنؑ،حسینؑ کو ساتھ لیا اور پھر ان دونوں کو مباہلہ کی دعوت دی لیکن انھوں نے انکار کردیا اور سپر انداختہ ہوگئے۔

آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم جس نے مجھے نبی بنایا ہے کہ اگر ان لوگوں نے مباہلہ کرلیا ہوتا تو یہ وادی آگ سے بھر جاتی،اس کے بعد جابر کا بیان ہے کہ انھیں حضرات کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَ كُمْ وَنِسَآءَنَا

وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ...

شعب نے جابر کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ انفسنا میں رسول اکرم تھے اور حضرت علیؑ، ابنائنا میں حسنؑ وحسینؑ تھے اور نسائنا میں فاطمہؑ (دلائل النبوۃ ابونعیم 2 ص 393 / 244، مناقب ابن المغازلی ص263 / 310 العمدۃ 190 / 191، الطرائف 46 / 38)۔

217۔ زمخشری کا بیان ہے کہ جب رسول اکرم نے انھیں مباہلہ کی دعوت دی تو انھوں نے اپنے دانشور عاقب سے مشورہ کیا کہ آپ کا خیال کیا ہے؟ اس نے کہا کہ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور انھوں نے حضرت مسیحؑ کے بارے میں قول فیصل سنا دیا ہے اور خدا گواہ ہے کہ جب بھی کسی قوم نے کسی نبی برحق سے مباہلہ کیا ہے تو نہ بوڑھے باقی رہ سکے ہیں اور نہ بچے نپپ سکے ہیں اور تمھارے لئے بھی ہلاکت کا خطرہ یقینی ہے، لہذا مناسب ہے کہ مصالحت کرلو اور اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ۔

دوسرے دن جب وہ لوگ رسول اکرم کے پاس آئے تو آپ اس شان سے نکل چکے تھے کہ حسینؑ کو گود میں لئے تھے، حسنؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے فاطمہؑ آپ کے پیچھے چل رہی تھیں اور علیؑ ان کے پیچھے۔ اور آپ فرمارہے تھے کہ دیکھو جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔

اسقف نجران نے یہ منظر دیکھ کر کہا کہ خدا کی قسم میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر خدا پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہٹانا چاہے تو ان کے کہنے سے ہٹا سکتا ہے، خبردار مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے اور روئے زمین پر کوئی ایک عیسائی باقی نہ رہ جائے گا۔

چنانچہ ان لوگوں نے کہا یا ابا القاسم! ہماری رائے یہ ہے کہ ہم مباہلہ نہ کریں اور

آپ اپنے دین پر رہیں اور ہم اپنے دین پر رہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر مباہلہ نہیں چاہتے ہو تو اسلام قبول کرلو تا کہ مسلمانوں کے تمام حقوق وفرائض میں شریک ہو جاؤ!

ان لوگوں نے کہا یہ تو نہیں ہوسکتا ہے!

فرمایا پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ، کہا اس کی بھی طاقت نہیں ہے، البتہ اس بات پر صلح کرسکتے ہیں کہ آپ نہ جنگ کریں نہ ہمیں خوفزدہ کریں، نہ دین سے الگ کریں، ہم ہر سال آپ کو دو ہزار حلّے دیتے رہیں گے، ایک ہزار صفر کے مہینہ میں اور ایک ہزار رجب کے مہینہ میں اور تیس عدد آہنی زرہیں!

چنانچہ آپ نے اس شرط سے صلح کر لی اور فرمایا کہ ہلاکت اس قوم پر منڈلا رہی تھی، اگر انھوں نے لعنت میں حصہ لے لیا ہوتا تو سب کے سب بندر اور سور کی شکل میں مسخ ہو جاتے اور پوری وادی آگ سے بھر جاتی اور اللہ اہل نجرات کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیتا اور درختوں پر پرندہ تک نہ رہ جاتے اور ایک سال کے اندر سارے عیسائی تباہ ہو جاتے۔

اس کے بعد زمخشری نے یہ تبصرہ کیا ہے کہ آیت شریف میں ابناء ونساء کو نفس پر مقدم کیا گیا ہے تا کہ ان کی عظیم منزلت اور ان کے بلند ترین مرتبہ کی وضاحت کر دی جائے اور یہ بتا دیا جائے کہ یہ سب نفس پر بھی مقدم ہیں اور ان پر نفس بھی قربان کیا جاسکتا ہے اور اس سے بالاتر اصحاب کساء کی کوئی دوسری فضیلت نہیں ہوسکتی ہے۔(تفسیر کشاف 1 ص 193، تفسیر طبری 3 ص 299، تفسیر فخر الدین رازی ص 8 ص 88، ارشاد 1 ص 166، مجمع البیان 2 ص 762، تفسیر قمی 1 ص 104۔

واضح رہے کہ فخر رازی نے اس روایت کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کی صحت پر تقریباً تمام اہل تفسیر وحدیث کا اتفاق واجماع ہے۔

9۔ اولوالامر

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۚ (نساء آیت 59)

218۔ امام علیؑ ! رسول اکرم نے فرمایا کہ اولوالامر وہ افراد ہیں جنھیں خدا نے اطاعت میں اپنا اور میرا شریک قرار دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ جب کسی امر میں اختلاف کا خوف ہو تو انھیں سب کی طرف رجوع کیا جائے۔ تو میں نے عرض کی کہ حضور وہ کون افراد ہیں ؟ فرمایا کہ ان میں سے پہلے تم ہو (شواہد التنزیل 1 ص 189 / 202، الاعتقادات 5 ص 121، کتاب سلیم 6 ص 626)۔

219۔ امیر المؤمنینؑ نے کوفہ میں وارد ہونے کے بعد فرمایا اہل کوفہ! تمھارا فرض ہے کہ تقوائے الٰہی اختیار کرو اور تمھارے پیغمبر کے اہلبیتؑ جو اللہ کے اطاعت گذار ہیں ان کی اطاعت کرو کہ یہ اطاعت کے زیادہ حقدار ہیں، ان لوگوں کی بہ نسبت جو ان کے مقابلہ میں اطاعت کے دعویدار ہیں اور انھیں کی وجہ سے صاحبان فضیلت بن گئے ہیں اور پھر ہمارے فضل کا انکار کر دیا ہے اور ہمارے حق میں ہم سے جھگڑا کر کے ہمیں محروم کرنا چاہتے ہیں، انھیں اپنے کئے کا مزہ معلوم ہو چکا ہے اور عنقریب گمراہی کا انجام دیکھ لیں گے۔ (امالی مفید 127 / 5، ارشاد 1 / 260)۔

220۔ ہشام بن حسان، امام حسنؑ نے لوگوں سے بیعت لینے کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا کہ ہماری اطاعت کرو یہ اطاعت تمھارا فریضہ ہے، یہ اطاعت خدا و رسول کی اطاعت سے ملی ہوئی ہے "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم" ...... (امالی مفید ص 349، امالی طوسی (ر) 122 / 188، احتجاج 2 ص 94، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 67)۔

221۔امام حسینؑ نے میدان کربلا میں فوج دشمن سے خطاب کرکے فرمایا" ایھا الناس" اگرتم تقویٰ اختیار کرواور حق کواس کے اہل کے لئے پہچان لوتو اس میں رضائے خدا زیادہ ہے، دیکھو ہم پیغمبر کے اہلبیتؑ ہیں اور ان مدعیوں سے زیادہ امر رسالت کے حقدار ہیں جو ظلم و جور کا برتاؤ کررہے ہیں اور اگر اب تم ہمیں ناپسند کررہے ہواور ہمارے حق کا انکار کررہے ہوتو یہ تمھاری نئی رائے ہے،اس کے خلاف جوتمھارے خطوط میں درج ہے اور جس کا اشارہ تمھارے رسائل نے دیا ہے اوراس بنیاد پر ہیں واپس بھی جاسکتا ہوں۔(ارشاد 2 ص79،وقعۃ الطف ص170،کامل 2 ص552)۔

222۔امام زین العابدینؑ اپنی دعا میں فرماتے ہیں،خدایا اپنی محبوب ترین مخلوق محمداوران کی منتخب عترت پررحمت نازل فرماجو پاکیزہ کردار ہیں اورہمیں انکی باتوں کا سننے والا اوران کی اطاعت کرنے والاقرار دیدے جس طرح تو نے ان کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔(صحیفہ سجادیہ دعاء ص34،ینابیع المودہ3 ص417)۔

223۔امام محمد باقرؑ نے اطیعو اللہ واطیعوالرسول کے ذیل میں فرمایا کہ اولی الامر صرف ہم لوگ ہیں جن کی اطاعت کا حکم قیامت تک کے صاحبان ایمان کو دیا گیاہے۔(الکافی 1 ص276 / 1 ازبریدالعجلی)۔

224۔ابوبصیر!میں نے آیت اطاعت کے بارے میں امام صادقؑ سے سوال کیا توآپ نے فرمایا کہ حضرت علیؑ،امام حسنؑ،امام حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے!میں نے عرض کی کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ خدا نے ان کا نام کیوں نہیں لیا؟فرمایا کہ جب خدا نے نماز کا حکم نازل کیا جب بھی تین رکعت اور چار رکعت کا نام نہیں لیااوررسول اکرم ہی نے اس کی تفسیر کی ہے،اسی طرح جب زکوٰۃ کا حکم نازل کیاتو چالیس میں ایک کا ذکر نہیں کیااور

رسول اکرم نے اس کی تفسیر کی ہے، یہی حال حج کا ہے کہ اس میں طواف کے سات چکر کا ذکر نہیں ہے اور یہ بات رسول اکرم نے بتائی ہے تو جس طرح آپ نے تمام آیات کی تفسیر کی ہے، اسی طرح اولی الامر کی بھی تفسیر کردی ہے اور وقت نزول جو افراد موجود تھے ان کی نشاندہی کردی ہے۔(الکافی 1 ص276،شواہد التنزیل 1 ص191، 203،تفسیر عیاشی 1 ص229/169)۔

225۔امام صادقؑ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اولوالامر ائمہ اہلبیتؑ ہیں اور بس (ینابیع المودۃ 1 ص341/ 2،مناقب ابن شہر آشوب 3/ 15)۔

226۔ابن ابی یعفور! میں امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ کے پاس بہت سے اصحاب موجود تھے......تو آپ نے فرمایا، ابن ابی یعفور! پروردگار نے اپنی، رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کا حکم دیا ہے جو صیاء رسول اکرم ہیں، دیکھو ہم بندوں پر خدا کی حجت ہیں اور مخلوقات پر اس کی طرف سے نگراں ہیں، ہمیں زمین کے امین ہیں اور علم کے خزانہ دار، اس کی طرف دعوت دینے والے ہیں اور اس کے احکام پر عمل کرنے والے، جس نے ہماری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے ہماری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔(الزہد للحسین بن سعید ص104 / 286،الکافی 1 ص185 ، بحار الانوار 23/ 283،احقاق الحق ص224،14 ص348)۔

10۔اہل الذکر

227۔ رسول اکرم ! فاسئلوا اہل الذکر کے ذیل میں فرمایا کہ ذکر سے مراد میں ہوں اور اہل ذکر ائمہ ہیں (الکافی 1 ص210)۔

228۔امام علیؑ ! ہم میں اہل ذکر۔(ینابیع المودہ 1 ص 357 ،مناقب ابن شہر

آشوب 3 ص98، العمدۃ ص288 / 468)۔

229۔حارث ! میں نے امام علیؑ سے آیت اہل الذکر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہم ہی اہل ذکر ہیں اور ہمیں اہل علم اور ہمیں معدن تنزیل وتاویل ہیں، میں نے خود رسول اکرم کی زبان سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے، جسے بھی علم لینا ہے اسے دروازہ سے آنا ہوگا (شواہد التنزیل 1 ص432 / 459، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص179)۔

230۔امام علیؑ ! آگاہ ہوجاؤ کہ ذکر رسول اکرم ہیں اور ہم ان کے اہل میں اور راسخون فی العلم ہیں اور ہمیں ہدایت کے منارہے اور تقویٰ کے پرچم ہیں اور ہمارے ہی لئے ساری مثالیں بیان کی گئی ہیں۔(مناقب ابن شہر آشوب 3 ص89)۔

231۔امام محمد باقرؑ نے آیت اہل الذکر کی تفسیر میں فرمایا کہ اہل ذکر ہم لوگ ہیں ۔(تفسیر طبری 10 / 17 ص5، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص178، تفسیر فرات کوفی ص235،315، تاویل الآیات الظاہرہ ص259، تفسیر قمی 2 ص68)۔

232۔امام باقرؑ۔اہل ذکر عترت پیغمبر کے ائمہ ہیں ۔(شواہد التنزیل 1 ص437/466)۔

233۔ہشام، میں نے امام صادقؑ سے آیت اہل الذکر کے بارے میں دریافت کیا ہے کہ یہ کون حضرات ہیں تو فرمایا کہ ہم لوگ ہیں۔

میں نے عرض کی تو ہم لوگوں کا فرض ہے کہ آپ سے دریافت کریں؟ فرمایا بیشک ۔

تو پھر آپ کا فرض ہے کہ آپ جواب دیں ؟ فرمایا کہ یہ ہماری ذمہ داری

ہے۔(امالی طوسی 664 / 1390، کافی 1 ص 211)۔

234۔امام صادقؑ! ذکر کے دو معنی ہیں، قرآن اور رسول اکرم اور ہم دونوں اعتبار سے اہل ذکر ہیں، ذکر قرآن کے معنی میں سورہ نحل 24 میں ہے۔(ینابیع المودہ 1 ص 357 / 14)۔

235۔امام صادقؑ مالک کائنات کے ارشاد فاسئلو ااہل الذکر...... میں کتاب ذکر ہے اور اہلبیتؑ وآل محمد اہل ذکر ہیں جن سے سوال کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جاہلوں سے سوال کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔(کافی 1 ص 295)۔

236۔امام صادقؑ ، ذکر قرآن ہے اور ہم اس کی قوم ہیں اور ہمیں سے سوال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔(کافی 1 ص 211، تفسیر قمی 2 ص 286)۔(بصائر الدرجات 1 ص 37)۔

237۔ابن بکیر نے حمزہ بن محمد الطیار سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے امام صادقؑ کے سامنے ان کے پدر بزرگوار کے بعض خطبوں کو پیش کیا تو ایک منزل پر پہنچ کر آپ نے فرمایا کہ اب خاموش رہو!۔

اس کے بعد فرمایا کہ جس بات کے بارے میں تم نہیں جانتے ہو۔مناسب یہی ہے کہ خاموش رہو اور تحقیق کرو اور آخر میں ائمہ ہدیٰ کے حوالہ کردو تا کہ وہ تمھیں صحیح راستہ پر چلائیں اور تاریکی کو دور کریں اور حق سے آگاہ کریں جیسا کہ آیت فاسئلو ااہل الذکر میں بتایا گیا ہے۔(کافی 1 ص 50، محاسن 1 ص 341، تفسیر عیاشی 2 ص 260)۔

238۔امام صادقؑ نے اپنے اصحاب کے نام ایک خط لکھا، اے دو گروہ جس پر خدا نے مہربانی کی ہے اور اسے کامیاب بنایا ہے، دیکھو! خدا نے تمھارے لئے خیر کو مکمل

کردیاہے اور یہ بات امر الٰہی کے خلاف ہے کہ کوئی شخص دین میں خواہش، ذاتی خیال اور قیاس سے کام لے، خدا نے قرآن کو نازل کردیاہے اور اس میں ہر شے کا بیان موجود ہے، پھر قرآن اور تعلیم قرآن کے اہل بھی مقرر کردئے ہیں اور جنھیں اس کا اہل قرار دیا ہے انھیں بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ اس میں خواہش، رائے اور قیاس کا استعمال کریں اس لئے کہ اس نے علم قرآن دے کر اور مرکز قرآن بنا کر ان باتوں سے بے نیاز بنادیا ہے، یہ مالک کی مخصوص کرامت ہے، جو انھیں دی گئی ہے اور وہی اہل ذکر ہیں جن سے سوال کرنے کا امت کو حکم دیا گیاہے (کافی 8 ص 5 ص 210، بحار 23 ص 172، امالی طوسی 664 / 1290، روضۃ الواعظین ص 224، بصائر الدرجات 5 / 137 ص 40، 23 / 511، کامل الزیارات ص 54، احقاق الحق 2 ص 482، 483، 14 ص 371 375)۔

11۔محافظین دین

239۔رسول اکرم نے امام علیؑ سے فرمایا، یا علیؑ! میں، تم تمھارے دونوں فرزند حسنؑ و حسینؑ اور اولاد حسینؑ کو نو فرزند دین کے ارکان اور اسلام کے ستون ہیں، جو ہمارا اتباع کرے گا نجات پائے گا اور جو ہم سے الگ ہوجائے گا اس کا انجام جہنم ہوگا۔(امالی مفید ص 217، بشارۃ المصطفیٰ ص 49)۔

240۔رسول اکرم میری امت کی ہر نسل میں میرے اہلبیتؑ کے عادل افراد رہیں گے جو اس دین سے غالیوں کی تحریف، اہل باطل کی تزویر اور جاہلوں کی تاویل کو رفع کرتے رہیں گے، دیکھو تمھارے ائمہ خدا کی بارگاہ کی طرف تمھارے قائد ہیں لہذا اس پر نگاہ رکھنا کہ تم اپنے دین اور نماز میں کس کی اقتدا کررہے ہو۔(کمال الدین ص 221، قرب

الاسناد 77/250 مناقب ابن شہر آشوب 1 ص245، کنزالفوائد 1 ص 330)۔

241۔امام صادقؑ ! علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں کہ انبیاء و درہم و دینار جمع کرکے اس کا وارث نہیں بناتے ہیں بلکہ اپنی احادیث کا وارث بناتے ہیں لہذا جو شخص بھی اس میراث کا کوئی حصّہ لے لے گویا اس نے بڑا حصّہ حاصل کرلیا لہذا اپنے علم کے بارے میں دیکھتے رہو کہ کس سے حاصل کررہے ہو، ہمارے اہلبیتؑ میں سے ہر نسل میں ایسے عادل افراد رہیں گے جو دین سے غالیوں کی تحریف، باطل پرستوں کی جعل سازی اور جاہلوں کی تاویل کو دفع کرتے رہیں گے۔(کافی 1 ص32، بصائرالدرجات 10/ 1)۔

242۔امام رضاؑ ! امام بندگان خدا کو نصیحت کرنے والا اور دین خدا کی حفاظت کرنے والا ہوتا ہے۔(کافی 1 ص202 از عبدالعزیز بن مسلم)۔

12۔ابواب اللہ

243۔رسول اکرم، ہم وہ خدائی دروازے ہیں جن کے ذریعہ خدا تک رسائی ہوتی ہے اور ہمارے ہی ذریعہ سے طالبان ہدایت ہدایت پاتے ہیں۔(فضائل الشیعہ 50/7، تاویل الآیات الظاہرہ ص498 از ابوسعید خدری)۔

244۔امام علیؑ، ہمیں دین کے شعار اور اصحاب ہیں اور ہمیں علم کے خزانے اور ابواب میں اور گھروں میں دروازہ کے علاوہ کہیں سے داخلہ نہیں ہوتا اور جو دوسرے راستہ سے آتا ہے اسے چور شمار کیا جاتا ہے۔(نہج البلاغہ خطبہ ص154)۔

245۔امام علیؑ، پروردگار اگر چاہتا تو وہ براہ راست بھی بندوں کو اپنی معرفت دے سکتا تھا لیکن اس نے ہمیں اپنی معرفت کا دروازہ اور راستہ بنادیا ہے اور ہمیں وہ چہرہ حق ہیں جن کے ذریعہ اسے پہچانا جاتا ہے لہذا جو شخص بھی ہماری ولایت سے انحراف کرے گا یا

غیروں کو ہم پر فضیلت دے گا وہ راہ حق سے بہکا ہوا ہوگا اور یاد رکھو کہ تمام وہ لوگ جن سے لوگ وابستہ ہوتے ہیں سب ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں بعض گندے چشمے کے مانند ہیں جو دوسروں کو بھی گند

ہ کردیتے ہیں اور ہم وہ شفاف چشمے میں جو اہر خدا سے جاری ہوتے ہیں اوران کے ختم ہونے یا منقطع ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔(کافی 1 ص 184 ،مختصر بصائر الدرجات ص55،تفسیر فرات کوفی ص142 / 174)۔

246۔امام صادقؑ ! اوصیاء پیغمبر وہ دروازہ ہیں جن سے حق تک پہنچا جاتا ہے اور یہ حضرات نہ ہوتے تو کوئی خدا کو نہ پہچانتا پروردگار نے انھیں کے ذریعہ مخلوقات پر حجت تمام کی ہے۔(کافی 1/ 193 از ابی بصیر)۔

13۔عرفاء اللہ

247۔رسول اکرم نے امام علیؑ سے فرمایا یہ تین چیزیں ہیں جن کے بارے میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ برحق ہیں،تم اور تمھارے بعد کے اوصیاء سب وہ عرفاء ہیں جن کے بغیر خدا کی معرفت ممکن نہیں ہے اور وہ عرفاء میں جن کے بغیر جنت میں داخلہ ممکن نہیں ہے کہ جنت میں وہی داخل ہوگا جو انھیں پہچانتا ہوگا اور جسے وہ پہچانتے ہوں گے اور یہی وہ عرفاء ہیں کہ جو ان کا انکار کردے یا وہ اس کا انکار کردیں اس کا انجام جہنم ہے۔(خصال 150 / 183 از نصر العطار)۔

248۔رسول اکرم نے فرمایا کہ یا علیؑ ! تم اور تمھاری اولاد کے اوصیاء جنّت و جہنم کے درمیان اعراف کا درجہ رکھتے ہیں کہ جنت میں وہی داخل ہوگا جو تمھیں پہچانے اور تم اسے پہچانو اور جہنم میں وہی داخل ہوگا تو تمھارا انکار کردے اور تم اسے پہچاننے سے انکار کردو (

دعائم الاسلام 1 ص725، ارشاد القلوب ص298، از سلیم بن قیس، مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 233، تفسیر عیاشی 2 ص 18 / 44 اس روایت میں اولاد کے بجائے تمھارے بعد کے اوصیاء کا لفظ ہے، ینابیع المودہ 1 ص304 / 3 از سلمان فارسی)۔

249۔ امام علیؑ ، ائمہ پروردگار کی طرف سے مخلوقات کے نگراں اور بندوں کیلئے عرفاء ہیں کہ جنت میں صرف وہی داخل ہوگا جو انھیں پہچانے اور وہ اس کو پہچانیں اور جہنم میں صرف وہی جائے گا جو ان کا انکار کردے اور وہ اس کا انکار کردیں۔(نہج البلاغہ خطبہ ص 152، غرر الحکم ص 3911)۔

250۔ امام علیؑ قیامت کے حالات کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اوصیاء اصحاب صراط میں جو صراط پر کھڑے رہیں گے اور جنت میں اسی کو داخل کریں گے جو انھیں پہچانے گا اور وہ اسے پہچانیں گے اور جہنم میں وہی جائے گا جو ان کا انکار کرے گا اور وہ اس کا انکار کریں گے۔ یہی عرفاء اللہ ہیں جنھیں خدا نے بندوں سے عہد لیتے وقت پیش کیا تھا اور انھیں کے بارے میں فرمایا ہے کہ اعراف پر کچھ ہوں گے جو سب کو ان کی نشانیوں سے پہچان لیں گے"۔

یہی تمام اولیاء کے گواہ ہوں گے اور رسول اکرم ان کے گواہ ہوں گے۔(بصائر الدرجات ص498 / 9 از زر بن حبیش، مختصر بصائر الدرجات ص53)۔

251۔ ہلقام ! میں نے امام باقرؑ سے " علی الاعراف رجال" کے بارے میں دریافت کیا کہ اس سے مراد کیا ہے؟ فرمایا کہ جس طرح قبائل میں عرفاء ہوتے ہیں جو ہر شخص کو پہچانتے ہیں اس طرح ہم عرفاء اللہ میں اور تمام لوگوں کو ان کے علامات سے پہچان لیتے ہیں (تفسیر عیاشی 2 ص18 / 43)۔

252۔ابان بن عمر! میں امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ سفیان بن مصعب العبدی حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میری جان قربان، آیۃً " علی الاعراف رجال" کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا یہ آل محمد کے بارہ اوصیاء ہیں کہ جن کی معرفت کے بغیر خدا کا پہچاننا ناممکن ہے۔

عرض کی یہ اعراف کیا ہے؟ فرمایا یہ مشک کے ٹیلے ہوں گے جن پر رسول اکرم اور ان کے اوصیاء ہوں گے اور یہ تمام لوگوں کو ان کی نشانیوں سے پہچان لیں گے۔(بحارالانوار 24/ 253/ 13، مناقب ابن شہر آشوب 3 ص233)۔

14۔ارکان زمین

253۔امام باقرؑ ، رسول اکرم وہ دروازہ رحمت میں جس کے بغیر جنت میں داخلہ ممکن نہیں ہے، وہ راہ ہدایت ہیں کہ جو اس پر چلا وہ خدا تک پہنچ گیا یہی کیفیت امیر المومنینؑ اور ان کے بعد کے جملہ ائمہ کی ہے، پروردگار نے انھیں زمین کا رکن بنایا ہے تا کہ اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پائے اور اسلام کا ستون قرار دیا ہے اور راہ ہدایت کا محافظ بنایا ہے،کوئی راہنما ان کے بغیر ہدایت نہیں پاسکتا ہے اور کوئی شخص اس وقت تک گمراہ نہیں ہوتا ہے جبتک ان کے حق میں کوتاہی نہ کرے، یہ خدا کی طرف سے نازل ہونے والے جملہ علوم، بشارتیں، انذار سب کے امانتدار ہیں اور اہل زمین پر اس کی حجت ہیں، ان کے آخر کے لئے خدا کی طرف سے وہی ہے جو اول کے لئے ہے اور اس مرحلہ تک کوئی شخص امداد الٰہی کے بغیر نہیں پہنچ سکتا ہے۔(کافی 1 ص 198 / 3، اختصاص ص 21، بصائر الدرجات199 / 1)۔

254۔امام باقرؑ نے امیر المومنینؑ کی زیارت میں فرمایا آپ اہلبیتؑ رحمت،

ستون دین، ارکان زمین اور شجرہ طیبہ ہیں۔(تہذیب 6 ص 28،53 از موسیٰ بن ظبیان، الفقیہ 2 ص 591،3197،3197، کامل الزیارات ص 45)۔

255۔امام باقرؑ، ہم زمین کی بنیادیں ہیں اور ہمارے شیعہ اسلام کے حاصل کرنے کے وسائل ہی۔(تفسیر عیاشی 2 ص 243/ 18، از ابوبصیر)۔

15۔ارکان عالم

256۔رسول اکرم اولاد علیؑ کے ائمہ کی توصیف کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ سب میرے خلفاء۔اوصیاء میری اولاد اور میری عترت ہیں انھیں کے ذریعہ پروردگار آسمانوں کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے اور انھیں کے ذریعہ زمین اپنے باشندوں سمیت مرکز سے ہٹنے سے محفوظ ہے۔

(کمال الدین 258/ 3، احتجاج 1 ص 168/ 34، کفایۃ الاثر ص 145، از علی بن ابی حمزہ از امام صادقؑ)۔

257۔امام زین العابدینؑ! ہم مسلمانوں کے امام اور عالمین پر اللہ کی حجت ہیں، مومنین کے سردار اور روشن پیشانی لشکر کے قائد ہیں، ہمیں مومنین کے مولا ہیں اور ہمیں اہل زمین کے لئے باعث امان ہیں جس طرح ستارے آسمان والوں کے لئے باعث امان ہیں ہمیں وہ ہیں جن کے ذریعہ پروردگار آسمانوں کو زمین پر گرنے اور زمین کو اس کے باشندوں سمیت مرکز سے کھسک جنے سے روکتا ہے، ہمارے ہی ذریعہ باران رحمت کا نزول ہوتا ہے اور ہمارے ہی وسیلہ سے رحمت نشر کی جاتی ہے اور زمین کے برکات باہر آتے ہیں، اگر زمین کے برکات کا وسیلہ ہم نے ہوتے تو یہ اہل زمین سمیت دھنس جاتی۔(امالی صدوق (ر) 156/ 15، کمال الدین 207، 22، ینابیع المودۃ

1 ص75 / 11 فرائدالسمطین 1 ص6 / 45 / 11 روایت اعمش از امام صادقؑ روضۃ الواعظین ص220 روایت عمرو بن دینار)۔

258۔امام علی نقیؑ زیارت جامعہ میں ارشاد فرماتے ہیں، ہمارے آقاؤ! ہم نے تمھاری مدح وثنا کا احصاء کرسکتے ہیں اور نہ تمھاری تعریف کی گہرائیوں تک پہنچ سکتے ہین اورنہ تمھاری توصیف کی حدوں تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں،تم نیک کرداروں کے لئے نمونہ،نیک انسانوں کے لئے رہنما،اور پروردگار کی طرف سے حجت ہو،تمھارے ہی ذریعہ آغاز ہوتا ہے اور تمھیں پر خاتمہ ہے،تمھارے ہی ذریعہ رحمت کا نزول ہوتا ہے اور تمھارے ہی ذریعہ پروردگار آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے۔(تہذیب 6 ص99)۔

16۔امان اہل ارض

259۔رسول اکرم! ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں کہ وہ ختم ہوجائیں تو اہل آسمان کا خاتمہ ہوجائے اوراسی طرح ہمارے اہلبیتؑ اہل زمین کیلئے امان ہیں کہ ان کا سلسلہ ختم ہوجائے تو سارے اہل زمین فنا ہوجائیں گے،(فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص 671 / 1145 ،الفردوس 4 ص 311 / 6913 ،ینابیع المودۃ 1 ص 17 / 1 بروایت امام علیؑ،امالی طوسی (ر)379 / 812،جامع الاحادیث قمی ص259،بروایت ابن عباس، اس روایت میں اہل زمین کے بجائے امت کا لفظ ہے)۔

260۔رسول اکرم،ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں! اور میرے اہلبیتؑ اہل زمین کے لئے امان ہیں،اگر اہلبیتؑ کا سلسلہ ختم ہوجائے تو وہ عذاب نازل ہوجائے جس کی وعید وارد ہوئی ہے۔(ینابیع المودۃ 1 ص 71 / 2 بروایت انس،مستدرک 2 ص 486 / 3676،مناقب کوفی ص142،623،علل الشرائع ص123 / 2)۔

261۔امام علیؑ! ہم نبوت کے گھرانے والے اور حکمت کے معدن ہیں، اہل زمین کے لئے باعث امان اور طلبگار نجات کے لئے وجہ نجات ہیں۔(نثر الدر 1 ص 310)۔

17۔معدن رسالت

262۔رسول اکرم ! ہم شجرۂ نبوت کے اہلبیتؑ اور رسالت کے معدن ہیں، ہمارے اہلبیتؑ سے افضل ہمارے علاوہ کوئی نہیں ہے۔(امالی الشجری 1 ص 154 روایت امام علیؑ، احقاق الحق 9 ص 378 نقل از مناقب ابن المغازلی)۔

263۔امام حسینؑ نے عتبہ بن ابی سفیان سے فرمایا، ہم اہلبیتؑ کرامت، معدن رسالت او اعلام حق ہیں جن کے دلوں میں حق کو امانت رکھا گیا ہے اور وہ ہماری زبان سے بولتا ہے۔(امالی صدوق 130 / 1 روایت عبداللہ بن منصور از امام صادقؑ)۔

264۔امام حسینؑ نے والی مدینہ ولید سے فرمایا، اے حاکم، ہم لوگ نبوت کے اہلبیتؑ ہیں اور رسالت کے معدن، ملائکہ کی آمد و رفت ہمارے گھر رہتی ہے اور رحمت کا نزول ہمارے یہاں ہوتا ہے۔ ہمارے ہی ذریعہ پروردگار نے شروع کیا ہے اور ہمیں پر ہر امر کا خاتمہ ہے۔(مقتل خوارزمی 1 ص 184 الملہوف ص 98)۔

265۔امام رضاؑ! ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے کتاب میں خود اپنی تعریف کی ہے اور رحمت خدا حضرت محمد پر ہے جو خاتم الانبیاء اور بہترین خلائق ہیں اور پھر ان کی آل پر جو آل رحمت، شجرۂ نبوت، معدن رسالت اور مرکز رفت و آمد ملائکہ ہیں۔(کافی 5 ص 373 / 7، عوالی اللئالی 2 ص 297 / 77 بروایت معاویہ بن حکمی)۔

266۔ابن عباس "فاسئلوا اہل الذکر" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ حضرت محمد و علیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ ہیں کہ یہی اہل ذکر وعلم وعقل و بیان ہیں یہی نبوت کے اہلبیتؑ، رسالت

کے معدن اور مرکز نزول ملائکہ ہیں۔(احقاق الحق 3 ص 482، الطرائف 94 / 131، نہج الحق 210 بروایت حافظ محمد بن موسیٰ الشیر ازی از علماء اہلسنت)۔

267۔ابن عباس! روز وفات پیغمبر ملک الموت نے دروازہ فاطمہؑ پر کھڑے ہوکر کہا کہ سلام ہو تم پر اے اہلبیتؑ نبوت، معدن رسالت، مرکز نزول ملائکہ اور اس کے بعد اجازت طلب کی جس پر جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ بابا ملاقات نہیں کر سکتے ہیں، اور ملک الموت نے تین مرتبہ اجازت لی اور رسول اکرم نے التفات کر کے فرمایا کہ یہ ملک الموت ہیں۔(احقاق الحق 9 ص 402 از روضۃ الاحباب)۔

268۔امام علی نقیؑ زیارت جامعہ میں فرماتے ہیں سلام ہو تم پر اے اہل بیتِ نبوت، معدن رسالت، مرکز نزول ملائکہ، منزل وحی الہٰی اور مصدر رحمت پروردگار۔(تہذیب 6 ص 96 / 177)۔

18۔ستون حق

269۔رسول اکرم! یہ سب ائمہ ابرار ہیں، یہ حق کے ساتھ ہیں اور حق ان کے ساتھ ہے۔(کفایۃ الاثر ص 177، روایت عطاء از امام حسینؑ)۔

270۔امام علیؑ! آگاہ ہوجاؤ کہ پروردگار نے انھیں خیر کا اہل، حق کا ستون اور اطاعت کے لئے تحفظ قرار دیا ہے۔(نہج البلاغہ خطبہ 214)۔

271۔امام علیؑ! ہم حق کے داعی، خلق کے امام اور صداقت کی زبان ہیں، جس نے ہماری اطاعت کی سب کچھ حاصل کرلیا اور جس نے ہماری مخالفت کی وہ ہلاک ہوگیا۔(غرر الحکم 10001)۔

272۔امام علیؑ! ہم نے ستون حق کو قائم کیا اور لشکر باطل کو شکست دی ہے۔(غرر

الحکم 9969)۔

273۔امام علیؑ! ہم خدا کے بندوں پر اس کے امین اور اس کے شہروں میں حق کے قائم کرنے والے ہیں، ہمارے ہی ذریعہ دوستوں کو نجات ملتی ہے اور دشمن ہلاک ہوتے ہیں ۔(غررالحکم 10004)۔

274۔امام علیؑ! خبردار حق سے الگ نہ ہوجانا کہ جو شخص بھی ہم اہلبیتؑ کا بدل تلاش کرے گا وہ ہلاک ہوجائے گا اور دنیا وآخرت دونوں سے محروم ہوجائے گا۔(غررالحکم 10413،خصال 626/10، بروایت ابوبصیر ومحمد بن مسلم)۔

275۔امام حسینؑ! ہم رسول اللہ کے اہلبیتؑ ہیں،حق ہمارے اندر رکھا گیا ہے اور ہماری زبانیں ہمیشہ حق کے ساتھ کلام کرتی ہیں۔(الفتوح 5 ص 17،مقتل الحسینؑ خوارزمی 1 ص185)۔

276۔امام ہادیؑ!اے ائمہ کرام!حق آپ کے ساتھ آپ کے اندر آپ سے اور آپ کی طرف ہے اور آپ ہی اس کے اہل اور معدن ہیں۔(تہذیب 6 ص 97 / 177)۔

19۔امراءالکلام

277۔امام علیؑ! ہم کلام کے امراء ہیں، ہمارے ہی اندر اس کی جڑیں پیوست ہیں اور ہمارے ہی سر پر اس کی شاخیں سایہ افگن ہیں ۔(نہج البلاغہ خطبہ 233،غررالحکم ص 2774،اس روایت میں عروق وغصون کے بجائے فروغ واغصان کا لفظ وارد ہوا ہے)۔

278۔امام صادقؑ! پروردگار نے ائمہ طاہرینؑ کو مخلوقات کی زندگی تاریکی کا چراغ

اورکلام کی کلید قرار دیا ہے۔(کافی 1 ص 204 / 2 روایت اسحاق بن غالب)۔

20۔ صلح و جنگ پیغمبر

279۔ زید بن ارقم ! رسول اکرم نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے خطاب کر کے فرمایا کہ جس سے تمھاری جنگ ہے اس سے میری جنگ ہے اور جس سے تمھاری صلح ہے اس سے میری صلح ہے۔(سنن ترمذی 5 ص 699 / 3870، سنن ابن ماجہ 1 ص 52 / 145 ، مستدرک 3 ص 161 / 4714 ، المعجم الکبیر 3 ص 40 / 2619 ، مناقب کوفی 2 ص 156 / 634 ، بشارۃ المصطفیٰ ص 61 ص 64 ، کشف الغمہ 2 ص 154۔

280۔ زید بن ارقم ! رسول اکرم نے اپنے مرض الموت میں علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کی طرف جھک کر فرمایا کہ تم سے جنگ کرنے والے کی جنگ مجھ سے ہے اور تم سے صلح رکھنے والے کی صلح مجھ سے ہے۔(تہذیب تاریخ دمشق ص 319 ، امالی طوسی ص 336 / 680)۔

281۔ ابوہریرہ ! رسول اکرم نے علیؑ و حسنؑ، حسینؑ و فاطمہؑ کو دیکھ کر فرمایا کہ جو تم سے جنگ کرے اس سے میری جنگ ہے اور جو تم سے صلح رکھے اس سے میری صلح ہے۔(مسند ابن حنبل 3 ص 446 / 9704، مستدرک 31 ص 161 / 4713، تاریخ بغداد ص 137 ، المعجم الکبیر 3 ص 40 / 2621 ، البدایۃ والنہایۃ 8 ص 36 ، العمدہ 51 / 45 ، روضۃ الواعظین ص 175، الغدیر 2 ص 154)۔

282۔ زید بن ارقم ! ہم رسول اکرم کی خدمت میں تھے، آپ حجرہ کے اندر تھے اور وحی کا نزول ہو رہا تھا اور ہم باہر انتظار کر رہے تھے، یہاںتک کہ گرمی شدید ہوگئی اور علیؑ و

فاطمہ وحسنؑ وحسینؑ بھی آ گئے اور سایہ دیوار میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے، اس کے بعد جب رسول اکرم برآمد ہوئے تو ان حضرات کے پاس گئے اور سب کو ایک چادر اوڑھا کر جس کا ایک سرا آپ کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا علیؑ کے ہاتھ میں، ہمارے پاس آئے اور دعا کی خدایا میں انھیں دوست رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرمانا۔

میں ان سے صلح کرنے والے کا ساتھی ہوں اور ان سے جنگ کرنے والے کا، دشمن ہوں ......اور یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔(اشرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی 3 ص 207)۔

283۔رسول اکرم نے مسلمانوں سے خطاب کر کے ارشاد فرمایا، مسلمانو! جو اہل خیمہ کے ساتھ صلح رکھے اس سے میری صلح ہے اور جو ان سے جنگ کرے اس سے میری جنگ ہے، میں ان کے دوستوں کا دوست اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں، ان کا دوست صرف خوش نصیب اور حلال زادہ ہوتا ہے اور ان سے دشمنی صرف بدقسمت اور پست نسب انسان کرتا ہے۔(مناقب خوارزمی ص 297 / 291، روایت زید بن یثیع از ابی بکر)۔

واضح رہے کہ اس وقت خیمہ میں صرف علیؑ وفاطمہؑ حسنؑ وحسینؑ تھے اور بس۔

284۔امام زین العابدینؑ! ایک اور رسول اکرم تشریف فرما تھے اور ان کے پاس حضرت علیؑ وحسنؑ وحسینؑ حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس نے مجھے بشیر بنا کر بھیجا ہے کہ روئے زمین پر خدا کی نگاہ میں ہم سب سے زیادہ محبوب اور محترم کوئی نہیں ہے، پروردگار نے میرا نام اپنے نام سے نکالا ہے کہ وہ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور یا علیؑ تمھارا نام بھی اپنے نام سے نکالا ہے کہ وہ علی اعلیٰ ہے اور تم علیؑ ہو اور اے حسنؑ ہو اور اے حسینؑ! تمھارا نام بھی اپنے نام سے نکالا ہے کہ وہ ذوالاحسان ہے اور تم حسینؑ ہو اور اے فاطمہؑ! تمھارا نام

بھی اپنے نام سے مشتق کیا ہے کہ وہ فاطر ہے اورتم فاطمہؑ ہو،

اس کے بعد فرمایا کہ خدایا میں تجھے گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جوان سے صلح رکھے اس سے میری صلح ہے اور جوان سے جنگ کرے اس سے میری جنگ ہے میں ان کے دوست کا دوست اوران کے دشمن کا دشمن ہوں۔ان سے بغض رکھنے والے سے مجھے بغض ہے اوران سے محبت کرنے والے سے میری محبت ہے۔ یہ سب مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔(معانی الاخبار55 / 3روایت عبداللہ بن الفضل الہاشمی)۔

21۔آغاز وانجام دین

285۔رسول اکرم !اللہ نے دین کا آغاز وانجام ہمیں کوقرار دیا ہےاوروہ ہمارے ہی ذریعہ بغض وعداوت کے بعد دلوں میں الفت پیدا کرتا ہے،(امالی مفید 251 / 4،امالی طوسی 21 / 24روایت عمر بن علیؑ)۔

286۔امام علیؑ !رسول اکرم نے اپنے بعد کے حوادث کا ذکر کرتے ہوئے مہدی کے بارے میں فرمایا تو میں نے عرض کی کہ وہ ہم میں سے ہوگا یا غیروں میں سے؟ فرمایا، ہمیں میں سے ہوگا ، پروردگار نے ہمارے ہی ذریعہ دین کا آغاز کیا ہے، اورہمیں پر تمام کرے گا، ہمارے ہی ذریعہ شرک کے بعد دلوں میں الفت پیدا کی ہے اور ہمارے ہی ذریعہ فتنہ کے بعد الفت پیدا کرے گا!تو میں نے عرض کی خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں یہ فضل وشرف عنایت فرمایا ہے۔(امالی طوسی (ر)66 / 96،امالی مفید(ر)9 ص 290، شرح نہج البلاغہ معتزلی9 ص206)۔

287۔عمر بن علیؑ نے امام علیؑ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے رسول اکرم سے پوچھا کہ مہدی ہم میں ہوگا یا ہمارے غیر میں سے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ ہمیں میں سے ہوگا اللہ

ہمارے ہی ذریعہ دین کو مکمل کرے گا جس طرح ہمارے ہی ذریعہ آغاز کیا ہے اور لوگوں کو شرک سے نکالا ہے، اب فتنوں سے نکال کر دلوں میں الفت پیدا کرے گا جس طرح شرک کی عداوت کے بعد الفت پیدا کی ہے۔

میں نے عرض کی کہ یہ لوگ مومن ہوں گے یا کافر؟ فرمایا کہ فتنہ میں مبتلا اور کافر (المعجم الاوسط 1 ص 57 / 157، الحادی الفتاوی 2 ص 217)۔

288۔ امام علیؑ، رسول اکرم نے فرمایا کہ یا علیؑ اس امر کا آغاز بھی تمھیں سے ہے اور اختتام بھی تمھیں پر ہوگا، صبر کرنا تمھارا فرض ہے کہ انجام کار بہر حال صاحبان تقویٰ کے ہاتھوں میں ہے۔ (امالی مفید 110 / 9 روایت محمد بن عبداللہ از امام رضاؑ)۔

289۔ امام علیؑ! اللہ نے ہمیں سے اسلام کا افتتاح کیا ہے اور ہمیں پر اس کا اختتام کرے گا۔ (احتجاج 1 ص 544 / 131 روایت اصبغ بن نباتہ)۔

290۔ امام علیؑ، ہمیں سے اللہ افتتاح کرتا ہے اور ہمیں پر کام کا اختتام ہوتا ہے۔ (خصال 626 / 10 روایت ابو بصیر و محمد بن مسلم)۔

291۔ امام علیؑ! ایھا النّاس! ہم وہ اہلبیتؑ ہیں جن سے خدا نے جھوٹ کو دور رکھا ہے اور ہمارے ہی ذریعہ زمانہ کے شر سے نجات دیتا ہے، ہمارے ہی واسطہ سے تمھاری گردنوں سے ذلت کے پھندے کو جدا کرتا ہے اور ہمیں سے آغاز و اختتام ہوتا ہے۔ (کتاب سُلَیم بن قیس 2 ص 717 / 17)۔

292۔ امام باقرؑ! ایھا النّاس! تم لوگ کدھر جارہے ہو اور تمھیں کدھر لیجایا جارہا ہے؟ اللہ نے ہمارے ذریعہ تمھارے اول کو ہدایت دی ہے اور ہمارے ہی ذریعہ آخر میں اختتام کرے گا۔ (کافی ص 271 / 5، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 189، 190

روایت ابوبکرالحضرمی)۔

293۔امام رضاؑ! ہمارے ہی ذریعہ خدانے دین کا آغاز کیاہےاور ہمارے ہی ذریعہ ختم کرے گا۔(تفسیرقمی 2ص104ازعبداللہ بن جندب)۔

294۔امام ہادیؑ! زیارت جامعہ......آپ ہی حضرات کے ذریعہ خدا شروع کرتاہےاورآپ ہی پر خاتمہ کرتاہے۔(تہذیب 6ص99 / 177،کامل الزیارات ص 199،بحارالانوار23ص218 / 19،26 / 248،18 / احقاق الحق13ص128، مجمع الزوائدص616 / 12409،کنزالعمال4ص598 / 39682)۔

22۔ان کا قیاس ممکن نہیں ہے

295۔رسول اکرم،ہم اہل بیت وہ ہیں جن پرکسی کا قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے۔(الفردوس4ص283،6838،فرائدالسمطین1ص45،ذخائرالعقبص17،روایت انس،ینابیع المودہ2ص114 / 322روایت ابن عباس)۔

296۔رسول اکرم! ہم اہلبیتؑ وہ ہیں جن کا مقابلہ کسی شخص سے نہیں کیا جاسکتاہے،جوہمارادشمن ہےوہ اللہ کادشمن ہے۔(ارشادالقلوب ص404)۔

297۔امام علیؑ! آل محمد پراس امت میں سے کسی شخص کا قیاس نہیں کیا جاسکتاہے اوران کے برابراسےنہیں قرار دیا جاسکتاہے جس پر ہمیشہ ان کی نعمتوں کا سلسلہ رہاہے۔(نہج البلاغہ خطبہ نمبر2،غررالحکم10902)۔

298۔امام علیؑ، ہم اہلبیتؑ ہیں، ہم پر کسی آدمی کا قیاس نہیں کیا جاسکتاہے۔ہمارے گھر میں قرآن نازل ہوا ہے اور ہمارے یہاں رسالت کا معدن ہے۔(عیون اخبارالرضاؑ2ص66 / 297،کشف الغمہ1ص40)۔

299۔امام علیؑ ! ہم نجیب افراد ہیں، ہماری اولاد انبیاء کی اولاد ہیں اور ہمارا گروہ اللہ کا گروہ ہے، ہمارا باغی گروہ شیطانی گروہ ہے اور جو ہمارے اور دشمن کے درمیان مساوات قائم کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص 279 / 1160، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 3 ص 144 / 1189، امالی طوسی (ر) 270 / 502، بشارۃ المصطفیٰ ص 128 روایت حبہ عرنی، مناقب امیر المؤمنینؑ کوفی 2 ص 107۔

300۔حارث ! امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ کا قیاس لوگوں پر نہیں کیا جاسکتا ہے......تو ایک شخص نے ابن عباس سے دریافت کیا۔کیا یہ بات صحیح ہے؟ انھوں نے کہا بیشک ! جس طرح پیغمبر کا قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے اور علیؑ کے بارے میں تو صاف اعلان قدرت ہے" جن لوگوں نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا وہ بہترین مخلوقات ہیں۔(مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 68 نقل از کتاب "ما نزل من القرآن فی علیؑ" ابونعیم اصفہانی)۔

301۔عباد بن صہیب ! میں نے امام صادق سے دریافت کیا کہ ابوذر افضل ہیں یا آپ اہلبیتؑ ! فرمایا ابن صہی ! سال کے کتنے مہینے ہوتے ہیں؟

میں نے عرض کی بارہ......فرمایا محترم کتنے ہیں؟

میں نے عرض کی چار

فرمایا کیا ماہ رمضان ان میں ہے؟ میں نے عرض کی نہیں

فرمایا پھر ماہ رمضان افضل ہے یا یہ چار؟

میں نے عرض کی ماہ رمضان

فرمایا اسی طرح ہم اہلبیتؑ ہیں کہ ہمارا قیاس کسی پر نہیں کیا جاسکتا ہے اور یاد رکھو کہ خود ابوذر اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جب اصحاب میں افضلِ اصحاب

کے بارے میں بحث ہورہی تھی تو ابوذر نے کہا کہ افضلِ اصحاب علیؑ بن ابی طالب ہیں، کہ وہی قسیم جنت و نار ہیں اور وہی صدیق و فاروق امت ہیں اور وہی قوم پر پروردگار کی حجت ہیں......جس پر ہر شخص نے منہ پھیر لیا اور ان کی تکذیب کرنے لگا، یہاں تک کہ ابوامامہ باہلی نے رسول اکرم کو واقعہ کی خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی ایسے شخص پر آسمان نے سایہ نہیں کیا اور زمین نے اس کا بوجھ نہیں اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ صادق القول ہو۔(علل الشرائع 3/177)۔

جامع خصوصیات

302۔ رسول اکرم ! پروردگار نے مجھ میں اور میرے اہلبیتؑ میں فضیلت، شرف، سخاوت، شجاعت، علم اور حلم سب کو جمع کردیا ہے، ہمارے لئے آخرت ہے اور تمھارے لئے دنیا۔(ینابیع المودۃ 2 ص 302 / 863 از ابن عمر، احقاق الحق 18 ص 532 از مودۃ القربیٰ)۔

303۔رسول اکرم ! ہم اہلبیتؑ کو سات فضائل دئے گئے ہیں جو نہ ہم سے پہلے کسی کو دیئے گئے ہیں اور نہ ہمارے بعد دیئے جائیں گے صباحت، فصاحت، سماحت، شجاعت، حلم، علم، خواتین کی قدردانی ومحبت (الجعفریات ص 182 ،نوادر راوندی ص 15، مناقب ابن مغازلی 295/337)۔

304۔رسول اکرم ! میں نے پروردگار سے دعا کی کہ علم وحکمت کو میری اولاد اور میری کشتِ حیات میں قرار دیدے تو میرے دعا قبول ہوگئی۔(ینابیع المودۃ 1 ص 74/9، کفایۃ الاثر ص 165 لفظ زرعی تک)۔

305۔رسول اکرم پروردگار عالم نے ہم میں دس خصائل کو جمع کردیا ہے جو نہ ہم

سے پہلے کسی میں جمع ہوئے ہیں اور نہ ہمارے بعد ہوں گے۔

حکمت، علم، نبوت، سماحت، شجاعت، میانہ روی، صداقت، عبادت، عفت...... ہم کلمہ تقویٰ، سبیل ہدایت۔ مثل اعلیٰ، حجت عظمیٰ، عروۃ الوثقیٰ اور حبل المتین میں اور ہمیں وہ ہیں جن کی محبت کا حکم دیا گیا اور "ہدایت کے بعد ضلالت کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو تم لوگ کدھر لے جائے جا رہے ہو"۔(خصال 432 / 14 از عبداللہ بن عباس، تفسیر فرات کوفی 178 / 203، 307 / 412)۔

306۔ رسول اکرم ! دربارۂ علیؑ ! یہ سید الاوصیاء ہیں، ان سے ملحق ہو جانا سعادت ہے اور ان کی اطاعت پر مرنا شہادت ہے، ان کا نام توریت میں میرے نام کے ساتھ ہے اور ان کی زوجہ میری دختر صدیقہ کبریٰ ہے اور ان کے فرزند میرے فرزند سرداران جوانان جنت ہیں، یہ تینوں اور ان کے بعد کے تمام ائمہ انبیاء کے بعد مخلوقات پر اللہ کی حجت ہیں، یہ سب امت میں میرے علم کے دروازے ہیں، جو ان کا اتباع کرے گا نجات پائے گا اور جو ان کی اقتدا کرے گا اسے صراط مستقیم کی ہدایت مل جائیگی۔ پروردگار نے کسی شخص کو ان کی محبت نہیں عطا فرمائی مگر یہ کہ وہ داخل جنت ہو گیا۔(امالی صدوق 28 / 5، مشارق انوار الیقین ص 56، حلیۃ الابرار 1 ص 235)۔

307۔ امام علیؑ ! ہم اہلبیتؑ شجرۂ نبوت، محل رسالت، مرکز رفت و آمد ملائکہ، بیت رحمت اور معدن علم ہیں۔(کافی 1 ص 221، بصائر الدرجات 1 ص 56)۔

308۔ امام علیؑ ! پروردگار نے ہمیں پانچ خصوصیات عنایت فرمائے ہیں فصاحت صباحت، بخشش، نجدہ (دلیری) عورتوں کے نزدیک محبت۔(خصال 286 / 40، نثر الدرر 1 ص 270)۔

309۔امام علیؑ! جب آپ سے قریش کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ بنومخزوم گل قریش ہیں، ہم ان کے مردوں کی گفتگو کو پسند کرتے ہیں اوران کی عورتوں سے عقد کو پسندیدہ قرار دیتے ہیں، لیکن بنوعبدشمس انتہائی بے عقل اور بخیل ہیں اور ہم اہلبیتؑ اپنی دولت کے عطا کرنے والے، ہنگام موت جان قربان کرنے والے ہی ں، بنوعبدشمس اکثریت میں ہیں لیکن مکاراور بدصورت ہیں اور ہم صاحبان فصاحت ونصیحت وصباحت ہیں ۔(نہج البلاغہ حکمت ص120)۔

310۔امام علیؑ ! اہلبیتؑ ہی کے گھر میں قرآن کریم کی عظیم آیات ہیں اور یہی رحمان کے خزانے ہیں، جب بولتے ہیں تو سچ بولتے ہیں اور جب چپ رہتے ہیں تب بھی کوئی ان سے آگے نہیں جاسکتا ہے۔(نہج البلاغہ خطبہ ص154)۔

311۔امام علیؑ! خدا کی قسم ہمیں تبلیغ رسالت، ایفائے وعدہ اورتمام کلات کاعلم دیا گیاہے، ہمارے پاس حکم کے پاس حکم کے ابواب اورامر کی روشنی ہے۔(نہج البلاغہ خطبہ ص 120)۔

312۔امام علیؑ ہمارے ذریعہ تم نے تاریکیوں میں ہدایت پائی ہےاور بلندیوں کی منزل تک پہنچے ہواور ہمارے ہی ذریعہ اندھیروں سے روشنی میں آئے ہو۔وہ کان بہرے ہیں جوحرف حق کوسنن نہ سکیں اور ہلکی آواز کووہ کیا محسوس کرے گا جسے شوروشعب نے بہرہ بنادیاہے مطمئن وہی دل ہے جو مسلسل دھڑکتارہے۔(نہج البلاغہ خطبہ ص4)۔

313۔امام علیؑ! آگاہ ہوجاؤ کہ ہم اہلبیتؑ حکمت کے ابواب ،ظلمت کے نور، اور امت کی روشنی ہیں۔(غررالحکم ص2786)۔

314۔امام علیؑ! ہم زمین وآسمان کے انواراورنجات کے سفینے ہیں، ہمارے ہی

پاس پوشیدہ، اسرار علم ہیں اور ہماری ہی طرف امور کی بازگشت ہے، ہمارے مہدی کے ذریعہ تمام دلائل کو قطع کیا جائے اور وہ خاتم الائمہ۔ ہوگا، وہی امت کو تباہی سے نکالنے والا ہوگا اور وہ نور کی انتہا، خدا کا راز سربستہ ہوگا، خوش بخت ہے وہ جو ہم سے متمسک ہوجائے اور ہماری محبت پر محشور ہو۔ (تذکرۃ الخواص ص130، مروج الذھب 1 ص33)۔

315۔ امام علیؑ! ایھا الناس، ہم حکمت کے دروازے، رحمت کی کلید، امت کے سردار، کتاب کے امین، حرف آخر کہنے والے ہیں ہمارے ہی وسیلہ سے ثواب ملتا ہے اور ہماری ہی مخالفت میں عذاب ملتا ہے۔ (مشارق انوار الیقین ص51)۔

316۔ ابوحمزہ ثمالی کا بیان ہے کہ امیر المومنینؑ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا کہ پروردگار نے حضرت محمد کو رسالت کے لئے منتخب کیا اور وحی کے ذریعہ باخبر بنایا اور لوگوں میں درجہ کمال عنایت فرمایا۔ ہم اہلبیتؑ کے گھر میں علم کے مرکز، حکمت کے ابواب اور امور کی وضاحت ہے، جو ہم سے محبت کرے گا اس کا ایمان کارآمد ہوگا اور عمل بھی مقبول ہوگا اور جو ہم سے محبت نہ کرے گا اس کا ایمان بے فائدہ ہوگا اور عمل بھی قابل قبول نہ ہوگا۔ (بصائر الدرجات 12/365)۔

317۔ جناب فاطمہؑ! (خطبہ فدک کے ذیل میں) پروردگار نے ایمان کو لازم قرار دیا تاکہ تمھیں شرک سے پاک کرے اور ہماری اطاعت کو ملت کا نظام اور ہماری امامت کو تفرقہ سے امان کا ذریعہ قرار دیا، ہماری محبت عزت اسلام ہے، ہم ہمیشہ حکم دیتے رہے اور تم عمل کرتے رہے یہانتک کہ اسلام کی چکی ہماری بدولت چلنے لگی اور فوائد حاصل ہونے لگے شرک کا نعرہ دب گیا اور جنگ کی آگ بجھ گئی، ہنگاموں کی آواز دھیمی پڑ گئی اور دین کا نظام مرتب ہوگیا۔ (بلاغات النساء ص30 روایت زید بن علیؑ، احتجاج 1 ص258،

271، کشف الغمہ 2 ص 109، 117، مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 207، دلائل الامامۃ 113/36)۔

318۔ جناب فاطمہؑ! اللہ سے ڈرو جوڈرنے کا حق ہے، ہم مخلوقات میں اس کا وسیلہ اوراس کے خواص ہیں، ہم اس کی پا کیزگی کا مرکز اور غیب میں اس کی حجت ہیں اور ہمیں انبیاء کے وارث ہیں۔(شرح نہج البلاغہ 16 ص 211 از کتاب ابوبکر احمد بن عبدالعزیز الجوہری، دلائل الامامۃ 113/36)۔

319۔امام حسینؑ بروز عاشور

ہم اس علیؑ کے فرزند ہیں جو بنیٔ ہاشم میں سب سے افضل ہے اور یہی ہمارے فخر کے واسطے کافی ہے۔

ہمارا جد رسول اکرم ہے جو روئے زمین پر قدرت کا روشن چراغ ہے۔

ہماری مادر گرامی فاطمہؑ بنت رسول ہیں اور ہمارے چچا حضرت جعفر طیار ہیں۔

ہمارے ہی گھر میں قرآن نازل ہوا ہے اور ہمارے ہی یہاں ہدایت اور وحی کا مرکز ہے۔

ہم مخلوقات کے لئے وجہ امان ہیں اور اس بات کا خفیہ و اعلانیہ ہر طرح وجود پایا جاتا ہے۔

ہم حوض کوثر کے مختار ہیں جہاں اپنے دوستوں کو رسول اکرم کے جام سے سیراب کریں گے۔

ہمارے شیعہ بہترین شیعہ ہیں اور ہماری دشمن روز قیامت خسارہ میں رہیں گے۔(مناقب ابن شہر آشوب 4/80، احتجاج 2 ص 25، ینابیع المودۃ 3 ص 75، موسوعہ کلمات

الامام الحسینؑ 498/286)۔

320۔امام زین العابدینؑ (خطبہ دربار یزید)

ایھا النّاس ہمیں چھ کمالات دیئے گئے ہیں اورسات اعتبارات سے فضیلت دی گئی ہے، ہمارے لئے قدرت کے عطا یا علم ،حلم ،سماحت ،فصاحت ،شجاعت اورمومنین کے دلوں میں محبت ہے اور ہماری فضیلت کے جہات یہ ہیں کہ رسول مختار ہمیں میں سے ہیں ،صدیق (حضرت علیؑ) ہمیں میں سے ہیں ۔طیار (جعفر) ہمیں میں سے ہیں...... اسداللہ واسدالرسول (حمزہ) ہمیں میں سے ہیں وسیدۃ نساء العالمین فاطمہؑ بتول ہمیں میں سے ہیں ،سبطین امت سرداران جوانان اہل جنت ہمیں میں سے ہیں ۔(مقتل الحسین خوارزمی 2ص69)۔

واضح رہے کہ ساتویں فضیلت یہ ہے کہ مہدی امت بھی ہمارے ہی گھرانے کی ایک فرد ہے۔(جوادی)

221۔امام زین العابدینؑ !اہلبیتؑ ایک مبارک شجرہ کی شاخیں ہیں اوران منتخب افراد کی نسل ہیں جنھیں ہر رجس سے دور رکھا گیاہے اورکمال طہارت کی منزل پر رکھا گیا ہے، اللہ نے انھیں تمام عیوب سے دوررکھاہے اوران کی موت کوقرآن میں واجب قرار دیا ہے، یہی عروۃ الوثقیٰ ہیں اوریہی معدن تقویٰ ہیں ،بہترین ریسمان ہدایت اورمضبوط ترین وسیلۂ نجات (ینابیع المودۃ2ص367،کشف الغمہ 2ص311،صواعق محرقہ ص ص152)۔

332۔امامؑ باقر!ہم حجت خدا،باب اللہ،لسان اللہ،وجہ اللہ،عین اللہ اور بندوں میں والی امرالٰہی ہیں ۔(کافی 1ص145،بصائرالدرجات 1ص61،بحارالانوار25ص 384)۔

323۔امام محمد باقرؑ! ہم اہلبیتؑ رحمت، شجرۂ نبوت، معدن حکمت، محل نزول ملائکہ اور مرکز نزول وحی الٰہی ہیں۔(ارشاد 2 ص 168، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 206، الخرائج والجرائح 2 ص 892، بصائر الدرجات 5 ص 57، حلیۃ الابرار 2 ص 95)۔

324۔امام باقرؑ! ہم وہ ہیں جن سے آغاز ہوتا ہے اور ہم وہ ہیں جن پر اختتام ہوتا ہے، ہم ائمہ ہدیٰ اور تاریکیوں کے چراغ ہیں، ہمیں ہدایت کے منارے ہیں، ہمیں سب سے سابق ہیں اور ہمیں سب سے آخر ہیں۔(کمال الدین ص 206 / 20، امالی طوسی 654 / 1354، بصائر الدرجات 63 / 10، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 206، ارشاد القلوب ص 418 روایت خثیمہ الجعفی)۔

325۔امام باقرؑ! ہم جب کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو اسے حقیقت ایمان اور حقیقت نفاق دونوں کے ذریعہ پہچان لیتے ہیں۔(کافی 1 ص 238، عیون اخبار الرضا 2 ص 227، اختصاص ص 278، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 188، بصائر الدرجات 5 ص 288)۔

326۔امام صادقؑ! ہم وہ قوم ہیں جن کی اطاعت پروردگار نے واجب قرار دی ہے، انفاق ہمارے ہی لئے ہیں اور منتخب اموال بھی ہمارا ہی حصہ ہیں ہمیں راسخون فی العلم ہیں اور راسخون فی العلم ہیں اور ہمیں وہ محسود ہیں جن کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے کیا یہ لوگ ہمارے بندوں سے اس بات پر حسد کرتے ہیں کہ ہم نے انھیں اپنے فضل سے بہت کچھ عطا کردیا ہے۔(کافی 1 ص 186، تہذیب 4 ص 132، تفسیر عیاشی 1 ص 247، بصائر الدرجات ص 202)۔

237۔امام صادقؑ! ہم اہلبیتؑ ہیں ہمارے پاس علم کے مرکز، نبوت کے آثار،

کتاب کا علم اور فیصلہ کی مکمل صلاحیت ہے۔(اختصاص ص 309، بصائر الدرجات 4 ص 363)۔

328۔امام صادقؑ! پروردگار نے ہم اہلبیتؑ کے ذریعہ اپنے دین کی وضاحت کی ہے اور ہدایت کے راستہ کو روشن کیا ہے اور علم کے چشموں کو جاری کیا ہے۔(کافی 1 ص 20، الغیبۃ نعمانی ص 224)۔

329۔امام صادقؑ! ہم شجرہ نبوت، بیت رحمت، مفاتیح حکمت، معدن علم، محل رسالت، مرکز آمد و رفت ملائکہ، موضع راز الٰہی، بندوں میں اللہ کی امانت، خدا کا حرم اکبر، مالک کا عہد و پیمان ہیں، جو ہمارے عہد کو وفا کرے گا اس نے عہد الٰہی کو وفا کیا ہے اور جس نے ہمارے عہد کی حفاظت کی اس نے عہد الٰہی کی حفاظت کی، اور جس نے اسے توڑ دیا اس نے عہد الٰہی کو توڑ دیا۔(کافی 1 ص 221، بصائر الدرجات 57)۔

330۔امام صادقؑ! ہم شجرہ نبوت، معدن رسالت، مرکز نزول ملائکہ، عہد الٰہی، امانت و حجت پروردگار ہیں۔(تفسیر قمی 2 ص 28)۔

331۔امام صادقؑ! ہم شجرہ علم اور اہل بیت النبی ہیں، ہمارے گھر میں جبریل کا نزول ہوتا تھا، ہم علم کے خزانہ دار اور وحی الٰہی کے معاون ہیں، جس نے ہمارا اتباع کیا وہ نجات پا گیا اور جس نے ہم سے علیحدگی اختیار کی وہ ہلاک ہو گیا اور یہ پروردگار کا عہد ہے۔(امالی صدوق (ر) ص 253، روضۃ الواعظین ص 299، بشارۃ المصطفیٰ ص 54)۔

332۔امام صادقؑ! ہم بندوں میں حجت پروردگار اور مخلوقات پر اس کے گواہ ہیں، وحی کے امانتدار ہیں اور علم کے خزانہ دار، ہم وہ چہرہ الٰہی ہیں جس کی طرف رخ کیا جاتا ہے اور مخلوقات میں اس کی چشم بینا، زبان گویا اور قلب واعی ہیں، ہمیں وہ باب ہیں

جو اس تک پہچا تا ہے اور اس کے امر کے جاننے والے، اس کی راہ کی طرف ہدایت کرنے والے ہیں، ہمارے ہی ذریعہ سے خدا کو پہچانا گیا اور اس کی عبادت کی گئی ہے اور ہمیں اس کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں، ہم نہ ہوتے تو کوئی عبادت کرنے والا نہ ہوتا۔(توحید 152 / 9)۔

333۔امام صادقؑ ! ہم ہر خیر کی اصل ہیں اور ساری نیکیاں ہماری فروع ہیں، نیکیوں میں عقیدہ توحید، نماز، روزہ، غصہ کو ضبط کرنا، خطا کار کو معاف کر دینا، فقیروں پر رحم کرنا، ہمسایہ کا خیال رکھنا، صاحبان فضل کے فضل کا اقرار کرنا سب شامل ہیں، ہمارے دشمن برائیوں کی جڑ ہیں اور ان کے فروع میں ہر برائی اور بدکاری شامل ہے جس میں سے جھوٹ، بخل، چغلخوری، قطع رحم، سودخواری، مال یتیم کا کھا جانا، حدود الٰہی سے تجاوز کرنا، فواحش کا ارتکاب، چوری اور اسکے جملہ امثال ہیں۔

جھوٹا ہے وہ شخص جس کا خیال یہ ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہے اور پھر ہمارے اغیار کے فروع سے وابستہ ہے۔(کافی 8 ص 242، تاویل الآیات الظاہرہ ص 22)۔

334۔امام صادقؑ! ہم کتاب خدا کی کلید ہیں ہمارے ہی ذریعہ اہل علم بولتے ہیں، ہم نہ ہوتے تو سب گونگے رہ جاتے۔(اختصاص ص 90، بروایت حمید بن المثنیٰ العجل)۔

335۔امام رضاؑ ! ہم مخلوقات پر اللہ کی حجت اور بندوں میں اس کے خلیفہ ہیں۔اس کے راز کے امانتدار، کلمہ تقویٰ اور عروۃ الوثقیٰ ہیں۔(کمال الدین 6 ص 202، ارشاد القلوب ص 417)۔

336۔امام رضاؑ! ہم آل محمد جادۂ وسطیٰ ہیں، غالی ہم کو پا نہیں سکتا ہے اور پیچھے رہ جانے والا ہم سے آگے نہیں جا سکتا ہے۔(کافی 1 ص 101، التوحید 114 / 13)۔

337۔امام رضاؑ! ہم اہلبیتؑ وہ ہیں جن کے بچے بزرگوں کے مکمل وارث ہوتے ہیں۔(کافی 1 ص 320، ارشاد 2 ص 276، اختصاص ص 279، بصائر الدرجات ص 296،الخرائج والجرائح2 ص899 / 4روایت معمر بن خلاد)۔

338۔امام رضاؑ! ہماری آنکھیں دوسرے لوگوں جیسی نہیں ہیں، ہم میں ایک ایسا نور پایا جاتا ہے جس میں شیطان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔(امالی طوسی (ر)ص245 / 427، بصائر الدرجات ص419)۔

239۔امام جوادؑ! ہم میں جو شخص بھی ہے وہ امر الٰہی کے ساتھ قیام کرنے والا اور دین خدا کی ہدایت دینے والا ہے۔(کمال الدین378،احتجاج2 ص 481)۔

340۔امام جوادؑ! حمد ہے اس خدا کے لئے جس نے ہمیں اپنے نور اور اپنے دست قدرت سے خلق کیا اور تمام مخلوقات میں منتخب قرار دیا اور تمام کائنات کے لئے اپنا امین بنادیا۔(دلائل الامۃ 384 / 342 روایت محمد بن اسماعیل از عسکری، مناقب ابن شہر آشوب3874)۔

342۔امام ہادیؑ! ہم وہ کلمات الٰہی ہیں جو تمام نہیں ہوسکتے اور ہمارے فضائل کا ادراک نہیں ہوسکتا ہے۔(اختصاص ص94،تحف العقول ص479 از موسی المبرقع، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص404، احتجاج2 ص499 / 331 "بغیر اسناد")۔

343۔موسیٰ بن عبداللہ النخعی کہتے ہیں کہ میں نے امام علی نقیؑ سے گزارش کی کہ مجھے ایک ایسے جامع اور بلیغ کلام کی تعلیم دیں جس کے ذریعہ آپ حضرات میں ہر ایک کی زیارت کرسکوں؟ فرمایا غسل کرکے حرم کے دروازہ پر جا کر کھڑے ہوجاؤ اور کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرکے یوں کہو۔

”سلام ہو آپ حضرات پر اے اہلبیت ؑ نبوت اور معدن رسالت ملائکہ کی رفت و آمد کے مرکز اور وحی کے نزول کی منزل، رحمت کے معدن اور علم کے خزانہ دار، حلم کی منزل آخر اور کرم کے اصول، امتوں کے قائد اور نعمتوں کے مالک، نیک بندوں کی اصل اور نیک کرداروں کے ستون، بندوں کے منتظم اور شہروں کے ارکان، ایمان کے ابواب اور رحمان کے امانتدار، انبیاء کی ذریت اور مرسلین کے منتخب روزگار اور رب العالمین کے پسندیدہ بندہ کی عترت ...... اور آپ ہی پر تمام رحمتیں اور برکتیں ہوں ۔(تہذیب 6 ص 95/ 177)۔

مولف ! اس مقام پر اس مکمل زیارت کا مطالعہ ضروری ہے کہ اس سے تمام خصائص اہلبیت ؑ کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

344۔ امام عسکری ؑ ! ہم پناہ کے طلب گاروں کی جائے پناہ، روشنی حاصل کرنے والوں کی روشنی، تحفظ چاہنے والوں کے لئے وسیلہ حفاظت ہیں، جو ہم سے محبت کرے گا ہمارے ساتھ بلندترین منزل پر ہوگا اور جو ہم سے انحراف کرے گا اس کی جگہ جہنم ہوگی۔(رجال کشی 2 ص 814/ 1018، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 435، الخرائج والجرائح 2 ص 840/ 54، کشف الغمہ 3 ص 211 روایت محمد بن الحسن بن میمون)۔

3۔ امام مہدی ؑ ! اللہ نے انھیں اوصیاء کے ذریعہ دین کو زندہ رکھا، نور کو تمام کیا اور ان کے اور ان کے تمام برادران، ابناءعم، قرابتداروں کے درمیان واضح فرق رکھا کہ جس کے ذریعے حجت کو اس سے جس پر حجت تمام کی جائے اور امام کو ماموم سے جدا کردیا جائے، انھیں گناہوں سے محفوظ اور عیوب سے پاکیزہ کردیا، کثافت سے پاک رکھا اور شبہات سے منزل قرار دیا، انھیں علم کا خزانہ دار، حکمت کا امانتدار اور اسرار کی منزل قرار دیا اور پھر دلائل

سے ان کی تائید کی کہ ایسا نہ ہوتا تو تمام لوگ ایسے جیسے ہو جاتے اور ہر شخص امر آلہی کا دعویدار بن جاتا، نہ حق باطل سے الگ پہچانا جاتا اور نہ عالم و جاہل میں کوئی امتیاز ہوتا۔(الغیبۃ طوسی (ر) ص288 / 246، احتجاج ج2 ص540 / 343 روایت احمد بن اسحاق)۔

علم اہلبیتؑ

خصائص علوم اہلبیتؑ

1۔خزانہ دار علوم الٰہیہ

347۔رسول اکرم ! پروردگار نے اہلبیتؑ کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ سب تمھارے بعد میرے علوم کے خزانہ دار ہیں ۔(کافی 1 ص 193 / 4 ، بصائر الدرجات 105 / 12 ، روایت ابوحمزہ ثمالی از امامؑ باقر)۔348۔امام باقرؑ خدا کی قسم ہم زمین و آسمان میں اللہ کے خزانہ دار ہیں لیکن اس کے خزانہ علم ...... کے خزانہ دار نہ کہ سونے اور چاندی کے۔(کافی 1 ص 192 / 2)۔

349۔امام باقرؑ! ہم علم خدا کے خزانہ دار اور وحی الٰہی کے ترجمان ہیں۔

(کافی 1 ص 192 / 3 روایت سدیر 1 ص 269 / 6 اس مقام پر وحی کے بجائے امر کا لفظ ہے، اعلام الوریٰ ص 277 روایت سدیر)۔

350۔امام باقرؑ! پروردگار کے لئے ایک علم خاص ہے اور ایک علم عام، علم خاص وہ ہے جس کی اطلاع ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کو بھی نہیں ہے، اور علم عام وہ ہے جسے اس نے ملائکہ اور مرسلین کو عنایت فرمادیا ہے اور ہم تک یہ علم رسول اکرم کے ذریعہ پہچا ہے۔(التوحید 138 / 14 روایت ابن سنان از امام صادق، بصائر الدرجات 111 / 12 روایت

حنان کندی)۔

351۔امام صادقؑ ! ہم انبیاء کے وارث ہیں اور ہمارے پاس حضرت موسیٰ کا عصا ہے، ہم زمین میں پروردگار کے خزانہ دار ہیں لیکن سونے چاندی کے نہیں ۔(تفسیر فرات کوفی 107 / 101 از ابراہیم)۔

352۔امام صادقؑ ! ہم علم کے شجر ہیں اور نبی کے اہلبیتؑ ہمارے گھر میں جبریل کے نزول کی جگہ ہے اور ہم علم الٰہی کے خزانہ دار ہیں، ہم وحی خدا کے معدن ہیں اور جو ہمارا اتباع کرے گا وہ نجات پائے گا اور جو ہم سے الگ ہوجائے گا وہ ہلاک ہوجائے گا، یہی پروردگار کا عہد ہے۔(امالی (ر) صدوق 252 / 15 ، بشارۃ المصطفیٰ ص 54 از ابوبصیر، روضۃ الواعظین ص 299 بصائر الدرجات ص 103 باب 19)۔

2۔ظرف علم الٰہی

353۔امام زین العابدینؑ ! ہم خدا کے ابواب ہیں اور ہمیں صراط مستقیم ہیں، ہمیں اس کے علم کے ظرف ہیں اور ہمیں اس کی وحی کے ترجمان ، ہمیں توحید کے ارکان ہیں اور ہمیں اس کے اسرار کے مرکز (معانی الاخبار 35 / 5 ، ینابیع المودۃ 3 ص 359 / 1 روایت ثابت ثمالی)۔

354۔امام صادقؑ ! ہم امر الٰہی کے والی، علم الٰہی کے خزانہ دار اور وحی خدا کے ظروف ہیں۔(کافی 1 ص 192 / 1 ، بصائر الدرجات 61 / 3 ، 105 / 8 روایت عبدالرحمان بن کثیر)۔

355۔امام صادقؑ ۔ پروردگار نے ہمیں اپنے لئے منتخب کیا ہے اور تمام مخلوقات میں منتخب قرار دیا ہے، ہمیں وحی کا امین اور زمین میں اپنا خزانہ بنایا ہے، ہمیں

اس کے اسرار کے محل اور اس کے علم کے ظرف ہیں۔(بصائر الدرجات 62/ 7، روایت عباد بن سلیمان)۔

356۔وہب بن منبہ راوی ہیں کہ پروردگار نے جناب موسیٰ کی طرف وحی کی کہ محمد اوران کے اوصیاء کے ذکر سے متمسک رہو کہ یہ سب میرے علم کے خزانہ دار۔میرے حکمت کے ظروف اور میرے نور کے معدن ہیں۔(بحار 51/ص149/ 24)۔

357۔جناب فاطمہ صغریٰ نے واقعہ کربلا کے بعد اہل کوفہ سے خطاب کر کے ارشاد فرمایا، اے اہل کوفہ! اے اہل مکاری وغداری وفریب کاری! ہم وہ اہلبیتؑ ہیں جن کے ذریعہ پروردگار نے تمھارا امتحان لیا ہے اور بہترین امتحان لیا ہے، اس نے اپنے علم وفہم کا مرکز ہمیں بنایا ہے اور ہم اس کے علم کا ظرف، فہم وحکمت کا محل اور زمین میں بندوں پر اس کی حجت میں اس نے ہمیں اپنی کرامت سے مکرم بنایا ہے اور اپنے نبیؐ کے ذریعہ تمام مخلوقات سے افضل قرار دیا ہے۔(احتجاج 2 ص 106، ملہوف 195، مثیر الاحزان 87، بغیر ذکر ظرف فہم)۔

3۔ورثہ علوم انبیاء

358۔رسول اکرم، روئے زمین پر پہلے وصی جناب ہبۃ اللہ بن آدمؑ تھے، اس کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں تھا جس کا کوئی وصی نہ رہا ہو، جبکہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی اوران میں سے پانچ اولوالعزم تھے نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ، محمد۔

علی بن ابی طالب محمد کے لئے ہبۃ اللہ تھے اور انھیں تمام اوصیاء اور سابق کے اولیاء کا ورثہ ملا تھا جس طرح کہ محمد تمام انبیاء کرام کے وارث ہیں۔(کافی 1 ص224/ 2 از عبدالرحمان بن کثیر، بصائر الدرجات 121/ 1، عبدالرحمان بن کبیر، اعلام

الدین ص464)۔

359۔امام علیؑ ! آگاہ ہوجاؤ کہ جوعلوم لے کرآدمؑ آئے تھےاورجس کے ذریعہ تمام انبیاءکوفضیلت حاصل ہوئی ہےسب کےسب خاتم النبیین کی عترت میں پائے جاتے ہیں تو آخرتم لوگ کدھر بہک رہے ہواور کدھر چلے جارہے ہو؟ (ارشاد 1 ص 232،تفسیر عیاشی 1 ص102 / 300ازمسعدہ بن صدقہ تفسیرقمی 2 ص367ازابن اذینہ)۔

360۔امام صادقؑ ! ہم سب انبیاء کے وارث ہیں،رسول اکرم نے حضرت علیؑ کو زیر کساء لے کرایک ہزارکلمات کی تعلیم دی اوران پر ہرکلمہ سے ہزارکلمات روشن ہوگئے۔(خصال ص651 / 49ازذریح المحاربی)۔

361۔امام باقرؑ ! آدمؑ جوعلم لے کرآئے تھے وہ واپس نہیں گیا بلکہ یہیں اس کی وراثت چلتی رہی اورحضرت علیؑ اس امت کے عالم تھےاورہم میں سےکوئی عالم دنیاسےنہیں جاتاہےمگر یہ کہ اپنا جیساعالم چھوڑکرجاتاہے یا جیساخداچاہتاہے۔(کافی 1 ص222 / 2 اززرارہ وفضیل،کمال الدین223 / 14ازفضیل)۔

کمال الدین میں یہ اضافہ بھی ہے کہ علم وراثت میں چلتارہتاہےاور جوعلم یا جو آثارانبیاءومرسلین اس گھر کے باہرسے حاصل ہوں،وہ سب باطل ہیں۔!

362۔امام باقرؑ ! ایھا النّاس۔تمھارے پیغمبر کے اہلبیتؑ کو پروردگار نے اپنی کرامت سے مشرف کیاہےاوراپنی ہدایت سے معزز بنادیاہے،اپنے دین کے لئےمخصوص کیاہےاوراپنےعلم سےفضیلت عطا کی ہے پھراپنےعلم کا محافظ اورامین قراردیاہے۔

اہلبیتؑ امام،داعی دین،قائد،ہادی،حاکم،قاضی،ستارۂ ہدایت،اسوۂ حسنہ،عترت طاہرہ،امت وسط،صراط واضح،سبیل مستقیم،زینت نجباءاورورثہ انبیاء ہیں،۔(تفسیرفرات

کوفی ص 337، 460 از فضل بن یوسف القصبانی)۔

363۔ابوبصیر! میں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کیا آپ حضرات رسول اکرم کے وارث ہیں؟ فرمایا بیشک میں نے عرض کی کہ رسول اکرم تو تمام انبیاء کے وارث اور ان کے علوم کے عالم تھے؟ فرمایا بیشک (ہم بھی ایسے ہی ہیں) (کافی 1 ص 47/ 3، رجال کشی 1 ص 408/ 298، بصائر الدرجات 269/ 1، دلائل الامامہ 226/ 153، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 184، الخرائج والجرائح 2 ص 711/ 8 فصول مہمہ ص 215۔

364۔امام صادق! حضرت علی عالم تھے اور علم ان کی وراثت میں چلتا رہتا ہے کہ جب کوئی عالم مرتا ہے تو اس کے بعد اسی علم کا وارث آجاتا ہے یا جو خدا چاہتا ہے۔(کافی 1 ص 221/ 1، علل الشرائع ص 591/ 40، بصائر الدرجات 118/ 2، الامامۃ والتبصرہ ص 225/ 75 از محمد بن مسلم کمال الدین 223/ 13)۔

365۔امام صادقؑ! جو علم حضرت آدمؑ کے ساتھ آیا تھا وہ واپس نہیں گیا اور کوئی بھی عالم مرتا ہے تو اس کے علم کا ورث موجود رہتا ہے، یہ زمین کسی وقت بھی عالم سے خالی نہیں ہوتی۔(کافی 1 ص 223/ 8 کمال الدین 224/ 19، بصائر الدرجات 116/ 9 از حارث بن المغیرہ)۔

366۔ضریس کناسی! میں امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر تا اور ابوبصیر بھی موجود تھے کہ حضرت نے فرمایا کہ داؤدعلوم انبیاء کے وارث تھے اور ہم حضرت محمد کے وارث ہیں، ہمارے پاس حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے اور حضرت موسیٰؑ کی تختیاں سب موجود ہیں

367۔ابوبصیر نے عرض کی کہ حضور یہ تو واقعی علم ہے، فرمایا یہ علم نہیں ہے، علم وہ جو

روز وشب روزانہ اور ساعت بہ ساعت تازہ ہوتا رہتا ہے۔(کافی 1 ص 225 / 4، بصائر الدرجات 135 / 1)۔

368۔امام ہادیؑ! درزیارت جامعہ،سلام ہو ائمہ ہدیٰ پر جو تاریکیوں کے چراغ ہدایت، علم،صاحبان عقل، ارباب فکر، پناہ گاہ خلائق، ورثہ انبیاء، مثل اعلیٰ، دعوتِ خیر اور دنیا وآخرت سب پر اللہ کی حجت ہیں اور انھیں پر رحمت وبرکات ہوں۔(تہذیب 6 ص 96 / 177)۔

4۔ان کی حدیث حدیث رسول ہے

369۔امام باقرؑ! سوال کیا گیا کہ اگر آپ کی حدیث کو بلا سند بیان کریں تو اس کی سند کیا ہے؟ فرمایا ایسی حدیث کی سند یہ ہے کہ میں نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے رسول اکرم سے نقل کیا ہے اور آپ نے جبریل سے نقل کیا ہے۔(ارشاد 2 ص 167 ، الخرائج والجرائح 2 ص 893 ، روضۃ الواعظین ص 226)۔

370۔امام باقرؑ! ہم وہ اہلبیتؑ ہیں جنھیں علم خدا سے عالم بنایا گیا ہے اور ہم نے اس کی حکمت سے حاصل کیا ہے اور قول صادق کو سنا ہے لہذا ہمارا اتباع کرو تا کہ ہدایت حاصل کرلو۔(مختصر بصائر الدرجات ص 63 ، بصائر الدرجات 514 / 34 از جابر بن یزید)۔

371۔امام باقرؑ! اگر ہم اپنی رائے سے حدیث بیان کرتے تو اسی طرح گمراہ ہوجاتے جس طرح پہلے والے گمراہ ہوگئے تھے،ہم اس دلیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں جسے پروردگار نے اپنے پیغمبر کو عطا کیا ہے اور انھوں نے ہم سے بیان کیا ہے۔(اعلام الوریٰ ص 294، اختصاص ص 281 از فضیل بن یسار)۔

372۔ جابر! میں نے امام محمد باقرؑ سے عرض کیا کہ جب آپ کوئی حدیث بیان کریں تو اس کی سند بھی بیان فرمادیں؟ فرمایا ہماری ہر حدیث کی سند، والدمحترم جد بزرگوار، ان کے والدمحترم، پیغمبر اسلام اور آخر میں جبریل امین ہیں۔(امالی مفید 42 / 10، حلیۃ الابرار 2 ص 95)۔

373۔ امام صادقؑ، ہماری حدیث ہمارے والد کی حدیث ہے، ان کی حدیث ہمارے جد کی حدیث ہے، ان کی حدیث امام حسینؑ کی حدیث ہے، ان کی حدیث امام حسنؑ کی حدیث ہے، ان کی حدیث امیر المؤمنینؑ کی حدیث ہے، ان کی حدیث رسول اللہ کی حدیث ہے اور رسول اللہ کی حدیث قول پروردگار ہے۔(کافی 1 ص 53 / 14 از حماد بن عثمان، روضۃ الواعظین ص 233)۔

374۔ امام صادقؑ! اللہ نے ہماری ولایت کو فرض قرار دیا ہے اور ہماری محبت کو واجب کیا ہے، خدا گواہ ہے کہ ہم اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے ہیں اور نہ اپنی رائے سے کام کرتے ہیں، ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار نے کہا ہے۔(امالی مفید 60 / 4 از محمد بن شریح)۔

375۔ امام موسیٰ کاظمؑ نے خلف بن حماد کوفی کے سخت ترین سوال کے جواب میں فرمایا کہ میں رسول اکرم اور جبریل کے حوالہ سے بیان کررہا ہوں۔(کافی 3 ص 94 / 1)۔

376۔ امام رضاؑ! ہم ہمیشہ اللہ اور رسول کی طرف سے بیان کرتے ہیں۔(رجال کشی 2 ص 490 / 401 از یونس بن عبدالرحمان)۔

5۔ اعلم الناس

377۔رسول اکرم! میں تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔ اگر تم ان دونوں کو اختیار کرلوگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب خدا ہے اور ایک میری عترت اہلبیتؑ، ایہا الناس! میری بات سنو! میں نے یہ پیغام پہنچادیا ہے کہ تم سب عنقریب میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوگے تو میں سوال کروں گا کہ تم نے ثقلین کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اور یہ ثقلین کتاب خدا اور میرے اہلبیتؑ ہیں، خبردار ان سے آگے نہ بڑھ جانا کہ ہلاک ہوجاؤ اور انھیں پڑھانے کی کوشش بھی نہ کرنا کہ یہ تم سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ (کافی 1 ص 294 / 3 از عبدالحمید بن ابی الدیلم از امام صادقؑ، تفسیر عیاشی 1 ص 250 / 169۔ از ابوبصیر)۔

378۔رسول اکرم! یاد رکھو کہ میری عترت کے نیک کردار اور میرے خاندان کے پاکیزہ نفس افراد بچوں میں سب سے زیادہ ہوشمند اور بزرگوں میں سب سے زیادہ صاحب علم ہوتے ہیں، خبردار انھیں تعلیم نہ دینا کہ یہ تم سب سے اعلم ہیں۔ یہ نہ تمھیں ہدایت کے دروازہ سے باہر لے جائیں گے اور نہ گمراہی کے دروازہ میں داخل کریں گے۔ (عیون اخبار الرضاؑ 1 ص 204 / 171 احتجاج 2 ص 236، شرح نہج البلاغہ معتزلی 1 ص 276 از امام صادقؑ)۔

379۔ امام علیؑ ! اصحاب پیغمبر میں حافظان حدیث جانتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں اور میرے اہلبیتؑ سب پاک و پاکیزہ ہیں، ان سے آگے نہ بڑھ جانا کہ گمراہ ہوجاؤ اور ان کی مخالفت نہ کرنا کہ جاہل رہ جاؤ اور انھیں پڑھانے کی کوشش نہ کرنا کہ یہ تم سے اعلم ہیں اور بزرگی میں تمام لوگوں سے اعلم اور کمسنی ہیں تمام بچوں سے زیادہ ہوشمند ہوتے

ہیں0 تفسیر قمی 1 ص 4اثبات الہداۃ 1 ص 631 / 724)۔

380۔جابر بن یزید، ایک طویل حدیث کے ذیل میں نقل کرتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ انصاری امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اثنائے گفتگو امام محمد باقرؑ بھی آ گئے، بچپنے کا زمانہ تھا اور سر پہ گیسو تھے لیکن جابر نے دیکھا تو کانپنے لگے اور جسم کے رنگٹے کھڑے ہو گئے، غور سے دیکھنے کے بعد کہا فرزند! ذرا آگے بڑھو؟ آپ آگے بڑھے، پھر کہا ذرا پیچھے ہٹیں، آپ پیچھے ہٹے، جابر نے یہ دیکھ کر کہا کہ رب کعبہ کی قسم بالکل رسول اکرم کا انداز ہے اور پھر سوال کیا کہ آپ کا نام کیا ہے؟......فرمایا محمدؑ! میری جان قربان، یقیناً آپ ہی باقرؑ ہیں؟ فرمایا بیشک تو اب اس امانت کو پہنچا دو جو رسول اللہ نے تمھارے حوالہ کی ہے! جابر نے کہا مولا! حضور نے مجھے بشارت دی تھی کہ آپ کی ملاقات تک زندہ رہوں گا اور فرمایا تھا کہ جب ملاقات ہو جائے تو میرا اسلام کہہ دینا لہذا پیغمبر اکرم کا سلام لیلیں۔

امام باقرؑ نے فرمایا جابر! رسول اکرم پر میرا اسلام جب تک زمین وآسمان قائم رہیں اور تم پر بھی میرا اسلام جس طرح تم نے میرا اسلام پہنچایا ہے اس کے بعد جابر برابر آپ کی خدمت میں آتے رہے اور آپ سے علم حاصل کرتے رہے، ایک مرتبہ آپ نے جابر سے کوئی سوال کیا تو جابر نے کہا کہ میں رسول اللہ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا ہوں، آپ نے خبر دی ہے کہ آپ اہلبیتؑ کے تمام ائمہ ہداۃ بچپنے میں سب سے زیادہ ہوشمند اور بڑے ہو کر سب سے زیادہ اعلم ہوتے ہیں اور کسی کو حق نہیں ہے کہ آپ حضرات کو تعلیم دے کہ آپ سب سے زیادہ اعلم ہوتے ہیں۔

امام باقرؑ نے فرمایا کہ میرے جد نے سچ فرمایا ہے، میں اس مسئلہ کو تم سے بہتر

جانتا ہوں جو میں نے دریافت کیا ہے اور مجھے بچپنے ہی سے حکمت عطا کردی گئی ہے اور یہ سب ہم اہلبیتؑ پر پروردگار کا فضل وکرم ہے۔ (کمال الدین253 /3)۔

381۔ جبلہ بن المصفح نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ امام علیؑ نے فرمایا کہ اے برادر بنی عام جو چاہو مجھ سے سوال کرو کہ ہم اہلبیتؑ خدا ورسول کے ارشادات کو سب سے بہتر جانتے ہیں۔ (الطبقات الکبریٰ6 ص240)۔

382۔ امام علیؑ! ہمارے علم کی گہرائیوں پر غور کرنے والے کے علم کا آخری انجام جہالت ہے۔ (الطبقات الکبریٰ6 ص240)۔

382۔ امام علیؑ! ہمارے علم کی گہرائیوں پر غور کرنے والے کے علم کا آخری انجام جہالت ہے۔ (شرح نہج البلاغہ معتزلی20 ص307 /515)۔

383۔ امام باقرؑ نے سلمہ بن کہیل اور حکم بن عتیبہ سے فرمایا کہ جاؤ مشرق و مغرب کے چکر لگا آؤ کوئی علم صحیح ایسا نہ پاؤ گے جو ہم اہلبیتؑ کے گھر سے نکلا ہو۔ (کافی 1 ص 299 /3، بصائر الدرجات10، ابومریم)۔

384۔ ابوبصیر ناقل ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا کہ حکم بن عتیبہ ان لوگوں میں سے ہے جس کے بارے میں ارشاد قدرت ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ اللہ اور آخرت پر ایمان لے آئے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں، اس سے کہہ دو کہ جائے مشرق و مغرب کے چکر لگائے، خدا کی قسم کہیں علم نہ ملے گا مگر یہ کہ اسی گھر سے نکلا ہوگا جس میں جبریل کا نزول ہوتا ہے۔ (بصائر الدرجات 9 ص 2، کافی 1 ص 299 /4 روایت مضمرہ)۔

385۔ امام باقرؑ کسی شخص کے پاس نہ کوئی حرف حق ہے اور نہ حرف راست اور

نہ کوئی صحیح فیصلہ کرنا جانتا ہے مگر یہ کہ وہ علم ہم اہلبیتؑ ہی کے گھر سے نکلا ہے اور جب بھی امور میں اختلاف نظر آئے تو سمجھ لو کہ غلطی قوم کی طرف سے ہے اور حرف راست حضرت علیؑ کی طرف سے ہے۔ (کافی 1 ص 399 / 1، بصائر الدرجات 519 / 12، المحاسن 1 ص 243 / 448، امالی مفید 96 / 6 روایت محمد بن مسلم)۔

386۔ زرارہ! میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک مرد کوفی نے امیر المومنینؑ کے اس ارشاد کے بارے میں دریافت کیا کہ جو چاہو پوچھ لو، میں تمھیں بتا سکتا ہوں! فرمایا کہ بیشک کسی شخص کے پاس کوئی علم نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا مصدر امیر المومنینؑ کا علم ہے، لوگ جدھر چاہیں چلے جائیں بالآخر مصدر یہی گھر ثابت ہوگا۔ (کافی 1 ص 399 / 2)۔

387۔ امام باقرؑ! جو علم بھی اس گھر سے نکلا ہو سمجھ لو کہ باطل اور بیکار ہے۔ (مختصر بصائر الدرجات 62، بصائر الدرجات 511 / 21 از فضیل بن یسار)۔

388۔ عبداللہ بن سلیمان! میں نے امام باقرؑ کو اس وقت فرماتے سنا ہے جب آپ کے پاس بصرہ کا عثمان اعمیٰ نامی شخص موجود تھا اور آپ نے فرمایا کہ حسن بصری کا خیال ہے کہ جو لوگ اپنے علم کو پوشیدہ رکھتے ہیں ان کی بدبو سے اہل جہنم کو بھی اذیت ہوگی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن آل فرعون بھی ہلاک ہو گیا حالانکہ جناب نوح کے زمانہ سے علم ہمیشہ پوشیدہ رہا ہے اور حسن بصری سے کہہ دو کہ داہنے بائیں بائیں ہر جگہ دیکھ لے اس گھر کے علاوہ کہیں علم نہ ملے گا۔ (کافی 1 ص 51 / 15، احتجاج 2 ص 193 / 212)۔

389۔ ابوبصیر! میں نے امام باقرؑ سے سوال کیا کہ ولد الزنا کی گواہی جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا نہیں ...... میں نے عرض کی کہ حکم بن عتبہ تو اسے جائز جانتا ہے؟ فرمایا، خدایا

اس کے گناہ کو معاف نہ کرنا، پروردگار نے قرآن کو اس کے اور اس کی قوم کے لئے ذکر نہیں قرار دیا ہے، اس سے کہہ دو کہ مشرق و مغرب سب دیکھ لے، علم صرف اس گھر میں ملے گا جس میں جبریل کا نزول ہوتا ہے) کافی 1 ص 400 / 5)۔

390۔ امام صادقؑ نے یونس سے فرمایا کہ اگر علم صحیح درکار ہے تو اہلبیتؑ سے حاصل کرو کہ اس کا علم ہمیں کو دیا گیا ہے اور ہمیں حکمت کی شرح اور حرف آخر عطا کیا گیا ہے، پروردگار نے ہمیں منتخب کیا ہے اور وہ سب کچھ عطا کر دیا ہے جو عالمین میں کسی کو نہیں دیا ہے۔(بحار الانوار 26 ص 158 / 5 الصراط المستقیم 2 ص 157 ، اثبات الہداۃ 1 ص 602 از یونس بن ظبیان)۔

391۔ امام صادقؑ کے پاس ایک جماعت حاضر تھی جب آپ نے فرمایا کہ حیرت انگیز بات ہے کہ لوگوں نے رسول اکرم سے علم حاصل کیا اور عالم بن گئے اور ہدایت یافتہ ہوگئے اور ان کا خیال ہے کہ اہلبیتؑ نے حضور کا علم نہیں لیا ہے، حالانکہ ہم اہلبیتؑ ان کی ذریت ہیں اور وحی ہمارے ہی گھر میں نازل ہوئی ہے اور علم ہمارے ہی گھر سے نکل کر لوگوں تک گیا ہے! کیا ان کا خیال ہے کہ یہ سب عالم اور ہدایت یافتہ ہوگئے ہیں اور ہم جاہل اور گمراہ رہ گئے ہیں، یہ تو بالکل امر محال ہے(کافی 1 ص 398 / 1 ، امالی مفید 122 / 6، بصائر الدرجات 12 / 3 روایت یحیےٰ بن عبداللہ)۔

392۔ امام رضاؑ ! انبیاء اور ائمہ وہ ہیں جنھیں پروردگار توفیق دیتا ہے اور اپنے علم و حکمت کے خزانہ سے وہ سب کچھ عنایت کر دیتا ہے جو کسی کو نہیں دیتا ہے ان کا علم تمام اہل زمانہ کے علم سے بالاتر ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے" کیا جو شخص حق کی ہدایت دیتا ہے وہ زیادہ پیروی کا حقدار ہے یا وہ شخص جو اس وقت تک ہدایت بھی نہیں پاتا ہے جب تک اسے

ہدایت نہ دی جائے، آخر تمھیں کیا ہو گیا ہے اور تم کیا فیصلہ کر رہے ہو"۔(یونس آیت 35)۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے" جسے حکمت دیدی جائے اسے خیر کثیر دیدیا گیا ہے۔(بقرہ آیت 269)۔

پھر جناب طالوت کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ" اللہ نے انھیں تم سب میں منتخب قرار دیا ہے اور علم وجسم کی طاقت میں وسعت عطا فرمائی ہے اور اللہ جس کو چاہتا ہے ملک عنایت کرتا ہے کہ وہ صاحب وسعت بھی ہے اور صاحب علم بھی ہے۔ بقرہ آیت 247" کافی 1 ص 202 / 1 ، کمال الدین 280 / 31 ، امالی صدوق 540 / 1 عیون اخبار الرضاؑ 1 ص 221 / 1 ، معانی الاخبار 100 / 2 ، تحف العقول ص 441 ، احتجاج 2 ص 445 / 310 روایت عبدالعزیز بن مسلم)۔

6۔ راسخون فی العلم

393۔ امام علیؑ ! کہاں ہیں وہ لوگ جن کا خیال ہے کہ ہمارے بجائے وہی" راسخو ں فی العلم" ہیں حالانکہ یہ صریحی جھوٹ ہے اور ہمارے اوپر ظلم ہے کہ خدا نے ہمیں بلند بنایا ہے اور انھیں پست قرار دیا ہے، ہمیں علم عنایت فرمایا ہے اور انھیں اس علم سے الگ رکھا ہے، ہمیں اپنی بارگاہ میں داخل کیا ہے اور انھیں دور رکھا ہے، ہمارے ہی ذریعہ ہدایت حاصل کی جاتی ہے، اور تاریکیوں میں روشنی تلاش کی جاتی ہے۔(نہج البلاغہ خطبہ 124 مناقب ابن شہرآشوب 1 ص 285 ، غررالحکم ص 2826)۔

394۔ امام علیؑ ! پروردگار نے امت پر اولیاء امر کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے کہ وہ اسکے دین کے ساتھ قیام کرنے والے ہیں جس طرح کہ اس نے رسول کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے" اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم" اس کے بعد ان

اولیاء امر، کی منزلت کی وضاحت تاویل قرآن کے ذریعہ کی ہے" ولوردوہ الی الرسول والیٰ اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم" (نساء آیت 83) اگر یہ لوگ مسائل کو رسول اور اولی الامر کی طرف پلٹا دیتے تو دیکھتے کہ یہ حضرات تمام امور کے استنباط کی طاقت رکھتے ہیں ۔ اور ان کے علاوہ ہر شخص تاویل قرآن کے علم سے بے خبر ہے، اس لئے کہ یہی راسخون فی العلم" آل عمران آیت 7 (بحار 69 ص 79 / 29)۔

395۔ یزید بن معاویہ! میں نے امام محمد باقرؑ سے آیت کریمہ" وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم" کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ پورے قرآن کی تاویل کا راز خدا اور راسخون فی العلم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔ رسول اکرم ان تمام افراد میں سب سے افضل ہیں کہ پروردگار نے انھیں تمام تنزیل اور تاویل کا علم عنایت فرمایا ہے اور کوئی ایسی شے نازل نہیں کی جس کی تاویل کا علم انھیں نہ دیا اور پھر ان کے اوصیاء کو عنایت فرمایا گیا اور جب جاہلوں نے یہ سوال کیا کہ ہم کیا کریں؟ تو ارشاد ہوا" یقولون امنا بہ کل من عند ربنا" تمھاری شان یہ ہے کہ سب پر ایمان لے آو اور کہو کہ سب پروردگار کی طرف سے ہے۔

دیکھو قرآن میں خاص بھی ہے اور عالم بھی، ناسخ بھی ہے اور منسوخ بھی، محکم بھی ہے اور متشابہ بھی اور راسخون فی العلم ان تمام امور کو بخوبی جانتے ہیں۔ (تفسیر عیاشی 1 ص 164 / 6، کافی 1 ص 213 / 2، تاویل الآیات الظاہرہ ص 107 ، بصائر الدرجات ص 204 / 8، تفسیر قمی 1 ص 96، مجمع البیان 2 ص 701)۔

396۔ امام صادقؑ! ہم ہی راسخون فی العلم ہیں اور ہمیں تاویل قرآن کے جاننے والے ہیں۔ (کافی 1 ص 213 / 1، بصائر الدرجات 5 ص 204۔

تفسیر عیاشی 1 ص 164 / 8 تاویل الآیات الظاہرہ ص 106 از ابوبصیر)۔

397۔امام صادقؑ! راسخون فی العلم امیرالمومنینؑ ہیں اور انکے بعد کے ائمہ۔(کافی 1 ص213/ 3 روایت عبدالرحمان بن کثیر)۔

7۔معدن العلم

398۔رسول اکرم! ہم اہلبیتؑ رحمت کی کلید، رسالت کا محل، ملائکہ کے نزول کی منزل اور علم کے معدن ہیں۔(فرائدالسمطین 1 ص44/ 9از ابن عباس)۔

399۔حمید بن عبداللہ بن یزید المدنی ناقل ہے کہ رسول اکرم کے سامنے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا جو علیؑ بن ابی طالبؑ نے صادر کیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم اہلبیتؑ کے گھر میں حکمت قرار دی ہے۔(فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص654/ 1113، شرح الاخبار 2 ص309/ 631)۔

400۔امام علیؑ! ہم شجرۂ نبوت، محل رسالت، منزل ملائکہ، معدن علم چشمہ حکمت ہیں، ہمارا دوست اور مددگار ہمیشہ منتظر رحمت رہتا ہے اور ہمارا دشمن اور بغض رکھنے والا ہمیشہ عذاب کے انتظار میں رہتا ہے۔(نہج البلاغہ خطبہ ص109، غررالحکم 10005)۔

401۔امام علیؑ نے مدینہ میں ایک خطبہ کے دوران فرمایا، آگاہ ہوجاؤ! قسم اس پروردگار کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا ہے اور ذی روح کو پیدا کیا ہے اگر تم لوگ علم کو اس کے معدن سے حاصل کرتے اور پانی کو اس کی شیرنی کے ساتھ پیتے اور خیر کا ذخیرہ اس کے مرکز سے حاصل کرتے اور واضح راستہ کو اختیار کرتے اور حق کے منہاج پر گامزن ہوتے تو تمھیں صحیح راستہ مل جاتا اور نشانیاں واضح ہوجاتیں اور اسلام روشن ہوجاتا۔(کافی 8 ص32/ 5)۔

402۔امام حسینؑ! میں نہیں جانتا کہ لوگ ہم سے کس بات پر عداوت رکھتے ہیں

جبکہ ہم رحمت کے گھر، نبوت کے شجر اور علم کے معدن ہیں۔(نزہۃ الناظر ص85 / 21)۔

403۔امام زین العابدینؑ! لوگ ہم سے کسی بات پر بیزار ہیں، ہم تو خدا کی قسم کے شجرہ میں ہیں، رحمت کے گھر، حلم کے معدن اور ملائکہ کی آمد ورفت کے مرکز ہیں۔(کافی 1 ص221 / 1 روایت ابوالجارود، نزہۃ الناظر 85 / 21)۔

204۔امام باقرؑ! کتاب خدا اور سنت پیغمبر کا علم ہمارے مہدی کے دل میں اسی طرح ظاہر ہوگا، جس طرح بہترین زمین پر زراعت کا ظہور ہوتا ہے لہذا شخص بھی اس وقت تک باقی رہ جائے اور ان سے ملاقات کرے وہ سلام کرے، سلام ہو تو پر اے اہلبیتؑ رحمت ونبوت ومعدن علم ومرکز رسالت! (کمال الدین ص603 / 18 روایت جابر، بحارالانوار 52 / 307 / 16 نقل از العدد القویہ)۔

405۔امام باقرؑ! وہ درخت جس کی اصل رسول اللہ ہیں اور فرع امیرالمومنینؑ ڈالی جناب فاطمہؑ ہیں اور پھل حسنؑ و حسینؑ ...... یہ نبوت کا شجر اور رحمت کی پیداوار ہے، یہ سب حکمت کی کلید، علم کا معدن، رسالت کا محل، ملائکہ کی منزل، اسرار الہیہ کے امانتدار، امانت پروردگار کے حامل، خدا کے حرم اکبر اور اس کے بیت العتیق اور حرم ہیں۔(الیقین ص318، تفسیر فرات 395 / 527) اس میں نبت الرحمہ کے بجائے بیت الرحمہ ہے اور حرم کے بجائے ذمہ کی لفظ ہے اور روایت زیاد بن المنذر سے ہے)۔

406۔امام صادقؑ! امام علیؑ بن الحسینؑ زوال آفتاب کے بعد نماز ادا کرکے یہ دعا پڑھا کرتے تھے" خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما جو نبوت کے شجر رسالت کا محل، ملائکہ کی منزل، علم کا معدن اور وحی کے اہلبیتؑ ہیں (جمال الاسبوع ص250، مصباح المتہجد ص 361)۔نوٹ! اس موضوع کے ذیل میں احقاق الحق 10 ص 409 کا مطالعہ بھی کیا

جا سکتا ہے جہاں امام صادقؑ، امام کاظمؑ اور امام رضاؑ کے حوالہ سے اس تعبیر کا ذکر کیا گیا ہے۔

8۔ زندگانی علم

407۔ امیر المومنینؑ آل محمد کے صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں، یہ حضرات علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں، ان کا حلم ان کے علم کی خبر دے گا اور ان کا ظاہر ان کے باطن کے بارے میں بتائے گا اور ان کی خاموشی ان کے نطق کی حکمت کی دلیل ہے، یہ نہ حق کی مخالفت کرتے ہیں اور نہ اس میں اختلاف کرتے ہیں، اسلام کے ستون ہیں اور تحفظ کے وسائل، انھیں کے ذریعہ حق اپنی منزل پر واپس آیا ہے اور باطل اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے۔

اور اس کی زبان جڑ سے کٹ گئی ہے۔ انھوں نے دین کو پورے شعور کے ساتھ محفوظ کیا ہے اور صرف سماعت اور روایت پر بھروسہ نہیں کیا ہے۔ اس لئے کہ علم کی روایت کرنے والے بہت ہیں اور اس کی رعایت وحفاظت کرنے والے بہت کم ہیں۔ (نہج البلاغہ خطبہ 239، تحف العقول 22)۔

408۔ امام علیؑ! یاد رکھو کہ تم ہدایت کو اس وقت تک نہیں پہچان سکتے ہو جبتک اسے چھوڑنے والوں کو نہ پہچان لو اور میثاق کتاب کو اس وقت تک اختیار نہیں کر سکتے ہو جب تک اس عہد کے توڑنے والوں کو نہ پہچان لو اور اس سے متمسک نہیں ہو سکتے ہو جب تک نظر انداز کرنے والوں کی معرفت نہ حاصل کر لو لہذا ہدایت کو اس کے اہل سے حاصل کرو کہ یہی لوگ علم کی زندگی ہیں اور جہالت کی موت، یہی وہ ہیں جن کا حکم ان کے علم کی خبر دے گا اور ان کی خاموشی ان کے تکلم کا پتہ دے گی، ان کا ظہر ان کے باطن کی بہترین دلیل ہے، یہ نہ دین کی مخالفت کرتے ہیں اور نہ اس میں اختلاف پیدا کرتے ہیں یہ دین ان کے درمیان ایک سچا

گواہ اور ایک خاموش ترجمان ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ 147 ، کافی 8 ص 390 / 586 روایت محمد بن الحسین)۔

ابواب علوم اہلبیتؑ

1۔علم الکتاب

409۔ابوسعید خدری ! میں نے رسول اکرم سے آیت شریفہ" ومن عندہ علم الکتاب" کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ اس سے میرا بھائی علیؑ بن ابی طالب مراد ہے۔(شواہد التنزیل 1 ص400 / 422)۔

410۔ابوسعید خدری ! میں نے رسول اکرم سے ارشاد احدیت" قال الذین عندہ علم من الکتاب" کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ میرے بھائی سلیمان بن داود کا وصی تھا، پھر دریافت کیا کہ" قل کفی باللہ شہیدا بینیؔ وبینکم ومن عندہ علم الکتاب" سے مراد کون ہے تو فرمایا کہ یہ میرا بھائی علیؑ بن ابی طالب ہے۔(امالی صدوق (ر)453 / 3)۔

411۔امام علیؑ نے آیت شریفہ ومن عندہ علم الکتاب کے ذیل میں فرمایا کہ میں وہ ہوں جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے۔(بصائر الدرجات 216 / 21)۔

412۔امام حسینؑ ! ہم وہ ہیں جن کے پاس کل کتاب کا علم اور اس کا بیان موجود ہے اور ہمارے علاوہ ساری مخلوقات میں کوئی ایسا نہیں ہے اس لئے کہ ہم اسرار الہیہ کے اہل ہیں۔(مناقب ابن شہر آشوب 4 / 52 از اصبغ بن نباتہ)۔

413۔عبداللہ بن عطاء ! میں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ادھر سے عبداللہ بن سلام کے فرزند کا گذر ہوگیا، میں نے عرض کی کہ میری جان آپ پر قربان، کیا یہ مصداق

"الذی عندہ علم الکتاب" کا فرزند ہے؟ فرمایا ہرگز نہیں، اس سے مراد علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں جن کے بارے مین بہت سی آیات نازل ہوئی ہیں۔(مناقب ابن المغازلی 314 / 358، شواہد التنزیل 1 ص 402 / 425، ینابیع المودہ 11 ص 305، العمدۃ ص 290 / 476، تفسیر عیاشی 2 ص 220 / 77، مناقب ابن شہرآشوب 2 ص 29)۔

414۔ امام محمد باقرؑ! آیت شریفہ قل کفی کے ذیل میں فرمایا کہ اس سے مراد ہم اہلبیتؑ ہیں اور علیؑ ہمارے اول وافضل اور رسول اکرم کے بعد سب سے بہتر ہیں۔(کافی 1 ص 229 / 6، تفسیر عیاشی 2 ص 220 / 76، روایت برید بن معاویہ، بصائر الدرجات 214 / 7 روایت عبدالرحمان بن کثیر از امام صادقؑ)۔

415۔ عبدالرحمان بن کثیر نے امام صادقؑ سے آیت شریفہ "قال الدی عندہ علم من الکتاب" کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ ہم وہ ہیں جن کے پاس ساری کتاب کا علم ہے۔(کافی 1 ص 229 / 5 ص 257 / 3 از سدیر، بصائر الدرجات 21 / 2)۔

416۔ ابوالحسن محمد بن یحییٰ الفارسی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابونواس نے امامؑ رضا کو مامون کے یہاں سے سواری پر نکلتے دیکھا تو قریب جا کر سلام عرض کیا اور کہا کہ فرزند رسول میں نے آپ حضرات کے بارے میں کچھ شعر لکھے ہیں اور چاہتا ہوں کہ آپ سماعت فرمالیں، فرمایا سناؤ۔

ابونواس نے اشعار پیش کئے۔

"یہ اہلبیتؑ وہ افراد ہیں جن کا لباس کردار بالکل پاک وصاف ہے اور ان کا ذکر جہاں بھی آتا ہے صلوات کے ساتھ آتا ہے۔

جو شخص بھی اپنی نسبت علیؑ سے نہ رکھتا ہو اس کے لئے زمانہ میں کوئی شے باعث فخر نہیں ہے۔
اے اہلبیتؑ ! پروردگار نے جب مخلوقات کو خلق کیا ہے تو تمھیں کو منتخب اور مصطفی قرار دیا ہے۔
تمھیں ملاء اعلیٰ ہو اور تمھارے ہی پاس علم الکتاب ہے اور تمام سوروں کے مضامین ہیں"۔
یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ ایسے شعر تم سے پہلے کسی نے نہیں کہے ہیں۔(عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 143 / 10 ،مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 366)۔

2۔تاویل قرآن

417۔رسول اکرم ! میرے بعد علیؑ ہی لوگوں کو تاویل قرآن کا علم دیں گے اور انھیں باخبر بنائیں گے۔(شواہد التنزیل 1 ص 39 / 28 از انس)۔
418۔امام علیؑ ! مجھ سے کتاب الٰہی کے بارے میں جو چاہو دریافت کرلو کہ کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس کے بارے میں مجھے یہ نہ معلوم ہو کہ دن میں نازل ہوئی ہے یا رات میں ،صحرا میں نازل ہوئی ہے یا پہاڑ پر (الطبقات الکبریٰ 2 ص 338 ،تاریخ الخلفاء ص 218 ،تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 3 ص 21 / 1039 ،تفسیر عیاشی 2 ص 383 / 31 روایت ابوالطفیل ،امالی صدوق 227 / 13 ،امالی مفید 152 / 3)۔
419۔امام علیؑ ! مجھ سے کتاب خدا کے بارے میں دریافت کرو، خدا کی قسم کوئی آیت دن میں یا رات میں ،سفر میں یا حضر میں ایسی نازل نہیں ہوئی جسے رسول اکرم نے مجھے سنایا نہ ہو اور اس کی تاویل نہ بتائی ہو۔

یہ سن کر ابن الکواء بول پڑا کہ بسا اوقات آپ موجود بھی نہ ہوتے تھے اور آیت نازل ہوتی تھی۔؟

فرمایا کہ رسول اکرم اسے محفوظ رکھتے تھے یہاں تک کہ جب حاضر ہوتا تھا تو مجھے سنا دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے یا علیؑ ! اللہ نے تمھارے بعد یہ آیات نازل کی ہیں اور ان کی یہ تاویل ہے اور مجھے تنزیل و تاویل دونوں سے باخبر فرما دیا کرتے تھے (امالی طوسی (ر) 523 / 1158، بشارۃ المصطفیٰ ص 219 از مجاشعی از امام رضاؑ، الاحتجاج 1 ص 617 / 140 از امام صادقؑ، کتاب سلیم بن قیس ص 214)۔

420۔ امام علیؑ ! رسول اکرم پر کوئی بھی آیت قرآن نازل نہیں ہوئی مگر یہ کہ مجھے سنا بھی دیا اور لکھا بھی دیا اور میں نے اپنے قلم سے لکھ لیا اور پھر مجھے اس کی تاویل وتفسیر سے بھی باخبر فرما دیا اور ناسخ ومنسوخ، محکم ومتشابہ اور خاص وعام بھی بتا دئے۔ (کافی 1 ص 64 / 1)، خصال ص 217 / 131، کمال الدین 284 / 37، تفسیر عیاشی 1 ص 253 از کتاب سلیم بن قیس)۔

421۔ عبداللہ بن مسعود! قرآن مجید سات حروف پر نازل ہوا ہے اور ہر حرف کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور علیؑ بن ابی طالبؑ کے پاس ظاہر کا علم بھی ہے اور باطن کا علم بھی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء 1 ص 65، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 3 / 25 / 1048، ینابیع المودہ 1 ص 215 / 24)۔

422۔ امام حسنؑ نے معاویہ کے دربار میں فرمایا کہ میں بہترین کنیز خدا اور سیدۃ النساء کا فرزند ہوں، مجھے رسول اکرم نے علم خدا کی غذا دی ہے اور تاویل قرآن اور مشکلات احکام سے باخبر کیا ہے، ہمارے لئے غالب آنے والی عزت بلند ترین کلمہ اور فخر ونورانیت

ہے۔(احتجاج 2 ص 47)۔

423۔امام باقرؑ! کسی شخص کے امکان میں نہیں ہے کہ یہ دعویٰ کرے کہ ہمارے پاس تمام قرآن کے ظاہر و باطن کا علم ہے،سوائے اوصیاء پیغمبر اسلام کے۔(کافی 1 ص 228 / 2، بصائرالدرجات 193 از جابر)۔

424۔امام باقرؑ جس شخص نے بھی یہ دعویٰ کیا کہ اس نے سارا قرآن تنزیل کے مطابق جمع کیا ہے وہ جھوٹا ہے...... قرآن کو تنزیل کے مطابق صرف حضرت علیؑ بن ابی طالب نے جمع کیا ہے اوران کی اولاد نے محفوظ رکھا ہے۔(کافی 1 ص 228 / 1 از جابر)۔

425۔فضیل بن یسار ! میں نے امام باقرؑ سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا کہ قرآن کی ہدایت میں ظاہر بھی ہے اور باطن بھی، آخر ظاہر و باطن سے مراد کیا ہے؟ فرمایا اس سے مراد تاویل قرآن ہے جس کا ایک حصہ گذر چکا ہے اور ایک حصہ مستقبل میں پیش آنے والا ہے، قرآن کا سلسلہ شمس وقمر کی طرح چلتا رہے گا اور جب کوئی واقعہ پیش آجائے گا قرآن منطبق ہوجائے گا، پروردگار نے فرمایا ہے کہ اس کی تاویل کا علم صرف خدا اور راسخون فی العلم کو ہے اور راسخون سے مراد ہم لوگ ہیں۔(تفسیر عیاشی 1 ص 11 / 5، بصائرالدرجات 203 / 2)۔

426۔ابوالصباح ! خدا کی قسم مجھ سے امام باقرؑ نے فرمایا ہے کہ اللہ نے اپنے پیغمبر کو تنزیل وتاویل دونوں کا علم دیا ہے اور انھوں نے سب علیؑ بن ابیطالبؑ کے حوالہ کردیا ہے اور پھر یہ علم ہمیں دیا گیا ہے۔(کافی 7 ص 442 / 15، تہذیب 8 ص 286، 1052، تفسیر عیاشی 1 ص 17 / 13)۔

427۔امام علی نقیؑ نے صاحب الامر کی زیارت کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ خدایا تمام ائمہ راشدین، قائدین ہادیین، سادات معصومینؑ، اتقیاء ابرار پر رحمت نازل فرما جو سکون ووقار کی منزل، علم کے خزانہ دار، حلم کی انتہاء، بندوں کے منتظم، شہروں کے ارکان، نیکی کے راہنما، صاحبان عقل و بزرگی، شریعت کے علماء، کردار کے زہاد، تاریکی کے چراغ، حکمت کے چشمے، نعمتوں کے مالک، امتوں کے محافظ، تنزیل کے ساتھی، تاویل کے امین وولی، وحی کے ترجمان ودلائل تھے۔(بحارالانوار 102/ 180)۔

3۔اسم اعظم

428۔امام علیؑ !قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جاندار کو پیدا کیا کہ میں زمین وآسمان کے ملکوت میں وہ اختیارات رکھتا ہوں کہ اگر تمھیں اس کے ایک حصّہ کا بھی علم ہوجائے تو تم برداشت نہیں کرسکتے ہو۔ پروردگار کے 72اسم اعظم ہیں جن میں سے آصف بن برخیا کو ایک معلوم تھا اور اس کے پڑھتے ہی زمینیں پست ہوگئیں اور انھوں نے ملک سبا سے تخت بلقیس اٹھالیا اور پھر زمینیں برابر ہوگئیں اور ہمارے پاس کل 72اسماء کا علم ہے، صرف ایک نام ہے جسے خدا نے اپنے علم غیب کا حصہ بنا کر رکھا ہے۔(بحارالانوار 27/ 37/ 5، البرہان 2ص 490/ 2روایت سلمان فارسی)۔

429۔امام صادقؑ !جناب عیسیٰ بن مریم کو دو حرف عطا ہوئے تھے جن سے سارا کام کررہے تھے اور جناب موسیٰ کو چار حرف عطا ہوئے تھے۔

حضرت ابراہیم کو 8حرف ملے تھے اور حضرت نوح کو 15 حرف اور حضرت آدم کو 25حرف اور اللہ نے حضرت محمد کے لئے سب جمع کردئے مالک کے 73، اسم اعظم ہیں جن میں سے 72 ، اپنے پیغمبر کو عنایت فرمائے ہیں اور ایک اپنی ذات کے لئے مخصوص کرلیا

ہے۔(کافی 1 ص 230 / 2) بصائر الدرجات 208 / 2 ، تاویل الآیات الظاہرہ ص 479 روایت ہارون بن الجہم)۔

430۔امام ہادیؑ ! اللہ کے اسم اعظم 73 ہیں آصف بن برخیا کے پاس ایک تھا جس کا حوالہ دینے سے ملک سبا تک کی زمینیں پست ہوگئیں اورانھوں نے تخت بلقیس کو اٹھا کر جناب سلیمان کے سامنے پیش کردیا اوراس کے بعد پھر ایک لمحہ میں برابر ہوگئیں اور ہمارے پاس ان میں سے 72 ہیں 8 صرف ایک نام خدانے اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔(کافی 1 ص 230 / 3 مناقب ابن شہرآشوب 4 ص 406 ، اثبات الوصیّہ 254 روایت علی بن محمد النوفلی)۔

4۔ جملہ لغات

431۔امام علیؑ ! یزدجرد کی بیٹیؑ سے نام دریافت کرنے پر جب اس نے اپنا نام جہاں بانو بتایا تو فرمایا کہ نہیں شہر بانو اور یہ بات بھی فارسی زبان میں فرمائی ۔(مناقب ابن شہرآشوب 2 ص 65)۔

432۔سماعہ بن مہران نے بعض شیوخ کے حوالہ سے امام باقرؑ کے اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب دہلیز میں پہنچا تو سنا کہ آپ سریانی زبان میں کچھ پڑھ رہے ہیں اور گریہ فرمارہے ہیں یہاںتک کہ ہم لوگوں پر بھی گریہ طاری ہوگیا۔(مناقب ابن شہرآشوب 4 ص 195)۔

433۔موسی بن اکیل النمیر ی کا بیان ہے کہ ہم امامؑ باقر کے دروازہ پر اذن باریابی کے لئے حاضر ہوئے تو عبرانی زبان میں ایک دردناک آواز سنائی دی اور حاضری کے بعد ہم نے دریافت کیا کہ اس کا قاری کون تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ایلیا کی مناجات یاد

آ گئی تو مجھ پر گریہ طاہری ہوگیا۔(مناقب ابن شہر آشوب 4 ص195)۔

434۔احمد بن قابوس نے اپنے والد کے حوالہ سے امام صادقؑ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ آپ کے پاس اہل خراسان کی ایک جماعت حاضر ہوئی تو آپ نے بغیر کسی تمہید کے فرمایا کہ جو شخص بھی مال جس قدر جمع کرے گا اللہ اس پر اسی اعتبار سے عذاب کرے گا......تو ان لوگوں نے عرض کی کہ ہم عربی زبان نہیں جانتے ہیں تو آپ نے فارسی میں فرمایا:

ہر کہ درم اندوز و جزایش دوزخ باشد ※

435۔ابوبصیر! میں نے حضرت ابوالحسنؑ سے عرض کی کہ میں آپ پر قربان، امام کی معرفت کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بہت سے اوصاف ہیں جنمیں پہلا وصف یہ ہے کہ اس کے پدر بزرگوار کی طرف سے اس کے بارے میں اشارہ ہوتا ہے تا کہ لوگوں پر حجت تمام ہوجائے اور اس سے سوال کیا جائے اور وہ جواب دے گا اور اگر دریافت نہ کیا جائے تو خود ابتدا کرے اور مستقبل کے حالات سے بھی آگاہ کرے اور ہر زبان میں کلام کر سکے!

ابو محمد! میں تمھارے اٹھنے سے پہلے تم کو ایک علامت دیدینا چاہتا ہوں...... چنانچہ ابھی میں اٹھنے بھی نہیں پایا تھا کہ ایک مرد خراسانی وارد ہوگیا اور اس نے عربی میں کلام شروع تو آپ نے اسے فارسی میں جواب دیا۔

مرد خراسانی نے کہا کہ میں نے فارسی میں اس لئے کلام نہیں کیا کہ شائد آپ اسے نہ جانتے ہوں تو آپ نے فرمایا۔سبحان اللہ!

اگر میں تمھارا جواب نہ دے سکوں تو میری فضیلت ہی کیا ہے۔

دیکھو! ابو محمد! امام پر کسی انسان، پرندہ، جانور اور ذیروح کا کلام مخفی نہیں ہوتا ہے

اور اگر کسی میں یہ کمالات نہ ہوں تو وہ امام نہیں ہے۔(کافی 1 ص 285 / 7، ارشاد 2 ص 224، دلائل الامامۃ 337 / 294، قرب الاسناد 339 / 1224)۔

436۔ ابوالصلت ہروی! امام رضا تمام لوگوں سے ان کی زبان میں کلام فرماتے تھے اور سب سے زیادہ فصیح زبان بولتے تھے کہ سب سے زیادہ واقف لغات تھے، میں نے ایک دن عرض کیا یا ابن رسول اللہ! مجھے آپ کے اس قدر زبانیں جاننے پر تعجب ہوتا ہے تو فرمایا کہ ابوالصلت! میں مخلوقات پر خدا کی حجت ہوں اور خدا کسی ایسے شخص کو حجت نہیں بنا سکتا ہے جو قوم کی زبان سے باخبر نہ ہو کیا تم نے امیرالمومنینؑ کا یہ کلام نہیں سنا ہے کہ ہمیں قول فیصل کا علم دیا گیا ہے اور قول فیصل معرفت لغات کے علاوہ اور کیا ہے۔(عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 228 / 3)۔

437۔ ابوہاشم جعفری کا بیان ہیں کہ میں مدینہ میں تھا جب واثق باللہ کے زمانہ میں وہاں سے بغاء کا گذر ہوا تو امام ابوالحسن نے فرمایا کہ میرے ساتھ چلو تا کہ میں دیکھوں کہ ان ترکوں نے کیا انتظام کر رکھا ہے۔ ہم لوگ حضرت کے ساتھ باہر نکلے تو اس کی فوجیں گذر رہی تھیں، ایک ترکی سامنے سے گذرا تو آپ نے اس سے ترکی زبان میں کلام کیا، وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور آپ کی سواری کے قدموں کو چومنے لگا، ہم لوگوں نے اسے قسم دے کر پوچھا کہ اس شخص نے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا کیا یہ نبی ہے؟

ہم لوگوں نے کہا نہیں!

اس نے کہا کہ اس نے مجھے اس نام سے پکارا ہے جو میرے بچپنے میں میرے ملک میں رکھا گیا تھا اور اسے آج تک کوئی نہیں جانتا ہے۔(اعلام الوریٰ ص 343، الثاقب فی المناقب 538 / 478، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 408)۔

438۔علی بن مہز یار نے امام ہادیؑ کے حالات میں نقل کیا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فارسی میں کلام شروع کر دیا۔(بصائر الدرجات 333/1)۔

439۔علی بن مہز یار، میں نے حضرت ابوالحسن ثالث (امام علی نقیؑ) کی خدمت میں اپنے غلام کو بھیجا جو صقلابی (رومی) تھا، وہ یہاں سے انتہائی حیرت زدہ واپس آیا، میں نے پوچھا خیر تو ہے؟ اس نے کہا کہ یہ تو مجھ سے صقلابی زبان کی طرح باتیں کررہے تھے اور میں سمجھ گیا کہ مجھ سے اس زبان میں اس لئے باتیں کررہے تھے کہ دوسرے غلام نہ سمجھنے پائیں۔(اختصاص ص 289 ، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 408 ، کشف الغمہ 3 ص 179)۔

440۔ابوحمزہ نصیر الخادم کا بیان ہے کہ میں نے امام عسکریؑ کو بارہا غلاموں سے ان کی زبان میں بات کرتے سنا ہے کبھی رومی کبھی صقلابی تو حیرت زدہ ہوکر کہا کہ آخران کی ولادت مدینہ میں ہوئی ہے اور امام نقیؑ کے انتقال تک باہر نہیں نکلے ہیں تو اس قدر زبانیں کس طرح جانتے ہیں؟

ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت نے میری طرف رخ کر کے فرمایا پروردگار نے اپنی حجت کو ہر طریقہ سے واضح فرمایا ہے اور وہ اسے تمام لغات، اجل، حوادث سب کا علم عطا کرتا ہے، ورنہ ایسا نہ ہوتا تو اس میں اور قوم میں فرق ہی کیا رہ جاتا۔(کافی 1 ص 509 / 11 ، روضۃ الواعظین ص 273، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 428، الخرائج والجرائح 1 ص 436 / 14 ، کشف الغمہ 3 ص 202 ، اعلام الوریٰ ص 256 ، بصائر الدرجات ص 333)۔

5۔منطق الطیر

441۔امام علیؑ! ہمیں پرندوں کی زبان کا اسی طرح علم دیا گیاہے جیسے سلیمان بن داؤد کو دیا گیا ہے اور ہم بر و بحر کے تمام جانوروں کی زبان جانتے ہیں،(مناقب ابن شہر آشوب2ص54،بصائرالدرجات343/ 12اززرارہ)۔

442۔امام علیؑ! ہمیں پرندوں کی گفتگو اور ہر شے کا علم دیا گیا جو خدا کا عظیم فضل ہے۔(اثبات الوصیہ ص160،اختصاص ص193ازمحمد بن مسلم)۔

443۔علی بن ابی حمزہ! حضرت ابوالحسن کے غلاموں میں سے ایک شخص نے آکر حضرت سے درخواست کی کہ میرے ساتھ کھانا نوش فرمائیں؟

حضرت اٹھے اور اٹھ کر اس کے ساتھ گھر تک گئے،وہاں ایک تخت رکھا تھا،اس پر بیٹھ گئے،اس کے نیچے کبوتر کا ایک جوڑا تھا،نر نے مادہ سے کچھ باتیں کیں،صاحب خانہ دان،کھانا لانے چلا گیا اور جب پلٹ کر آیا تو حضرت مسکرانے لگے،اس نے عرض کی حضور ہمیشہ خوش رہیں اس وقت ہنسنے کی کیا وجہ ہے؟فرمایا کہ یہ کبوتر کبوتری سے باتیں کررہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تو میری محبوبہ ہے اور مجھے کائنات میں اس شخص کے علاوہ تجھ سے زیادہ محبوب کوئی نہیں ہے! اس نے کہا کیا حضور اس کی باتیں سمجھتے ہیں! فرمایا بیشک ہمیں پرندوں کی گفتگو اور دنیا کی ہر شے کا علم دیا گیا ہے۔(بصائر الدرجات 346 / 25،مختصر بصائر الدرجات ص114،الخرائج والجرائح2ص833 / 49اختصاص ص293)۔

434۔علی بن اسباط! میں حضرت ابوجعفرؑ کے ساتھ کوفہ سے برآمد ہوا،آپ ایک خچر پر سوار تھے اور ایک بھیڑوں کے گلے کے قریب سے گذرے تو ایک بکری گلہ سے الگ ہوکر دوڑتی ہوئی آپ کے پاس شور مچاتی ہوئی آئی،آپ ٹھہر گئے اور مجھے حکم دیا کہ میں اس

کے چرواہے کو بلاؤں میں نے اسے حاضر کردیا، آپ نے اس سے فرمایا کہ یہ بکری تمھاری شکایت کررہی ہے کہ اس میں دو آدمیوں کا حصّہ ہے اور تو اس پر ظلم کرکے سارا دودھ دوہ لیتا ہے تو جب شام کو گھر واپس جائے گی تو مالک دیکھے گا کہ اس میں بالکل دودھ نہیں ہے اور اذیت کرے گا تو دیکھ خبردار آئندہ ایسا ظلم نہ کرنا ورنہ میں تیری بربادی کی بددعا کردوں گا؟

اس نے فوراً توحید و رسالت کی گواہی کے ساتھ امام کے وصی رسول ہونے کا کلمہ پڑھ لیا اور عرض کیا کہ حضور کو یہ علم کہاں سے ملا ہے فرمایا ہم علم غیب وحکمت الٰہی کے خزانہ دار ہیں اور انبیاء کے وصی اور اللہ کے محترم بندے ہیں۔ (الثاقب فی المناقب 255/522)

445۔ عبداللہ بن سعید! مجھ سے محمد بن علی بن عمر التنونی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت محمد بن علیؑ کو ایک بیل سے بیات کرتے دیکھا جب وہ سر ہلا رہا تھا تو میں نے کہا کہ میں اس طرح نہ مانوں گا جب تک اسے یہ حکم نہ دیں کہ وہ آپ سے کلام کرے؟

آپ نے فرمایا کہ ہمیں پرندوں کی گفتگو اور ہر شے کا علم دیا گیا ہے، اس کے بعد بیل کو حکم دیا کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ کہے اس نے فوراً کہہ دیا اور آپ اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ (دلائل الامامۃ 40/356)۔

6۔ ماضی و مستقبل

446۔ امام علیؑ اگر قرآن مجید میں یہ آیت نہ ہوتی کہ "اللہ جس چیز کو چاہتا ہے محو کردیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس ام الکتاب ہے، تو میں تمھیں تمام گذشتہ اور آئندہ قیامت تک ہونے والے حالات سے باخبر کردیتا۔ (التوحید 305/1، امالی صدوق (ر) ص 280/1 الاختصاص ص 235، الاحتجاج 1 ص 610 بروایت اصبغ

بن نباتہ، تفسیر عیاشی 2 ص 215 / 59، قرب الاسناد 354 / 1266)۔

447۔ امام صادقؑ ! اے وہ خدا جس نے ہم کو تمام ماضی اور آئندہ کا علم دیا ہے اور انبیاء کے علم کا وارث بنایا ہے، ہم پر تمام گذشتہ امتوں کا سلسلہ ختم کیا ہے اور ہمیں وصایت کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔(بصائر الدرجات 129 / 3 بروایت معاویہ بن وہب)۔

448۔ معاویہ بن وہب ! میں نے امام صادقؑ کے دروازہ پر اجازت طلب کی اور اجازت ملنے کے بعد گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت مصلیٰ پر ہیں۔ میں ٹھہر گیا جب نماز تمام ہوگئی تو دیکھا کہ آپ نے مناجات شروع کردی، "اے وہ پروردگار جس نے ہمیں مخصوص کرامت عطا فرمائی ہے اور وصیت کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور ہم سے شفاعت کا وعدہ کیا ہے اور ہمیں تمام ماضی اور مستقبل کا علم عطا فرمایا ہے اور لوگوں کے دلوں کو ہماری طرف جھکا دیا ہے، خدایا ہمیں اور ہمارے برادران ایمانی کو اور قبر حسینؑ کے تمام زائروں کو بخش دے۔(کافی 4 ص 582 / 11، کامل الزیارات ص 116)۔

449۔ سیف تمار ! میں ایک جماعت کے ساتھ امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ نے تین مرتبہ خانہ کعبہ کی قسم کھا کر فرمایا کہ اگر میں موسیٰؑ اور خضرؑ کے درمیان حاضر ہوتا تو دونوں کو بتاتا کہ میں ان سے بہتر جانتا ہوں اور وہ باتیں بتاتا جو ان کے پاس نہیں تھیں، اس لئے کہ موسیٰؑ اور خضر کو گذشتہ کا علم دیا گیا تھا۔(انھیں مستقبل اور قیامت تک کے حالات کا علم نہیں دیا گیا تھا اور ہمیں یہ سب رسول اللہ سے وراثت میں ملا ہے۔(کافی 1 ص 260 / 1، بصائر الدرجات 129 / 1، 230 / 4، دلائل الامامۃ ص 280 / 218)۔

450۔ حارث بن المغیرہ امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے

فرمایا کہ میں آسمان وزمین کی تمام اشیاء جنت وجہنم کی تمام اشیاء، ماضی اور مستقبل کی تمام اشیاء کا علم رکھتا ہوں، اور پھر یہ کہہ کر خاموش ہو گئے جیسے سننے والے کو یہ بات بری معلوم ہو رہی ہے اور اس کی اس طرح وضاحت فرمائی کہ یہ سب مجھے کتاب خدا سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں ہر شے کا بیان پایا جاتا ہے۔(کافی 1 ص 261 / 2 ، بصائر الدرجات 128 / 5 ، 128 / 6 ،مناقب ابن شہر آشوب 4 ص249)۔

451۔امام صادقؑ ! ہم اولاد رسول اس عالم میں پیدا ہوئے ہیں کہ ہمیں کتاب خدا، ابتدائے آفرینش اور قیامت تک کے حالات کا علم تھا، اور اس کتاب میں آسمان و زمین، جنت وجہنم ، ماضی و مستقبل سب کا علم موجود ہے اور ہمیں اس طرح معلوم ہے جس طرح ہاتھ کی ہتھیلی ، پروردگار کا ارشاد ہے کہ اس قرآن میں ہر شے کا بیان موجود ہے۔(کافی 1 ص 61 / 8 ، بصائر الدرجات 197 / 2 ، ینابیع المودۃ 1 / 80 / 20 ، روایت عبدالاعلیٰ بن اعین ،تفسیر عیاشی 2 ص266 / 65)۔

452۔امام رضاؑ ! کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ عالم الغیب ہے اور اپنے غیب کا اظہار صرف اپنے پسندیدہ بندوں پر کرتا ہے اور رسول اکرم اس کے پسندیدہ بندہ تھے اور ہم سب انھیں کے وارث ہیں جن کو خدا نے اپنے غیب پر مطلع فرمایا ہے اور تمام ماضی اور مستقبل کا علم دیا ہے (الخرائج والجرائح 1 ص 343 روایت محمد بن الفضل الہاشمی)۔

453 ،عبداللہ بن محمد الہاشمی ! میں مامون کے دربار میں ایک دن حاضر ہوا تو اس نے مجھے روک لیا اور سب کو باہر نکال دیا ، پھر کھانا منگوایا اور ہم دونوں نے کھایا ، اور خوشبو لگائی ، پھر ایک پردہ ڈال دیا اور مجھے حکم دیا کہ صاحب طوس کا مرثیہ سناؤ۔

میں نے شعر پڑھا۔

”خدا سرزمین طوس پر اور اس کے ساکن پر رحمت نازل کرے جو عترت مصطفیٰ میں تھا اور ہمیں رنج وغم دے کر رخصت ہو گیا“ مامون یہ سن کر رونے لگا اور مجھ سے کہا کہ عبداللہ! میرے اور تمھارے گھرانے والے مجھے ملامت کرتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن الرضاؑ کو ولی عہد کیوں بنا دیا، سنو میں تم سے ایک عجیب وغریب واقعہ بیان کر رہا ہوں، ایک دن میں نے حضرت رضاؑ سے کہا کہ میں آپ پر قربان، آپ کے آباء واجداد موسیٰ بن جعفرؑ، جعفرؑ بن محمد، محمد بن علیؑ، علی بن الحسینؑ کے پاس تمام گذشتہ اور آئندہ قیامت تک کا علم تھا اور آپ انھیں کے وصی اور وارث ہیں اور آپ کے پاس انھیں کا علم ہے، اب مجھے ایک ضرورت ہے آپ اسے حل کریں۔

فرمایا بتاؤ! میں نے کہا کہ یہ زاہریہ میرے لئے ایک مسئلہ بن گئی ہے، میں اس پر کسی کنیز کو مقدم نہیں کر سکتا، لیکن یہ متعدد بار حاملہ ہو چکی ہے اور اس کا اسقاط ہو چکا ہے، اب پھر حاملہ ہے، اب مجھے کوئی ایسا علاج بتائیں کہ اب اسقاط نہ ہونے پائے۔

آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں، اس مرتبہ اسقاط نہیں ہوگا اور ایسا بچہ پیدا ہوگا جو بالکل اپنی ماں کی شبیہ ہوگا اور اس کی ایک انگلی داہنے ہاتھ میں زیادہ ہوگی اور ایک بائیں پیر میں۔

میں نے اپنے دل میں کہا کہ بیشک خدا ہر شے پر قادر ہے۔

اس کے بعد زاہریہ کے یہاں بالکل ویسا ہی بچہ پیدا ہوا جیسا حضرت رضاؑ نے فرمایا تھا تو بتاؤ اس علم وفضل کے بعد کس کو حق ہے کہ ان کو پرچم ہدایت قرار دینے پر میری ملامت کر سکے۔ (عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 223 / 43، الغیبۃ الطوسی 74 / 81 روایت محمد بن عبداللہ بن الحسن الافطس، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 333)۔

7۔ اموات وآفات

454۔امام علیؑ! ہم اہلبیتؑ وہ ہیں جنھیں اموات، حوادث روزگار اور انساب کا علم عطا کیا گیا ہے کہ اگر ہم میں سے کسی ایک کو بھی پل پر کھڑا کر دیا جائے اور ساری امت کو گذار دیا جائے تو وہ ہر ایک کے نام اور نسب کو بتا سکتا ہے۔(بصائر الدرجات 268 / 12 روایت اصبغ بن بناتہ)۔

455۔امام زین العابدینؑ ! ہمارے پاس جملہ اموات اور حوادث کا علم ہے، حرف آخر ہمارا ہے اور انساب عرب اور موالید اسلام سب ہمیں معلوم ہیں،(بصائر الدرجات 266 / 3 روایت عبدالرحمان بن ابی بحران عن الرضاؑ 267 / 4 روایت عمار بن ہارون عن الباقرؑ، تفسیر فرات 396 / 527، الیقین 318 / 121 روایت زیاد بن المنذر عن الباقرؑ)۔

456۔اسحاق بن عمار! میں نے عبد صالح کو اپنی موت کے بارے میں خبر دیتے ہوئے سنا تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ کیا یہ اپنے شیعوں کی موت کے بارے میں بھی جانتے ہیں، آپ نے غضبناک انداز سے میری طرف دیکھا اور فرمایا اسحاق! رشید ہجری کو اموات اور حوادث کا علم تھا تو امام تو اس سے اولیٰ ہوتا ہے۔

اسحاق، دیکھو جو کچھ کرنا ہے کرلو کہ تمھاری زندگی تمام ہو رہی ہے اور تم دو سال کے اندر مر جاؤ گے اور تمھارے برادران اور اہل خانہ بھی تمھارے بعد چند ہی دنوں میں آپس میں منتشر ہو جائیں گے اور ایک دوسرے سے خیانت کریں گے یہاں تک کہ دشمن طعنے دیں گے، یہ تمھارے دل میں کیا تھا؟ میں نے عرض کی کہ میں اپنے غلط خیالات کے بارے میں مالک کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں۔

اس کے بعد چند دن نہ گذرے تھے کہ اسحاق کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ بنی عمار نے لوگوں کے مال کے ساتھ قیام کیا اور آخر میں افلاس کا شکار

ہوگئے۔(کافی 1 ص 484 / 7، بصائر الدرجات 265 / 13، دلائل الامامتہ 325 / 277، الخرائج والجرائح 2 ص 712،9)۔

457۔امام رضاؑ نے عبداللہ بن جندب کے خط میں لکھا کہ حضرت محمد اس دنیا میں پروردگار کے امین تھے، اس کے بعد جب ان کا انتقال ہوگیا تو ہم اہلبیتؑ ان کے وارث ہیں، ہم زمین خدا پر اس کے اسرار کے امانتدار ہیں اور ہمارے پاس تمام اموات اور حوادث روزگار اور انساب عرب اور موالید اسلام کا علم موجود ہے۔(تفسیر قمی 2 ص 104، مختصر بصائر الدرجات 174، بصائر الدرجات 267 / 5)۔

8۔ارض وسماء

458۔رسول اکرم! فضا میں کوئی پرندہ پر نہیں مارتا ہے مگر ہمارے پاس اس کا علم ہوتا ہے۔(عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 32 / 54 روایت داؤد بن سلیمان الفراء عن الرضاؑ، صحیفۃ الرضاؑ 62 / 100 روایت احمد بن عامر الطائی عن الرضاؑ)۔

459۔ابوحمزہ! میں نے امام باقرؑ کی زبان سے یہ سنا ہے کہ حقیقی عالم جاہل نہیں ہوسکتا ہے کہ ایک شے کا عالم ہو اور ایک شے کا جاہل پروردگار اس بات سے اجلّ وارفع ہے کہ وہ کسی بندہ کی اطاعت واجب کرے اور اسے آسمان و زمین کے علم سے محروم رکھے، یہ ہرگز نہیں ہوسکتا ہے۔(کافی 1 ص 262 / 6)۔

460۔امام صادقؑ! پروردگار اس بات سے اجل واعلیٰ ہے کہ وہ کسی بندہ کو بندوں پر حجت قرار دے اور پھر آسمان و زمین کے اخبار کو پوشیدہ رکھے۔(بصائر الدرجات 126 / 6 روایت صفوان)۔

461۔امام صادقؑ! اللہ کی حکمت اور اس کے کرم کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ ایسے بندہ

کی اطاعت واجب قرار دے جس سے آسمان وزمین کے صبح وشام کو پوشیدہ رکھے۔(بصائر الدرجات 125/ 5روایت مفضل بن عمر)۔

9۔حوادث روز وشب

462۔سلمہ بن محرز! میں نے امام باقرؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہمارے علوم میں تفسیر قرآن واحکام قرآن، علم تغیرات وحوادث زمانہ سب شامل ہیں پروردگار جب کسی قوم کے لئے خیر چاہتا ہے تو انھیں سنا دیتا ہے اور اگر کسی ایسے کو سنا دے جو سننا نہیں چاہتا ہے تو منھ پھیر لے گا جیسے کہ سنا ہی نہیں ہے، یہ کہہ کر خاموش ہو گئے، تھوڑی دیر کے بعد پھر فرمایا اگر مناسب ظرف اور مطمئن ماحول مل جاتا تو میں اور کچھ بیان کرتا لیکن فی الحال اللہ ہی سے طلب امداد کر رہا ہوں۔

463۔ضریس۔ہم اور ابوبصیر امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابوبصیر نے علم اہلبیتؑ کے بارے میں سوال کیا اور آپ نے فرمایا کہ ہمارا عالم خاص غیبت کا علم نہیں رکھتا ہے اور اگر خدا اس کے حوالہ کر دیتا تو تمھارا ہی جیسا ہوتا لیکن اسے دن کو رات کی باتیں بتادی جاتی ہیں اور رات کو دن کے امور سے آگاہ کر دیا جاتا ہے اور یونہی قیامت تک کے حالات سے باخبر کر دیا جاتا ہے۔(مختصر بصائر الدرجات 113)۔(بصائر الدرجات 325/ 2، الخرائج والجرائح 2ص 831/ 47)۔

464۔حمران بن الحسین! میں نے امام صادقؑ سے سوال کیا......کیا آپ کے پاس توریت، انجیل، زبور، صحف ابراہیمؑ وموسیٰؑ کا بھی علم ہے؟

فرمایا بیشک!

میں نے عرض کیا کہ یہ تو بہت بڑا علم ہے، فرمایا حمران! شب وروز پیدا ہونے

والے حوادث کا علم بھی ہمارے پاس ہے اور یہ اس سے عظیم تر ہے، وہ ماضی ہے اور یہ مستقبل ۔(بصائرالدرجات 140/ 5)۔

465۔محمد بن مسلم! میں نے امام صادقؑ سے عرض کیا کہ میں نے ابوالخطاب کی زبانی ایک بات سنی ہے؟

فرمایا وہ کیا ہے؟

میں نے عرض کی، ان کا کہنا ہے کہ آپ حضرات حلال وحرام اور قضایا کو فیصل کرنے کا علم رکھتے ہیں۔

آپ خاموش ہو گئے۔ پھر جب میں نے چلنے کا ارادہ کیا تو میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا، دیکھو محمد! یہ علم قرآن اور علم حلال وحرام اس علم کے پہلو بہ پہلو ہے جو ہمارے پاس حوادث روز و شب کے بارے میں ہے۔ (بصائر الدرجات 394/ 11، اختصاص 314)۔

466۔ امام صادقؑ ہمارے یہاں کوئی رات ایسی نہیں آتی ہے جب ساری کائنات کا اور اس کے حوادث کا علم نہ ہو، ہمارے پاس جنات کا بھی علم اور ملائکہ کے خواہشات کا بھی علم ہے۔(کامل الزیارات 328 روایت عبداللہ بن بکرالارجانی)۔

منشاءعلوم

1۔ تعلیم پیغمبر اسلام

467۔امام علیؑ ! میں جب رسول اکرم سے کسی علم کا سوال کرتا تھا تو مجھے عطا فرما دیتے تھے اور اگر خاموش رہ جاتا تھا تو از خود ابتدا فرماتے تھے۔(سنن ترمذی 5 ص 637 / 3722، ص 640 / 3729، مستدرک حاکم 3 ص 135، 4630، اسد الغابہ 4 ص 104، خصائص نسائی 221، /119، امالی صدوق (ر) 202 / 13 روایت عبداللہ بن عمرو بن ہند الجملی العمدۃ 283 / 461، کافی 1 ص 64 / 1 احتجاج 1 ص 616 / 139، روضۃ الواعظین ص 308، غرر الحکم 3779، 7236، مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 45۔

468۔محمد بن عمر بن علیؑ ! امام علیؑ سے دریافت کیا گیا کہ تمام اصحاب میں سب سے زیادہ احادیث رسول آپ کے پاس کیوں ہیں؟ تو فرمایا کہ میں جب حضرت سے سوال کرتا تھا تو مجھے باخبر کردیا کرتے تھے اور جب چپ رہتا تھا تو از خود ابتدا فرماتے تھے۔(الطبقات الکبریٰ 2 ص 338، الصواعق المحرقہ ص 123، تاریخ الخلفاء ص 202)۔

469۔ام سلمہ! جبریل امین جو کچھ رسول اکرم کے حوالہ کرتے تھے حضرت اسے علیؑ کے حوالہ کردیا کرتے تھے۔(مناقب ابن المغازلی ص 253 / 302)۔

470۔امام علیؑ ! اصحاب میں ہر ایک کو جرات اور توفیق بھی نہ ہوتی تھی کہ رسول

اکرم سے کلام کرسکیں، سب انتظار کیا کرتے تھے کہ کوئی دیہاتی یا مسافر آکر دریافت کرے تو وہ بھی سن لیں، لیکن میرے سامنے جو مسئلہ بھی آتا تھا میں اس کے بارے میں سوال کر لیتا تھا اوراسے محفوظ کر لیتا تھا۔(نہج البلاغہ خطب ص210)۔

471۔امام علیؑ ! جب بعض اصحاب نے کہا کہ کیا آپ کے پاس علم غیب بھی ہے؟ تو مسکرا کر اس مرد کلبی سے فرمایا کہ یہ علم غیب نہیں ہے بلکہ صاحب علم سے استفادہ ہے، علم غیب سے مراد قیامت کا علم ہے اوران کا علم ہے جن کا ذکر سورۂ لقمان کی آیت 14 میں ہے۔

"بیشک خدا کے پاس قیامت کا علم ہے، اور وہی بارش کے قطرے برساتا ہے اور وہی پیٹ کے اندر بچہ کے حالات جانتا ہے اور کسی نفس کو نہیں معلوم کہ کل کیا حاصل کرے گا اور نہ یہ معلوم ہے کہ کس سرزمین پر موت آئے گی"۔

پروردگار ان تفصیلات کو جانتا ہے کہ پیٹ کے اندر لڑکا ہے یا لڑکی، پھر وہ حسین ہے یا بدصورت، پھر سخی ہے یا بخیل، پھر شقی ہے یا نیک بخت، پھر جہنم کا کندہ بنے گا یا جنت میں انبیاء کا رفیق، یہ وہ علم غیب ہے جسے پروردگار کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے، اس کے علاوہ جس قدر بھی علم ہے اسے مالک نے اپنے نبی کو تعلیم کیا ہے اور انھوں نے میرے حوالہ کر دیا ہے اور میرے حق میں دعا کی ہے کہ میرے سینہ میں محفوظ ہو جائے۔اور میرے پہلو سے نکل کر باہر نہ جانے پائے۔(نہج البلاغہ خطبہ ص128)۔

472۔امام علیؑ ! اہلبیتؑ پیغمبر مالک کے راز کے محل، اس کے امر کی پناہ گاہ، اس کے علم کا ظرف، اس کے حکم کا مرجع، اس کی کتابوں کی آماجگاہ، اوراس کے دین کے پہاڑ میں ،انھیں کے ذریعہ اس نے دین کی ہر کجی کو سیدھا کیا ہے اور اس کے جوڑ بند کے رعشہ کو دور کیا

ہے۔(نہج البلاغہ خطبہ ص2)۔

473۔امام باقرؑ! ہم اہلبیتؑ وہ ہیں جنھیں مالک کے علم سے علم ملا ہے اور اس کے حکم سے ہم نے اخذ کیا ہے اور قول صادق سے سنا ہے تو اگر ہمارا اتباع کروگے تو ہدایت پا جاؤگے،(مختصر بصائر الدرجات ص63، بصائر الدرجات 514/34 روایت جابر بن یزید)۔

474۔امام صادقؑ! حضرت علیؑ بن ابی طالب کا علم رسول اللہ کے علم سے تھا اور ہم نے ان سے حاصل کیا ہے۔(اختصاص ص279، بصائر الدرجات 295/1 روایت ابویعقوب الاحول)۔

2۔اصول علم

475۔امام علیؑ! ہم اہلبیتؑ کے پاس علم کی کنجیاں،حکمت کے ابواب، مسائل کی روشنی اور حرف فصیل ہے۔(محاسن 1 ص 316/629 روایت ابوالطفیل، بصائر الدرجات 364/10)۔

476۔امام باقرؑ! اگر ہم لوگوں کے درمیان ذاتی رائے اور خواہش سے فتویٰ دیتے تو ہم بھی ہلاک ہوجاتے، ہمارے فتاویٰ کی بنیاد آثار رسول اکرم اور اصول علم ہیں جو ہم کو بزرگوں سے وراثت میں ملے ہیں اور ہم انھیں اس طرح محفوظ کئے ہوئے ہیں جس طرح اہل دنیا سونے چاندی کے ذخیروں کو محفوظ کرتے ہیں۔(بصائر الدرجات 300/4 روایت جابر، الاختصاص 280 روایت جابر بن یزید)۔

477۔امام صادقؑ! اگر پروردگار نے ہماری اطاعت واجب نہ کی ہوتی اور ہماری مودت کا حکم نہ دیا

ہوتا تو نہ ہم تم کو اپنے دروازہ پر کھڑا کرتے اور نہ گھر میں داخل ہونے دیتے، خدا گواہ ہے کہ ہم نہ اپنی خواہش سے بولتے ہیں ورنہ اپنے رائے سے فتویٰ دیتے ہیں، ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار نے کہا ہے اور جس کے اصول ہمارے پاس ہیں اور ہم نے انھیں ذخیرہ بنا کر رکھا ہے جس طرح یہ اہل دنیا سونے چاندی کے ذخیرہ رکھتے ہیں۔(بصائرالدرجات 301/10 روایت محمد بن شریح)۔

478۔محمد بن مسلم! امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ رسول اکرم نے لوگوں کو بہت کچھ عطا فرمایا ہے لیکن ہم اہلبیتؑ کے پاس تمام علوم کی اصل، ان کا سرا، ان کی روشنی اور ان کا وہ وسیلہ ہے جس سے علوم کو برباد ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔(اختصاص ص 308، بصائر الدرجات 313/6)۔

3۔کتب انبیاء

479۔امام صادقؑ! ہمارے پاس موسیٰ کی تختیاں اور ان کا عصا موجود ہے اور ہمیں تمام انبیاء کے وارث ہیں۔(کافی 1 ص 231/2، بصائرالدرجات 183/34، اعلام الوریٰ ص 277 روایت ابوحمزہ الثمالی)۔

480۔ابوبصیر! امام صادقؑ نے فرمایا کہ اے ابومحمد! پروردگار نے کسی نبی کو کوئی ایسی چیز نہیں دی ہے جو حضرت محمد کو نہ دی ہو، انھیں تمام انبیاءؑ کے کمالات سے سرفراز فرمایا ہے اور ہمارے پاس وہ سارے صحیفے موجود ہیں جنھیں "صحف ابراہیمؑ و موسیؑ" کہا گیا ہے۔

میں نے عرض کی کیا یہ تختیاں ہیں؟ فرمایا بیشک۔(کافی 1 ص 225/5، بصائر الدرجات 136/5)۔

481۔امام کاظمؑ ! بریہ سے گفتگو کرتے ہوئے جب اس نے سوال کیا کہ آپ کا توریت وانجیل اورکتب انبیاء سے کیا تعلق ہے؟ فرمایا وہ سب ہمارے پاس ان کی وراثت میں محفوظ ہیں اورہم انھیں اس طرح پڑھتے ہیں جس طرح ان انبیاء نے پڑھا تھا، پروردگار کسی ایسے شخص کو زمین میں اپنی حجت نہیں قرار دے سکتا جس سے سوال کیا جائے تو وہ جواب میں کہدے کہ مجھے نہیں معلوم ہے۔(کافی 1 ص 227 / 2 روایت ہشام بن الحکم)۔

482۔امام صادقؑ ! رسول اکرم تک صحف ابراہیمؑ وموسیٰؑ پہنچائے گئے تو آپ نے حضرت علیؑ کو ان کا امین بنادیا اور انھوں نے حضرت حسنؑ کو بنایا اور انھوں نے حضرت حسینؑ کو بنایا اور انھوں نے حضرت علیؑ بن الحسینؑ کو بنایا۔ اور انھوں نے حضرت محمد بن علیؑ کو بنایا اور انھوں نے مجھے بنایا۔ چنانچہ وہ سب میرے پاس رہے یہاں تک کہ میں نے اپنے اس فرزند کو کمسنی ہی میں امانتدار بنادیا اور وہ سب اس کے پاس محفوظ ہیں۔(الغیبۃ النعمانی 325 / 2 ،رجال کشی 2 ص 643 / 663 روایت فیض بن مختار)۔

483۔عبداللہ بن سنان نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت سے اس آیت کریمہ "لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر" کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ زبور اور ذکر کیا ہے؟ تو فرمایا کہ ذکر اللہ کے پاس ہے اور زبور وہ ہے جس کو داؤد پر نازل کیا گیا ہے اور ہر نازل ہونے والی کتاب ،علم کے پاس محفوظ ہے اور ہم اہل علم ہیں۔(کافی 1 ص 225 / 6 ، بصائر الدرجات 136 / 6)۔

4۔کتاب امام علیؑ

484۔ام سلمہ! رسول اکرم نے علیؑ کو اپنے گھر میں بٹھا کر ایک بکری کی کھال طلب کی اور علیؑ نے اس پر اول سے آخر تک لکھ لیا۔(الامامۃ والتبصرہ 174 / 28 مدینۃ المعاجز

2 ص248/ 529، بصائرالدرجات 163/ 4)۔

485۔ام سلمہ! رسول اکرم نے ایک کھا طلب کر کے علیؑ بن ابی طالب کو دی اور حضرت بولتے رہے اور علیؑ لکھتے رہے یہاں تک کہ کھال کا ظاہر، باطن، سب پُر ہوگیا۔(ادب الاملاء والاستملاء سمعانی ص12)۔

486۔امام صادقؑ! رسول اکرم نے حضرت علیؑ کو طلب کیا اور ایک دفتر منگوایا اور پھر سب کچھ لکھوا دیا۔(الاختصاص ص275 روایت حنان بن سدیر)۔

487۔امام علیؑ! علم ہمارے گھر میں ہے اور ہم اس کے اہل میں اور وہ ہمارے پاس اول سے آخر تک سب موجود ہے اور قیامت تک کوئی ایسا حادثہ ہونے والا نہیں ہے جسے رسول اکرم نے حضرت علیؑ کے خط سے لکھوانہ دیا ہو یہاں تک کہ خراش لگانے کا تاوان بھی مذکور ہے۔(الاحتجاج 2 ص63/ 155 روایت ابن عباس)۔

488۔امام حسنؑ! جب آپ سے تجارت کے معاملہ میں خیار کے ذیل میں حضرت علیؑ کی رائے دریافت کی گئی تو آپ نے ایک زرد رنگ کا صحیفہ نکالا جسمیں اس مسئلہ میں حضرت علیؑ کی رائے کا ذکر تھا۔(العلل ابن حنبل 1 ص346/ 639)۔

489۔امام باقرؑ! کتاب علیؑ میں ہر وہ شے موجود ہے جس کی کبھی ضرورت پڑسکتی ہے، یہاں تک کہ خراش کا تاوان اور ارش کا ذکر بھی موجود ہے۔(بصائرالدرجات 164/ 5، روایت عبداللہ بن میمون)۔

490۔امام محمدؑ باقر! رسول اکرم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ جو کچھ میں بول رہا ہوں تم لکھتے جاؤ...... عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ کو میرے بھول جانے کا خطرہ ہے؟ فرمایا تمھارے بارے میں نسیان کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ

تمھیں حافظہ عطا کرے اور نسیان سے محفوظ رکھے لیکن پھر بھی تم لکھو تا کہ تمھارے ساتھیوں کے کام آئے۔

میں نے عرض کی حضور یہ میرے شرکاء اور ساتھی کون ہیں؟ فرمایا تمھاری اولاد کے ائمہ" جن کے ذریعہ سے میری امت پر بارش رحمت ہوگی اور ان کی دعا قبول کی جائے گی اور بلاؤں کو دفع کیا جائے گا اور آسمان سے رحمت کا نزول ہوگا، ان میں اول یہ حسنؑ ہیں، اس کے بعد حسینؑ اور پھر ان کی اولاد کے ائمہؑ (امالی صدوق (ر) 327 / 1، کمال الدین 206 / 21، بصائر الدرجات 167 / 22، روایات ابوالطفیل)۔

491۔ عذافر الصیر فی ! میں حکم بن عتیبہ کے ساتھ امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر تھا تو حکم نے حضرت سے سوالات شروع کر دیے اور وہ ان کا احترام کیا کرتے تھے ایک مسئلہ پر دونوں میں اختلاف ہوگیا تو آپ نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ ذرا کتاب علیؑ تو لے کر آؤ۔ وہ ایک لپٹی ہوئی عظیم کتاب لے آئے اور حضرت اسے کھول کر پڑھنے لگے، یہاں تک کہ وہ مسئلہ نکال لیا اور فرمایا یہ حضرت علیؑ کا خط ہے اور رسول اللہ کا املاء ہے۔

اور پھر حکم کی طرف رخ کر کے فرمایا اے ابو محمد! تم یا سلمہ یا ابوالمقدام جدھر چاہو مشرق و مغرب میں چلے جاؤ، خدا کی قسم اس قوم سے زیادہ محکم کہیں نہ پاؤ گے جس کے گھر میں جبریل کا نزول ہوتا تھا۔ (رجال نجاشی 2 ص 261 / 967)۔

492۔ امام باقرؑ ! ہم نے کتاب علیؑ میں رسول اکرم کا یہ ارشاد دیکھا ہے کہ جب لوگ زکٰوۃ روک لیں گے تو زمین بھی اپنی برکتوں کو روک لے گی۔ (کافی 3 ص 505 / 17 روایت ابوحمزہ)۔

493۔ محمد بن مسلم ! مجھے حضرت امام باقرؑ نے وہ صحیفہ پڑھوایا جس میں میراث

کے مسائل درج تھے اور اسے رسول اکرم نے املاء کیا تھا اور حضرت علیؑ نے لکھا تھا اور اس میں یہ تصریح تھی کہ سہام میں عول واقع نہیں ہوسکتا ہے اور حصے اصل مال سے زیادہ نہیں ہوسکتے ہیں۔(تہذیب 9 ص 247/ 5959)۔

494۔ ابوالجارود نے امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ کا آخری وقت آیا تو آپ نے اپنی دختر فاطمہ بنت الحسینؑ کو بلا کر ایک ملفوف کتاب اور ایک ظاہری وصیت عنایت کی اور اس وقت حضرت علی بن الحسینؑ شدید بیماری کے عالم میں تھے، اس لئے جناب فاطمہؑ نے بعد میں ان کے حوالہ کر دیا اور وہ بعد میں ہمارے پاس آ گئی۔

میں نے عرض کی میں آپ پر قربان، آخر اس کتاب میں ہے کیا؟ فرمایا ہر وہ شے جس کی اولاد آدم کو ابتدائے خلقت سے فناء دنیا تک ضرورت ہوسکتی ہے، خدا کی قسم اس میں تمام حدود کا ذکر ہے یہاںتک کہ خراش لگانے کا تاوان لکھ دیا گیا ہے۔(کافی 1 ص 303/ 1، بصائر الدرجات 48/ 9، الامامۃ والتبصرہ 197/ 51، آخر الذکر و کتابوں میں وصیت ظاہر اور وصیت باطن کا ذکر ہے)۔

495۔ عبدالملک! امام محمد باقرؑ نے اپنے فرزند امام صادقؑ سے کتاب علیؑ کا مطالبہ کیا تو حضرت جا کر لے آئے، وہ کافی ضخیم لپٹی ہوئی تھی اور اس میں لکھا بھی تھا کہ اگر کسی عورت کا شوہر مر جائے تو اسے مرد کی جائیداد میں سے حصہ نہیں ملے گا......اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ واللہ اس کتاب کو حضرت علیؑ نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور رسول اللہ نے املاء کیا ہے۔(بصائر الدرجات 165/ 14)۔

496۔ یعقوب بن میثم التمار (غلام امام زین العابدینؑ) کا بیان ہے کہ میں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی، فرزند رسول! میں نے اپنے والد کی کتابوں

میں دیکھا ہے کہ امیر المومنینؑ نے میرے والد میثم سے فرمایا تھا کہ میں نے محمد رسول اکرم سے سنا ہے کہ آپ نے آیت مبارکہ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریہ کے ذیل میں میری طرف رخ کرکرے فرمایا تھا کہ یا علیؑ! یہ تم اور تمھاری شیعہ ہیں اور تم سب کا آخری موعد حوض کوثر ہے، جہاں سب روشن پیشانی کے ساتھ سرمہ نور لگائے، تاج کرامت سر پر رکھے ہوئے حاضر ہوں گے۔

تو حضر نے فرمایا کہ بیشک ایسا ہی کتاب علیؑ میں بھی لکھا ہے۔(امالی طوسی (ر) 405 / 909 تاویل الآیات الظاہرہ ص801، البرہان 4 ص490 / 2)۔

497۔امام صادقؑ! ہمارے پاس وہ علمی ذخیرہ ہے کہ ہم کسی کے محتاج نہیں ہیں اور تمام لوگ ہمارے محتاج ہیں، ہمارے پاس ایک کتاب ہے جسے رسول اکرم نے املاء کیا ہے اور حضرت علیؑ نے لکھا ہے۔ یہ وہ صحیفہ ہے جس میں سارے حلال وحرام کا ذکر ہے اور تم ہمارے سامنے کوئی امر بھی لے آؤ، اگر تم نے لے لیا ہے تو ہمیں وہ بھی معلوم ہے اور اگر چھوڑ دیا ہے تو اس کا بھی علم ہے۔(کافی 1 ص 241 / 6 روایت بکر بن کرب الصیر فی)۔

498۔امام صادقؑ! رسول اکرم نے حضرت علیؑ کو ایک صحیفہ عنایت فرمایا جس پر بارہ مہریں لگی ہوئی تھیں اور فرمایا کہ پہلی مہر کو توڑ دو اور اس پر عمل کرو پھر امام حسنؑ سے فرمایا کہ تم دوسری مہر کو توڑ دو اور اس پر عمل کرو، پھر حضرت حسینؑ سے فرمایا کہ تم تیسری مہر کو توڑ دو اور اس پر عمل کرو، پھر فرمایا کہ اولاد حسینؑ میں ہر ایک کا فرض ہے کہ ایک ایک کو توڑے اور اس پر عمل کرے۔(الغیبۃ النعمانی 54 / 4 روایت یونس بن یعقوب)۔

499۔معلی بن خنیس! میں امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ محمد بن عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علیؑ آگئے اور حضرت کو سلام کرکے چلے گئے تو حضرت کی آنکھوں میں

آنسو آ گئے، میں نے عرض کی حضور آج تو بالکل نئی بات دیکھ رہا ہوں؟ فرمایا مجھے اس لئے رونا آ گیا کہ انکھوں ایسے امر کی طرف منسوب کیا جا تا ہے جو ان کا حق نہیں ہے، میں نے کتاب علیؑ میں ان کا ذکر نہ خلفاء میں دیکھا ہے اور نہ بادشاہوں میں ۔(کافی 8 ص 395، 594، بصائر الدرجات 168 / 1) واضح رہے کہ بصائر میں ان کا نام محمد بن عبداللہ بن حسن درج کیا گیا ہے۔

500۔عبدالرحمان بن ابی عبداللہ! میں نے امام صادقؑ سے سوال کیا کہ اگر مرد و عورت دونوں کے جنازے جمع ہو جائیں تو کیا کرنا ہوگا؟ فرمایا کہ کتاب علیؑ میں یہ ہے کہ مرد کا جنازہ مقدم کیا جائے گا۔(کافی 3 ص ص 175 / 6، استبصار 1 ص 472 / 1826۔

501۔امام صادق ! کتاب علیؑ میں اس امر کا ذکر ہے کہ کتے کی دیت 40 درہم ہوتی ہے،(خصال 539 / 9 روایت عبدالاعلیٰ بن الحسین)۔

5۔مصحف فاطمہؑ

502۔ابوبصیر نے امام صادقؑ کی زبانی نقل کیا ہے کہ ہمارے پاس مصحف فاطمہؑ ہے اور تم کیا جانو کہ وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی حضور یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ ایک صحیفہ ہے جو حجم میں اس قرآن کا تین گنا ہے اور اس قرآن کا کوئی حرف اس میں شامل نہیں ہے۔(کافی 1 ص 239 / 1)۔

503۔امام صادقؑ ! مصحفؑ فاطمہؑ وہ ہے جس میں اس کتاب خدا کی کوئی شے نہیں ہے بلکہ یہ ایک صحیفہ ہے جس میں وہ الہامات الہیہ ہیں جو بعد وفات پیغمبر جناب فاطمہؑ کو عنایت کئے گئے تھے۔(بصائر الدرجات 159 / 27 روایت ابوحمزہ)۔

504 ۔امام صادقؑ نے ولید بن صبیح سے فرمایا کہ ولید! میں نے مصحف فاطمہؑ کو

دیکھا ہے۔اس میں فلاں کی اولاد کے لئے جوتیوں کی گرد سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔(بصائر الدرجات 161 / 32)۔

505۔حماد بن عثمان ! میں نے امام صادقؑ سے سنا ہے کہ 128ء ھ میں زندیقوں کا دوردورہ ہوگا اور یہ بات میں نے مصحف فاطمہؑ میں دیکھی ہے۔

میں نے عرض کی حضور یہ مصحف فاطمہؑ کیا ہے؟ فرمایا کہ رسول اکرم کے انتقال کے بعد جناب فاطمہؑ بے حد محزون و مغموم تھیں اور اس غم کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جان سکتا تھا تو پروردگار عالم نے ایک ملک کو ان کی تسلّی اور تسکین کے لئے بھیج دیا جو ان سے باتیں کرتا تھا۔

انھوں نے اس امر کا ذکر امیر المومنینؑ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ اب جب کوئی آئے اور اس کی آواز سنائی دے تو مجھے مطلع کرنا۔تو میں نے حضرت کو اطلاع دی اور آپ نے تمام آوازوں کو محفوظ کرلیا اور اس طرح ایک صحیفہ تیار ہوگیا۔پھر فرمایا اس میں حلال وحرام کے مسائل نہیں ہیں بلکہ قیامت تک کے حالات کا ذکر ہے۔(کافی 1 ص 240 / 2، بصائر الدرجات 157 / 18، کافی 1 ص 238، باب ذکر صحیفہ و جفر و جامعہ و مصحف فاطمہؑ اور بصائر الدرجات، باب صحیفہ جامعہ و باب الکتب و باب اعطاء و جامعہ و مصحف فاطمہؑ، بحار الانوار 26 باب جہالت علوم ائمہ و کتب ائمہ، روضۃ الواعظین ص 232۔

6۔جامعہ

506۔ابوبصیر امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا اے ابومحمد! ہمارے پاس جامعہ ہے اور تم کیا جانو کہ یہ جامعہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی حضور بتادیں کہ کیا ہے؟

فرمایا کہ ایک صحیفہ ہے جس کا طول رسول اکرم کے ہاتھوں سے ستر ہاتھ ہے اور

اس میں وہ سب کچھ ہے جسے حضرتؐ نے فرمایا ہے اور حضرت علیؑ نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے، اس میں تمام حلال وحرام اور مسائل انسانیہ کا ذکر ہے یہاں تک کہ خراش کا تاوان تک درج ہے یہ جان قربان، آپ کو اجازت کی کیا ضرورت ہے، حضرت نے میرا ہاتھ دیا اور فرمایا کہ اس عمل کا تاوان بھی اس کے اندر موجود ہے۔

میں نے عرض کی حضور یہ تو واقعاً علم ہے!

فرمایا بیشک یہ علم ہے لیکن یہ وہ علم نہیں ہے؟ (کافی 1 ص 239 / 1 ، بصائر الدرجات143 / 4)۔

507۔ابوعبیدہ! ایک شخص نے امام صادقؑ سے علم جفر کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک بیل کی کھال ہے جس میں سارا علم بھرا ہوا ہے عرض کی اور جامعہ؟

فرمایا یہ ایک صحیفہ ہے جس کا طول ستر ہاتھ ہے، کھال پر لکھا گیا ہے اور اس میں لوگوں کے تمام مسائل حیات کا حل موجود ہے یہاں تک کہ خراش بدن کا تاوان تک لکھا ہوا ہے۔(کافی 1 ص241 / 5، بصائر الدرجات153 / 6)۔

508، امام صادقؑ! جامعہ تک آکے ابن شبرمہ کا علم بھٹک گیا، یہ رسول اللہ کا املاء ہے اور امیر المومنینؑ کی تحریر، جامعہ نے کسی شخص کے لئے مجال سخن نہیں چھوڑی ہے اور اس میں سارا حلال وحرام موجود ہے۔

مولف ! مذکورہ روایات میں جامعہ کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں، یہی اوصاف روایات میں کتاب علیؑ کے بھی ہیں لہذا عین ممکن ہے کہ جامعہ کتاب علیؑ ہی کا دوسرا نام ہو۔(واللہ العالم)۔

509۔ابوبصیر! امام صادقؑ نے فرمایا کہ ہمارے پاس جفر ہے اور لوگ کیا جانیں

کہ جفر کیا ہے؟ میں نے عرض کی حضورؑ! ارشاد فرمائیں فرمایا ایک کھال کا ظرف ہے جس میں تمام انبیاء واوصیاء کے علوم ہیں اور بنیؑ اسرائیل کے علماء کا علم بھی ہے؟۔

میں نے عرض کی حضورؑ یہ تو واقعاً علم ہے! فرمایا بیشک لیکن یہ وہ علم نہیں ہے جو ہمارے پاس ہے۔(کافی 1 ص239/ 1)۔

510۔حسین بن ابی العلاء! میں نے امام صادقؑ سے سنا کہ ہمارے پاس جفر ابیض ہے۔!

تو میں نے عرض کی کہ حضورؑ! اس میں کیا ہے؟

فرمایا زبور داؤدؑ، توریت موسیٰؑ، انجیل عیسیٰؑ، صحف ابراہیمؑ اور جملہ حلال وحرام جو مصحف فاطمہؑ اورقرآن مجید نہیں ہیں، اس میں لوگوں کے ان تمام مسائل کا ذکر ہے جن میں لوگ ہمارے محتاج ہیں اور ہم کسی کے محتاج نہیں ہیں، اس میں کوڑا، نصف، ربع، خراش تک کا ذکر ہے۔(کافی 1 ص240/ 3، بصائرالدرجات 150/ 1)۔

511۔امام رضاؑ نے علامات امام کے ذیل میں فرمایا کہ امام کے پاس جفر اکبرو اصغر ہوتا ہے جو بکری اور بھیڑ کی کھال پر ہے اور اس میں کائنات کے تمام علوم یہاں تک کہ خراش کے تاوان تک کا ذکر ہے اور کوڑے نصف، ربع کا بھی ذکر ہے اور امام کے پاس مصحف فاطمہؑ بھی ہوتا ہے۔(الفقیہ 4 ص419/ 5914 روایت حسن بن فضال)۔

7 حقیقت جفر

علم جعفر کی حقیقت اور اس کے مفہوم کے بارے میں علماء اعلام میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے اور ہر شخص نے ایک نئے اندار سے اسکی تشریح وتفسیر کی ہے جس کے تفصیلات کی یہاں کوئی ضرورت نہیں ہے، خلاصۂ روایات یہ ہے کہ علم جفر اوصیاء پیغمبر اسلام کے علوی کی

بنیادوں میں شمار ہوتا ہے اور اس سے مراد وہ صندوق ہے جس میں تمام انبیاء سابقین کے صحیفے، رسول اکرم امیرالمومنین، جناب فاطمہؑ کے کتب ورسائل اور رسول اکرم کے اسلحے محفوظ ہیں، اس کو جفر ابیض اور جفر احمر بھی کہا جاتا ہے اور درحقیقت یہ ایک کتب خانہ اور خزانہ ہے جو اہلبیتؑ کے خصوصیات میں ہے اور انھیں کو یکے بعد دیگرے وراثت میں ملتا ہے، اور آج ام حجت العصرؑ کے پاس محفوظ ہے۔(کافی 1 ص 240 / 3، بحار 26 ص 18 / 1، 26 / 37 / 68، 47 ص 26 / 26، 52 ص 313 / 7)۔

کیفیت علوم اہلبیتؑ

1۔ اذا شاؤا علموا

520۔ امام صادقؑ! امام جب جس چیز کو جاننا چاہتا ہے جان لیتا ہے (کافی 1 ص 258 / 1 ، بصائر الدرجات 315 / 3 روایات ابوالربیع و روایت دوم از یزید بنفر قد النہدی)۔ 521۔ عمار الساباطی! میں نے امام صادقؑ سے دریافت کیا کہ کیا امام کے پاس غیب کا علم ہوتا ہے؟ فرمایا جب وہ کسی شے کو جاننا چاہتا ہے تو پروردگار اسے علم عطا کردیتا ہے۔(کافی 1 ص 217 / 4، بصائرالدرجات 315 / 4، اختصاص 286)۔

522۔ امام ہادیؑ! پروردگار نے کسی شخص کو اپنے غیب پر مطلع نہیں کیا مگر جس رسول

کواس نے پسند فرمالیا،تو جو کچھ رسول اکرم کے پاس تھاوہ بھی عالم (امام) کے پاس ہے اور جس پر پروردگار نے اسے مطلع کیااس کی اطلاع بھی ان کے اوصیاء کے پاس ہے تاکہ زمین حجّت خدا سے خالی نہ رہے جس کا علم اس کے یہاں کی صداقت اوراس کی عدالت کے جواز کی دلیل ہے۔(کشف الغمہ 3 ص 177 روایت فتح بن یزید الجرجانی)۔

2۔بست وکشاد

523۔امام صادقؑ۔ ہمارے علم وعدم علم کی بنیاد خدائی بست وکشاد پر ہے وہ جب چاہتا ہے ہم جان لیتے ہیں اور وہ نہ چاہے تونہیں جان سکتے ہیں امام دوسرے افراد کی طرح پیدا بھی ہوتا ہے، صحتمند اور بیمار بھی ہوتا ہے۔کھا تا پیتا بھی ہے،اس کے یہاں بول و براز بھی ہوتا ہے، وہ خوش اور رنجیدہ بھی ہوتا ہے، وہ ہنستا اور روتا بھی ہے، وہ مرتا اور دفن بھی ہوتا ہے اوراس کے علم میں اضافہ بھی ہوتا ہےلیکن اس کا امتیاز دو چیزوں میں ہے، ایک علم اور ایک قبولیت دعا،امام تمام حوادث کی ان کے وقوع سے پہلے اطلاع دے سکتا ہے کہ اس کے پاس رسول اکرم کا عہد ہوتا ہے جو اسے وراثت میں ملتا ہے۔(خصال 528/ 3)۔

524۔معمر بن خلاد!ایک مرد فارس نے امام ابوالحسنؑ سے دریافت کیا کہ کیا آپ حضرات غیب بھی جانتے ہیں؟ فرمایا خدا ہمارے لئےعلم کوکشادہ کر دیتا ہےتو سب کچھ جان لیتے ہیں لیکن وہ روک دےتو کچھ نہیں جان سکتے ہیں، یہ ایک راز خدا ہے جو اس نے جبریل کے حوالہ کیااور جبریل نے پیغمبر اسلام تک پہنچادیا اورانھوں نے جس کے چاہا حوالہ کر دیا۔(کافی 1 ص 256/ 1)۔

3۔اضافہ علم

525۔ زرارہ ! میں نے امام محمدؑ باقر کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر پروردگار

ہمارے علم میں مسلسل اضافہ نہ کرتا رہتا تو وہ بھی ختم ہوجاتا۔ میں نے عرض کی تو کیا آپ حضرات کو رسول اکرم سے بھی زیادہ دیدیا جاتا ہے؟ فرمایا خدا جب بھی دینا چاہتا ہے تو پہلے رسول اکرم پر پیش کرتا ہے اس کے بعد ائمہ کو ملتا ہے اور اسی طرح ہم تک پہنچا ہے۔(کافی 1 ص255 /3، اختصاص ص312، بصائر الدرجات 394 /8)۔

526۔ ابوبصیر! میں نے امام صادقؑ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر ہمارے علم میں مسلسل اضافہ نہ ہوتا تو اب تک خرچ ہوچکا ہوتا۔

میں نے عرض کی کہ کیا اس شے کا اضافہ ہوتا ہے جو رسول اکرم کے پاس نہ تھی؟ فرمایا کہ جب خدا کو دینا تھا تو پہلے رسول اکرم کو باخبر کیا، اس کے بعد حضرت علیؑ اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے ائمہ کو، یہاں تک کہ معاملہ صاحب الامر تک پہنچ گیا۔(امالی طوسی 409 /920، اختصاص ص313، بصائر الدرجات 392 /2 روایات یونس بن عبدالرحمان)۔

527۔ عبداللہ بن بکیر! میں نے امام صادقؑ سے دریافت کیا کہ میں نے ابوبصیر کو آپ کی طرف سے بیان کرتے سنا ہے کہ اگر خدا مسلسل ہمارے علم میں اضافہ نہ کرتا تو وہ بھی ختم ہوجاتا۔ فرمایا بیشک۔

میں نے عرض کی تو کیا کسی ایسی شے کا اضافہ ہوتا ہے جو رسول اکرم کے پاس نہ تھی؟ فرمایا ہرگز نہیں، رسول اکرم کو علم وحی کے ذریعہ دیا جاتا ہے اور ہمارے پاس بذریعہ حدیث آتا ہے۔(امالی الطوسی (ر)409 /919)۔

528۔ امام صادقؑ! خدا کی بارگاہ سے جو چیز بھی نکلتی ہے پہلے رسول اکرم کے پاس آتی ہے، اس کے بعد امیر المومنینؑ کے پاس، اس کے بعد یکے بعد دیگرے ائمہ کے پاس تا کہ ہمارا آخر اول سے اعلم نہ ہونے پائے۔(کافی 1 ص255 /4، اختصاص ص

313، بصائرالدرجات 392 / 2 روایات یونس بن عبدالرحمان)۔

529۔سلیمان الدیلمی ! میں نے امام صادقؑ سے عرض کیا کہ میں نے یہ فقرہ بار بار آپ سے سنا ہے کہ اگر ہمارے یہاں مسلسل اضافہ نہ ہوتا تو سب خرچ ہو گیا ہوتا تو سارا حلال وحرام تو رسول اکرم پر نازل ہو چکا ہے،اب اضافہ کس شے میں ہوتا ہے؟ فرمایا حلال و حرام کے علاوہ ہر شے میں۔

میں نے عرض کی تو کیا ایسی شے کا اضافہ ہوتا ہے جو رسول اکرم کے پسا نہ رہی ہو؟ فرمایا ہرگز نہیں ،علم جب بھی خدا کے پاس سے نکلتا ہے تو پہلے ملک رسول اکرم کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ اے محمد! آپ کے پروردگار کا ایسا ایسا ارشاد ہے!اب آپ ہی اسے علیؑ کے حوالہ کر دیں، پھر علیؑ سے کہا جاتا ہے کہ حسنؑ کے حوالہ کردیں اور اسی طرح یکے بعد دیگرے ائمہ کے پاس آتا ہے اور یہ ناممکن ہے کہ کسی امام کے پاس کوئی ایسا علم ہو جو رسول اکرم یا سابق کے امام کے پاس نہ رہا ہو۔(اختصاص ص 313، بصائرالدرجات 393 /5 ،کافی 1 ص 254، بحارالانوار 26 ص 86 باب نمبر 3)۔

مذہب اہلبیتؑ

دین......اہلبیتؑ کے نزدیک

530۔ابوالجارود! میں نے امام باقرؑ سے عرض کیا،فرزند رسول۔! آپ کو تو معلوم ہے کہ میں آپ کا چاہنے والا ،صرف آپ سے وابستہ آپ کا غلام ہوں؟ فرمایا۔بیشک!

میں نے عرض کیا کہ مجھے ایک سوال کرنا ہے، امید ہے کہ آپ جواب عنایت فرمادیں گے، اس لئے کہ میں نابینا ہوں، بہت کم چل سکتا ہوں اور بار بار آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکتا ہوں، فرمایا بتاؤ کیا کام ہے؟ میں نے عرض کی آپ اس دین سے باخبر کریں جس سے آپ اور آپ کے گھر والے اللہ کی اطاعت کرتے ہیں تا کہ ہم بھی اس کو اختیار کرسکیں۔

فرمایا کہ تم نے سوال بہت مختصر کیا ہے مگر بڑا عظیم سوال کیا ہے خیر میں تمھیں اپنے اور اپنے گھر والوں کے مکمل دین سے آگاہ کئے دیتا ہوں دیکھو یہ دین ہے توحید الٰہی، رسالت رسول اللہ ان کے تمام لائے ہوئے احکام کا اقرار ہمارے اولیاء سے محبت ہمارے دشمنوں سے عداوت، ہمارے امر کے سامنے سراپا تسلیم ہوجانا، ہمارا قائم کا انتظار کرنا اور اس راہ میں احتیاط کے ساتھ کوشش کرنا۔ (کافی 1 ص 21/ 10۔

531۔ ابوبصیر! میں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ سے سلام نے عرض کیا کہ خیثمہ بن ابی خیثمہ نے ہم سے بیان کیا ہے کہ انھوں نے آپ سے اسلام کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جس نے بھی ہمارے قبلہ کا رخ کیا، ہماری شہادت کے مطابق گواہی دی، ہماری عبادتوں جیسی عبادت کی، ہمارے دوستوں سے حبت کی، ہمارے دشمنوں سے نفرت کی وہ مسلمان ہے۔

فرمایا خیثمہ نے بالکل صحیح بیان کیا ہے...... میں نے عرض کی اور ایمان کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ خدا پر ایمان، اس کی کتاب کی تصدیق اور ان کی نافرمانی نہ کرنا ہی ایمان ہے۔ فرمایا بیشک خیثمہ نے سچ بیان کیا ہے۔ (کافی 2 ص 38/ 5)۔

532۔ علی بن حمزہ نے ابوبصیر سے روایت کی ہے کہ میں نے ابوبصیر کو امام صادقؑ

سے سوال کرتے سنا کہ حضور میں آپ پر قربان، یہ تو فرمائیں کہ وہ دین کیا ہے جسے پروردگار نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے اوراس سے ناواقفیت کو معاف نہیں کیا ہے اور نہ اس کے علاوہ کوئی دین قبول کیا ہے؟

فرمایا، دوبارہ سوال کرو......انھوں نے دوبارہ سوال کو دہرایا تو فرمایا لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ کی شہادت نماز کا قیام، زکوٰۃ کو ادائیگی، حج بیت اللہ استطاعت کے بعد، ماہ رمضان کے روزہ۔

یہ کہہ کر آپ خاموش ہو گئے اور پھر دو مرتبہ فرمایا ولایت، ولایت (کافی 2 ص 22/ 11)۔

533۔عمرو بن حریث 1 میں امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ اپنے بھائی عبداللہ بن محمد کے گھر پر تھے، میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ! یہاں کیوں تشریف لے آئے؟ فرمایا ذرا لوگوں سے دور سکون کے ساتھ رہنے کے لئے۔

میں نے عرض کی میں آپ پر قربان کیا میں اپنا دین آپ سے بیان کرسکتا ہوں، فرمایا بیان کرو۔

میں نے کہا کہ میرا دین یہ ہے کہ میں لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ کلمہ پڑھتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ قیامت آنے والی ہے، اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے، اور پروردگار سب کو قبروں سے نکالے گا، اور یہ کہ نماز کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی، ماہ رمضان کے روزے، حج بیت اللہ، رسول اکرم کے بعد حضرت علیؑ کی ولایت، ان کے بعد امام حسنؑ، امام حسینؑ، امام علیؑ بن الحسینؑ، امام محمدؑ بن علیؑ اور پھر آپ کی ولایت ضروری ہے، آپ ہی حضرات ہمارے امام ہیں، اسی عقیدہ پر جینا ہے اور اسی پر مرنا ہے اور اسی کو لے کر خدا کی

بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔

فرمایا واللہ یہی دین میرا اور میرے آباء واجداد کا ہے جسے ہم علی الاعلان اور پوشیدہ ہر منزل پر اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔(کافی 1 ص 23/14)۔

534۔معاذ بن مسلم! میں اپنے بھائی عمر کو لے کر امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی کہ یہ میرا بھائی عمر ہے، یہ آپ کی زبان مبارک سے کچھ سننا چاہتا ہے، فرمایا دریافت کرو کیا دریافت کرنا ہے۔

کہا کہ وہ دین بتا دیجیئے جس کے علاوہ کچھ قابل قبول نہ ہو اور جس سے ناواقفیت میں انسان معذور نہ ہو، فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی، پانچ نمازیں، ماہ رمضان کے روزے، غسل جنابت، حج بیت اللہ، جملہ احکام الٰہی کا اقرار اور ائمہ آل محمد کی اقتداء......!

عمر نے کہا کہ حضور ان سب کے نام بھی بتا دیجئے؟ فرمایا امیر المومنین علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، علی بن الحسینؑ، محمدؑ بن علیؑ، اور یہ خیر خدا جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔

عرض کی کہ آپ کا مقام کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ امر امامت ہمارے اول و آخر سب کے لئے جاری وساری ہے۔(محاسن 1 ص 450/ 1037، شرح الاخبار 1 ص 224/ 209، اس روایت میں غسل جنابت کے بجائے طہارت کا ذکر ہے)۔

535۔روایت میں وارد ہوا ہے کہ مامون نے فضل بن سہل ذوالریاستین کو امام رضا کی خدمت میں روانہ کیا اور اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ حلال وحرام، فرائض و سنن سب کو ایک مقام پر جامع طور پر پیش کر دیں کہ آپ مخلوقات پر پروردگار کی حجت اور علم کا معدن ہیں۔

آپ نے قلم و کاغذ طلب فرمایا اور فضل سے فرمایا کہ لکھو ہمارے لئے یہ کافی ہے کہ

ہم اس بات کی شہادت دیں کہ خدا کے علاوہ کوئی دوسرا خدا نہیں ہے، وہ احد ہے، صمد ہے، اس کی کوئی زوجہ یا اولاد نہیں ہے وہ قیوم ہے، سمیع وبصیر ہے، قوی وقائم ہے، باقی اور نور ہے، عالم ہر شے اور قادر علیٰ کل شی ہے۔ ایسا غنی جو محتاج نہیں ہوتا ہے اور ایسا عادل جو ظلم نہیں کرتا ہے، ہر شے کا خالق ہے، اس کا کوئی مثل نہیں ہے، اس کی شبیہ ونظیر اور ضد یا مثل نہیں ہے اور اس کا کوئی ہمسر بھی نہیں ہے۔

پھر اس بات کی گواہی دیں کہ محمدؐ اس کے بندہ، رسول، امین، منتخب روزگار، سید المرسلین، خاتم النبییّن، افضل العالمین ہیں، اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، ان کے نظام شریعت میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں ہے، وہ جو کچھ خدا کی طرف سے لے کر آئے میں سب حق ہے، ہم سب کی تصدیق کرتے ہیں اور ان کے پہلے کے انبیاء ومرسلین اور حجج الہیہ کی تصدیق کرتے ہیں، اس کی کتاب صادق کی بھی تصدیق کرتے ہیں جہاں تک باطل کا گذر نہ سامنے سے ہے اور نہ پیچھے سے، وہ خدائے حکیم وحمید کی تنزیل ہے۔ (فصلت 42)۔

یہ کتاب تمام کتابوں کی محافظ اور اول سے آخر تک حق ہے، ہم اس کے محکم ومتشابہ، خاص وعام، وعدووعید، ناسخ ومنسوخ، اور اخبار سب پر ایمان رکھتے ہیں، کوئی شخص بھی اس کا مثل ونظیر نہیں لا سکتا ہے۔

اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ رسول اکرم کے بعد دلیل اور حجت خدا، امور مسلمین کے ذمہ دار، قرآن کے ترجمان، احکام الہیہ کے عالم ان کے بھائی، خلیفہ، وصی، صاحب منزلت ہارون علیؑ بن ابیطالب امیر المومنین، امام المتقیم، قائد الغرالمحجلین، یعسوب المومنین، افضل الوصیین ہیں اور ان کے بعد حسنؑ وحسینؑ ہیں اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے، یہ سب عترت رسول اور اعلم بالکتاب والسنۃ ہیں۔

سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے اور ہر زمانہ میں امامت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں، یہی عروۃ الوثقیٰ ہیں اور یہی ائمہ ہدی ہیں اور یہی اہل دنیا پر حجت پروردگار ہیں، یہاں تک کہ زمین اور اہل زمین کی وراثت خدا تک پہنچ جائے کہ وہی کائنات کا وارث و مالک ہے اور جس نے بھی ان حضرات سے اختلاف کیا وہ گمراہ اور گمراہ کن ہے، حق کو چھوڑنے والا اور ہدایت سے الگ ہوجانے والا ہے، یہی قرآن کی تعبیر کرنے والے اور اس کے ترجمان ہیں، جو ان کی معرفت کے بغیر اور نام بنام ان کی محبت کے بغیر مرجائے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔(تحف العقول ص415)۔

536۔عبدالعظیم بن عبداللہ الحسنیؒ کا بیان ہے کہ میں امام علی نقیؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھ کر مرحبا کہا اور فرمایا کہ تم ہمارے حقیقی دوست ہو۔

میں نے عرض کی کہ حضور میں آپ کے سامنے اپنا پورا دین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر صحیح ہے تو میں اسی پر قائم رہوں؟

آپ نے فرمایا ضرور۔!

میں نے کہا کہ میں اس بات کا قائل ہوں کہ خدا ایک ہے، اس کا کوئی مثل نہیں ہے، وہ ابطال اور تشبیہ دونوں حدودں سے باہر ہے، نہ جسم ہے نہ صورت، نہ عرض ہے نہ جوہر، تمام اجسام کو جسمیت دینے والا اور تمام صورتوں کا صورت گر ہے، عرض و جوہر دونوں کا خالق ہر شے کا پرورگار، مالک، بنانے والا اور ایجاد کرنے والا ہے۔

حضرت محمد اس کے بندہ، رسول اور خاتم النبیین ہیں، ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اور ان کی شریعت بھی آخری شریعت ہے جس کے بعد کوئی شریعت نہیں

ہے۔

اور امام وخلیفہ وولی امر آپ کے بعد امیر المومنینؑ علی ابن ابی طالب ہیں۔ اس کے بعد امام حسنؑ، پھر امام حسینؑ پھر علی بن الحسینؑ پھر محمد بن علیؑ پھر جعفر بن محمدؑ، پھر موسیٰؑ بن جعفرؑ، پھر علیؑ بن موسیٰؑ، پھر اس کے بعد آپ!۔

حضرت نے فرمایا کہ میرے بعد میرا فرزند حسنؑ اور اس کے بعد ان کے نائب کے بارے میں لوگوں کا کیا حال ہوگا؟

میں نے عرض کی کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ وہ نظر نہ آئے گا اور اس کا نام لینا بھی جائز نہ ہوگا یہاں تک کہ منظر عام پر آ جائے اور زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دیگا جس طرح ظلم وجور سے بھری ہوگی۔

میں نے عرض کی حضور میں نے اس کا بھی اقرار کرلیا اور اب یہ بھی کہتا ہوں کہ جو ان کا دوست ہے وہی اپنا دوست ہے اور جو ان کا دشمن ہے وہی اپنا بھی دشمن ہے، ان کی اطاعت اطاعت خدا اور ان کی معصیت معصیت خدا ہے۔

اور میرا عقیدہ یہ بھی ہے کہ معراج حق ہے اور قبر کا سوال بھی حق ہے اور جنت وجہنم بھی حق ہے اور صراط ومیزان بھی حق ہے اور قیامت بھی یقیناً آنے والی ہے اور خدا سب کو قبروں سے نکالنے والا ہے۔

اور میرا کہنا یہ بھی ہے کہ ولایت اہلبیتؑ کے بعد فرائض میں نماز۔

زکوۃ، روزہ، حج، جہاد، امر بالمعروف، نہی عن المنکر سب شامل ہیں، حضرت نے فرمایا اے ابوالقاسم! خدا کی قسم یہی وہ دین ہے جسے خدا نے اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے اور تم اس پر قائم رہو، پروردگار تمھیں دنیا وآخرت میں اس پر ثابت قدم رکھے۔(

امالی (ر) صدوق 278 / 24، التوحید 81 / 37، کمال الدین 379، روضۃ الواعظین ص 39، کفایۃ الاثر ص 282، ملاحظہ ہو صفات الشیعہ 127 / 68)۔

صفات شیعہ

537۔ ہمارے شیعہ وہ ہیں جو راہ محبت میں ایک دوسرے پر خرچ کرنے والے، ایک دوسرے سے محبت کرنے والے اور ہمارے دین کو زندہ رکھنے کیلئے ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والے ہوتے ہیں، ان کی شان یہ ہے کہ غصہ آجائے تو کسی پر ظلم نہیں کرتے ہیں اور خوش حال ہوتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے ہیں، اپنے ہمسایہ کے لئے برکت اور اپنے ساتھیوں کے لئے مجسمہ سلامتی ہوتے ہیں۔ (کافی 2 ص 236 / 24 روایت ابوالمقدام عن الباقرؑ، خصال ص 397 / 154، صفات الشیعہ 91 / 23، تحف العقول ص 200، مشکوۃ الانوار ص 6، التمحیص 69 / 68 / 168، شرح الاخبار 3 ص 504 / 1449)۔

538۔ امام علیؑ! ہمارے شیعہ اللہ کی معرفت رکھنے والے، اس کے حکم پر عمل کرنے والے، صاحبان فضائل سچ بولنے والے ہوتے ہیں، ان کا کھانا بقدر ضرورت، ان کا لباس درمیانی اور ان کی رفتار متواضع ہوتی ہے، دیکھنے میں مریض اور مدہوش نظر آتے ہیں حالانکہ ایسے ہوتے نہیں ہیں، انھیں عظمت پروردگار اور جلال سلطنت الہیہ ایسا بنا دیتی کہ دل بے قرار ہو جاتے ہیں اور ہوش و حواس اڑ جاتے ہیں، اس کے بعد جب ہوش آتا ہے تو نیک اعمال کی طرف دوڑ پڑتے ہیں، مختصر اعمال سے راضی نہیں ہوتے ہیں اور زیادہ اعمال کو کثیر نہیں سمجھتے ہیں۔ (مطالب السؤل ص 54 روایت نوف البکائی)۔

539۔ نوف بن عبداللہ البکالی! مجھ سے ایک دن امام علیؑ نے فرمایا کہ نوف! ہم ایک پاکیزہ طینت سے پیدا ہوئے ہیں لہذا جب قیامت کا دن ہوگا تو ہمارے ساتھ ملا دیئے

جائیں گے۔

میں نے عرض کی حضور ذرا اپنے شیعوں کے اوصاف تو بیان فرمائیں؟ تو حضرت رونے لگے، اور پھر فرمایا، نوف! ہمارے شیعہ صاحبان عقل، خدا اور دین خدا کے عارف، اطاعت و امر الٰہی کے عامل، محبت الٰہی سے ہدایت یافتہ، عبادت گذار، زاہد مزاج، شب بیداری سے زرد چہرہ، گریہ سے دھنسی ہوئی آنکھیں، ذکر خدا سے خشک ہونٹ، فاقوں سے دھنسے ہوئے پیٹ، خدا شناسی ان کے چہروں سے نمودار اور خوف خدا ان کے بشرہ سے نمایاں، تاریکیوں کے چراغ اور بدترین ماحول کے لئے گل وگلزار ہوتے ہیں......۔

ان کی کمزوریاں پوشیدہ اور ان کے دل رنجیدہ، ان کے نفس عفیف اور ان کے ضروریات خفیف، ان کا نفس ہمیشہ رنج وتعب میں اور لوگ ان کی طرف سے ہمیشہ راحت و آرام میں، صاحبان عقل وخرد، خالص شریف، اپنے دین کو بچا کر نکل جانے والے ہوتے ہیں، محفلوں میں حاضر ہوتے ہیں تو کوئی انھیں پہچانتا نہیں ہے اور غائب ہو جاتے ہیں تو کوئی تلاش نہیں کرتا ہے، یہی ہمارے پاکیزہ کردار شیعہ، ہمارے محترم برادر ہیں، ہائے میں ان کا کس قدر مشتاق ہوں۔ (امالی طوسی (ر) 176 / 1189)۔

540۔ محمد بن الحنفیہ! امیر المومنینؑ جنگ جمل کے بعد بصرہ واپس آئے تو احنف بن قیس نے آپ کو دعوت میں بلایا اور کھانا تیار کیا اور اصحاب کو بھی مدعو کیا، آپ تشریف لے آئے تو فرمایا، احنف! میرے اصحاب کو بلاؤ؟ احنف نے دیکھا کہ آپ کے ساتھ ایک جماعت ہے جیسے:

احنف نے عرض کی حضور! انھیں کیا ہو گیا ہے؟ انھیں کھانا نہیں ملا ہے یا جنگ کے خوف نے ایسا بنا دیا ہے۔

فرمایا احنف ! ایسا کچھ نہیں ہے۔ اللہ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو دار دنیا میں اس طرح عبادت کرتے ہیں جیسے انھوں نے روز قیامت کے ہول کو دیکھ لیا ہے اور اپنے نفس کو اس کی زحمتوں پر آمادہ کرلیا ہے۔ (صفات الشیعہ 118 / 63)۔

541۔ امام صادقؑ ! ہمارے شیعوں کو تین طرح آزماؤ ! اوقات نماز کی پابندی کس قدر کرتے ہیں، ہمارے اسرار کو دشمنوں سے کس طرح محفوظ رکھتے ہیں اور اپنے اموال میں دوسرے بھائیوں سے کس قدر ہمدردی کرتے ہیں۔ (خصال 103 / 62، روضۃ الواعظین ص 321، مشکوۃ الانوار ص 78، قرب الاسناد 78 / 253)۔

542۔ امام صادقؑ ! یاد رکھو کہ جعفرؑ بن محمدؐ کے شیعہ بس وہ ہیں جن کا شکم اور جنسی جذبہ عفیف ہو، محنت زیادہ کرتے ہوں، پروردگار کے لئے عمل کرتے ہوں اور اس کے ثواب کے امیدوار ہوں اور اس کے عذاب سے خوفزدہ ہوں، اگر ایسے افراد نظر آجائیں تو سمجھ لینا کہ یہی ہمارے شیعہ میں (صفات الشیعہ 89 / 21، کافی 2 ص 233 / 9، خصال 296 / 63 روایت مفضل بن عمر)۔

543۔ امام صادقؑ ! ہمارے شیعہ وہ ہیں جو اچھا کام کرتے ہوں، برے کاموں سے رک جاتے ہوں، ان کی نیکیاں ظاہر ہوں، مالک کی رحمت کے حصول کے لئے عمل خیر کی طرف سبقت کرتے ہوں، یہی لوگ ہیں جو ہم سے ہیں ان کی بازگشت ہمارے طرف ہے اور ان کی جگہ ہماری منزل ہے ہم جہاں بھی رہیں۔ (صفات الشیعہ 95 / 32 روایت مسعدہ بن صدقہ)۔

544۔ امام صادقؑ ! ہمارے شیعہ صاحبان تقویٰ و اجتہاد ہوتے ہیں، اہل وفا و امانتدار ہوتے ہیں، اہل زہد و عبادت ہوتے ہیں، دن رات میں اکیاون رکعت نماز پڑھنے

والے(17 رکعت فریضہ 34۔رکعت نوافل) راتوں کو قیام کرنے والے، دن میں روزہ رکھنے والے، اپنے اموال کی زکواۃ ادا کرنے والے حج بیت اللہ انجام دینے والے اور ہر حرام سے پرہیز کرنے والے ہوتے ہیں۔(صفات الشیعہ 81 / 1 روایت ابوبصیر)۔

545۔ امام صادقؑ ! ہمارے شیعہ مختلف خصلتوں سے پہچانے جاتے ہیں، سخاوت، برادران ایمان پر مال صرف کرنا، دن رات مین 51 رکعت نماز۔(تحف العقول ص303)۔

546۔امام صادقؑ! ہمارے شیعہ تین طرح کے ہیں 1) واقعی محبت کرنے والے، یہ ہم سے ہیں 2) ہمارے ذریعہ اپنی زینت کا انظام کرنے والے، ان کے لئے ہم بہر حال باعث زینت ہیں 3) ہمارے ذریعہ مال دنیا کمانے والے، ایسے افراد ہمیشہ فقیر رہیں گے۔(خصال 103 / 61 اعلام الدین ص 130 روایت معاویہ بن وہب، روضۃ الواعظین ص 321، مشکوۃ الانوار 78)۔

547۔امام صادقؑ ! لوگ ہمارے سلسلہ میں تین حصوں میں تقسیم ہو گئے ہیں، ایک جماعت ہم سے محبت کرتی ہے اور ہمارے قائم کا انتظار کرتی ہے تا کہ ہمارے ذریعہ دنیا حاصل کرے، یہ لوگ ہمارے کلام کو محفوظ رکھتے ہیں لیکن ہمارے اعمال میں کوتاہی کرتے ہیں، عنقریب خدا انھیں واصل جہنم کردے گا۔

دوسری جماعت ہم سے محبت کرتی ہے، ہماری بات سنتی ہے اور عمل میں بھی کوتاہی نہیں کرتی ہے لیکن مقصد مال دنیا ہی کا حصول ہے تو خدا ان کے پیٹ کو آتش جہنم سے بھر دے گا اوران پر بھوک پیاس کو مسلط کردے گا۔

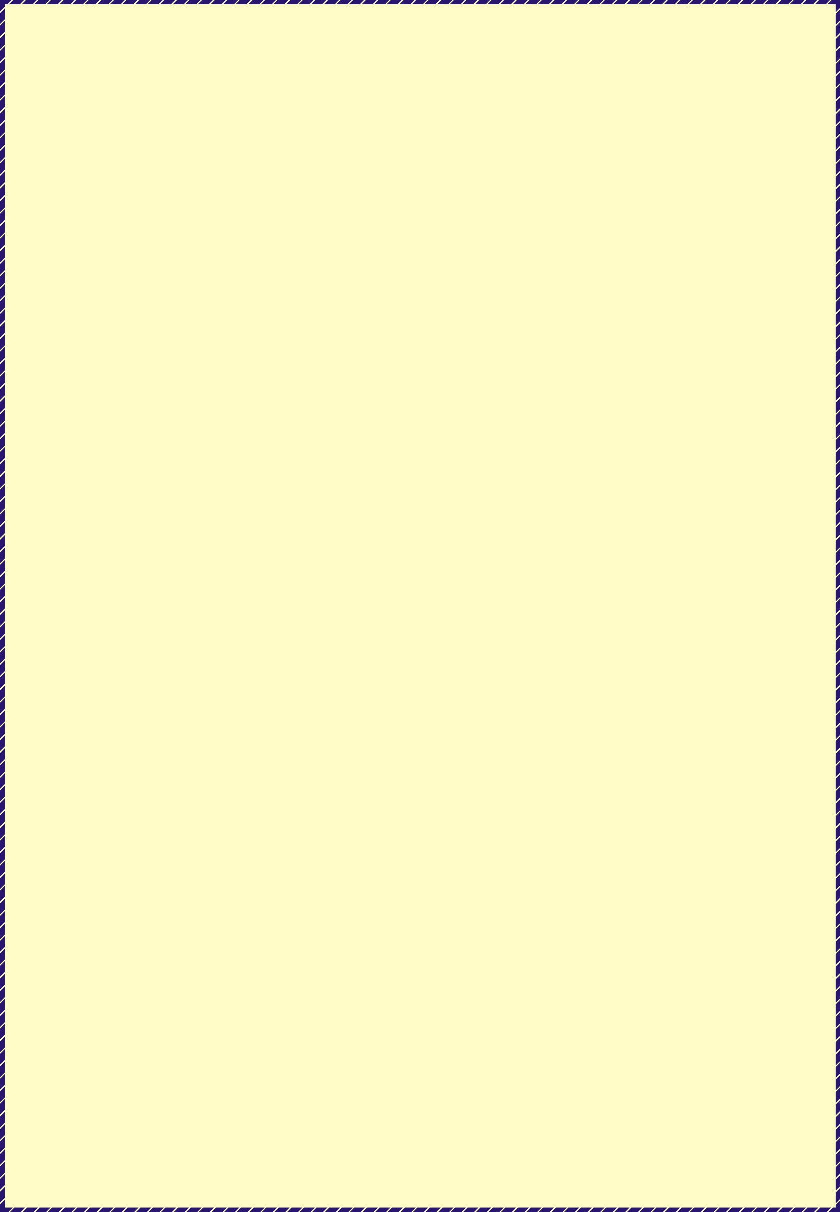
تیسری جماعت سے ہم سے محبت کرتی ہے، ہمارے اقوال کو محفوظ رکھتی ہے،

ہمارے امر کی اطاعت کرتی ہے اور ہمارے اعمال کے خلاف نہیں کرتی ہے، یہی لوگ ہیں جو ہم سے ہیں اور ہم ان سے ہیں (تحف العقول 514 روایت مفضل)۔

548۔امام صادقؑ !ایک شخص نے محبت اہلبیتؑ کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم ہمارے کیسے دوستوں میں ہو، وہ شخص خاموش ہوگیا تو سدیر نے کہا مولا، آپ کے دوستوں کی کتنی قسمیں ہیں؟ فرمایا ہمارے دوستوں کے تین طبقات ہیں۔

1۔وہ طبقہ جو ہم سے بظاہر محبت کرتا ہے لیکن اندر سے محبت نہیں کرتا ہے، 2) وہ طبقہ جو اندر سے محبت کرتا ہے باہر سے اظہار نہیں کرتا ہے 3) وہ طبقہ جو ہر حال میں ہم سے محبت کرتا ہے، یہی تیسرا طبقہ قسم اعلیٰ ہے او دوسرا طبقہ جو بظاہر محبت کرتا ہے بادشاہوں کی سیرت پر عملکرتا ہے کہ زبان ہمارے ساتھ ہوئی ہے اور تلوار ہمارے خلاف اٹھتی ہے، یہ پست ترین طبقہ ہے اور تیسری قسم جہاں اندر سے محبت ہوتی ہے اگر چہ اس کا اظہار نہیں ہوتا ہے یہ درمیانی طبقہ کے چاہنے والے ہیں ...... میری جان کی قسم اگر یہ لوگ اندر سے ہمارے چاہنے والے ہیں اور صرف باہر سے اظہار نہیں کرتے ہیں تو یہ دن میں روزہ رکھنے والے، راتوں کو نماز پڑھنے والے ہوں، ترک دنیاداری کا اثرات کے چہرہ سے ظاہر ہوگا اور مکمل طور پر تسلیم واختیار والے ہوں گے۔

اس شخص نے عرض کی کہ میں تو ظاہر و باطن ہر اعتبار سے آپ کا چاہنے والا ہوں ...... فرمایا ہمارے ایسے چاہنے والوں کی علامتیں معین ہیں، اس نے عرض کی وہ علامتیں کیا ہیں؟ فرمایا...... سب سے پہلی علامت یہ ہے کہ توحید پروردگار کی مکمل معرفت رکھتے ہیں اور اس کے نشانات کو محکم رکھتے ہیں۔(تحف العقول ص325)۔



اخلاق اہلبیتؑ

ایثار

﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝﴾ (سورہ دہر 8،9)۔

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (سورہ حشر 9)

549۔ابن عباس! حسنؑ وحسینؑ بیمار ہوئے تو رسول اکرم ایک جماعت کے ساتھ عیادت کے لئے آئے اور فرمایا یا اباالحسن! اگر تم اپنے بچوں کے لئے کوئی نذر کر لیتے؟ یہ سن کر علیؑ، فاطمہؑ وفضہ (کنیز خانہ) سب نے نذر کر لی کہ اگر بچہ صحتیاب ہو گئے تو تین دن روزہ رکھیں گے۔

خدا کے فضل سے بچے صحتیاب ہو گئے لیکن گھر میں روزہ کیلئے کوئی سامان نہ تھا تو حضرت علیؑ شمعون یہودی کے یہاں سے تین صاع جو قرض لے آئے اور فاطمہؑ نے ایک صاع پیس کر 5 روٹیاں تیار کیں۔

ابھی افطار کے لئے بیٹھے ہی تھے کہ ایک سائل نے آواز دی۔ اہلبیت محمد! تم پر میرا سلام، میں مسلمانوں کے مساکین میں سے ایک مسکین ہوں، مجھے کھانا کھلاؤ، خدا تمھیں دستر

خوان جنت سے سیر کرے گا،سب نے ایثار کر کے روٹیاں اس کے حوالہ کر دیں اور پانی سے افطار کر لیا۔

دوسرے دن پھر روزہ رکھا اوراسی طرح افطار کے لئے بیٹھے تو ایک سائل نے سوال کر لیا اور روٹیاں اس کے حوالہ کر دیں، تیسرے دن پھر یہی صورت حال پیش آئی۔

اب جو چوتھے دن حضرت علیؑ بچوں کو لئے ہوئے پیغمبر اسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ بچے بھوک کی شدت سے بچۂ پرند کی مانند کانپ رہے ہیں، یہ دیکھ کر آپ کو سخت تکلیف ہوئی اور بچوں کو لے کر خانہ فاطمہؑ میں آئے، دیکھا کہ فاطمہؑ محراب عبادت میں ہیں، لیکن فاقوں کی شدت سے شکم مبارک پیٹھ سے مل گیا ہے اور آنکھیں اندر کی طرف چلی گئی ہیں۔

یہ منظر دیکھ کر آپ کو مزید تکلیف ہوئی کہ جبریل امین آگئے اور سورہ دہر دیتے ہوئے کہا کہ یا محمد! مبارک ہو، پروردگار نے تمھارے اہلبیتؑ کے لئے یہ تحفہ نازل فرمایا ہے۔(کشاف 4 ص 169، کشف الغمہ 1 ص 302)۔

550۔ امام صادقؑ! جناب فاطمہؑ کے پاس کچھ جو تھا جس کا حلوہ تیار کیا اور جب سب گھر والے کھانے کے لئے بیٹھے تو ایک مسکین آگیا اور اس نے کہا کہ خدا آپ حضرات پر رحمت نازل کرے، حضرت علیؑ نے ایک تہائی حلوہ اس کے حوالہ کر دیا، چند لمحوں میں ایک یتیم آگیا اور آپ نے ایک تہائی اس کے حوالہ کر دیا اس کے بعد ایک اسیر آگیا اور باقی ماندہ اس کے حوالہ کر دیا اور خود کچھ نہیں کھایا تو پروردگار نے ان کی شان میں یہ آیات نازل کر دیں۔(مجمع البیان 10 ص 612، تفسیر قمی 2 ص 398 روایت عبداللہ بن میمون قداح)۔

نوٹ: اس روایت سے اندازہ ہوتا ہے کہ سورۂ دہر کے نزول کے بعد بھی اہلبیتؑ کا مستقل طریقہ رہا ہے کہ یتیم ومسکین واسیر کو اپنے نفس پر مقدم کرتے رہے ہیں اور جب بھی یہ عمل انجام دیا ہے۔ سرکار دوعالم نے آیات دہر کی تلاوت فرمائی ہے نہ یہ کہ سورہ بار بار نازل ہوتا رہا ہے۔ (جوادی)۔

551۔ امامؑ باقر! سورۂ دہر کی شان نزول بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ "علی حبہ" سے مراد یہ ہے کہ انھیں خود بھی ضرورت تھی لیکن اس کے باوجود مسکین ویتیم واسیر کو مقدم کردیا اور خدا نے ان آیات کو نازل کردیا اور یاد رکھو کہ "انما نطعمکم لوجہ اللہ (ہم صرف رضائے الٰہی کے لئے کھلاتے ہیں اور نہ اس کی کوئی جزا چاہتے ہیں اور نہ شکریہ) یہ قول اہلبیتؑ نہیں ہے اور نہ ان کی زبان پر ایسے الفاظ آئے ہیں، یہ ان کے دل کی بات ہے جسے پروردگار نے اپنی طرف سے واضح کردیا ہے اور ان کے ارادوں کی ترجمانی کردی ہے کہ یہ نہ جزا کی زحمت دینا چاہتے ہیں اور نہ شکریہ کی تعریف کے خواستگار ہیں، یہ اپنے عمل کے معاوضہ میں صرف رضائے الٰہی اور ثواب آخرت کے طلب گار ہیں اور بس! (امالی صدوق (ر) روایت سلمہ بن خالد ص215)۔

552۔ ابن عباس! علیؑ بن ابی طالب نے ایک رات صبح تک باغ کی سینچائی کا کام انجام دیا اور معاوضہ میں کچھ جو لے کر آئے جس کا ایک تہائی پیسا گیا اور حریرہ نام کی غذا تیار ہوئی کہ ایک مسکین نے آکر سوال کردیا اور سب نے اٹھا کر اس کے حوالہ کردیا، پھر دوسرے تہائی کا حریرہ تیار کیا اور اس کا یتیم نے سوال کرلیا اور اسے بھی دیدیا، پھر تیسرے تہائی کا تیار کیا اور اس کا اسیر نے سوال کرلیا تو اسے بھی اس کے حوالہ کردیا اور بھوک ہی کے عالم میں سارا دن گذار دیا۔ (مجمع البیان 10 ص612)۔

بظاہر یہ بھی سورۂ دہر کی ایک تطبیق ہے ورنہ تنزیل کی روایت ابن عباس ہی کی زبان سے اس سے پہلے نقل کی جا چکی ہے، جوادی

553۔ ابن عباس! "یوثرون علی انفسھم" کی آیت علیؑ وفاطمہؑ اور حسنؑ وحسینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔(شواہد التنزیل 2 ص 332/ 973)۔

554۔ ابوہریرہ! ایک شخص رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے بھوک کی شکایت کی، آپ نے ازواج کے گھر دریافت کرایا، سب نے کہہ دیا کہ یہاں کچھ نہیں ہے تو فرمایا کوئی ہے جو آخر رات اسے سیر کرے؟ علیؑ بن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ میں حاضر ہوں۔! اور یہ کہہ کر خانۂ زہراؑ میں آئے، فرمایا دختر پیغمبر! آج گھر میں کیا ہے؟

فرمایا کہ بچوں کا کھانا ہے اور کچھ نہیں ہے...... لیکن اس کے بعد بھی ہم ایثار کریں گے، چنانچہ بچوں کو سلا دیا، چراغ خانہ کو بجھا دیا اور آنے والے کو سارا کھانا کھلا دیا۔

صبح کو پیغمبر اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا قصہ بیان کیا تو فوراً آیت کریمہ نازل ہوگئی "یوثرون علی انفسھم ولوکان بھم خصاصہ (امالی الطوسی (ر) 185/ 309، تاویل الآیات الظاہرہ ص 653، شواہد التنزیل 2 ص 331/ 972، مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 74)۔

555۔ امام باقر! ایک دن رسول اکرم تشریف فرماتے تھے اور آپ کے گرد اصحاب کا حلقہ تھا کہ حضرت علیؑ ایک بوسیدہ چادر اوڑھ کر آگئے اور رسول اکرم کے قریب بیٹھ گئے، آپ نے تھوڑی دیر ان کے چہرہ پر نگاہ کی اور اس کے بعد آیت ایثار کی تلاوت کر کے فرمایا کہ یا علیؑ تم ان ایثار کرنے والوں کے رئیس، امام اور سردار ہو۔

اس کے بعد فرمایا کہ وہ لباس کیا ہوگیا جو میں نے تم کو دیا تھا؟ عرض کی اصحاب میں

سے ایک فقیر آ گیا اور اس نے برہنگی کا شکوہ کیا تو میں نے رحم کھا کر ایثار کیا اور لباس اس کے حوالہ کر دیا اور مجھے یقین تھا کہ پروردگار مجھے اس سے بہتر عنایت فرمائے گا۔

فرمایا تم نے سچ کہا، ابھی جبریل نے یہ خبر دی ہے کہ پروردگار نے تمھارے لئے جنت میں ایک ریشم کا لباس تیار کرایا ہے جس پر یاقوت اور زمرد کا رنگ چڑھا ہوا ہے اور یہ تمھاری سخاوت کا بہترین صلہ ہے جو تمھارے پروردگار نے دیا ہے کہ تم نے اس پرانی چادر پر قناعت کی ہے اور بہترین لباس سائل کے حوالہ کر دیا ہے، یا علیؑ! یہ تحفۂ جنّت مبارک ہو۔ (تاویل الآیات الظاہرہ 255 روایت جابر بن یزید)۔

556۔ احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبیؒ کا بیان ہے کہ میں نے بعض کتب تفسیر میں دیکھا ہے کہ جب رسول اکرم نے ہجرت کا ارادہ کیا تو حضرت علیؑ کو مکہ میں یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ انھیں سرکار کے قرضے ادا کرنا ہیں اور لوگوں کی امانتوں کو واپس کرنا ہے، اور اس عالم میں چلے گئے کہ سارا گھر مشرکین سے گھرا ہوا تھا اور حضور کا حکم تھا کہ علیؑ چادر حضرمی اوڑھ کر بستر پر سو جائیں، انشاء اللہ پروردگار ہر شر سے محفوظ رکھے گا، چنانچہ آپ نے تعمیل ارشاد کی اور ادھر پروردگار نے جبریل و میکائیل سے کہا کہ میں نے تم دونوں کے درمیان برادری کا رشتہ قائم کر دیا ہے اور ایک کی عمر کو دوسرے سے زیادہ کر دیا ہے اب بتاؤ کون اپنی زیادہ عمر کو اپنے بھائی پر قربان کر سکتا ہے؟ جس پر دونوں نے زندہ رہنے کو پسند کیا تو پروردگار نے فرمایا کہ تم لوگ علیؑ جیسے کیوں نہیں ہو جاتے ہو، دیکھو میں نے ان کے اور محمد کے درمیان برادری قائم کر دی تو وہ کس طرح ان کے بستر پر لیٹ کر اپنی جان قربان کر رہے ہیں اور ان کا تحفظ کر رہے ہیں، اچھا اب دونوں افراد جاؤ اور تم ان کا تحفظ کرو۔

چنانچہ دونوں فرشتے نازل ہوئے، جبریل سرہانے کھڑے ہوئے اور میکائیل

پائینتی اوردنوں نے کہنا شروع کیا،مبارک ہومبارک ہوابوطالبؑ کے لال تمھارامثل کون ہے کہ خداتمھارے ذریعہ ملائکہ پر مباہات کررہاہے، اورراہ مدینہ میں رسول اکرم پر یہ آیت کریمہ نازل کردی"من الناس من یشری نفسہ ابتغاءمرضات اللہ"بقرہ207(اسدالغابہ 4 ص98،العمدۃ239 / 367،تذکرۃ الخواص35،شاہدالتنزیل 1 ص123 / 132، ارشادالقلوب ص224، ینابیع المودۃ 1 ص274 / 3الصراط المستقیم 1 ص174،تنبیہ الخواطر1 ص173)۔

تواضع اہلبیتؑ

557۔رسول اکرم!میرے پاس آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہواجواس سے پہلے کسی نبی کے پاس نہیں آیاتھااورنہ اس کے بعدآنے والاہےاوراس کانام اسرافیل ہے،اس نے آکرمجھے سلام کیااورکہاکہ میں پروردگارکی طرف سے بھیجاگیاہوں اورمجھے حکم دیاگیاہے کہ میں آپ کویہ اختیاردوں کہ چاہے پیغمبربندگی بن کررہیں یاملوکانہ زندگی گذاریں تو میں نے جبریل کی طرف نظرکی اورانھوں نے تواضع کی طرف اشارہ کیاتومیں نے اس اشارۂ الوھیت کی بنیادپربندگی پروردگارکی زندگی کوملوکانہ آن بان پرمقدم رکھا۔(المعجم الکبیر12 ص267 / 13309روایت ابن عمر)۔

558۔امام محمد باقرؑ!پیغمبراکرم کے پاس جبریل تمام زمین کےخزانوں کی کنجیاں لے کرتین مرتبہ حاضرہوئے اورآپ کوخزانوں کااختیارپیش کیابغیراس کے کہ اجرآخرت میں کسی طرح کی کمی واقع ہولیکن آپ نے پرسکون زندگی پرتواضع کومقدم رکھا۔(کافی 8 ص130 / 100،امالی الطوسی692 / 1470روایت محمدبن مسلم)۔

559۔امام صادقؑ !جبریل نے رسول اکرم کے پاس حاضرہوکرآپ کوسارا

اختیار دے دیا لیکن آپ نے تواضع کو پسند فرمایا اور اسی بنیاد پر ہمیشہ غلاموں کی طرح بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور بارگاہ الٰہی میں تواضع کے اظہار کے لئے غلاموں ہی سے انداز سے بیٹھنا بھی پسند فرماتے تھے۔(کافی 8 ص 131 / 101 روایت علی بن المغیرہ، کافی 6 ص 270، المحاسن 2 ص 244)۔

560۔حمزہ بن عبداللہ بن عتبہ، پیغمبر اسلام میں وہ خصلتیں پائی جاتی تھیں جن کا جہادوں سے کوئی تعلق نہیں ہے، آپ کو جو سیاہ وسرخ آدمی مدعو کرلیتا تھا اس کی دعوت قبول کرلیتے تھے اور بعض اوقات راستہ میں خرمہ پڑا دیکھ لیتے تھے تو اسے اٹھالیتے تھے صرف اس بات سے خوفزدہ رہتے تھے کہ کہیں صدقہ کا نہ ہو، سواری کرتے وقت زین و غیرہ کا اہتمام نہیں فرماتے تھے۔(الطبقات الکبریٰ 1 ص 370)۔

561۔ یزید بن عبداللہ بن قسیط ! اہل صفّہ پیغمبر کے وہ اصحاب تھے جن کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا اور مسجد ہی میں رہا کرتے تھے اور وہیں آرام کیا کرتے تھے رسول اکرم رات کے وقت انھیں بلاکر اصحاب کے گھر بھیج دیا کرتے تھے تاکہ ان کے یہاں جاکر کھانا کھالیں اور بہت سے افراد کو خود اپنے ساتھ شریک طعام فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ پروردگار نے اسلام کو مالدار بنادیا۔(طبقات کبریٰ 1 ص 255)۔

562۔ابوذر! رسول اکرم اپنے اصحاب کے سامنے اس طرح بیٹھا کرتے تھے کہ باہر سے آنے والا نہیں سمجھ پاتا تھا کہ ان میں پیغمبر کون ہے، تو ہم لوگوں نے عرض کی کہ حضور کے لئے ایک جگہ معین کردیں تاکہ مرد مسافر آپ سے سوال کرسکے چنانچہ ایک چبوترہ بنادیا گیا اور آپ اس پر تشریف فرماہوتے تھے۔(سنن نسائی 8 ص 101، مکارم الاخلاق 1 ص 48/8)۔

563۔ابومسعود! رسول اکرم کی خدمت میں ایک شخص آیا اوراس نے آپ سے گفتگوشروع کی تواس کے جوڑ بند کانپ رہے تھے،آپ نے فرمایا کہ پریشان نہ ہومیں کوئی بادشاہ نہیں ہوں،میری والدہ گرامی بھی گوشت کے ٹکڑوں ہی پر گذارا کیا کرتی تھیں (سنن ابن ماجہ 2 ص1100 / 3312،مکارم الاخلاق 1 ص48 / 7)۔

564۔مطرف! میں بنی عامر کے ایک وفد کے ساتھ رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوااورعرض کی کہ آپ ہمارے سیدوسردار ہیں......فرمایا کہ مالک ومختار پروردگار ہے۔
عرض کی کہ سرکار ہم سب سے افضل و برتر اور عظیم تر تو بہر حال ہیں،فرمایا کہ جو چاہو کہو لیکن خبردار شیطان تمھیں اپنے ساتھ نہ کھینچ لے جائے،(سنن ابی داؤد 4 ص254 / 4806،الادب المفرد 72 / 211،مسند ابن حنبل 5 / 498 / 16307، 499 / 16311،کشف الخفاء 1 ص462 / 1514)۔

565۔امام صادقؑ ! پیغمبر اکرم نے کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا اور آپ بادشاہوں سے مشابہت کوسخت ناپسند فرماتے تھےاورہم بھی ایسا کوئی کام نہیں کرسکتے ہیں۔(کافی 6 ص272 / 8 روایت معلیٰ بن خنیس)۔

566۔زاذان! میں نے حضرت علیؑ کو دیکھا کہ بازار میں کسی شخص کے جوتے کا تسمہ گر جاتا تھا تو اٹھا کر کردیدیتے تھے، ہر بھٹکے ہوئے مسافر کو راستہ بتاتے تھے اور مزدوروں کے سامان اٹھانے میں مدد فرمایا کرتے تھےاوراس آیت کی تلاوت فرماتے تھے، یہ دار آخرت صرف ان لوگوں کے لئے ہے جواس دنیا میں بلندی اورفساد کے طلب گار نہیں ہیں اورآخرت تو بہرحال صاحبان تقویٰ کے لئے ہے،(سورہ قصص ص83)
اورفرمایا کرتے تھے کہ یہ آیت حکام اورصاحبان قدرت واختیار کے بارے میں

نازل ہوئی ہے۔(فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص 621 / 1064)۔

567۔امام صادقؑ! امیر المومنینؑ ایک دن سوار ہو کر نکلے تو کچھ لوگ آپ کے ہمراہ پیدل چلنے لگے......فرمایا کیا تمھیں کوئی ضرورت ہے؟

لوگوں نے عرض کی کہ آپ کی رکاب میں چلنا اچھا لگتا ہے۔

فرمایا کہ واپس جاؤ پیدل کا سوار کے ساتھ پیدل چلنا سوار کے لئے باعث فساد و غرور ہے اور پیدل کے لئے باعث ذلت واہانت ہے۔(کافی 6 ص 540 / 16 روایت ہشام بن تحف العقول ص 209۔

568۔روایت میں وارد ہوا ہے کہ امام حسنؑ مساکین کے پہلو میں بیٹھ کر فرمایا کرتے تھے کہ خدا متکبر افراد کو دوست نہیں رکھتا ہے۔(تفسیر طبری 14 ص 94، العمدۃ ص 400 / 812)۔

569۔روایت میں وارد ہوا ہے کہ امام حسنؑ فقراء کی ایک جماعت کے پاس سے گذرے، وہ لوگ روٹی کے ٹکڑے کھا رہے تھے، انھوں نے آپ کو مدعو کرلیا، آپ بیٹھ گئے اور فرمایا کہ خدا مستکبرین کو دوست نہیں رکھتا ہے۔آپ نے سب کے ساتھ کھانا کھالیا اور کھانے میں کسی طرح کی کمی واقع نہیں ہوئی، اس کے بعد سب کو اپنے گھر بلا کر کھانا بھی کھلا دیا اور کپڑا بھی عنایت فرمایا۔(مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 23)۔

570۔محمد بن عمرو بن حزم! امام حسینؑ مساکین کی ایک جماعت کے پاس سے گذرے جو صفہ میں بیٹھے کھا رہے تھے، ان لوگوں نے آپ کو مدعو کرلیا، آپ شریک طعام ہوگئے اور فرمایا کہ خدا متکبرین کو دوست نہیں رکھتا ہے اس کے بعد فرمایا کہ میں نے تمہاری دعوت قبول کرلی، اب تم میرے یہاں آؤ، وہ لوگ آگئے، آپ نے گھر کے اندر جا کر فرمایا

رباب جو کچھ گھر میں ذخیرہ ہے سب ان لوگوں کے حوالہ کردو۔(تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 151/ 196،تفسیر عیاشی 2ص 257/ 15)۔

571۔ابو بصیر! امام جعفر صادقؑ حمام میں داخل ہوئے تو صاحب حمام نے کہا کہ آپ کے لئے خاص انتظام کرادیا جائے اور اسے خالی کرادیا جائے؟ فرمایا کوئی ضرورت نہیں ہے،مومن ان تکلفات سے سبکتر ہوتا ہے۔(کافی 6ص 503/ 37)۔

572۔روایت میں وارد ہوا ہے کہ امام رضاؑ میں داخل ہوئے تو ایک شخص نے پیٹھ رگڑنے کا مطالبہ کردیا،آپ نے شروع کردیا،ایک شخص نے اسے بتادیا تو وہ معذرت کرنے لگا لیکن آپ اس کی تالیف قلب اور خدمت میں لگے رہے کہ انسان ہی انسان کے کام آتا ہے۔(مناقب ابن شہر آشوب 4ص362)۔

عفو اہلبیتؑ

573۔رسول اکرمؐ! ہم اہلبیتؑ کی مروت کا تقاضا یہ ہے کہ جو ہم پر ظلم کرے اسے معاف کردیں اور جو ہمیں محروم رکھے اسے عطا کردیں۔(تحف العقول ص38)۔

574۔ابو عبداللہ الجدلی! میں نے حضرت عائشہ سے رسول اکرم کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت کوئی فحش بات نہ کہتے تھے اور نہ کوئی ایسا کام کرتے تھے،بازاروں کی طرح شور مچانا بھی آپ کا کام نہیں تھا اور برائی کا بدلہ برائی سے بھی نہیں دیتے تھے بلکہ عفو اور گذر سے کام لیا کرتے تھے۔(سنن ترمذی 4 ص 369/ 2016،مسند ابن حنبل 9 ص 32 / 25472، 10 ص 75 /26049، 94 / 26150۔

575۔عبداللہ! میں نے پیغمبر اسلام کا یہ پیغمبرانہ طریقہ دیکھا ہے کہ لوگوں نے

آپ کو زخمی کر دیا تو آپ چہرہ سے خون صاف کرتے جا رہے تھے اور فرما رہے تھے، خدایا میری قوم کو معاف کر دینا کہ یہ جاہل ہیں۔(صحیح بخاری 6 ص 2539 / 6530، 3 ص 1282 / 3290 ، صحیح مسلم 3 ص 1417 / 1792 ، سنن ابن ماجہ 2 ص 1335 / 2025، مسند ابن حنبل 2 ص 125 / 4017)۔

576۔امام باقرؑ! رسول اکرم کے پاس اس یہودی عورت کو حاضر کیا گیا جس نے آپ کو زہر دیا تھا......تو آپ نے دریافت کیا کہ آخر تو نے ایسا قدم کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ میرا خیال یہ تھا کہ اگر یہ نبی ہیں تو انھیں نقصان نہ ہوگا اور اگر بادشاہ ہیں تو لوگوں کو آرام مل جائے گا۔! یہ سن کر آپ نے اسے معاف کر دیا اور کوئی بدلہ نہیں لیا۔(کافی 1 ص 108 / 9 روایت زرارہ)۔

577۔معاذ بن عبداللہ تمیمی ! خدا کی قسم میں نے اصحاب امیر المومنینؑ کو دیکھا کہ وہ عائشہ کے اونٹ تک پہنچ گئے ہیں اور کسی نے آواز دی کہ اونٹ کے پیر کاٹ دیئے جائیں اور لوگوں نے کاٹ بھی دیئے اور اونٹ گر پڑا لیکن حضرت نے فوراً آواز بلند کر دی کہ جو اسلحہ رکھ دے گا وہ امان میں ہے اور جو میرے گھر میں آجائے گا وہ بھی امان میں ہے، خدا کی قسم میں نے ایسا کریم انسان نہیں دیکھا ہے۔(الجمل ص 365، مروج الذہب 2 ص 378، الاخبار الطوال ص 151، تاریخ یعقوبی 2 ص 182، شرح الاخبار 1 ص 395 / 334)۔

578۔امام علیؑ! اہل بصرہ پر فتح پانے کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا کہ بے شک پروردگار وسیع رحمت کا مالک اور دائمی مغفرت کا مختار ہے، اس کے پاس عظیم معافی بھی ہے اور دردناک عذاب بھی، اس نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کی

رحمت ومغفرت ومعافی صاحبان اطاعت کیلئے ہےاوراس کی رحمت سے ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں......اوراس کا عذاب، غضب، عقاب سب اہل معصیت کے لئے ہےاور ہدایت ودلائل کے بعدکوئی گمراہ نہیں ہوسکتا ہے۔

اہل بصرہ! اب تمھارا کیا خیال ہے جبکہ تم نے میرے عہدکوتوڑ دیا ہےاور میرے خلاف دشمن کا ساتھ دیا ہے؟ ایک شخص کھڑا ہوگیااور کہا کہ تو اچھاہی خیال رکھتے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ آپ نے میدان جیت لیا ہے، اب اگرسزا دیں گےتو ہم اس کے حقدار ہیں اور اگرمعاف کردیں گےتو یہ طریقہ پروردگارکو پسند ہے۔فرمایا جاؤمیں نے معاف کردیا لیکن خبرداراب فتنہ برپانہ کرنا کہ تم نے عہدشکنی بھی کی ہےاورامت میں تفرقہ بھی پیدا کیا ہے، یہ کہہ کرآپ بیٹھ گئے اورلوگوں نے بیعت کرنا شروع کردی۔(ارشاد 1 ص 257، الجمل 407روایت حارث بن سریع)۔

580۔امام زین العابدینؑ! میں مروان بن الحکم کے یہاں گیا تو کہنے لگا کہ میں نے تمھارے دادا سے زیادہ کریم کوئی انسان نہیں دیکھا کہ انھیں روز جمل ہم پر غلبہ حاصل ہوگیا لیکن انھوں نے منادی کرادی کہ خبردار کسی بھاگنے والے کوقتل نہ کیا جائے اورکسی زخمی کا خاتمہ نہ کیا جائے۔(السنن الکبریٰ 8 ص 214 / 16746 روایت ابراہیم بن محمدعن الصادقؑ، المبسوط ص264 عن الصادقؑ)۔

581۔ابن ابی الحدید! امیرالمومنینؑ حلم ودرگذر کے معاملہ میں تمام لوگوں سے زیادہ معاف کرنے والے اورحلیم تھے جس کا صحیح مظاہرہ روز جمل ہوا ہے جب آپ نے مروان بن الحکم پر قابو حاصل کرلیا جوآپ کا شدیدترین اور بدترین دشمن تھا لیکن اس کے باوجوداسے چھوڑ دیا۔

یہی حال عبداللہ بن زبیر کا تھا کہ برملا آپ کو گالیاں دیا کرتا تھا اور روز جمل بھی اپنے خطبہ میں آپ کو لئیم اور ذلیل جیسیا الفاظ سے یاد کیا تھا اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک یہ بدبخت جوان نہیں ہوا زبیر ہمارے ساتھ تھا اور اس کے بعد اس نے گمراہ کر دیا، لیکن اس کے باجود جب قبضہ میں آ گیا تو اسے معاف کر دیا اور فرمایا کہ میرے سامنے سے ہٹ جاو، میں تجھے دیکھنا نہیں چاہتا ہوں۔

یہی کیفیت جمل کے بعد سعید بن العاص کی تھی کہ جب وہ مکہ میں پکڑا گیا تو سخت ترین دشمن ہونے کے باوجود آپ نے کچھ نہیں کہا اور اسے نظر انداز کر دیا، پھر عائشہ کے بارے میں تو آپ کا سلوک بالکل واضح ہے کہ آپ نے انھیں بیس عورتوں کے ساتھ مدینہ واپس کر دیا اور عورتوں کو سپاہیوں کا لباس پنھا دیا اور تلواریں ساتھ کر دیں، لیکن آپ راستہ میں بھی تنقید کرتی رہیں کہ ہمیں مردوں کے لشکر کے حوالہ کر دیا، یہ تو جب مدینہ پہنچ کر ان عورتوں نے فوجی لباس اتارا تو عائشہ کو علیؑ کے کرم کا اندازہ ہوا اور شرمندہ ہو گئیں۔

خود اہل بصرہ نے آپ سے جنگ کی، آپ کو اور آپ کی اولاد کو تلواروں کا نشانہ بنایا لیکن جب آپ نے فتح حاصل کر لی تو تلوار نہیں اٹھائی اور اعلان عام کرا دیا کہ خبردار کسی بھاگتے ہوئے کا پیچھا نہ کیا جائے، کسی زخمی کو مارا نہ جائے، کسی قیدی کو قتل نہ کیا جائے اور جو اسلحہ رکھدے یا میرے لشکر کی پناہ میں آجائے اسے پناہ دیدی جائے، مال غنیمت پر قبضہ نہ کیا جائے، بچوں کو اسیر نہ کیا جائے، حالانکہ آپ کو یہ سب کچھ کرنے کا حق اور اختیار حاصل تھا لیکن آپ نے عفو و درگذر کے علاوہ کوئی اقدام نہیں کیا اور روز فتح مکہ پیغمبر اسلام کی سیرت کو زندہ کر دیا کہ آپ نے بھی عفو و درگذر سے کام لیا تھا حالانکہ عداوتیں سرد نہیں ہوئی تھیں اور زیادتیاں بھلائی نہیں جاسکی تھیں۔ (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید 1 ص 22/ 23)۔

582۔امام حسنؑ! ابن ملجم کو گرفتار کرکے امیر المومنینؑ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے باقاعدہ کھانے اور آرام کرنے کا انتظام کیا جائے اس کے بعد میں زندہ رہ گیا تو میں خود صاحب اختیار ہوں چاہے معاف کروں یا بدلہ لوں/لیکن اگر میں نہ بچ سکا تو اسے بھی میرے پاس پہنچا دینا تاکہ خدا کی بارگاہ میں فیصلہ کرایا جاسکے۔(اسد الغابہ 4 ص 113، تاریخ دمشق حالات امام علی 3 ص 300 / 1400، روایت محمد بن سعد، انساب الاشراف 2 ص 495 / 529، الامامۃ والسیاسۃ 1 ص 181۔

583۔امام باقرؑ! حضرت علیؑ نے زخمی ہونے کے بعد ابن ملجم کے بارے میں فرمایا کہ اس کے کھانے پینے کا انتظام کرو اور اچھا برتاؤ کرو، اس کے بعد میں زندہ رہ گیا تو میں اپنے خون کا حقدار ہوں چاہے معاف کروں یا بدلہ لوں اور اگر نہ رہ گیا اور تم نے اسے قتل کردیا تو خبردار لاش کے ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا۔(السنن الکبریٰ 8 ص 317 / 16759 روایت ابراہیم بن محمد عن الصادق، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 3 ص 297 / 1398، روایت ابن عیاض، استیعاب 3 ص 219، مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 213، الجعفریات ص 53، قرب الاسناد ص 143 / 515 روایت ابوالبختری عن الصادقؑ)۔

584۔روایت میں وارد ہوا ہے کہ امام حسنؑ کے ایک غلام نے کوئی قابل سزا عمل انجام دیا تو آپ نے اسے مارنے کا حکم دیدیا، اس نے فوراً آیت شریفہ پڑھی "**والکاظمین الغیظ**، صاحبان تقویٰ غصہ کو پی جاتے ہیں؟

فرمایا میں نے ضبط کرلیا، اس نے کہا" **والعافین عن الناس** "اور لوگوں کی غلطیوں کو معاف کردیتے ہیں، فرمایا میں نے معاف کردیا۔

اس نے تیسرا ٹکڑا پڑھ دیا" **واللہ یحب المحسنین** "اور اللہ احسان کرنے

والوں کو دوست رکھتا ہے؟ فرمایا کہ میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کر دیا اور پہلے سے دگنا مال بھی دے رہا ہوں۔ (الفرج بعد الشسدۃ 1 ص 101)۔

585۔ روز عاشور حر بن یزید نے امام حسینؑ کی خدمت میں آکر عرض کی، خدا مجھے آپ کا فدیہ بنادے، فرزند رسول! میں وہی شخص ہوں جس نے آپ کا راستہ روکا تھا اور آپ کو ساتھ لے کر آیا تھا اور اس صحرائے بلاء میں روک دیا تھا، خدائے وحدہ لاشریک کی قسم مجھے نہیں معلوم تھا کہ قوم آپ کے مطالبہ کو ٹھکرا دے گی، خیر، اب میں اپنے گناہوں کی توبہ کے لئے حاضر ہوا ہوں اور آپ کے سامنے قربان ہونا چاہتا ہوں۔

فرمایئے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ فرمایا بیشک خدا توبہ کا قبول کرنے والا ہے اور معاف کرنے والا ہے، تیرا نام کیا ہے؟ حر نے کہا میں حر بن یزید ہوں!......فرمایا تو واقعاً حر ہے جس طرح تیری ماں نے تیرا نام رکھا ہے، واللہ تو دنیا و آخرت دونوں میں آزاد ہے! اب گھوڑے سے اتر آؤ، حر نے عرض کی کہ حضور اب اسی طرح جہاد کی اجازت دیدیں در اترنے کے لئے نہ فرمائیں یہاں تک کہ گھوڑے سے گرایا جاؤں۔

آپ نے فرمایا تمھیں اختیار ہے، جو چاہو کرو خدا تم پر رحمت نازل کرے گا۔ (تاریخ طبری 5 ص 427، اعلام الوریٰ ص 239)۔

586۔ عبداللہ بن محمد! میں نے عبدالرزاق کو یہ کہتے سنا ہے کہ امام "زین العابدینؑ" وضو کی تیاری میں تھے اور ایک کنیز پانی انڈیل رہی تھی کہ لوٹا اس کے ہاتھ سے گر گیا اور حضرت کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا، آپ نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھنا چاہا، اس نے فوراً قرآن مجید کے اس کلمہ کی تلاوت کر دی " **والکاظمین الغیظ** "......فرمایا میں نے غصہ کو ضبط کر لیا۔

اس نے دوسرا ٹکڑا پڑھا ”والعافین عن الناس“ ......فرمایا میں نے تجھے معاف کردیا۔

اس نے کہا ”واللہ یحب المحسنین“ ......فرمایا کہ جا میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کردیا۔

(تاریخ دمشق حالات امام زین العابدینؑ 58 / 89، امالی صدوق (ر) 168 / 12، ارشاد 2 ص 146، مجمع البیان 2 ص 838، اعلام الوریٰ ص 256، کشف الغمہ 2 ص 299 روایت زہری، شرح الاخبار 3 ص 259 / 1161، روضۃ الواعظین ص 220، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 157)۔

سیرت عبادت اہلبیتؑ

1۔اخلاص عبادت

587۔امام علیؑ! خدایا میں نے تیری عبادت نہ تیری جنت کی طمع میں کی ہے اور نہ تیرے جہنم کے خوف سے...... بلکہ تجھے عبادت کا اہل پایا ہے تو تیری عبادت کی ہے۔(عوالی اللئالی 1 ص 404 / 63۔2 ص 11 / 18، شرح نہج البلاغہ ابن میثم بحرانی 5 ص 361، شرح مأتہ کلمہ ص 235)۔

واضح رہے کہ شرح نہج میں الفاظ اس طرح نقل ہوتے ہیں" ما عبدتک خوفا من عقابک ولاطمعاً فی ثوابک......"۔

588۔امام علیؑ! ایک قوم نے اللہ کی عبادت رغبت کی بنا پر کی ہے اور یہ تاجروں کی عبادت ہے، دوسری قوم نے خوف کی بنا پر کی ہے تو یہ غلاموں کی عبادت ہے اور ایک قوم نے اس کی عبادت شکر نعمت کی بنیاد پر کی ہے، یہی آزاد اور شریف لوگوں کی عبادت ہے۔(نہج البلاغہ حکمت 237، تحف العقول ص 246 عن الحسینؑ، تاریخ دمشق حالات امام زین العابدینؑ ص 111 / 141، حلیۃ الاولیاء ص 134، روایت ابراہیم علوی از امام صادقؑ۔

589۔امام صادقؑ! عبادت گذاروں کی تین قسمیں ہیں، ایک قوم نے خوف کی بنیاد پر عبادت کی ہے تو یہ غلاموں کی عبادت ہے اور ایک قوم نے ثواب کی خواہش میں عبادت کی ہے تو یہ مزدوروں کی عبادت ہے۔البتہ ایک قوم نے اس کی محبت میں عبادت کی

ہے اور یہی آزادمردوں کی عبادت ہے اور یہی بہترین عبادت ہے۔(کافی 2 ص84 /5 روایت ہارون بن خارجہ)۔

590۔امام زین العابدینؑ ! مجھے یہ بات سخت ناپسند ہے کہ خدا کی عبادت کروں اوراس کا مقصد ثواب کے علاوہ کچھ نہ ہواوراس طرح ایک لالچی بندہ بن جاؤں کے اسے طمع ہوتو عبادت کرے اور نہ ہوتو نہ کرے اور یہ بھی ناپسند ہے کہ میرا محرک صرف عذاب کا خوف ہواوراس طرح بدترین بندہ بن جاؤں کہ خوف نہ ہوتو کام ہی نہ کرے۔

کسی نے دریافت کیا پھر آپ کیوں عبادت کرتے ہیں؟ فرمایا اس لئے کہ وہ اہل ہے اور اس کے انعامات میری گردن پر ہیں۔(تفسیر منسوب بہ امام عسکریؑ ص 328 /180)۔

2۔مشقت عبادت

591۔امام محمد باقرؑ ! رسول اکرم عائشہ کے حجرہ میں تھے تو انھوں نے کہا کہ آپ اس قدر زحمت عبادت کیوں برداشت کرتے ہیں جبکہ خدا نے آپ کے تمام گناہوں کو بخش دیا ہے؟ فرمایا کیا میں خدا کا بندۂ شکر گذار نہ بنوں !۔

آپ پنچوں کے بھل کھڑے رہتے تھے یہاں تک کہ پروردگار نے سورۂ طٰہٰ نازل فرمایا کہ " ہم نے قرآن اس لئے نہیں نازل کیا ہے کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں ۔(کافی 2 ص95 /2 روایت ابوبصیر، احتجاج 1 ص520)۔

592۔ عائشہ ! رسول اکرم راتوں کو اس قدر قیام فرماتے تھے کہ پیر پھٹنے لگتے تھے تو میں نے عرض کی کہ آپ اس قدر زحمت کیوں کرتے ہیں جبکہ خدا نے آپ کے تمام اول وآخر گناہ معاف کر دیئے ہیں؟ فرمایا کیا میں بندہ شکر گذار بننا پسند نہ کروں ۔(بخاری

4 ص1830/ 3557، مسلم 4 ص2172، 2820، صحیح بخاری 1 ص 380/ 1078 ،ص2375/ 8106، 4/ 1830/ 4586، صحیح مسلم 4 ص 2171/ 2819، سنن ترمذی 2 ص268، 412، سنن ابن ماجہ 1 ص456/ 1419، سنن نسائی 3 ص219 ،مسند ابن حنبل 6 ص348/ 18366، الزہد ابن المبارک 35/ 4731 روایت مغیرہ تاریخ بغداد 4 ص 231 روایت انس 7، ص 265 روایت ابو حجیفہ، فتح الابواب ص 170 روایت زہری)۔

593۔ بکر بن عبداللہ! عمر بن الخطاب پیغمبر اسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جب حضرت بیمار تھے اور کہنے لگے کہ آپ کس قدر اپنے کو تھکاتے ہیں؟ فرمایا مجھے کون سی چیز مانع ہے کل شب میں تیس سوروں کی تلاوت کی ہے جن میں سور طوال بھی شامل تھے۔

کہنے لگے کہ خدا نے آپ کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے اس کے بعد بھی اس قدر زحمت کرتے ہیں؟ فرمایا کیا میں خدا کا بندہ شکر گذار نہ بنوں۔ (امالی طوسی (ر) ص403/ 903)۔594۔امام صادقؑ! رسول اکرم مستحب نمازیں فرض نمازوں سے دوگنی ادا کیا کرتے تھے۔ (کافی 3 ص443/ 3، تہذیب 2 ص4/ 3، استبصار 1 ص 218/ 7703 روایت فضیل بن یسار و فضل بن عبدالملک و بکیر)۔

595۔ عائشہ! رسول اکرم لمبی راتوں میں بھی کبھی کھڑے ہو کر نمازیں پڑھتے تھے اور کبھی بیٹھ کر۔ (صحیح مسلم 1 ص504/ 105، سنن ترمذی 2 ص23/ 3751 سنن ابن ماجہ 1 ص 388/ 1228، سنن نسائی 3 ص 219، مسند ابن حنبل 9 ص 393/ 24723 ص397/ 24743، مستدرک 1 ص397/ 976)۔

596۔ عائشہ! آیت کریمہ "قم اللیل الا قلیلا" کے نازل ہونے سے پہلے رسول اکرم بہت ہی کم آرام فرماتے تھے۔ (مسند ابویعلی 4 ص 466 / 4918)۔

597۔ عائشہ! رسول اکرم ہر حال میں ذکر خدا کرتے رہتے تھے۔ (صحیح مسلم 1 ص 282 / 117، سنن ترمذی 5 ص 463 / 3384، سنن ابی داؤد 1 ص 5 / 18)۔

598۔ ام علیؑ! فاطمہؑ نے رسول اکرم سے خادمہ کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے بڑی شے بتا سکتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سوتے وقت 34 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمدللہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر (دن بھر کی تمام تھکن دور ہو جائے گی) جس کے بعد میں نے کبھی اس تسبیح کو ترک نہیں کیا۔

ایک شخص نے کہا کہ صفین کی رات بھی؟ فرمایا ہاں صفین کی رات بھی۔) صحیح بخاری 5 ص 2041 / 5044، صحیح مسلم 4 ص 2091 / 2727، مسند الحمیدی 1 ص 24 / 43، تاریخ بغداد 3 ص 24 روایات عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ، مسند احمد 1 ص 332 / 1312 روایت ابن اعبد)۔

599۔ عروۃ بن الزبیر! ہم سب مسجد پیغمبر میں بیٹھے ہوئے اصحاب بدر و بیعت رضوان کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے تو ابن درداء نے کہا کہ کیا میں تم لوگوں کو ایک ایسے شخص کے بارے میں بتاؤں جو ساری قوم میں مال کے اعتبار سے سب سے کمزور، تقویٰ میں سب سے طاقتور اور عبادت میں سب سے زیادہ رحمت کرنے والا تھا، لوگوں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ کہا علیؑ بن ابی طالب (امالی الصدوق (ر) 72 / 9، روضۃ الواعظین ص 125 مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 124)۔

600۔ حبّہ عرنی! ہم نوف و حبۃ القصر میں سو رہے تھے کہ اچانک دیکھا

امیر المومنینؑ دیوار پر ہاتھ رکھے رات کے سناٹے میں ان فی خلق السماوات والارض...... کی تلاوت کررہے ہیں اوراس کے بعداسی عالم استغراق میں میری طرف رخ کرکے فرمایا کہ حبہ! جاگ رہے ہو یا سورہے ہو؟

میں نے عرض کی کہ میں تو جاگ رہا ہوں لیکن جب آپ کی بیقراری کا یہ عالم ہے تو ہم گنہگاروں کا کیا حال ہوگا؟ یہ سن کرآپ نے زاروقطار رونا شروع کردیا، اورفرمایا کہ حبہ! دیکھو ہمیں بھی پروردگار کے سامنے کھڑا ہونا ہے اوراس سے کسی شخص کے اعمال پوشیدہ نہیں ہیں، وہ ہم سے اورتم سے رگ گردن سے زیادہ قریب تر ہے اورکوئی شے ہمارے اوراس کے درمیان حائل نہیں ہوسکتی ہے۔

اس کے بعد نوف کی طرف رخ کرکے فرمایا کہ تم سورہے ہو یا جاک رہے ہو؟

نوف نے عرض کی یاامیر المومنینؑ! ویسے تو میں بیدار ہوں لیکن آج کی شب آپ نے بہت رلایا، فرمایا۔نوف! اگراس شب میں تمھارا اگریہ خوف خدا سے تھا تو کل روز قیامت تمھاری آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی۔

نوف! یادرکھو خوف خدا میں جوایک قطرۂ اشک آنکھوں سے نکل آتا ہے وہ جہنم کی آگ کے دریاؤں کو بجھا سکتا ہے، پروردگار کی نگاہ میں اس سے عظیم ترکوئی انسان نہیں ہے جو روئے تو خوف خدا میں روئے اورمحبت یادشمنی کرے تووہ بھی خدا کے لئے کرے، دیکھو جوخدا کے لئے محبت کرتا ہے وہ اس کی محبت پرکسی محبت کو مقدم نہیں کرتا ہے اورجو برائے خدا دشمنی کرتا ہے اس کے دشمن کے لئے کوئی خیر نہیں ہے، اورایسی ہی محبت اورعداوت سے انسان کاایمان کامل ہوتا ہے۔

اس کے بعد حضرت نے دونوں افراد کو موعظہ فرمایا اورآخر میں فرمایا کہ اللہ کی

طرف سے ہوشیار رہنا کہ میں نے تمھیں ہوشیار کر دیا ہے، اس کے بعد یہ مناجات کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے کہ خدایا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ غفلتوں کی حالت میں بھی تیری نگاہ کرم رہتی ہے یا تو منھ پھیر لیتا ہے؟ اور کاش مجھے یہ اندازہ ہوتا کہ اس طویل نیند اور قلیل شکر کے بعد بھی تو نعمتیں عطا فرما رہا ہے تو اب میرا کیا حال ہونے والا ہے۔

اس کے بعد اسی عالم میں آپ فریاد کرتے رہے یہاں تک طلوع فجر کا وقت آگیا۔(فلاح السائل ص266)۔

601۔ابو صالح! ضرار بن ضمرہ کنانی معاویہ کے دربار میں وارد ہوئے تو اس نے کہا کہ ذرا علیؑ کے اوصافت تو بیان کرو؟ ضرار نے کہا مسلمانوں کے امیر! مجھے معاف کردے تو بہتر ہے، معاویہ نے کہا ہرگز نہیں۔!

ضرار نے کہا کہ اگر بیان ضروری ہے تو سن! خدا گواہ ہے کہ میں نے بعض اوقات اندھیری رات میں جب ستارے ڈوب چکے تھے یہ دیکھا ہے کہ علیؑ محراب عبادت میں داڑھی پر ہاتھ رکھے ہوئے یوں تڑپ رہے تھے جس طرح مار گزیدہ تڑپتا ہے اور پھر بیقراری کے ساتھ گریہ کررہے تھے۔

ایسا لگتا ہے کہ میں اس وقت بھی یہ منظر دیکھ رہا ہوں کہ وہ پروردگار کو رورو کر پکار رہے ہیں اور پھر دنیا کو خطاب کر کے کہہ رہے ہیں......اے دنیا! تیرا رخ میری طرف کیوں ہوگیا ہے، افسوس کہ تو بلا وجہ زحمت کررہی ہے، جا کسی اور کو دھوکہ دینا، میں تجھے تین بار ٹھکرا چکا ہوں تیری عمر بہت مختصر ہے اور تیری منزل بہت حقیر ہے اور تیرا خطرہ بہت عظیم ہے، آہ، آہ! زاد سفر کس قدر کم ہے اور سفر کس قدر طولانی ہے اور راستہ بھی کس قدر وحشتناک ہے"۔

یہ سن کر معاویہ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہوگئے اور اس نے آستینوں

سے آنسوؤں کو پونچھنا شروع کر دیا اور سارے دربار پر گریہ طاری ہو گیا اور معاویہ نے کہا کہ یقیناً ابوالحسنؑ ایسے ہی تھے۔

ضرار اب علیؑ کے بعد تمھارا کیا حال ہے! ضرار نے کہا کہ جیسے کسی ماں کا بچہ اس کی گود میں ذبح کر دیا جائے کہ نہ اس کے آنسو رک سکتے ہیں اور نہ اس کے دل کو سکون مل سکتا ہے، یہ کہہ کر اٹھے اور باہر نکل گئے۔ (حلیۃ الاولیاء 1 ص 84، الصواعق المحرقہ ص 131، مروج الذہب 2 ص 433، الاستیعاب 3 ص 209، خصائص الائمہ ص 70، کنز الفوائد 2 ص 103، مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 103، نہج البلاغہ حکمت ص 77 الفصول المہمہ ص 127)۔

602۔ امام حسنؑ! میں نے اپنی مادر گرامی کو دیکھا ہے کہ شب جمعہ محراب عبادت میں مصروف رکوع وسجود رہیں یہاں تک کہ فجر طالع ہوگئی اور یہ سنا کہ آپ مسلسل مومنین اور مومنات کے حق میں نام بنام دعا کرتی رہیں اور ایک حرف دعا بھی اپنے حق میں نہیں کہا۔

میں نے عرض کی کہ مادر گرامی! آپ دوسروں کے حق میں دعا کرتی ہیں، اپنے واسطے کیوں دعا نہیں کرتی ہیں؟ فرمایا بیٹا، پہلے ہمسایہ اس کے بعد اپنا گھر۔ (دلائل الامامۃ 152 / 65، علل الشرائع 181 / 1، کشف الغمہ 2 ص 94، ضیافۃ الاخوان ص 265 روایت فاطمہ صغری)۔

603۔ حسن بصری! اس امت میں فاطمہ زہرا سے زیادہ عبادت گذار کوئی نہیں گذرا ہے، وہ رابت بھی مصلّی پر کھڑی رہتی تھیں یہاں تک کہ پیروں پر ورم آجاتا تھا۔ (مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 341، ربیع الابرار 2 ص 104)۔

604۔عبداللہ بن زبیر نے شہادت امام حسینؑ کی خبرسن کر یہ کلمات زبان پر جاری کئے، خدا کی قسم تم نے اسے مارا ہے جوراتوں کو اکثر قیام کیا کرتا تھا اور دنوں میں اکثر روزے رکھا کرتا تھا۔(تاریخ طبری 5 ص 375 ،مقتل ابومخنف ص 247 روایت عبدالملک بن نوفل)۔

605۔امام زین العابدینؑ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے والدمحترم کی اولاد اس قدرکم کیوں ہے؟ فرمایا مجھےتو اتنی اولاد پر بھی تعجب ہے کہ رات دن میں ایک ہزار رکعت نماز ادا کیا کرتے تھےتو انھیں گھر والوں کے ساتھ رہنے کا موقع کب ملتا تھا۔(تاریخ یعقوبی 2 ص 247،العقد الفرید 2 ص 243،فلاح السائل ص 269)۔

606 ۔ امام صادقؑ ! حضرت علیؑ بن الحسینؑ عبادات میں بے حد زحمت برداشت کیا کرتے تھے، دنوں میں روزہ رکھتے تھے اور راتوں میں نمازیں پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ بیمار ہوگئے تو میں نے عرض کی بابا! کب تک یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا ؟ فرمایا میں اپنے پروردگار سے قربت چاہتا ہوں شائد وہ اس طرح اپنی بارگاہ میں جگہ دیدے۔(مناقب ابن شہرآشوب 4 ص 155 روایت معتب)۔

607۔امام صادقؑ ،حضرت علیؑ بن الحسینؑ جب حضرت علیؑ کی کتاب کا مطالعہ فرماتے تھےاوران کی عبادتوں کا ذکر دیکھتے تھےتو فرماتے تھے کہ اس قدر عمل کون کرسکتا ہے، یہ کس کے بس کی بات ہے، اس کے بعد پھر عمل شروع کردیتے تھے، مصلیٰ پر نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھےتو چہرہ کا رنگ بدل جاتا تھا اور واضح طور پر اثرات ظاہر ہونے لگتے تھے اور امیر المومنینؑ جیسی عبادت ان کے گھرانہ میں بھی حضرت علیؑ بن الحسینؑ کے علاوہ کوئی نہیں کرسکا۔(کافی 8 ص 163 / 172 روایت سلمہ بیّاع السابری)۔

608۔عمرو بن عبداللہ بن ہند الجملی ، امام محمدؑ باقر سے رایت کرتے ہیں کہ جب جناب فاطمہ بنت علیؑ نے اپنے بھتیجے زین العابدینؑ کو اس شدت اور کثرت سے عبادت کرتے دیکھا تو جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حزام انصاری کے پاس آئیں اور فرمایا کہ تم صحابی رسول ہو، ہمارے تمھارے اوپر حقوق ہیں اور ان میں سے ایک حق یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کو زحمت ومشقت سے ہلاکت ہوتے دیکھو تو اس کی زنگی کا بندوبست کرو، دیکھو یہ علیؑ بن الحسینؑ جو اپنے باپ کی تنہا یادگار ہیں، اس قدر عبادت کر رہے ہیں کہ پیشانی، ہتھیلی اور گھٹنوں پر گھٹے پڑ گئے ہیں اور اس کے بعد بھی مسلسل نمازیں پڑھتے چلے جارہے ہیں؟

جابر بن عبداللہ یہ سن کر امام زین العابدینؑ کے دروازہ پر آئے اور وہاں امامؑ باقر کو بنیٔ ہاشم کے نوجوانوں کے ساتھ دیکھا، جابر نے انھیں آگے بڑھتے دیکھا تو کہا کہ واللہ یہ بالکل رسول اکرم کی رفتار ہے۔اور پوچھا کہ فرزند آپ کون ہیں؟

فرمایا میں محمد! بن علیؑ بن الحسینؑ ہوں! یہ سن جابر رونے لگے اور کہا کہ واللہ آپ ہی علوم کی باریکیاں ظاہر کرنے والے باقرؑ ہیں، ذرا میرے قریب آیئے میرے ماں باپ آپ پر قربان ! حضرت آگے بڑھے، جابر نے بند پیراہن کھولے، سینہ پر اپنا ہاتھ رکھ کر سینہ مبارک کو بوسہ دیا اور اپنا رخسار اور چہرہ جسم مبارک سے مس کیا اور کہا کہ میں آپ کو آپ کے جد رسول اکرم کا سلام پہنچا رہا ہوں اور میں نے وہی سب کچھ کیا ہے جس کا حضرت نے مجھے حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ تم اس دنیا میں اس وقت تک زندہ رہو گے کہ میرے ایک فرزند محمد سے ملاقات کرو گے جو علمی موشگافیاں کرنے والا ہوگا...... اور دیکھو تم نابینا ہو جاؤ گے تو وہ تمھاری بصارت کا انتظام کر دے گا۔

یہ کہہ کر امام سجادؑ کی خدمت میں حاضری کی درخواست کی، آپ گھر کے اندر گئے

اور بابا کو اطلاع دی کہ ایک بزرگ دروازہ پر ہیں اور انھوں نے میری ساتھ اس اندازہ کا برتاؤ کیا ہے، فرمایا فرزند یہ جابر بن عبداللہ ہیں اور یہ سارے اعمال کیا انھوں نے خاندان کے بچوں کے سامنے انجام دیئے ہیں اور یہ ساری باتیں سب کے سامنے کی ہیں......؟ عرض کی جی ہاں......فرمایا انا للہ......انھوں نے کوئی برا قصد نہیں کیا لیکن تمھاری زندگی کو خطرہ میں ڈال دیا۔

اس کے بعد جابر کو داخلہ کی اجازت دیدی اور جب جابر گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپ محراب عبادت میں ہیں اور جسم انتہائی لاغر ہو چکا ہے آپ نے اٹھ کر نحیف آواز میں جابر سے خیریت دریافت کی اور اپنے پہلو میں بٹھالیا۔

جابر نے گزارش شروع کی، فرزند رسول! کیا آپ کو نہیں معلوم ہے کہ پروردگار نے جنت کو آپ ہی حضرات کے لئے خلق کیا ہے اور جہنم کو آپ کے دشمنوں ہی کے لئے بنایا ہے تو آخر اس قدر زحمت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

فرمایا اے صحابی رسول! کیا آپ کو نہیں معلوم ہے کہ پروردگار نے میرے جد رسول اکرم کے جملہ محاسبات کو بخش دیا تھا لیکن اس کے بعد بھی انھوں نے عبادت کی مشقت کو نظر انداز نہیں کیا اور اس قدر عبادت کی کہ پیروں پر ورم آگیا اور جب ان سے یہی گزارش کی گئی کہ آپ کو عبادت کی کیا ضرورت ہے؟ تو فرمایا کہ کیا میں اپنے پروردگار کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟ جابر نے جب یہ دیکھا کہ حضرت زین العابدینؑ پر میری بات کا اثر ہونے والا نہیں ہے اور وہ عبادات میں تخفیف کرنے والے نہیں ہیں تو عرض کی کہ فرزند رسول! اپنی زندگی کا خیال رکھیں کہ آپ ہی حضرات کے ذریعہ امت کی بلائین دفع ہوتی ہے، مصیبتوں سے نجات ملتی ہے آسمان سے بارش ہوتی ہے؟

فرمایا، جابر؟ میں اس وقت تک اپنے اب وجد کے راستہ پر گامزن رہوں گا جب تک مالک کی بارگاہ میں نہ پہنچ جاؤں! جابر نے حاضرین کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے اولاد انبیاء میں یوسف بن یعقوب کے علاوہ علیؑ بن الحسینؑ جیسا کوئی انسان نہیں دیکھا ہے لیکن خدا گواہ ہے کہ علیؑ بن الحسینؑ کی ذریت یوسف کی ذریت سے کہیں زیادہ بہتر ہے، بلکہ ان میں تو ایک وہ بھی ہوگا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا ہے، بلکہ ان میں تو ایک وہ بھی ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا (امالی طوسی (ر) ص 236 / 1314، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 148، بشارۃ المصطفیٰ ص 66)۔

609۔امامؑ صادق! میرے پدر بزرگوار تاریکی شب میں نمازیں پڑھتے پڑھتے جب سجدہ میں طول دیتے تھے تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے نیند آ گئی ہو۔(قرب الاسناد 5 ص 15 روایت مسعدہ بن صدقہ)

610۔امام صادقؑ ! میں پدر بزرگوار کے لئے بستر بچھا کر انتظار کیا کرتا تھا اور جب وہ آرام فرما لیتے تھے تو میں اپنے بستر پر جاتا تھا، ایک شب میں انتظار کرتا رہا اور جب دیر ہوگئی تو آپ کی تلاش میں مسجد کی طرف گیا، دیکھا کہ آپ تنہا مسجد میں سجدۂ پروردگار میں پڑے ہیں اور نہایت کرب کے عالم میں مناجات کر رہے ہیں" خدایا تو مالک بے نیاز ہے اور یقیناً میرا پروردگار ہے، میں نے یہ سجدہ تیری بندگی اور عبدیت کے اقرار کے لئے کیا ہے، خدایا میرا عمل بہت کمزور ہے اب تو ہی اسے مضاعف کردے، خدایا اس دن کے عذاب سے محفوظ رکھنا جس دن تمام بندوں کو قبروں سے نکالا جائیگا اور میری توبہ کو قبول کر لینا کہ توبہ کا قبول کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔(کافی 3 ص 333 / 9 از اسحاق بن عمار)۔

611۔امام صادقؑ میرے والد بزرگوار بہت زیادہ ذکر خدا کیا کرتے تھے اور

میں جب بھی ان کے ساتھ چلتا تھا یا کھانا کھاتا تھا تو انھیں ذکر خدا کرتے ہی دیکھتا تھا، حد یہ ہے کہ لوگوں سے گفتگو بھی آپ کو ذکر خدا سے غافل نہیں بنا سکتی تھی، میں اکثر اوقات دیکھتا تھا کہ زبان تالو سے چپک جاتی تھی اور لا الہ الا اللہ کہتے رہتے تھے، ہم سب کو جمع کر کے طلوع آفتاب تک ذکر خدا کا حکم دیا کرتے تھے اور جو قرآن پڑھ سکتا تھا اسے تلاوت کا حکم دیتے تھے ورنہ ذکر خدا کا امر فرمایا کرتے تھے۔ (کافی 2 ص 499 / 1 از ابن القداح)۔

612۔ یحیٰ العلوی! حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ کو ان کی کثرت عبادت کی بنا پر عبد صالح کہا جاتا تھا اور ہمارے بعض اصحاب کا بیان ہے کہ انھوں نے مسجد پیغمبر میں جا کر اول شب میں سجدہ شروع کیا اور اس میں یہ مناجات شروع کی کہ خدایا تیرے بندہ کا گناہ عظیم ہے تو تیری معافی کو بھی عظیم ہونا چاہیئے۔ اے صاحب تقویٰ، اے صاحب مغفرت! اور اس طرح صبح تک دہراتے رہے۔ (تاریخ بغداد 13 ص 27)۔

613۔ حفص! میں نے حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ سے زیادہ نہ خدا کا خوف رکھنے والا دیکھا ہے اور نہ اس کی رحمت کا امیدوار دیکھا ہے، آپ کی تلاوت کا انداز بھی حزنیہ ہوتا تھا اور اس طرح پڑھتے تھے جیسے کسی انسان سے باتیں کر رہے ہو۔ (کافی 2 ص 606 / 10)۔

614۔ ثوبانی! حضرت موسیٰؑ ابن جعفرؑ چند سال تک اسی انداز سے عبادت کرتے رہے کہ طلوع آفتاب سے زوال تک سجدہ ہی میں رہا کرتے تھے یہاں تک کہ کبھی کبھی...... بلندی پر جا کر قید خانہ میں روشندان سے دیکھتا تھا تو آپ کو سجدہ میں پاتا تھا اور پوچھتا تھا کہ اے ربیع (داروغہ زندان) یہ کپڑا کیسا پڑا ہے؟ تو وہ کہتا تھا کہ امیر المومنین! یہ کپڑا نہیں ہے،

یہ موسیٰؑ بن جعفرؑ ہیں جو روزانہ طلوع آفتاب سے زوال تک سجدہ معبود میں پڑے رہتے ہیں۔

ہارون کہتا کہ بیشک یہ بنیٔ ہاشم کے راہبوں میں سے ہیں تو میں کہتا کہ پھر آپ نے انھیں اس تنگی زندان میں کیوں رکھا ہے؟ تو کہتا کہ اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ (عیون اخبار الرضاؑ 1 ص 95، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 318 از یونانی)۔

615۔ عبدالسلام بن صالح الہردی راوی ہے کہ میں مقام سرخس میں اس گھر تک پہنچا جہاں امام رضاؑ کو قید رکھا گیا تھا اور میں نے نگرانِ زنداں سے اجازت چاہی تو اس نے کہا کہ اس کا کوئی امکان نہیں ہے۔

میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا کہ یہ دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے ہیں اور صرف ایک ساعت ابتدائے روز میں اور وقت زوال اور نزدیک غروب نماز روک دیتے ہیں لیکن مصلیٰ پر بیٹھ کر ذکر خدا کرتے رہتے ہیں۔ (عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 183/6)۔

3۔ نماز اہلبیتؑ

616۔ رسول اکرم! میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز کے اندر رکھی گئی ہے (تاریخ بغداد 12 ص 372 از انس بن مالک، المعجم الکبیر 20/1023 از مغیرہ)۔

617۔ عبداللہ بن مسعود! رسول اکرم تمام ذکر کرنے والوں میں نمایاں ذکر کرنے والے تھے اور تمام نمازیوں میں سب سے زیادہ نماز ادا کرنے والے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء 7 ص 112، تاریخ بغداد 10/94)۔

618۔ فضالہ بن عبید! رسول اکرم جب کسی منزل پر وارد ہوتے تھے یا گھر میں

داخل ہوتے تھے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔(حلیۃ الاولیاء 5 ص 148)۔

619۔ عائشہ! رسول اکرم ہمارے ساتھ مصروف گفتگو رہتے تھے لیکن جیسے ہی نماز کا وقت آجاتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم میں کوئی جان پہچان ہی نہیں ہے۔(عدۃ الداعی ص 139، عوالی اللئالی 1 ص 324 / 61)۔

620۔ مطرّف بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں کہ میں رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا، دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور شدت خوف خدا سے اس طرح لرز رہے جیسے پتیلی میں پانی کھول رہا ہو۔(عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 299، خصال ص 283، احتجاج 1 ص 519 / 127 فلاح السائل ص 161)۔

621۔ جعفر بن علی القمی ، کتاب زہد النبی میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور اکرم جب نماز کے لئے آمادہ ہوتے تھے تو اس طرح ساکت وساکن نظر آتے تھے جیسے کوئی کپڑا زمین پر پڑا ہو۔(فلاح السائل ص 161)۔

622۔ جابر بن عبداللہ! رسول اکرم کھانے یا کسی دوسرے کام کے لئے نماز میں ہرگز تاخیر نہیں فرماتے تھے۔(السنن الکبریٰ 3 ص 105 / 5043)۔

623۔ امام صادقؑ! رسول اکرم غروب آفتاب کے بعد نماز مغرب پر کسی کام کو مقدم نہیں فرماتے تھے۔(علل الشرائع ص 350 / 5 تنبیہ الخواطر 2 ص 78)۔

624۔ مطرف بن عبداللہ بن الشخیر ! میں نے اور عمران بن حصین نے کوفہ میں حضرت علیؑ کے ساتھ نماز پڑھی تو انھوں نے رکوع وسجود کے موقع پر اس انداز سے تکبیر کہی کہ مجھ سے عمران نے کہا کہ میں نے اس نماز سے زیادہ کوئی نماز رسول اکرم کی نماز سے مشابہ

نہیں دیکھی ہے۔(مسند ابن حنبل 7ص200/19881)۔

625۔امام علیؑ میدان صفین میں مسلسل جہاد فرما رہے تھے اور آپ کی نگاہیں طرف آفتاب تھیں، ابن عباس نے کہا کہ یا علیؑ! فرمایا کہ وقت نماز دیکھ رہا ہوں تا کہ اول زوال نماز ادا کرلوں!

ابن عباس نے کہا کہ کیا یہ وقت نماز ہے جب کے گھمسان کا رن پڑ رہا ہے؟ فرمایا کہ ہم کس چیز کے لئے جہاد کر رہے ہیں؟ ہمارا جہاد سی نماز کیلئے ہے۔(ارشاد القلوب ص 217)۔

626۔امام صادقؑ! امام علیؑ جب رکوع فرماتے تھے تو اس قدر پسینہ جاری ہوتا تھا کہ زمین تر ہو جاتی تھی۔(فلاح السائل ص109 از ابی الصباح)۔

627۔روایت میں وارد ہوا ہے کہ امام علیؑ پر جب وقت نماز آتا تھا تو چہرہ کا رنگ بدل جاتا تھا اور آپ کانپنے لگتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس امانت کو ادا کرنے کا وقت آ گیا جسے زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کیا گیا تو اس کا بوجھ نہ اٹھا سکے اور انسان نے اٹھا لیا۔ اب خدا جانے میں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے یا نہیں۔(مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 124)۔

عوالی اللئالی 1 ص324/63، احقاق الحق 18 ص4)۔

628۔رسول اللہ! میری بیٹی فاطمہ جب محراب عبادت میں خدا کے سامنے کھڑی ہوتی ہے تو اس کا نور ملائکہ آسمان کے سامنے اسی طرح جلوہ گر ہوتا ہے جس طرح ستاروں کا نور اہل زمین کے لئے، اور پروردگار ملائکہ سے فرماتا ہے کہ دیکھو یہ میری کنیز فاطمہؑ میری تمام کنیزوں کی سردار میرے سامنے کھڑی ہے اور اس کا جوڑ جوڑ کانپ رہا ہے اور وہ دل و

جان سے میری عبادت کی طرف متوجہ ہے۔(امالی صدوق (ر) ص 100 / 2، الفضائل ابن شاذان ص 8 از ابن عباس)۔

629۔ابن فہد الحلی ، جناب فاطمہؑ نماز میں خوف خدا سے کانپنے لگتی تھیں۔(عدۃ الداعی ص 139)۔

630۔امام زین العابدینؑ! امام حسنؑ بن علیؑ اپنے دور میں سب سے زیادہ عابد، زاہد اور افضل تھے، پیادہ حج فرماتے تھے بلکہ بعض اوقات ننگے پیر چلتے تھے، جب موت کو یاد کرتے تھے یا قبر کا ذکر کرتے تھے، یا میدان حشر کا ذکر کرتے تھے، یا صراط پر گذرنے کا ذکر کرتے تھے یا خدا کی بارگاہ میں حاضری کا ذکر کرتے تھے تو اس قدر روتے تھے کہ بیہوش ہو جاتے تھے اور جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو ایک ایک جوڑ کانپنے لگتا تھا اور جنت و جہنم کا ذکر کرتے تھے اور جہنم سے پناہ مانگتے تھے کتاب خدا میں کسی بھی "یا ایہا الذین امنوا" کی تلاوت کرتے تھے تو کہتے تھے "لبیک اللہم لبیک" اور ہر حال میں ہمیشہ ذکر خدا میں مصروف نظر آتے تھے۔(امالی الصدوق (ر) 150 / 8، فلاح السائل ص 268 ، عدۃ الداعی ص 123 روایت مفضل عن الصادقؑ)۔

631۔امام زین العابدینؑ! امام حسنؑ نماز پڑھ رہے تھے، ایک شخص آپ کے سامنے سے گذر گیا تو بعض لوگوں نے اسے ٹوک دیا، نماز تمام کرنے کے بعد آپ نے دریافت کیا کہ تم نے کیوں ٹوکا؟ اس نے کہا کہ یہ آپ کے اور محراب کے درمیان حائل ہو گیا تھا، فرمایا افسوس ہے تیرے حال پر بھلا میرے اور خدا کے درمیان کوئی حائل ہوسکتا ہے جو رگ گردن سے زیادہ قریب ہے۔(التوحید ص 184 / 22 از منیف عن الصادقؑ)۔

632۔امام حسینؑ جب وضو کرتے تھے تو آپ کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا تھا اور

جوڑ بند کانپنے لگتے تھے، کسی نے دریافت کیا ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ تو فرمایا کہ جو شخص خدائے جبار کے سامنے کھڑا ہوا اس کا حق ہے کہ اس کا رنگ زرد ہوجائے اور اس کے جوڑ بند کانپنے لگیں۔(جامع الاخبار ص 166 / 397، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 14 روایات فتال، مناقب میں یہ روایت امام حسنؑ کے بارے میں وارد ہوئی ہے)۔

633۔امام باقرؑ! میرے پدر بزرگوار امام علیؑ بن الحسینؑ کے لئے جب وقت نماز آتا تھا تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے تھے اور چہرہ کا رنگ زرد ہوجاتا تھا اور جوڑ بند کانپنے لگتے تھے، آنسوؤں کا ایک سیلاب امنڈ آتا تھا اور فرماتے تھے کہ اگر بندہ کو معلوم ہوجائے کہ کس سے راز و نیاز کررہا ہے تو کبھی مصلیٰ سے الگ نہ ہو۔(مقتل الحسینؑ خوارزمی 2 ص 24 از حنان بن سدیر)۔

634۔امام صادقؑ! امام زین العابدینؑ جب وضو فرماتے تھے تو آپ کے چہرہ کا رنگ زرد ہوجاتا تھا، پوچھا گیا کہ آپ کا کیا عالم ہوجاتا ہے؟ فرمایا تمھیں کیا خبر کہ میں کس کے سامنے کھڑے ہونے کی تیاری کررہا ہوں۔

(اعلام الوریٰ ص 255 از سعید بن کلثوم، ارشاد 2 ص 143، کشف الغمہ 2 ص 298 روایت عبداللہ بن محمد القرشی، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 148، مکارم الاخلاق 2 ص 79 / 2277)۔

635۔امام صادقؑ! میرے پدر بزرگوار کہا کرتے تھے کہ حضرت علیؑ بن الحسینؑ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو جیسے درخت کا تنہ کہ جب ہوا ہلا دیگی تبھی ہلے گا۔(کافی 3 ص 200 / 4، فلاح السائل ص 161 از جہم بن حمید)۔

636۔ابان بن تغلب! میں نے امام صادقؑ سے عرض کیا کہ امام سجادؑ کو دیکھا کہ

جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو چہرہ کا رنگ بدل جاتا ہے آخراس کا راز کیا تھا؟ فرمایا انھیں معلوم تھا کہ کس کی بارگاہ میں کھڑے ہیں۔

637۔ابوایول !امام باقرؑ اور امام صادقؑ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو ان کے چہرہ کا رنگ کبھی سرخ اور کبھی زرد ہوجاتا تھا اور ایسا لگتا تھا کہ کوئی سامنے ہے جس سے راز و نیاز کررہے ہیں۔(فلاح السائل ص161،دعائم الاسلام 1 ص159)۔

638۔امام صادقؑ !امام باقرؑ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ کے سر پر کوئی شے گر پڑی اور آپ نے اس کو الگ نہیں کیا یہاں تک کہ خود جعفر نے اسے جدا کردیا کہ آپ اس حرکت کو تعظیم پروردگار کے خلاف سمجھتے تھے کہ اس نے حکم دیا ہے کہ اپنے رخ کو خدا کی طرف رکھو اور سب سے کترا کر رکھو(الاصول الستہ عشر جعفر بن محمد الحضرمی ص70 از جابر)۔

639۔امام صادقؑ ،حضرت امام باقرؑ تلاوت کررہے تھے کہ آپ پر غشی طاری ہوگئی، جب بیدار ہوئے تو دریاف کیا گیا کہ آخر یہ کیا ماجرا تھا؟ فرمایا میں آیات الٰہی کی تکرار کررہا تھا کہ اچانک ایسا معلوم ہوا جیسے مالک مجھ سے ہمکلام ہے اور پھر وقت بشریت جلال الٰہی کے مکاشفہ کی تاب نہ لاسکی۔(فلاح السائل ص107)۔

4۔نماز شب

640۔امام باقرؑ و امام صادقؑ !من اللیل فسبحہ وادبار النجوم کے ذیل میں فرماتے تھے کہ رسول اکرم رات کو تین مرتبہ اٹھ کر آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور آخر میں سورۂ آل عمران کی پانچ آیات" انک لاتخلف المیعاد"(آیت 194) تک پڑھ کر نماز شب شروع فرماتے تھے(مجمع البیان 9 ص257 از زرارہ وحمران ومحمد بن مسلم،عوالی اللئالی 2 ص26/62)۔

641۔ عائشہ! رسول اکرم آخر شب میں آرام فرماتے تھے اور آخر شب تک بیدار رہتے تھے۔ (صحیح مسلم 1 ص 510 / 739، سنن نسائی 3 ص 218، سنن ابن ماجہ 1 ص 234 / 1365)۔

642۔ عائشہ! رسول اکرم نماز شب کو ترک نہیں فرماتے تھے اور جب مریض یا خستہ حال ہوتے تھے تو بیٹھ کر ادا فرماتے تھے (سنن ابی داؤد 2 ص 32 / 1307، مسند احمد بن حنبل 10 ص 98 / 26174، السنن الکبریٰ 3 ص 21 / 4722 از عبداللہ بن ابی موسیٰ النصری)۔

643۔ ابن عباس! رسول اکرم نماز شب کو یاد کرتے تھے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے تھے اور اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے "تتجافی جنوبھم عن المضاجع، سورہ سجدہ 16 " ان کے پہلو بستر سے نہیں لگتے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء 5 ص 87، تفسیر طبری 21 ص 103)۔

644۔ عبداللہ بن عباس! میں ایک شب پیغمبر اسلام کی خدمت میں تھا تو دیکھا کہ جب نیند سے بیدار ہوئے تو عبادت فرمائی، مسواک فرمائی سورۂ آل عمران کی آیت ص 190 کی تلاوت فرمائی اور پھر وضو کرکے مصلیٰ پر آکر دو رکعت نماز ادا کی اور پھر بستر پر آگئے، تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوئے اور پھر یہی عمل کیا اور پھر لیٹ گئے اور پھر بیدار ہوکر یہی عمل کیا، یہاں تک کہ نماز کا وقت آگیا۔ (سنن ابی داود 1 ص 15 / 58، مسند احمد بن حنبل 1 ص 798 / 3541)۔

645۔ امام صادقؑ پیغمبر اسلام کی نمازوں کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ پانی سرہانے رکھا رہتا ہے اور مسواک بھی حاضر رہتی تھی، تھوڑی دیر سو کر اٹھتے تھے۔ آسمان کو دیکھ

کر سورۂ آل عمران آیت 190 کی تلاوت فرماتے تھے اور وضو کرکے مصلیٰ پر آجاتے تھے اور چہار رکعت نماز اس طرح ادا کرتے تھے کہ رکوع کرتے تھے تو لوگ سوچتے تھے کہ یہ کب سر اٹھائیں گے اور سجدہ کرتے تھے تو جیسے اب سر نہ اٹھائیں گے، پھر بستر پر آکر لیٹ جاتے تھے اور تھوڑی دیر کے بعد اٹھ کر دوبارہ یہی عمل انجام دیتے تھے اور پھر سو جاتے تھے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد اٹھ کر دو رکعت نماز ادا کرتے تھے اور پھر نماز صبح کے لئے نکل جاتے تھے۔(تہذیب 2 / 334 / 1377 از معاویہ بن وہب)۔

646۔امام علیؑ! میں نے جب سے سرکار دوعالم کا یہ ارشاد سنا ہے کہ نماز شب ایک نور ہے کبھی نماز شب ترک نہیں کی ہے یہ سن کر ابن الکواء نے کہا کہ کیا صفین میں لیلۃ الہریر بھی ؟فرمایا ہاں لیلۃ الہریر بھی (مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 123)۔

647۔امام زین العابدینؑ نماز شب میں وتر میں تین سو مرتبہ العفو العفو کہا کرتے تھے۔(من لایحضرہ الفقیہ 1 ص 489 / 1408)۔

648۔ابراہیم بن العباس! امام رضاؑ راتوں کو بہت کم آرام فرماتے تھے اور زیادہ حصہ بیدار رہا کرتے تھے۔(عیون اخبار الرضاؑ ص 184 / 7، اعلام الوریٰ ص 314)۔

649۔روایت میں وارد ہوا ہے کہ امام علی النقیؑ رات کے وقت ہمیشہ رو بقبلہ رہتے تھے، ایک ساعت بھی آرام نہیں کرتے تھے جبکہ آپ کا جبہ اون کا تھا اور مصلیٰ چٹائی کا۔(الخرائج والجرائح 2 ص 901)۔

5۔صیام اہلبیتؑ

650۔حماد بن عثمان نے امام صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم نے روزہ شروع کیا تو لوگوں نے کہنا شروع کردیا کہ اب روزہ ہی رکھتے رہیں گے اور اس کے بعد

جب افطار کیا تو افطار کے بارے میں یہی کہنے لگے یہاںتک کہ آپ نے صوم داؤد شروع کردیا کہ ایک روز روزہ رکھتے تھے اور ایک روز افطار کرتے تھے، اس کے بعد آخر حیات میں مہینہ میں تین روز کی پابندی فرماتے رہے تین روزے ایک ماہ کے برابر ہیں اور ان سے وسوسہ نفس کا علاج ہوتا ہے۔

حماد نے عرض کی کہ حضور یہ تین دن کونسے ہیں؟ فرمایا مہینہ کی پہلی جمعرات، دوسرے عشرہ کا پہلا بدھ اور مہینہ کی آخری جمعرات۔

دوبارہ سوال کیا کہ ان ایام میں کیا خصوصیت ہے؟ فرمایا کہ گذشتہ امتوں میں انھیں دنوں میں عذاب نازل ہوا تھا تو آپ اس عذاب کے خوف سے روزہ رکھتے تھے کہ یہ امت محفوظ رہے۔(کافی 4ص 89/ 1 الفقیہ 2ص 82/ 1786، تہذیب 4ص 302/ 913 ، استبصار 2 ص 136 / 444 ، ثواب الاعمال 105 /6 ، الدروع الواقیہ ص55)۔

651۔ ابوسلمہ ! میں نے عائشہ سے رسول اکرم کے روزوں کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ حضرت اس قدر روزے رکھتے تھے کہ لگتا تھا ابن افطار نہ کریں گے اور پھر افطار کرتے تھے تو اس طرح جیسے روزہ نہ رکھیں گے اور سب سے زیادہ روزے ماہ شعبان میں رکھتے تھے بلکہ تقریباً پورہ ماہ شعبان، بلکہ حقیقتاً پورا ماہ شعبان۔(مسند ابن حنبل 9ص 474/ 25155، 25373، صحیح مسلم 2ص 810/ 1156، مسند ابویعلیٰ 4ص 339/ 4613)۔

652۔امام علیؑ ! مجھے گرمیوں کے روزے زیادہ محبوب ہیں ۔(مستدرک الوسائل، ص 505/ 8758 نقلاعن لب اللباب راوندی)۔

653۔امام صادقؑ ! امیر المومنینؑ گھر میں آکر سوال فرماتے تھے کہ کھانے کا کوئی سامان ہے یا نہیں۔اگر کوئی چیز ہوتی تھی تو کھالیتے تھے ورنہ یونہی روزہ رکھ لیا کرتے تھے۔(تہذیب 4 ص 188 / 531، عوالی اللئالی 3 ص 135 / 15 از ہشام بن سالم)۔

654۔امام صادقؑ ! امام زین العابدینؑ جب روزہ رکھتے تھے تو ایک بکری ذبح کرکے اس کا گوشت پکواتے تھے اور وقت افطار صرف اس کی خوشبو سونگھ کر سارا گوشت مختلف غریب گھرانوں میں تقسیم کرادیا کرتے تھے اور خود روٹی اور کھجور کھالیا کرتے تھے خدا ان پر اور ان کے آباء طاہرینؑ پر رحمتیں نازل کرے۔(کافی 4 ص 68 / 3، المحاسن 2 ص 158 / 1432، از حمزہ بن حمران)۔

655۔ابراہیم بن عباس ! امام رضاؑ اکثر ایام میں روزے سے رہا کرتے تھے، خصوصیت کے ساتھ مہینہ میں تین دن کے روزے کبھی ترک نہیں فرماتے تھے اور اسی کو سارے سال کا روزہ قرار دیتے تھے۔(عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 184 / 7، اعلام الوریٰ ص 314)۔

656۔علی بن ابی حمزہ ! میں نے امام علیؑ بن الحسینؑ کی کنیز سے آپ کے انتقال کے بعد دریافت کیا کہ حضرت کے روزمرہ کے بارے میں بیان کرو تو انھوں نے کہا کہ مفصل یا مختصر؟ میں نے کہا مختصر!! انھوں نے کہا کہ میں نے دن میں کبھی آپ کے سامنے کھانا پیش نہیں کیا اور نہ رات میں کبھی بستر بچھایا ہے۔(علل الشرائع ص 232 / 9 خصال ص 518 / 14 از حمران بن اعین عن الباقرؑ، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 155)۔

6۔حج اہلبیتؑ

657۔عبداللہ بن عبید بن عمیر ! امام حسنؑ بن علیؑ نے 25 حج پیدل ادا فرمائے ہیں

جبکہ ناقے آپ کے ہمراہ رہا کرتے تھے۔(مستدرک حاکم 3 ص 185 / 4788، تاریخ دمشق حالات امام حسنؑ 142 / 236، السنن الکبریٰ 4 ص 542 / 8645، روایت ابن عباس، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 14 از امام صادقؑ، تہذیب 5 ص 11 / 29، 12 ص 33 استبصار 2 ص 141 / 261۔ص 142 / 465، علل الشرائع ص 447 / 6، قرب الاسناد 170 / 624)۔

658۔مصعب بن عبداللہ! امام حسینؑ نے پیدل 25 حج فرمائے ہیں۔(المعجم الکبیر 2 ص 115 / 2844)۔

659۔امام حسینؑ کو دیکھا گیا کہ طواف کرنے کے بعد مقام ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز ادا کی اور پھر مقام ابراہیمؑ پر رخسار رکھ کر رونا شروع کیا اور برابر اس کلمہ کی تکرار فرما رہے تھے یا تیرا سائل تیرے دروازہ پر ہے، تیرا مسکین تیرے دروازہ پر ہے، تیرا بندہ تیرے دروازہ پر حاضر ہے۔(ربیع الابرار 2 ص 149)۔

660۔امام باقرؑ! حضرت علیؑ بن الحسینؑ کے پاس ایک ناقہ تھا جس پر آپ نے 23 مرتبہ سفر حج کیا لیکن ایک تازیانہ بھی نہیں مارا یہاں تک کہ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو ہمیں خبر بھی نہیں ہوئی کہ ناقہ پر کیا اثر ہوا کہ نوکر نے آکر خبر دی کہ وہ قبر پر بیٹھا ہوا اپنے سینہ کو رگڑ رہا ہے اور فریاد کر رہا ہے، میں نے کہا اسے میرے پاس لے آؤ قبل اس کے لوگوں کو اس امر کی اطاع ہو، اور ناقہ قبر تک اس عالم میں پہنچ گیا کہ اس نے کبھی قبر کو دیکھا بھی نہیں تھا۔

661۔سفیان بن عینیہ! امام علیؑ بن الحسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالبؑ نے حج فرمایا تو جب احرام باندھ چکے اور ناقہ پر سوار ہوئے تو چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا اور جسم کانپنے یہاں تک کہ لبیک کہنا دشوار ہو گیا، لوگوں نے عرض کی حضور لبیک کیوں نہیں کہتے ہیں فرمایا کہ ڈرتا ہوں

کہ میں لبیک کہوں اورادھر سے آواز آئے مجھے قبول نہیں ہے۔

لوگوں نے کہا کہ حضور یہ تو ضروری ہے آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہے، اس کے بعد جیسے ہی لبیک کہا بیہوش ہوگئے اور ناقہ سے گر پڑے اور یہی کیفیت آخر حج تک برقرار رہی ۔(تاریخ دمشق حالات امام زین العابدینؑ 40 ص 63، کفایۃ الطالب ص 450، سیر اعلام النبلاء 4 ص 392، تہذیب الکمال 20 ص 390، عوالی اللئالی 4 ص 35 / 121)۔

662۔افلح غلام امام محمد باقرؑ ! میں حضرت کے ساتھ حج کے لئے نکلا تو آپ جب مسجد الحرام میں داخل ہوئے اور خانہ کعبہ کو دیکھا تو گریہ کرنا شروع کر دیا، میں نے عرض کی حضور لوگوں کی نظریں آپ پر ہیں، ذرا آواز کم کریں، آپ نے مزید رونا شروع کر دیا اور فرمایا افسوس ! میں کس طرح نہ روؤں جبکہ خیال ہے کہ شاہد مالک اس گریہ پر رحم فرمادے تو میں کامیاب ہوجاؤں۔

اس کے بعد آپ نے طواف کیا، نماز طواف ادا کی اور جب سجدہ سے سر اٹھایا تو تمام سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی (تذکرۃ الخواص ص 339 صفۃ الصفوۃ 2 ص 64، الفصول المہمہ ص 209، مطالب السئول ص 80، کشف الغمہ 2 ص 360 نورالابصار ص 158)۔

663۔قاسم بن حسین نیشاپوری ! میں نے امام باقرؑ کو دیکھا کہ آپ نے میدان عرفات میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو اسی طرح اٹھائے رہے یہاں تک کہ شام ہوگئی، اور میں نے آپ سے زیادہ اس طرح کے اعمال پر قدرت رکھنے والا کوئی دوسرا نہیں دیکھا ہے۔(اقبال الاعمال 2 ص 73)۔

664۔ مالک بن انس ! میں جب بھی امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا

آپ میرا احترام فرماتے تھے اور مجھے مسند عطا فرمادیتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں، میں اس بات سے خوش ہو کر شکر خدا ادا کیا کرتا تھا۔

میں دیکھتا تھا کہ حضرت یا روزہ سے رہتے تھے یا نمازیں پڑھتے رہتے تھے یا ذکر خدا کرتے رہتے تھے، آپ اپنے دور کے عظیم ترین عابد اور بلندترین زاہد تھے، مسلسل حدیثیں بیان کرتے تھے، بہترین اخلاق کے مالک تھے اور بہت منفعت بخش شخصیت کے مالک تھے، اور جب رسول اکرم کا کوئی قول نقل کرتے تھے تو نام لیتے ہی چہرہ کا رنگ اس طرح سبز و زرد ہو جاتا تھا کہ پہچاننا مشکل ہو جاتا تھا۔

ایک سال میں نے حضرت کے ساتھ حج کیا تو احرام کے موقع پر جب ناقہ پر سوار ہوئے اور تلبیہ کا ارادہ کیا تو آواز گلوگیر ہوگئی اور قریب تھا کہ ناقہ سے گر جائیں، میں نے عرض کی کہ فرزند رسول! تلبیہ تو ضروری ہے۔ فرمایا یا بن عامر! کیسے جسارت کروں کہ میں لبیک کہوں اور یہ خوف ہے کہ وہ اسے رد کردے۔ (خصال ص 167 / 219، علل الشرائع ص 235، امالی الصدوق (ر) 123 / 3، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 275)۔

665۔ علی بن مہز یار! میں نے امام ابوجعفر ثانیؑ کو 225ء ھ میں حج کے موقع پر دیکھا کہ آپ نے سورج نکلنے کے بعد جب خانۂ کعبہ کو وداع کرنا چاہا تو پہلے طواف کیا اور ہر چکر میں رکن یمانی کو بوسہ دیا، پھر آخری چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود دونوں کو بوسہ دیا اور اپنے ہاتھوں سے مس کر کے ہاتھوں کو چہرہ پر مل لیا اور پھر مقام ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز ادا کی اور پھر پشت کعبہ پر جا کر ملتزم سے یوں لپٹ گئے کہ شکم مبارک سے کپڑا ہٹا کر اسے بھی مس کیا اور تا دیر کھڑے دعائیں کرتے رہے اور پھر باب الحناطین سے باہر نکل گئے۔

یہی صورت حال میں نے 217ء ھ میں رات کے وقت کعبہ کو وداع کرنے

میں دیکھی کہ ہر چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود کو مس کر رہے تھے اور پھر ساتویں چکر میں پشت کعبہ پر رکن یمانی کے قریب شکم مبارک کو کعبہ سے مس کیا، پھر حجر اسود کو بوسہ دیا اور ہاتھوں سے مس کیا اور پھر مقام ابراہیمؑ پر نماز ادا کی اور باہر تشریف لے گئے، ملتزم پر آپ کا توقف اتنی دیر رہا کہ بعض اصحاب نے طواف کے سات شوط پورے کر لئے یا آٹھ ہوگئے (کافی 4 ص 532 / 3، تہذیب 5 ص 281 / 959 تہذیب میں واقعہ کا 219ھ نقل کیا گیا ہے)۔

666۔ محمد بن عثمان العمری! خدا گواہ ہے کہ امام عصرؑ ہر سال موسم حج میں تشریف لاتے ہیں اور تمام لوگوں کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں لیکن لوگ نہ انھیں دیکھتے ہیں اور نہ پہچانتے ہیں۔

(الفقیہ 2 ص 520، کمال الدین ص 440 / 8، الغیبۃ الطوسی (ر) ص 363 / 329، اثبات الہداۃ 3 ص 452 / 68)۔

سیرت صبر و رضا

667۔ امام حسینؑ! عراق کے لئے نکلتے ہوئے آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا کہ موت کا نشان اولاد آدم کی گردن سے یونہی وابستہ ہے جس طرح عورت کے گلے میں ہار، میں اپنے اسلاف کا اسی طرح اشتیاق رکھتا ہوں جس طرح یعقوب کو یوسف کا اشتیاق تھا میری بہترین منزل وہ ہے جس کی طرف میں جا رہا ہوں اور میں وہ منظر دیکھ رہا ہوں کہ نواویس اور کربلا کے درمیان بنی امیہ کے درندے میرے جوڑ جوڑ کو الگ کر رہے ہیں اور اپنی عداوت کا پیٹ بھر رہے ہیں، قلم قدرت نے جو دن لکھ دیا ہے وہ بہرحال پیش آنے والا ہے "اللہ کی مرضی ہی ہم اہلبیتؑ کی رضا ہے، ہم اس کی بلا پر صبر کرتے

ہیں اور وہ ہمیں صابروں کا اجر دینے والا ہے رسول اکرم سے ان کے پارہ ہائے جگر الگ نہیں رہ سکتے ہیں، خدا سب کو جنت میں جمع کرنے والا ہے جس سے ان کی آنکھوں کو خنکی نصیب ہوگی اور ان سے کئے گئے وعدہ کو پورا کیا جائے گا، دیکھو جو ہمارے ساتھ اپنی جان قربان کرسکتا ہے اور لقائے الٰہی کے لئے اپنے نفس کو آمادہ کرچکا ہے وہ ہمارے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوجائے، ہم کل صبح نکل رہے ہیں۔ (کشف الغمہ 2 ص 241، ملہوف ص 126، نثر الدر ص 333)۔

668۔ امام زین العابدینؑ ! جب امام حسینؑ کے حالات انتہائی سخت ہو گئے تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ کے حالات تمام لوگوں کے حالات سے بالکل مختلف ہیں۔ سب کے رنگ بدل رہے ہیں، اعضاء لرز رہے ہیں، دل کانپ رہے ہیں لیکن امام حسینؑ اور ان کے مخصوص اصحاب کے چہرے دمک رہے ہیں، اعضاء ساکن ہیں اور نفس مطمئن ہیں۔

لوگوں نے آپس میں کہنا شروع کر دیا کہ دیکھو یہ کس قدر مطمئن نظر آتے ہیں جیسے موت کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہے، آپ نے فرمایا، شریف زادو! صبر کرو صبر، یہ موت صرف ایک پل ہے جس کے ذریعہ سختی اور پریشانی سے نکل کر جنت النعیم کے محلول تک پہنچا جاتا ہے، تم میں کون ایسا ہے جو اس بات کو برا سمجھتا ہے کہ زندان سے نکل کر قصر میں چلا جائے، مصیبت تمہاری دشمنوں کے لئے ہے جنھیں محل سے نکل کر زندان کی طرف جاتا ہے، میرے پدر بزرگوار نے رسول اکرم سے روایت کی ہے کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت اور موت ایک پل ہے جو مومن کو جنت تک پہنچا دیتا ہے اور کافر کو جہنم تک، میں نہ غلط بیانی سے کام لیتا ہوں اور نہ کسی نے یہ بات مجھ سے غلط بیان کی ہے۔ (معانی الاخبار 288/3)۔

669۔ ابومخنف ! امام حسینؑ تین ساعت تک تن تنہا خون میں ڈوبے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ کر یہ مناجات کرتے رہے، خدایا میں تیرے امتحان پر صابر ہوں اور تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے، اے فریادیوں کے فریادرس! جس دیکھ کر چالیس سوار بڑھے کہ آپ کے سر مبارک ومقدس ومنور کو قلم کرلیں اور عمر سعد یہ آواز دیتا رہا کہ ان کے قتل میں عجلت سے کام لو۔(ینابیع المودة 2 ث 82)۔

670۔عبیداللہ بن زیاد کا دربان بیان کرتا ہے کہ ابن زیاد نے حضرت علیؑ بن الحسینؑ اور خواتین کو طلب کیا اور سر حسینؑ بھی سامنے لاکر رکھدیا، خواتین کے درمیان حضرت زینبؑ بنت علی بھی تھیں، ابن زیاد نے انھیں دیکھ کر کہا کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے تمھیں رسوا کیا، قتل کیا اور تمھاری باتوں کو جھوٹا ثابت کردیا، آپ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو حضرت محمد کے ذریعہ کرامت عطا فرمائی اور ہمیں پاک وپاکیزہ قرار دیا، رسوائی فاسق کا حصّہ ہے اور جھوٹ فاجر کا مقدر ہے۔

اس نے کہا کہ تم نے اپنے ساتھ پروردگار کا برتاؤ کیسا پایا ؟ فرمایا ہمارے گھر والوں پر شہید ہونا فرض تھا تو وہ گھروں سے نکل کر اپنے مقتل کی طرف آگئے اور عنقریب خدا تیرے اور ان کے درمیان اجتماع کرکے دونوں کا فیصلہ کردے گا۔(امالی صدوق ص 140 / 3، روضۃ الواعظین ص 210، ملہوف ص 200، اعلام الوریٰ ص 247)۔

671۔امام حسینؑ کے ایک فرزند کا انتقال ہوگیا اور لوگوں نے چہرہ پر رنج وغم کے اثرات نہ دیکھے تو اعتراض کیا، آپ نے فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ خدا سے سوال کرتے ہیں تو وہ عطا کردیتا ہے اور پھر جب وہ کوئی ایسی چیز چاہتا ہے جو بظاہر ناگوار ہوتی ہے تو ہم اس کی رضا سے راضی ہوجاتے ہیں۔(مقتل الحسینؑ خوارزمی 1 ص 147)۔

672۔ابراہیم بن سعدت! امام سجادؑ نے گھر کے اندر نالہ وشیون کی آواز سنی تو اٹھ کر اندر تشریف لے گئے اور پھر واپس آ گئے کسی نے دریافت کیا کیا کوئی حادثہ ہو گیا ہے؟ یقیناً لوگوں نے پرسہ دیا لیکن آپ کے صبر پر تعجب کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ جس چیز کو پسند کرتے ہیں اس میں خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور جس بات کو ناپسند کرتے ہیں اس پر بھی اس کا شکر ہی کرتے ہیں۔(حلیۃ الاولیاء 3 ص 138 ،تاریخ دمشق حالات امام سجادؑ 5 / 88، کشف الغمہ 2 ص 314 عن الباقرؑ)۔

673۔امام باقرؑ! جب جس چیز کو پسند کرتے ہیں اس کے بارے میں دعا کرتے ہیں، اس کے بعد اگر ناخوشگوار امر پیش آجاتا ہے تو خدا کی مخالفت نہیں کرتے ہیں، (حلیۃ الاولیاء 3 ص 187 از عمرو بن دینار، کشف الغمہ 2 ص 363 از احمد بن حمون)۔

674۔علاء بن کامل! میں امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ گھر سے نالہ و فریاد کی آواز بلند ہوئی، آپ اٹھے اور پھر بیٹھ گئے اور انا للہ کہہ کر گفتگو میں مصروف ہو گئے اور آخر میں فرمایا کہ ہم خدا سے اپنے لئے اپنی اولاد اور اپنے اموال کے لئے عافیت چاہتے ہیں لیکن جب قضاء واقع ہو جاتی ہے تو یہ ممکن نہیں ہوتا ہے کہ جس کو خدا چاہتا ہے اس کو ناپسند کر دیں۔(کافی 3 ص 226 / 13)۔

675۔قتیبہ الاعشی! میں امام صادقؑ کے گھر آپ کے ایک فرزند کی عیادت کیلئے حاضر ہوا تو دروازہ پر آپ کو مخزون ورنجیدہ دیکھا اور پوچھا بچہ کا کیا حال ہے، فرمایا وہی حال ہے، اس کے بعد گھر کے اندر گئے اور ایک ساعت کے بعد مطمئن برآمد ہوئے، میں سمجھا کہ شائد صحت ہو گئی ہے، میں نے کیفیت دریافت کی؟ فرمایا مالک کی بارگاہ میں چلا گیا۔

میں نے عرض کی ، میری جان قربان، جب وہ زندہ تھا تو آپ رنجیدہ تھے، اب

جب مر گیا ہے تو وہ حالت نہیں ہے؟ فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ مصیبت کے نازل ہونے سے پہلے تک پریشان رہتے ہیں، اس کے بعد جب امر الٰہی واقع ہوجاتا ہے تو اس کے فیصلہ پر راضی ہوجاتے ہیں اور اس کے امر کے سامنے سر تسلیم خم کردیتے ہیں۔(کافی 3 ص 225/11)۔

طلب معاش میں سیرت اہلبیتؑ

676۔امام صادقؑ ! خبردار طلب معاش میں سستی اور کاہلی سے کام مت لینا کہ ہمارے آباء و اجداد اس راہ میں تگ و دو کیا کرتے تھے۔(الفقیہ 3 ص 157 / 3576 روایت حماد لحام)۔

677۔جابر بن عبداللہ ! ہم رسول اکرم کے ساتھ وادی مرّ الظہر ان میں اراک کے پھل چنا کرتے تھے تو آپ فرماتے تھے کہ سیاہ دانے چنو کہ یہ جانور کیلئے زیادہ لذیذ ہوتے ہیں، ہم نے عرض کی کہ کیا حضور کو بھی بکریاں چرانے کا تجربہ ہے؟
فرمایا بیشک اور کوئی نبی بھی ایسا نہیں ہے جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔(صحیح بخاری 5 ص 2077 / 5138، صحیح مسلم 3 ص 1621 / 2050، مسند ابن حنبل 5 ص 75/ 14504 / مسند ابو یعلی 2 ص 404 / 3058)۔

478۔عبداللہ بن حزم ! ایک مرتبہ اونٹ اور بکری کے چراوہوں میں بحث ہوگئی تو رسول اکرم نے فرمایا کہ بکریاں جناب موسیٰ، جناب داؤد نے بھی چرائی ہیں اور بکریاں میں نے بھی چرائی ہیں ! اپنے گھر کی بکریاں مقام اجیاد ہیں۔(الادب المفرد 175/ 577)۔

679۔امام صادقؑ ! رسول اکرم نے مال غنیمت تقسیم کیا تو حضرت علیؑ کے حصہّ میں

ایک زمین آئی جس میں زمین کودی گئی تو ایک چشمہ نکل آیا جس کا پانی باقاعدہ آسمان کی طرف جوش مار رہا تھا اور اسی بنیاد پر اس کا نام ینبع رکھدیا گیا اور جب بشارت دینے والے نے حضرات کو اس کی بشارت دی تو آپ نے فرمایا کہ صدقہ عام ہے تمام حجاج بیت اللہ اور مسافروں کے لئے، نہ اس کی خرید وفرخت ہوگی نہ ہبہ نہ وراثت اور اگر کوئی شخص ایسا کرے گا تو اس پر اللہ ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی اور اس سے روز قیامت نہ کوئی صرف قبول کیا جائے گا اور نہ بدل ۔(کافی 7 ص 54 / 9، تہذیب 9 ص 128 / 609 روایت ایوب بن عطیہ الحذاء)۔

680۔امام علیؑ !ایک مرتبہ مدینہ میں شدید بھوک کا ماحول پیدا ہوگیا تو میں تلاش عمل میں عوالی کی طرف نکل پڑا، اتفاق سے دیکھا کہ ایک عورت چند مٹی کے ڈھیلے جمع کئے ہوئے ہے، میں نے خیال کیا کہ یہ اسے تر کرنا چاہتی ہے، میں نے سودا طے کرلیا کہ ایک ڈول پانی ایک کھجور کے عوض !اور اس کے بعد سولہ ڈول کھینچے جس کے نتیجہ میں ہتھیلی میں گھٹے پڑ گئے اور پھر اس عورت کو جا کر ہاتھ دکھلائے اور کام بتلایا تو اس نے سولہ کھجوریں دیدیں اور میں انھوں لے کر رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ماجرا بیان کیا تو آپ بھی اس کے کھانے میں شریک ہوگئے (مسند ابن حنبل 1 ص 286 / 1135، فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص 17 / 1229، صفۃ الصفوہ 1 ص 135 روایات مجاہد)۔

681۔امیر المومنینؑ سخت گرمی میں بھی کام کرنے کے لئے نکل پڑتے تھے تا کہ خدا خود دیکھ لے کہ بندہ طلب حلال کے لئے جد و جہد کررہا ہے۔(الفقیہ 3 ص 163 / 3596، عوالی اللئالی 3 ص 200 / 24)۔

282۔امام صادقؑ !خدا کی قسم حضرت علیؑ نے راہ خدا میں ہزار غلام آزاد کئے ہیں

اور سب اپنے ہاتھ کی کمائی سے کیا ہے۔(کافی 8 ص 165 / 175 روایت معاویہ بن وہب 5 / 74 / 2 روایت فضل بن ابی قرّہ، الغارات 1 ص 92۔

683۔امام صادقؑ ! محمد بن المنکدر کا بیان ہے کہ میرے خیال میں امام سجادؑ کے بعدان کی اولاد میں کوئی ان سے بہتر نہیں ہوسکتا ہے لیکن جب امام باقرؑ کو دیکھا تو حیرت زدہ رہ گیا کہ میں انھیں موعظہ کرنا چاہتا تھا لیکن انھوں نے مجھے موعظہ کردیا۔

لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا موعظہ کردیا ؟ ابن المنکدر نے بتایا کہ میں ایک مرتبہ سخت گرمی میں بیرون مدینہ نکلا تو امام باقرؑ کو دیکھا کہ بھاری جسم کے باوجود دو غلاموں پر تکیہ گئے ہوئے نکل پڑے ہیں ، میں نے کہا اے سبحان اللہ نبی ہاشم کا ایک بزرگ آدمی طلب دنیا میں اس طرح مبتلا ہوجائے کہ اس گرمی میں اس طرح گھر سے نکل پڑے، یہ سوچ کر قریب گیا،سلام کیا آپ نے جھڑک کر جواب دی اور پسینہ میں تر تھے، میں نے اپنی بات دہرائی اور کہا کہ اس حال میں اگر موت آگئی تو کیا کریں گے؟

فرمایا اگر اس وقت موت آگئی تو اس حال میں آئے گی کہ میں اطاعت خدا میں ہوں گا، خدا نہ کرے کہ اس وقت آئے گی کہ میں اطاعت خدا میں ہوگا، خدا نہ کرے کہ اس وقت آئے جب کوئی معصیت خدا کر رہا ہو،تو اس وقت اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو لوگوں کے احسانات سے بچا رہا ہوں۔

یہ سننا تھا کہ ابن المنکدر نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا، خدا آپ پر رحمت نازل کرے، میں نے آپ کو نصیحت کرنا چاہی تھی مگر آپ نے مجھ ہی کو موعظہ فرمادیا۔(کافی 5 ص 73 / 1 ،تہذیب 6 ص 325 / 894 ، ارشاد 2 ص 161 روایت عبدالرحمان بن الحجاج)۔

685۔ابوعمروالشیبانی!میں نے امام صادقؑ کوموٹا کپڑا پہنے بیچہ لئے اپنے باغ میں یوں کام کرتے دیکھا کہ پسینہ پیروں سے بہہ رہا تھا، میں نے عرض کی میری جان قربان، یہ بیلچہ مجھے دیدیجئے، میں یہ کام کروں گا، فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ انسان طلب معاش میں حرارت آفتاب کی اذیت برداشت کرے۔(کافی 5 ص 76/13)۔

686۔عبدالاعلیٰ غلام آل سام!میں نے شدید گرمی کے زمانہ میں مدینہ کے ایک راستہ پر امام صادقؑ کو دیکھ کرعرض کی،حضور میری جان قربان ایک تو خدا کی بارگاہ میں آپ کا مرتبہ پھر رسول اکرم سے آپ کی قرابت، اس کے بعد بھی آپ اس گرمی میں مشقت برداشت کررہے ہیں۔

فرمایا عبدالاعلیٰ میں طلب رزق میں نکلا ہوں تا کہ تم جیسے افراد سے بے نیاز ہوجاؤں۔(کافی 5 ص 74/3)۔

687۔علی بن ابی حمزہ!میں نے حضرت ابوالحسن (رضاؑ) کو اپنی ایک زمین میں اس طرح کام کرتے دیکھا کہ پسینہ پیروں سے بہہ رہا تھا تو میں نے عرض کی میری جان قربان،کام کرنے والے سب کیا ہوگئے؟

فرمایا کہ دیکھو اپنے ہاتے سے ان لوگوں نے بھی کام کیا ہے جو مجھ سے اور میرے والد سے بھی بہتر تھے۔

میں نے عرض کی یہ کون حضرات ہیں؟ فرمایا رسول اکرم، امیرالمومنینؑ اور میرے تمام آباء واجداد اور یہ کام تو جملہ انبیاء، مرسلین، اوصیاء اور صالحین نے کیا ہے۔(کافی 5 ص 75/10، الفقیہ 3 ص 163/3593، عوالی اللئالی 3 ص 200)۔

سیرت اہلبیتؑ درعطایا وہدایا

688۔رسول اکرم! ہم غیر مستحق کو بھی دیدیا کرتے ہیں کہ کہیں کوئی مستحق محروم نہ رہ جائے۔(عدۃ الداعی ص91)۔

689۔محمد بن الحنفیہ! میرے بابا جان رات کی تاریکی میں قنبر کے کاندھے پر آٹا اور کھجور لاد کران گھروں تک پہنچایا کرتے تھے جنھیں وہ خود جانتے تھے اور کسی کو باخبر نہیں ہونے دیتے تھے، ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ یہ کام تو دن میں بھی ہوسکتا ہے فرمایا"مخفی صدقہ غضب پروردگار کی آگ کو سرد کردیتا ہے۔(مناقب الامام امیر المومنینؑ الکوفی2 ص69 / 552، ربیع الابرار2 ص148)۔

690۔امام صادقؑ! امام حسنؑ نے اپنے پروردگار کی راہ میں سارا مال تین مرتبہ برابر برابر تقسیم کیا تھا یہاں تک لباس، دینار کے ساتھ نعلین میں بھی غریبوں کو برابر کا حصہ دیا تھا۔(تہذیب5 ص11 / 29، استبصار2 ص141 / 461، حلیۃ الابرار3 ص56 / 5، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 142 / 236۔24)، السنن الکبریٰ4 ص542 / 8645، مناقب ابن شہر آشوب4 ص14)۔

691۔حسن بصری! حضرت حسینؑ بن علیؑ ایک سی زاہد، متقی صالح و ناصح اور بہترین اخلاق کے مالک تھے، ایک مرتبہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے ایک باغ میں گئے جہاں آپ کا غلام"صافی" رہا کرتا تھا، باغ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ غلام بیٹھا ہوا روٹی کھارہاہے، آپ ایک خرمہ کے درخت کی آڑ میں ٹھہر گئے، دیکھا کہ غلام آدھی روٹی کھاتا ہے اور آدھی کتے کو دیدیتا ہے، کھانا ختم کرنے کے بعد اس نے کہا کہ شکر ہے خدائے رب العالمین کا پروردگار مجھے اور میرے مولی کو بخش دینا اور انھیں اسی طرح برکت عطا فرمانا جس طرح ان کے والدین کو عطا فرمائی تھی کہ تو بڑا رحم کرنے والا ہے۔

آپ نے سامنے کر غلام کو آواز دی، وہ گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور کانپنے لگا، کہنے لگا اے میرے اور جملہ مومنین کے سردار میں نے آپ کو نہیں دیکھا تھا اب مجھے معاف فرما دیجیئے؟

فرمایا تم مجھے معاف کر دینا کہ میں تمھارے باغ میں بغیر اجازت کے داخل ہو گیا، اس نے کہا سرکار! یہ تو آپ بربنائے شفقت و کرم فرما رہے ہیں ورنہ میں خود ہی آپ کا غلام ہوں۔

فرمایا یہ بتاؤ کہ آدھی روٹی کتے کو کیوں ڈال رہے تھے؟ عرض کی یہ میری طرف دیکھ رہا تھا تو مجھے حیا آئی کہ میں اکیلے کھالوں اور پھر یہ آپ کا کتا ہے اور میں آپ کا غلام اور دونوں کا کام باغ کی حفاظت ہے لہذا دونوں نے برابر سے مل کر کھالیا۔

حضرت یہ سن کر رونے لگے اور فرمایا تجھے راہ خدا میں آزاد کر دیا اور دو ہزار درہم بھی عطا کئے، غلام نے کہا جب حضور نے آزاد کر دیا ہے تو کم از کم باغ میں رہنے کی اجازت تو دیجیئے؟ فرمایا مرد وہی ہے جس کے قول و فعل میں فرق نہ ہو، جب میں نے تجھ سے کہہ دیا کہ تیرے باغ میں بلا اجازت داخل ہوا ہوں تو اب یہ باغ بھی تیرا ہے۔

صرف یہ میرے اصحاب میرے ساتھ پھل کھانے آئے ہیں تو انھیں اپنا مہمان بنالے اور ان کا اکرام کرتا کہ خدا روز قیامت تیرا اکرام کرے اور تیرے حسن اخلاق میں برکت عنایت کرے۔

غلام نے عرض کی جب آپ نے باغ مجھے ہبہ کر دیا ہے تو میں نے اسے آپ کے شیعوں اور چاہنے والوں کے لئے وقف کر دیا ہے۔

حسن بصری کہتے ہیں کہ مرد مومن کا کردار ایسا ہی ہونا چاہیئے اور اولاد رسول کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے۔ (مقتل الحسینؑ خوارزمی 1 ص 153)۔

692۔ ابوحمزہ الثمالی ! میں نے امام زین العابدینؑ کو اپنی کنیز سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے دروازہ سے جو سائل بھی گذر جائے اسے کھانا کھلا دینا کہ آج جمعہ کا دن ہے، تو میں نے عرض کی کہ تمام سائل مستحق نہیں ہوتے ہیں، فرمایا میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کسی مستحق کو دروازہ سے واپس کردوں اور وہ بلاء نازل ہوجائے جو حضرت یعقوب پر نازل ہوئی تھی۔(علل الشرائع 45 / 1)۔

493۔ امام باقرؑ ! ہم اہلبیتؑ قطع تعلق کرنے والوں سے صلۂ رحم کرتے ہیں اور برائی کرنے والوں کے ساتھ احسان کرتے ہیں اوراس میں حسن عاقبت سمجھتے ہیں۔(کافی 2 ص488 / 1 از احمد بن محمد بن ابی نصر عن الرضاؑ)۔

694۔ امام صادقؑ ! میرے والد کے پاس مال بہت کم تھا اور ذمہ داریاں بہت زیادہ تھیں اور ہر جمعہ کوایک دینار صدقہ میں دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جمعہ کے دن کا صدقہ اسی اعتبار سے فضیلت رکھتا ہے جس طرح جمعہ کو باقی دنوں پر فضیلت حاصل ہے۔(ثواب الاعمال 20 / 1 روایت عبداللہ بن بکیر)۔

695۔ سلمٰی کنیز امام محمد باقرؑ ! جب حضرت کے پاس برادران مومنین آتے تھے تو بہترین کھائے بغیر اور بہترین لباس پہنے بغیر نہیں جاتے تھے، اور دراہم اوپر سے دیے جاتے تھے، میں نے حضرت سے گزارش کی کہ اس بخشش میں کچھ کمی کردیں تو فرمایا سلمٰی، دنیا کی نیکی صرف اس میں ہے کہ اس سے برادران ایمانی اور جان پہچان والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے۔(کشف الغمہ 2 ص330، الفصول المہمہ ص212)۔

696۔ حسن بن کثیر ! میں نے امام ابوجعفر محمدؑ بن علیؑ سے بعض ضروریات کے لئے شکایت کی تو فرمایا بدترین بھائی وہ ہے جو دولت مندی میں تمھارا خیال رکھے اور غربت میں

قطع تعلق کرلے، اس کے بعد غلام کو اشارہ کیا اور وہ سات سو درہم کی تھیلی لے کر آیا، آپ نے فرمایا کہ موجودہ حالات میں انھیں دراہم کو استعمال کرو، اس کے بعد جب یہ خرچ ہوجائیں تو اطلاع کرنا۔ (ارشاد 2 ص 166، روضۃ الواعظین ص 225، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 207)۔

697۔ ہشام بن سالم! امام جعفر صادقؑ رات کا ایک حصہ گذر جانے کے بعد ایک ظرف میں روٹی، گوشت اور کچھ درہم اپنے کاندھے پر رکھ کر نکلتے تھے اور مدینہ کے تمام مساکین کے دروازہ پر جاکر تقسیم کردیا کرتے تھے اور کسی کو علم بھی نہ ہوتا تھا، یہاں تک کہ جب حضرت کا انتقال ہوگیا اور کوئی دروازہ پر نہ آیا تو اندازہ ہوا کہ یہ شخص امام جعفر صادقؑ تھے۔ (کافی 4 ص 8 / 1)۔

698۔ معلیٰ بن خنیس! امام جعفر صادقؑ ایک رات میں بیت الشرف سے برآمد ہوئے، بارش ہورہی تھی اور آپ بنئ ساعدہ کے چھتہ کی طرف جارہے تھے اتفاق سے راستہ میں کوئی چیز گرگئی، آپ نے دعا کی خدایا، ہماری چیز کو ہم تک پلٹا دینا، میں نے سلام کیا، فرمایا معلیٰ؟

میں نے عرض کی سرکار! حاضر ہوں میری جان قربان، فرمایا ذرا ہاتھوں سے تلاش کرو اور جو کچھ مل جائے میرے حوالہ کردو۔

میں نے دیکھا کہ بہت سی روٹیاں بکھری پڑی ہیں، میں نے سب اٹھا کر حضرت کو دیدیں، مگر دیکھا کہ ٹوکری کا بوجھ اتنا ہے کہ میں نہیں اٹھا سکتا ہوں، میں نے عرض کیا لائیے میں اسے سر پر اٹھالوں، فرمایا نہیں، یہ میرا اپنا کام ہے، بس تم میرے ساتھ رہو۔

میں ساتھ چلا، جب بنئ ساعدہ کے چھتہ میں پہنچا تو دیکھا کہ فقراء کی ایک جماعت

سورہی ہے، آپ نے سب کے سرھانے روٹیاں رکھنا شروع کردیں اور جب کام تمام ہوگیا تو میں نے سوال کیا: کیا یہ لوگ حق کو پہچانتے ہیں، فرمایا اگر حق کو پہچانتے ہوتے تو اس سے زیادہ ہمدردی کرتا۔ (کافی 4 ص 8 / 3، ثواب الاعمال 173 / 2 مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 75)۔

699۔ ابوجعفر الخثعمی ! امام جعفر صادقؑ نے ایک تھیلی میں پچاس دینار رکھ کر مجھے دیے کہ بنیٔ ہاشم میں فلاں شخص کو پہنچا دینا لیکن یہ نہ بتانا کہ کس نے دیے ہیں، میں لے کر گیا اور دیدیا تو اس شخص نے کہا کہ یہ کس نے بھیجے ہیں۔ خدا اسے جزائے خیر دے کہ برابر رقم بھیجتا رہتا ہے اور میرا گذرا ہو رہا ہے۔ ورنہ جعفر کے پاس اس قدر پیسہ ہے اور مجھے کچھ نہیں دیتے ہیں؟ (امالی الطوسی ص 677 / 1433، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 273)۔

700۔ الہیاج بن بسطام ! حضرت جعفر بن محمدؑ اس قدر لوگوں کو کھلاتے تھے کہ گھر والوں کے لئے کچھ نہ بچتا تھا۔ (حلیۃ الاولیاء 3 ص 194، تذکرۃ الخواص ص 342، سیر اعلام النبلاء 6 ص 262، کشف الغمہ 2 ص 369، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 273، احقاق الحق 1 ص 510)۔

701۔ امام کاظمؑ ! ہم سب علم اور شجاعت میں ایک جیسے ہیں اور عطایا میں بقدر امر الہی عطا کرتے ہیں۔ (کافی 1 ص 275 / 2، بصائر الدرجات ص 480 / 3 روایت علی بن جعفر)۔

702۔ الیسع بن حمزہ ! ہم لوگ امام رضاؑ کی محفل میں باتیں کر رہے تھے اور بے شمار لوگ حلال وحرام کے مسائل دریافت کر رہے تھے کہ ایک لمبا سانولا شخص وارد ہوا اور اس نے کہا السلام علیک یابن رسول اللہ ! میں آپ کا اور آپ کے آباء واجداد کا دوست ہوں، حج

سے واپس آرہا ہوں میرا سارا سرمایہ ختم ہوگیا ہے۔اب گھر تک پہنچنے کا وسیلہ بھی نہیں ہے، کیا یہ ممکن ہے کہ مجھے شہر تک پہنچا دیں۔ میں اس قدر رقم خیرات کردوں گا جتنی آپ مجھ پر صرف کریں گے اس لئے کہ میں مستحق صدقہ نہیں ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، خدا تم پر رحم کرے۔

اس کے بعد آپ لوگوں سے باتیں کرنے لگے، یہاں تک تمام لوگ اپنا کام ختم کر کے چلے گئے، صرف امام، سلیمان، جعفر بن خیثمہ اور میں باقی رہ گئے آپ نے فرمایا، اجازت ہے کہ میں گھر کے اندر جاؤں! سلیمان نے کہا کہ آپ خود صاحب اختیار ہیں۔

آپ اٹھ کر حجرہ میں تشریف لے گئے اور ایک ساعت کے بعد دروازہ سے ہاتھ نکال کر فرمایا وہ خراسانی کہاں ہے، اس نے عرض کی کہ میں حاضر ہوں! فرمایا یہ دوسو دینار لے لے اور اپنے ضروریات میں صرف کر اور اسے برکت قرار دے اور اس کے مقابلہ میں صدقہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اب گھر سے باہر چلا جا تا کہ نہ میں تجھے دیکھوں اور نہ تو مجھے دیکھے۔اس کے بعد آپ باہر تشریف لائے تو سلیمان نے کہا کہ حضور اس قدر کثیر رقم دینے کے بعد منھ چھپانے کی کیا وجہ ہے! فرمایا کہ میں اس کے چہرہ پر سوال کی ذلت کا اثر نہیں دیکھ سکتا ہوں، کیا تم لوگوں نے رسول اکرم کا یہ ارشاد نہیں سنا ہے کہ چھپا کر ایک نیکی کرنا ستر حج کے برابر ہے اور برائی کا اعلام کرنے والا رسوا ہوتا ہے لیکن اسے بھی چھپا کر کرنے والا مغفرت کا امکان رکھتا ہے (کیا تم نے بزرگوں کا یہ مقولہ نہیں سنا ہے کہ جب میں کسی ضرورت سے ان کے دروازہ پر جاتا ہوں تو اس شان سے واپس آتا ہوں کہ میری آبرو برقرار رہتی ہے۔(کافی 4 ص 23 / 3)۔

703۔محمد بن عیسیٰ بن زیاد! میں نے ابن عباد کے دربار میں پہنچ کر دیکھا کہ ایک کتاب نقل کر رہے ہیں، میں نے دریافت کیا کہ یہ کونسی کتاب ہے؟

کہا یہ امام رضاؑ کا مکتوب ہے ان کے فرزند کے نام ۔! میں نے کہا کیا یہ ممکن ہے کہ یہ مجھے بھی مل جائے، ان لوگوں نے دیدیا تو میں نے دیکھا کہ اس میں لکھا ہے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" فرزند! خدا تمہیں طول عمر عنایت کرے اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے، میں تمھارے قربان! میں نے اپنی زندگی میں اپنا سارا مال تمھارے حوالہ کر دیا ہے کہ شائد خدا تم پر یہ کرم کرنے کے تم قرابتداروں کے ساتھ صلۂ رحم کرو اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت جعفرؑ کے غلاموں کے کام آؤ؟ پروردگار کا ارشاد ہے،کون ہے جو خدا کو قرض حسنہ دے گا کہ وہ دگنا چوگنا کر دے۔(بقرہ245)۔

جس کے پاس وسعت ہے اس پر فرض ہے کہ اس میں سے انفاق کرے اور جو تنگی کا شکار ہے اسے بھی چاہیئے کہ جس قدر ہے اس میں سے انفاق کرے۔(سورہ طلاق ص 7)۔

خدا نے تمہیں وسعت دی ہے......فرزند تم پر تمھارا باپ قربان......(تفسیر عیاشی 1 ص 131/ 436)۔

704۔احمد بن محمد بن ابی نصر بزطنی، میں نے امام رضاؑ کا وہ مکتوب پڑھا ہے جو امام جوادؑ کے نام تھا اور جس کا مضمون یہ تھا "ابوجعفر! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تمھارے موالی تمھیں چھوٹے دروازہ سے باہر لے جاتے ہیں تا کہ لوگ تم سے استفادہ نہ کرسکیں، یہ ان کے بخل کا نتیجہ ہے، خبر دار، تمھیں میرے حق کا واسطہ جو تمھارے ذمہ ہے کہ آئندہ تمھارا داخلہ اور خارجہ بڑے دروازہ سے ہونا چاہیئے اور جب سواری باہر نکلے تو تمھارے ساتھ سونے چاندی کے سکہ

ہونے چاہئیں ورکوئی بھی آدمی سوال کرے تو اسے محروم نہ کرنا، اور اگر رشتہ داروں میں کوئی مرد سوال کرے تو پچاس دینار سے کم نہ دینا، زیادہ کا تمھیں اختیار ہے اور اگر کوئی خاتون سوال کرے تو 25 دینار سے کم نہ دینا اور زیادہ تمھارے اختیار میں ہے، میرا مقصد یہ ہے کہ خدا تمھیں بلندی عنایت فرمائے، دیکھو راہ خدا میں خرچ کرو اور خدا کی طرف سے کسی افلاس کا خوف نہ پیدا ہونے پائے (کافی 4 ص 43 / 5، عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 8 / 20، مشکوۃ الانوار ص 233)۔

705۔ عبداللہ علی بن عیسیٰ۔ امام جوادؑ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اپنی مروت کے برابر عنایت فرمائیے، فرمایا یہ میرے امکان سے باہر ہے، اس نے کہا پھر میری اوقات کے برابر عنایت فرمائیے؟ فرمایا یہ ممکن ہے اور یہ کہہ کر غلام کو آواز دی کہ اسے سو دینار دیدو۔ (کشف الغمہ 3 ص 158)۔

سیرت اہلبیتؑ خدام کے ساتھ

706۔ انس! جب رسول اکرم وارد مدینہ ہوئے تو آپ کے پاس کوئی خاتم نہ تھا، ابوطلحہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور حضور کے پاس لے گئے، کہا کہ سرکار! یہ انس ہوشیار بچہ ہے، یہ آپ کی خدمت کرے گا، جس کے بعد میں سفر وحضر میں ہمیشہ حضور کے ساتھ رہا لیکن نہ کسی کام کے کرنے پر یہ فرمایا کہ ایسا کیوں کیا...... اور نہ ترک کرنے پر فرمایا کہ ایسا کیوں نہیں کیا؟ (صحیح مسلم 4 ص 1805 / 2309، مسند ابن حنبل 4 ص 203 / 1988، الطبقت الکبریٰ 7 ص 19)۔

واضح رہے کہ صحیح بخاری 3 ص 1018 / 2616 میں دس سال خدمت کرنے کا ذکر ہے اور صحیح مسلم میں 9 سال۔

707۔بکیر! میں نے ام سلمہ کے غلام مہاجر کی زبان سے سنا ہے کہ میں نے دس سال، یا پانچ سال، رسول اکرم کی خدمت کی ہے،لیکن نہ کسی کام کے کرنے پر ٹوکا اور نہ ترک کرنے پر۔!(اسد الغابہ 5 ص 266 / 1537)۔

708۔انس! رسول اکرم اخلاق کے اعتبار سے ساری کائنات سے بہتر تھے۔ ایک دن مجھے ایک کام سے بھیجا تو میں نے کہا کہ میں نہیں جاؤ گا حالانکہ میرے دل میں یہ تھا کہ جب رسول خدا نے حکم دیا ہے تو بہر حال جانا ہے۔

میں گھر سے نکلا تو راستہ میں بچے کھیل رہے تھے، میں ادھر چلا گیا ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت پشت سے میری گردن پکڑے ہوئے ہیں، میں نے مڑ کر دیکھا تو مسکرا رہے تھے، فرمایا میں نے جہاں بھیجا تھا گئے؟ میں نے عرض کی جی ہاں، اب جا رہا ہوں۔(صحیح مسلم 4 ص 23101805)۔

709۔زیاد بن ابی زیاد نے رسول اکرم کے ایک خادم کے حوالہ سے نقل کیا ہے، کہ حضور نوکروں سے بھی پوچھا کرتے تھے کوئی ضرورت تو نہیں ہے۔(مسند احمد بن حنبل 5 ص 239 / 16076، مجمع الزوائد 2 ص 515 / 3503)۔

710۔ابوالنوار، کرباس بیچنے والا راوی ہے کہ حضرت علیؑ ایک غلام کو لے کر میری دکان پر آئے اور دو پیراہن دکھلا کر فرمایا کہ جو پسند ہو وہ لے لو، اس نے ایک لے لیا اور دوسرا بچا ہوا حضرت نے لے لیا، اس کے بعد ہاتھ بڑھا کر کہا کہ آستین جس قدر لمبی ہے اسے کم کر دیجئے، آپ نے کم کر دی اور وہ پہن کر چلا گیا،(فضائل الصحابہ ابن حنبل 1 ص 544 / 919، اسد الغابہ 4 ص 97) شرح نہج البلاغہ معتزلی 9 ص 235)۔

711۔ابومطر البصری! امیر المومنینؑ سوق الکرابیس میں داخل ہوئے اور ایک

دکاندار سے پوچھا پانچ درہم میں دو کپڑے مل سکتے ہیں، اس نے مڑکر دیکھا کہا یا امیر المومنینؑ بیشک مل سکتے ہیں، آپ نے دیکھا کہ اس نے پہچان لیا ہے تو آگے بڑھ گئے اور نہیں لیا، دوسری جگہ ایک غلام کو بیچتے دیکھا اس سے سوال کیا، اس نے کہا بیشک ممکن ہے، ایک اچھا ہے وہ تین درہم کا ہے اور دوسرا قدرے معمولی ہے وہ دو درہم کا ہے آپ نے قنبر سے فرمایا کہ تین درہم والا تم لے لو، قنبر نے عرض کی حضور! یہ آپ کا حق ہے، فرمایا تم جوان ہو اور جوانی میں زینت کی خواہش ہوتی ہے، مجھے اپنے پروردگار سے شرم آتی ہے کہ تم سے بہتر لباس پہنوں جبکہ رسول اکرم نے فرمایا ہے کہ، غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو، اس کے بعد آپ نے دوسرا والا پہن لیا اور جب آستین لمبی نظر آئی تو اسے کٹوادیا لیکن کنارہ سلوانے کی زحمت نہیں کی اور فرمایا کہ معاملہ اس سے زیادہ عجلت کا ہے۔(الغارات 1 ص106)۔

712۔ابومطر البصری! حضرت علیؑ نے ایک غلام کو کئی بار آواز دی لیکن اس نے لبیک نہیں کہی اور جب گھر سے باہر نکلے تو دیکھا کہ وہ دروازہ پر موجود ہے، فرمایا کہ تو نے میری آواز پر آواز کیوں نہیں دی؟ اس نے کہا کہ ایک تو کاہلی تھی اور دوسرے یہ آواز پر آواز کیوں نہیں دی؟ اس نے کہا کہ ایک تو کاہلی تھی اور دوسرے یہ کہ آپ سے سزا کا کوئی خطرہ نہیں تھا، یہ سن کر حضرت نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ لوگ میری طرف سے اپنے کو محفوظ تصور کرتے ہیں اور اس کے بعد اسے راہ خدا میں آزاد کردیا۔(مناقب ابن شہر آشوب 2 ص133، الفخری ص19)۔

713۔انس! میں امام حسینؑ کی خدمت میں تھا آپ کی ایک کنیز نے ایک پھولوں کا گلدستہ آپ کو تحفہ میں پیش کیا اور آپ نے اسے راہ خدا میں آزاد کردیا، میں نے عرض کیا

کہ ایک گلدستہ کی قیمت اس قدر نہیں ہے کہ اسے آزاد کردیا جائے، فرمایا یہ پروردگار کا سکھلایا ہوا ادب ہے کہ جب تمھیں کوئی تحفہ دیا جائے تو اس سے بہتر واپس کرو اور ظاہر ہے کہ اس بہتر اس کی آزادی ہی ہو سکتی تھی۔

(نثر الدرر 1 ص 33، نزہۃ الناظر 83 / 8، کشف الغمہ 2 ص 243، احقاق الحق 11 ص 444)۔

714۔امام صادقؑ! میں نے رسول اکرم کی کتاب میں دیکھا ہے کہ جب اپنے غلام سے کوئی ایسا کام لو جو اس کے بس کا نہیں ہے تو خود بھی اس کے ساتھ شریک ہو جاؤ اور میرے پدر بزرگوار کا یہی طریقہ تھا کہ وہ غلاموں کو کام دینے کے بعد صورت حال کا جائزہ لیتے تھے، اگر دیکھا کام مشکل ہے تو شریک ہو جاتے تھے ورنہ الگ ہو جاتے تھے۔(اللزہد للحسین بن سعید 44 / 117 روایت بداؤد بن فرقد)۔

715۔حفص بن ابی عائشہ! امام صادقؑ نے کسی غلام کو کسی کام کے لئے بھیجا اور اس نے دیر لگائی تو آپ اس کی تلاش میں نکل پڑے، دیکھا کہ ایک مقام پر سو رہا ہے، آپ اس کے سرھانے کھڑے رہے اور پنکھا جھلتے رہے یہاںتک کہ اس کی آنکھ کھل گئی، وہ دہشت زدہ ہو گیا، حضرت نے فرمایا کہ دیکھو دن رات سونا اصول کے خلاف ہے، رات تمھارے لئے ہے اور دن ہمارے لئے۔(کافی 8 ص 78 / 50، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 274)۔

716۔سفیان ثوری امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ کے چہرہ کا رنگ بدلا ہوا ہے، سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ میں نے گھر والوں کو چھت پر جانے سے منع کیا تھا لیکن میری ایک کنیز ایک بچہ کو لے کر اوپر چڑھ گئی اور جب دیکھنے گیا تو اس قدر

گھبرائی کہ بچہ اس کے ہاتھ سے گر کر مر گیا۔
اس وقت میری پریشانی بچہ کی موت کی طرف سے نہیں ہے، اپنے رعب کی طرف سے ہے کہ لوگ مجھ سے اس قدر خوف کھاتے ہیں، حالانکہ حضرت اس سے پہلے اس کنیز کو اطمینان دلا چکے تھے اور اسے راہ خدا میں آزاد کر چکے تھے۔ (مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 274)۔

717۔ یاسر خادم امام رضاؑ! امام رضاؑ کا طریقہ تھا کہ لوگوں کے جانے کے بعد تمام چھوٹے بڑے خدام کو مع کرتے تھے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے بلکہ سائس اور حجام کو بھی اپنے ساتھ دستر خوان پر بٹھالیا کرتے تھے۔ (عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 159، حلیۃ الابرار 3 ص 266)۔

718۔ نادر خادم! امام رضاؑ کا دستور تھا کہ ہم لوگ جب تک کھانا کھاتے رہتے تھے ہم سے کسی کام کے لئے نہیں فرماتے تھے (کافی 6 ص 298 / 11)۔

719۔ یاسر ونادر! امام رضاؑ کا حکم تھا کہ اگر میں تمھارے سامنے اس وقت آجاؤں جب تم کھانا کھا رہے ہو تو اس وقت تک کھڑے نہ ہونا جب تک کھانا ختم نہ ہو جائے بلکہ بعض اوقات آپ کسی کو آواز دیتے تھے اور اگر کہہ دیا کہ وہ کھانا کھا رہا ہے، تو فرماتے تھے رہنے دو جب تم تمام نہ ہو جائے۔ (کافی 6 ص 298 / 10، المحاسن 2 ص 199 / 1583)۔

720۔ عبداللہ بن المصلت ایک مرد بلخی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں سفر خراسان میں امام رضاؑ کے ساتھ تھا، ایک دن دستر خوان پر آپ نے تمام سیاہ وسفید غلاموں کو جمع کرلیا تو میں نے کہا کہ میں آپ پر قربان، کاش آپ انھیں الگ کھلا دیتے، فرمایا خبردار، خدا سب کا ایک ہے اور مادر و پدر (آدم وحوا) بھی ایک ہیں اور جزا کا تعلق صرف اعمال سے ہے۔ (

کافی 8 ص 230/ 296)۔

جامع مکارم اخلاق

721۔امام علیؑ! رسول اکرم کی توصیف کرتے ہوئے...... آپ سب سے زیادہ سخی وکریم، سب سے زیادہ وسیع الصدر، سب سے زیادہ صادق اللہجہ ،سب سے زیادہ نرم دل اور سب سے بہتر معاشرت رکھنے والے تھے، انسان پہلی مرتبہ دیکھتا تو ہیبت زدہ ہوجاتا تھا اور ساتھ رہ جاتا تھا تو محبت کرنے لگتا تھا۔(سنن ترمذی 5 ص 599 / 3638 از ابراہیم بن محمد)۔

722۔امام حسنؑ ! میں نے اپنے خال ہند بن ابی ہالہ التمیمی سے دریافت کیا کہ پیغمبر اسلام کی گفتگو کے بارے میں کچھ بتائیں تو انھوں نے کہا کہ حضرت ہمیشہ رنجیدہ رہتے تھے، فکر میں غرق رہتے تھے، کبھی آپ کے لئے راحت نہ تھی لیکن بلاضرورت بات نہیں کرتے تھے اور دیر تک ساکت رہا کرتے تھے، کلام اس طرح کرتے تھے کہ پورا منھ نہیں کھولتے تھے، نہایت جامع کلمات استعمال کرتے تھے جس میں ہر کلمہ حرف آخر ہوتا تھا کہ نہ فضول اور نہ کوتاہ، اخلاق انتہائی متوازن کہ نہ بالکل خشک اور نہ بالکل جبروت نعمتیں معولی بھی ہوں تو ان کا احترام کرتے تھے اور کسی شے کی مذمت نہیں کرتے تھے، کسی ذائقہ کی نہ مذمت کرتے تھے اور نہ تعریف، دنیا اور امور دنیا کے لئے غصہ نہیں کرتے تے لیکن حق پر آنچ آجاتی تھی تو پھر کوئی آپ کو نہیں پہنچانتا تھا اور جب کسی غضب کیلئے اٹھ جاتے تھے تو بغیر کامیابی کے بیٹھتے بھی نہیں تھے، لیکن اپنے معاملہ میں نہ غصّہ کرتے تھے اور نہ بدلہ لیتے تھے، جب کسی کی طرح اشارہ کرتے تھے تو پوری ہتھیلی سے، تعجب کا اظہار کرتے تھے تو اسے الٹ دیتے اور بات کرتے تھے تو اسے ملا لیتے تھے اور داہنی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے دبا

تے تھے، ناراض ہوتے تھے تو بالکل قطع تعلق کر لیتے تھے اور خوش ہوتے تھے تو نظریں نیچی کر لیتے تھے، خوشی میں اکثر اوقات صرف تبسم فرماتے تھے اور دندان مبارک موتیوں کی طرح نظر آتے تھے۔(دلائل النبوۃ بیہقی 1 ص 286 ،شعب الایمان 2 ص 154 / 1430 ،الطبقات الکبریٰ 1 ص 222 ،تہذیب الکمال 1 ص 214 ،عیون اخبار الرضاؑ 1 ص 317 / 1 ،معانی الاخبار 81 / 1 روایت اسماعیل بن محمد بن اسحاق ،مکارم الاخلاق 1 ص 43 / 1 از کتاب محمد بن ابراہیم بن اسحاق ،حلیۃ الابرار 1 ص 171)۔

723۔امام حسینؑ ! میں نے اپنے پدر بزرگوار سے رسول اکرم کی مجلس کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ آپ کا اٹھنا بیٹھنا ہمیشہ ذکر خدا کے ساتھ ہوتا تھا، جہاں دوسروں کو رہنے سے منع کرتے تھے وہاں خود بھی نہیں رہتے تھے، کسی قوم کیساتھ بیٹھ جاتے تھے تو آخر مجلس تک بیٹھے رہتے تھے اور اسی بات کا حکم بھی دیتے تھے، تمام ساتھ بیٹھنے والوں کو ان کا حق دیتے تھے اور کسی کو یہ احساس نہیں ہونے دیتے تھے کہ دوسرے کا مرتبہ زیادہ ہے۔کسی کی ضرورت میں اس کے ساتھ اٹھتے یا بیٹھتے تھے تو جب تک وہ خود نہ چلا جائے آپ الگ نہیں ہوتے تھے، اگر کوئی شخص کسی حاجت کا سوال کرتا تھا تو اسے پورا کرتے تھے یا خوبصورتی سے سمجھا دیتے تھے، کشادہ روئی اور اخلاق میں تمام لوگوں کو حصہ دیتے تھے یہاں تک کہ آپ کی حیثیت ایک باپ کی تھی اور تمام لوگ حقوق میں برابر کی حیثیت کے مالک تھے، آپ کی مجلس حلم، حیاء، صبر اور امانت کی مجلس تھی جہاں نہ آوازیں بلند ہوتی تھیں، نہ کسی کو برا بھلا کہا جاتا تھا، نہ کسی غلطی کا مذاق اڑایا جاتا تھا، سب برابر کا درجہ رکھتے تھے فضیلت صرف تقویٰ کی بنا پر تھی، سب متواضع افراد تھے، بزرگوں کا احترام ہوتا تھا، بچوں پر مہربانی ہوتی تھی، حاجت مندوں کو مقدم کیا جاتا تھا اور مسافروں کا تحفظ کیا جاتا تھا۔

میں نے عرض کی کہ ہمنشینوں کے ساتھ آپ کا برتاؤ کیسا تھا؟ فرمایا ہمیشہ کشادہ دل رہتے تھے، اخلاق میں سہل، طبیعت میں نرم، نہ ترش و بد خلق، نہ حرف بد کہنے والے، نہ عیب نکالنے والے، نہ بے تکا مذاق کرنے والے، جس چیز کو نہیں چاہتے تھے اس سے چشم پوشی فرماتے تھے، نہ مایوس ہوتے تھے اور نہ اظہار محبت فرماتے تھے، تین چیزوں کو اپنے سے الگ رکھتے تھے، بیجا بحث، زیادہ گفتگو، بے مقصد کلام، اور تین چیزوں سے لوگوں کے بارے میں پرہیز فرماتے تھے، نہ کسی کی مذمت اور سرزنش کرتے تھے، نہ کسی کے اسرار کی جستجو فرماتے تھے اور نہ امید ثواب کے بغیر کسی موضوع میں گفتگو فرماتے تھے، جب بولتے تھے تو لوگوں اس طرح خاموش سر جھکا لیتے تھے جیسے سروں پر طائر بیٹھے ہوں اور جب خاموش ہوجاتے تھے تو لوگ بات کرتے تھے لیکن جھگڑا نہیں کرسکتے تھے، کوئی شخص کوئی بات کرتا تھا وسب سنتے تھے جب تک بات ختم نہ ہوجائے، ہر ایک کو بات کہنے کا موقع ملتا تھا اور سب ہنستے تھے تو آپ بھی مسکراتے تھے اور سب تعجب کرتے تھے تو آپ بھی اظہار تعجب کرتے تھے، کوئی اجنبی بے تکی بات کرتا تھا یا غلط سوال کرتا تھا تو اسے برداشت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب کسی حاجت مند کو سوال کرتے دیکھو تو عطا کرو، مسلمان کے علاوہ کسی سے تعریف پسند نہیں فرماتے تھے کسی کی بات کو قطع نہیں فرماتے تھے اور جب وہ حد سے تجاوز کرتا تو منع فرماتے یا کھڑے ہوکر بات ختم کردیتے تھے۔ (دلائل النبوۃ بیہقی 1 ص 290)۔

724۔ معاویہ بن وہب امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور نے ابتدائے بعثت سے آخر عمر تک کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا اور نہ کسی شخص کے سامنے پیر پھیلا کر بیٹھے، مصافحہ کرتے تھے تو اس وقت تک ہاتھ نہیں کھینچتے تھے جب تک وہ خود نہ کھینچ لے، کسی کی

برائی پر اسے برائی سے بدلہ نہیں دیا کہ پروردگار نے فرمادیا تھا کہ برائی کا دفاع اچھائی سے کرو، کسی سائل کو رد نہیں فرمایا، کچھ تھا تو دیدیا ورنہ کہا انتظار کرو اللہ دے گا، اللہ کے نام پر جو کہہ یا خدا نے اسے پورا کردیا یہاں تک کہ جنت کا بھی وعدہ کر لیتے تو خدا پورا کردیتا۔(کافی 8 ص 164/ 175)۔

725۔ خارجہ بن زید! ایک جماعت میرے والد زید بن ثابت کے پاس آئی اور اس نے سوال کیا کہ ذرا رسول اکرم کے اخلاق پر روشنی ڈالیں؟ تو انھوں نے کہا کہ میں آپ کے ہمسایہ میں تھا، جب وحی کا نزول ہوتا تھا تو مجھے لکھنے کے لئے طلب فرمایا کرتے تھے اور میں لکھ دیا کرتا تھا، اس کے بعد ہم لوگ دینا، دین یا کھانے پینے کی جو گفتگو کرتے تھے آپ ہمارے ساتھ شریک کلام رہا کرتے تھے......(السنن الکبری 7 ص 83/ 13340)۔

726۔ ابن شہر آشوب! رسول اکرم کے پاس جب بھی کوئی شخص آتا تھا اور آپ نماز میں مصروف ہوتے تھے تو نماز کو مختصر کرکے اس سے دریافت کرتے تھے کیا کوئی ضرورت ہے؟ (مناقب 1 ص 147)۔

727۔ جابر بن عبداللہ! رسول اکرم سفر میں ہمیشہ پیچھے رہا کرتے تھے تاکہ کمزور کو سہارا دے سکیں اور اپنے ساتھ سوار کرسکیں۔(السنن الکبریٰ 5 ص 422/ 10352)۔

728۔ ابوامامہ سہل بن حنیف الانصاری، بعض اصحاب رسول کی زبان سے نقل کرتے ہیں کہ آپ مسلمانوں کے مریضوں کی عیادت اور کمزوروں کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے، جنازہ میں شرکت کرتے تھے اور خود نماز جنازہ ادا کرتے تھے، ایک مرتبہ عوالی کی ایک غریب عورت بیمار ہوگئی آپ برابر اس کا حال دریافت کرتے رہے اور فرمایا کہ اگر اس کا انتقال ہوجائے تو میرے بغیر دفن نہ کرنا، میں اس کے جنازہ کی نماز پڑھاؤں گا۔

اتفاق سے اس کا انتقال رات میں ہوا اور لوگ جنازہ کو مسجد رسول کے پاس لے آئے لیکن جب دیکھا کہ حضور آرام فرما رہے ہیں تو جگانے کے بجائے نماز پڑھ کر دفن کر دیا، دوسرے دن جب رسول اکرم نے خیریت پوچھی تو صورت حال بیان کی گئی، آپ نے فرمایا کہ ایسا کیوں کیا؟ اچھا اب میرے ساتھ چلو، سب کو لے کر قبرستان پہنچے اور قبر با قاعدہ نماز جنازہ ادا فرمائی اور چار تکبیریں کہیں۔(السنن الکبریٰ 4 ص 79 / 7019)۔

729۔انس! رسول اکرم سب سے زیادہ لوگوں پر مہربان تھے، سردی کے زمانہ میں بھی چھوٹے بڑے، غلام و کنیز سب کے لئے پانی فراہم کرتے تھے تا کہ سب منھ ہاتھ دھولیں، جب کوئی شخص کوئی سوال کرتا تھا تو سنتے تھے اور اس وقت تک منھ نہ پھیرتے تھے جب تک وہ خود نہ چلا جائے، جب کسی شخص نے ہاتھ پکڑنے کا ارادہ کیا تو ہاتھ دیدیا اور اس وقت تک نہ چھڑایا جب تک اس نے خود نہ چھوڑ دیا۔(حلیۃ الاولیاء 3 ص 26)۔

730۔امام علیؑ! پروردگار کریم، حلیم، عظیم اور رحیم ہے اس نے اپنے اخلاق کی رہنمائی کی ہے اور اس اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور لوگوں کو آمادہ کیا ہے تو ہم نے اس امانت کو لوگوں تک پہنچا دیا اور بلا کسی نفاق کے اس پیغام کو ادا کر دیا اور اس کی تصدیق کی اور بلا کسی شک وشبہہ کے اسے قبول کر لیا(تحف العقول ص 175 ، بشارۃ المصطفیٰ ص 29 روایت کمیل)۔

731۔امام علیؑ۔رسول اکرم وہ مظلوم تھے جن کے احسانات کا شکریہ نہیں ادا کیا جاتا تھا حالانکہ آپ کے احسانات قریش، عرب، عجم سب کے شامل حال تھے، اور سب سے زیادہ نیکی کرنے والے تھے، یہی حال ہم اہلبیتؑ کا ہے کہ ہمارے احسانات کا شکریہ نہیں ادا کیا جاتا ہے اور یہی حال تمام نیک مومنین کا ہے کہ وہ نیکی کرتے ہیں لیکن لوگ قدردانی نہیں

کرتے ہیں۔(علل الشرائع 560/3 از حسین بن موسیٰ عن الکاظمؑ)۔

732۔امام علیؑ! ہم اہلبیتؑ کے سامنے جب بھی حق آجاتا ہے ہم اس سے متمسک ہوجاتے ہیں۔(مقاتل الطالبین ص 76 از سفیان بن اللیل)۔

734۔مصعب بن عبداللہ! جب دشمنوں نے چاروں طرف سے امام حسینؑ کو گھیر لیا تو آپ رکاب فرس پر کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خاموش رہنے کی دعوت دی، اس کے بعد حمد وثناء الٰہی کر کے فرمایا کہ مجھے ایک ناتحقیق باپ کے ناتحقیق بیٹے نے دوراہے پر کھڑا کر دیا ہے کہ یا تلوار کھینچ لوں یا ذلت برداشت کروں اور ذلت برداشت کرنا میرے امکان میں نہیں ہے، اسے نہ خدا پسند کرتا ہے اور نہ رسول اور نہ صاحبان ایمان، نہ پاک و پاکیزہ گودیاں اور طیب و طاہر آباء واجداد کسی کو یہ برداشت نہیں ہے کہ میں آزاد مردوں کی طرح جان دینے پر ذلیلوں کو اطاعت کو مقدم کروں۔(احتجاج 2 ص 97/ 167)۔

735۔امام زین العابدینؑ! پروردگار نے ہمیں حلم، علم، شجاعت، سخاوت اور مومنین کے دلوں میں محبت کا انعام عنایت فرمایا۔(معجم احادیث المہدیؑ 3 ص 200، منتخب الاثر 172/ 96)۔

736۔ابوبصیر! میں نے امام باقرؑ سے عرض کی کہ رسول اکرم ہمیشہ بخل سے پناہ مانگا کرتے تھے؟ فرمایا بیشک ہر صبح و شام ہم بھی بخل سے پناہ مانگتے ہیں کہ پروردگار نے فرمایا ہے کہ جو نفس کے بخل سے محفوظ ہوگیا وہی کامیاب ہے۔(علل الشرائع 548/ 4، قصص الانبیاء 118/ 118)۔

737۔امام صادقؑ! ہم اہلبیتؑ جب کسی شخص کے خیر کو خود جان لیتے ہیں تو پھر ہمارے خیال کو لوگوں کی باتیں تبدیل نہیں کرسکتی ہیں۔(بصائر الدرجات ص 1362 از داؤد

بن فرقد)۔

738۔حریز! امام صادقؑ کی خدمت میں جہینہ کی ایک جماعت وارد ہوئی، آپ نے باقاعدہ ضیافت فرمائی اور چلتے وقت کافی سامان اور ہدایا بھی دیدیے لیکن غلاموں سے فرمادیا کہ خبردار سامان باندھنے، سمیٹنے میں ان کی مدد نہ کرنا، ان لوگوں نے گذارش کی کہ فرزند رسول! اس قدر ضیافت کے بعد غلاموں کو امداد سے کیوں روک دیا؟ فرمایا، ہم اپنے مہمانوں کی جانے میں امداد نہیں کرتے ہیں۔(ہمارا منشاء یہی ہوتا ہے کہ مہمان مقیم رہے تا کہ صاحب خانہ میزانی کی برکتوں سے مستفید ہوتا رہے)(امالی صدوق 437 / 9، روضۃ الواعظین ص233)۔

739۔اللہ کے صالح اور متقی بندوں کے اخلاق میں تکلف اور تصنع شامل نہیں ہوتا ہے، پروردگار نے پیغمبر سے فرمایا کہ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اپنی زحمتوں کا کوئی اجر نہیں چاہتا اور میں تکلف کرنے والوں میں نہیں ہوں اور رسول اکرم نے بھی فرمایا ہے کہ ہم گروہ انبیاء واتقیاء وامنا ہر طرح کے تکلف سے بری اور بیزار رہتے ہیں۔(مصباح الشریعہ ص 208)۔

840۔حماد بن عثمان! ایک مرتبہ مدینہ میں قحط پڑا اور صورت حال یہ ہوگئی کہ بڑے بڑے دولت مند بھی مجبور ہوگئے کہ گندم میں جو ملا کر کھائیں یا اسے بیچ کر طعام فراہم کریں، تو امام صادقؑ نے اپنے غلاموں سے فرمایا کہ جو گندم ابتدائے فصل میں خرید لیا ہے اس میں جو ملا دو یا اسے بیچ ڈالو کہ ہمیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ عوام الناس جو ملا ہوا گیہوں کھائیں اور ہم خالص گیہوں استعمال کریں۔(کافی 5 ص166 / 1)۔

741۔امام کاظمؑ! جب سندی بن شاہک نے آپ سے کفن دینے کی بات کی تو آپ نے فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ اپنے ذاتی حج، اپنی عورتوں کا مہر اور اپنا کفن اپنے خالص پاکیزہ مال سے

فراہم کرتے ہیں۔(الفقیہ 1 ص189 / 577، ارشاد 2 ص243، تحق العقول ص412، روضۃ الواعظین ص243، فلاح السائل ص72، الغیبۃ للطوسی (ر)30 / 6)۔

742۔امام رضاؑ، ہم اہلبیتؑ کو وراثت میں آل یعقوبؑ سے عفو ملا ہے اور آل داؤد سے شکر! (کافی 8 ص308 / 480 از محمد بن الحسین بن یزید)۔

743۔امام رضاؑ ! آپ نے بن سہل کے خط میں تحریر فرمایا کہ ائمہ کے کردار میں تقویٰ، عفت، صداقت، صلاح، جہاد، اداء امانت صالح و فاسق، طول سجدہ، نماز شب، محرمات سے پرہیز، صبر کے ذریعہ کشائش احوال کا انتظار، حسنِ معاشرت، حسن سلوک ہمسایہ، نیکیوں کا عام کرنا، اذیتوں کا روکنا، کشادہ روی سے ملنا، نصیحت کرنا اور مومنین پر مہربانی کرنا شامل ہے۔(تحف العقول ص416)۔

744۔امام رضاؑ ہم اہلبیتؑ جب کوئی وعدہ کرلیتے ہیں تو اسے اپنے ذمہ ایک قرض تصور کرتے ہیں جیسا کہ سرکار دو عالم کے کردار میں تھا۔(تحف العقول ص 246 مشکوٰۃ الانوار ص173)۔

745۔امام رضاؑ ، ہم اہلبیتؑ سوتے وقت دس کام انجام دیتے ہیں، طہارت، داہنے ہاتھ پر تکیہ، 33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمدللہ، 34 مرتبہ اللہ اکبر، استقبال قبلہ، سورہ حمد کی تلاوت، آیۃ الکرسی کی تلاوت، شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو الخ تو جو شخص بھی اس طریقہ کو اپنا لے گا وہ اس رات کی فضیلتیں حاصل کرلے گا۔(فلاح السائل ص280 روایت حسن بن علی العلوی)۔

نوٹ! بظاہر روایت مین قل ہو اللہ یا انا انزلناہ کا ذکر رہ گیا ہے ورنہ مذکورہ اشیاء صرف نو ہیں۔

746۔عبید بن ابی عبداللہ البغدادی! امام رضاؑ کی خدمت میں ایک مہمان آیا اور رات گئے تک حضرت سے باتیں کرتا رہا، یہاں تک کہ چراغ ٹمٹانے لگا، اس نے چاہا کہ ٹھیک کردے، آپ نے روک دیا اور خود ٹھیک کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم وہ قوم ہیں جو اپنے مہمانوں سے کام نہیں لیتے ہیں۔(کافی 6ص 283/ 2)۔

747۔ابراہیم بن عباس! میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ امام رضاؑ نے کسی شخص سے بھی ایک نامناسب لفظ کہا ہو یا کسی کی بات کاٹ دی ہو جبتک وہ اپنی بات تمام نہ کرے، یا کسی کی حاجت برآری کا امکان ہوتے ہوئے اس کی بات کو رد کردیا ہو یا کسی کے سامنے پیر پھیلا کر بیٹھے ہوں، یا ٹیک لگا کر بیٹھے ہوں یا کسی نوکر اور غلام کو برا بھلا کہا ہو یا تھوک دیا ہو یا سننے میں قہقہہ لگایا ہو بلکہ ہمیشہ تبسم سے کام لیتے تھے، جب گھر میں دسترخوان لگتا تھا تو تمام نوکروں اور غلاموں کو ساتھ بٹھا لیتے تھے، رات کو بہت کم سوتے تھے اور زیادہ حصہ بیدار رہتے تھے، اکثر راتوں میں تو شام سے فجر تک بیدار رہی رہتے تھے، روزے بہت رکھتے تھے، ہر مہینہ تین روزے تو بہر حال رکھتے تھے اور اسے سارے سال کا روزہ قرار دیتے تھے، نیکیاں بہت کرتے تھے اور چھپا کر صدقہ بہت دیتے تھے خصوصیت کے ساتھ تاریک راتوں میں اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ایسا کوئی دوسرا شخص بھی دیکھا ہے تو خبردار اس کی تصدیق نہ کرنا۔(عیون اخبار الرضاؑ 2ص 184/ 7)۔

748۔امام ہادیؑ زیارت جامعہ میں فرماتے ہیں، اے اہلبیتؑ آپ کا کلام نور، آپ کا م ہدایت، آپ کی وصیت تقویٰ، آپ کا عمل خیر، آپ کی عادت احسان آپ کی طبیعت کرم اور آپ کی شان حق وصداقت ونرم دلی ہے۔(تہذیب 6ص 100/ 177)۔

وصایای اہلبیتؑ

مشقت عمل

749۔ امام علیؑ ! میرے شیعو! اس عمل کے سلسلہ میں زحمت برداشت کرو جس کے ثواب سے بے نیاز نہیں ہو سکتے ہو اور اس عمل سے پرہیز کرنے کی کوشش کرو جس کے عذاب کو برداشت نہیں کر سکتے ہو میں یہ جانتا ہوں کہ عمل کی راہ میں زحمت برداشت کر لینا عذاب الٰہی برداشت کرنے سے کہیں زیادہ آسان ہے، یاد رکھو کہ اس دنیا کی مدت محدود ہے اور اس کی امیدیں دراز ہیں ، یہ صرف چندروزہ ہے اور اسے ایک دن ختم ہو جانا ہے جب خواہشیں بھی لپیٹ دی جائیں گی اور سانسیں بھی تمام ہو جائیں گی ، یہ فرما کر آپ نے رونا شروع کر دیا اور اس آیت کی تلاوت فرمائی" تم پر کراماً کاتبین کو نگراں معین کر دیا گیا ہے جو تمھارے تمام اعمال سے باخبر ہیں ،سورہ الفطار 12 (امالی صدوق (ر)96 / 5 روایت مسعدہ بن صدقہ عن الصادق ، روضۃ الواعظین ص535 ،شرح نہج البلاغہ 20 ص 281 /223)۔

750۔ امام زین العابدینؑ ! میرے اصحاب میں تمہیں آخرت کی وصیت کر رہا ہوں دنیا کی نہیں ،اس لئے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے ،اس کی حرص تم خود ہی رکھتے ہو اور اس سے تم خود ہی وابستہ ہو۔

میرے اصحاب ! یہ دنیا گذرگاہ ہے اور آخرت قرار کی منزل ہے لہذا اس گذرگاہ

سے وہاں کے لئے فراہم کرلو، اپنے پردۂ حیا کو اس کے سامنے چاک نہ کرو جو تمھارے اسرار سے بھی باخبر ہے، اس دنیا سے اپنے دلوں کو نکال لو قبل اس کے کہ تمھارے جسموں کو نکالا جائے (امالی صدوق (ر) روایت طاؤس یمانی)۔

751۔عمرو بن سعید بن بلال! میں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ساتھ ایک جماعت اور تھی، آپ نے فرمایا کہ تم لوگ معتدل امت بنو کہ آگے بڑھ جانے والے تمھاری طرف پلٹ کر آئیں اور پیچھے رہ جانے والے تمھاری طرف پلٹ کر آئیں اور پیچھے رہ جانے والے تم سے ملحق ہو جائیں۔

شیعیان آل محمد! عمل کرو عمل! کہ ہمارے اور خدا کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں ہے اور نہ ہمارا خدا پر کوئی حق ہے، اس کا تقرب صرف اطاعت سے حاصل ہوتا ہے، جو اس کی اطاعت کرے گا اسے ہماری محبت فائدہ پہنچائے گی اور جو اس کی معصیت کرے گا اسے ہماری محبت سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

اس کے بعد حضرت نے ہماری طرف رخ کر کے فرمایا خبردار دھوکہ میں نہ رہنا اور عمل میں سستی نہ کرنا!

میں نے عرض کیا کہ حضور یہ نمرقہ وسطیٰ (معتدل امت) کیا ہے؟ فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ حد اعتدال کو ایک مخصوص فضیلت حاصل ہوتی ہے۔(مشکوٰۃ الانوار ص60، شرح الاخبار 3 ص502 / 1440)۔

752۔جابر امام باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے مجھ سے فرمایا، جابر! کیا ہمارے شیعہ بننے والے لوگ اس بات کو کافی سمجھتے ہیں کہ ہماری محبت کا دعویٰ کر دیں، خدا گواہ ہے کہ ہمارا شیعہ صرف وہ ہے جو اللہ سے ڈرے اور اس کی اطاعت

کرے۔

جابر! ہمارے شیعہ تواضع، خضوع وخشوع، امانتداری، کثرت ذکر خدا، روزہ، نماز، احسان والدین، ہمسایہ کے فقراء ومساکین کے حالات کی نگرانی، قرضداروں کے خیال، ایتام کی سرپرستی، سچائی، تلاوت قرآن، حرف غلط سے پرہیز اور سارے قبیلہ کے امین ہونے کی بنیاد پر پہچانے جاتے ہیں۔

جابر نے عرض کی مولا پھر تو آج کل کوئی شیعہ نہیں ہے، فرمایا جابر! تمھارا خیال اِدھر ادھر نہ جانے پائے، سوچو کیا یہ بات کافی ہوسکتی کہ کوئی شخص محبت علیؑ کا دعویٰ کردے اور عمل نہ کرے، اس سے بہتر تو یہ ہے کہ محبت رسول کا دعویٰ کردے جن کا مرتبہ علیؑ سے بالاتر ہے، تو کیا سنت وسیرت پیغمبر سے انحراف کرنے والوں کو یہ دعویٰ محبت فائدہ پہنچا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

اللہ سے ڈرو اور خدا کے لئے عمل کرو، خدا کی کسی سے قرابتداری نہیں ہے، اس کی نظر میں محبوب ترین اور محترم ترین انسان وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار اور اطاعت گذار ہو۔

جابر! خدا کی قسم تقرب الٰہی عمل کے بغیر ممکن نہیں ہے، ہمارے پاس جہنم سے بچنے کا کوئی پروانہ نہیں ہے اور نہ ہمارا خدا پر کوئی حق ہے، جو اللہ کا اطاعت گذار ہوگا ہمارا دوست ہوگا، اور جو اس کی معصیت کرے گا وہ ہمارا دشمن ہوگا، ہماری ولایت ومحبت عمل اور تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔(کافی 2 ص 74 /3، امالی صدوق (ر)499 /3، صفات الشیعہ 90 /422، تنبیہ الخواطر 2 ص185 امالی طوسی (ر)296 /582)۔

753۔امام باقرؑ! دیکھو تقویٰ کے ذریعہ ہماری مدد کرو اس لئے کہ جو تقویٰ لے کر

خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اسے کشائش احوال مل جاتی ہے، پروردگار کا ارشاد ہے، جو خدا اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ رہے گا جن پر خدا نے نعمتیں نازل کی ہیں، انبیاء و مرسلین، شہداء، صدیقین اور یہ سب بہترین رفیق ہیں۔(نساء 69) اور ہمارے گھرانے میں نبی، صدیق، شہداء اور صالحین سب پائے جاتے ہیں۔(کافی 2 ص 78 / 12 روایت ابوالصباح الکنانی)۔

754۔ امام باقرؑ نے فضیل سے فرمایا کہ ہمارے چاہنے والوں سے ہمارے اسلام کہہ دینا اور کہنا کہ تقویٰ کے بغیر تمھارے کام آنے والے نہیں ہیں لہذا اپنی زبانوں کی حفاظت کرو، اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو اور صبر اور صلوۃ سے وابستہ رہو کہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔(تفسیر عیاشی 1 ص68 / 123 ، دعائم الاسلام 1 ص 133 ، مستطرفات السرائر 74 / 517 مشکوۃ الانوار ص44)۔

755۔امام صادقؑ یا بن جندب! ہمارے شیعوں کو ہمارا اسلام پہنچا دینا اور کہنا کہ خبر دار ادھر ادھر کے چکر میں نہ رہنا، خدا کی قسم ہماری محبت تقویٰ اور کوشش عمل کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی ہے، برادران ایمانی سے ہمدردی علامت محبت ہے، وہ ہمارا شیعہ ہرگز نہیں ہے جو لوگوں پر ظلم کرے۔(تحف العقول ص303)۔

756۔امام صادقؑ! تمھارا فرض ہے کہ تقویٰ الٰہی ، احتیاط، مشقت عمل، صدق حدیث، اداء امانت، حسن اخلاق، حسن جوار کا راستہ اختیار کرو، لوگوں کو اپنی طرف زبان کے بغیر دعوت دو، ہمارے لئے زینت بنو اور باعث عیب نہ بنو، رکوع و سجوع میں طول دو کہ جب کوئی شخص رکوع و سجود میں طول دیتا ہے تو شیطان فریاد کرتا ہے کہ صد حیف اس نے اطاعت کی اور میں نے معصیت کی، اس نے سجدہ کیا اور میں نے انکار کر دیا تھا۔(کافی 2 ص 77

/9ازابواسامہ)۔

757۔امام صادقؑ! ہمارے شیعو! ہمارے لئے زینت بنو،عیب نہ بنو،لوگوں سے اچھی باتیں کرو، زبانوں کومحفوظ رکھواوراسے فضول وبیہودہ باتوں سے روک کررکھو۔(امالی صدوق 336/17، امالی طوسی (ر)440/987، بشارۃ المصطفیٰ 10 ص 70 ازسلیمان بن مہران)۔

758۔امام صادقؑ! لوگوں کوزبان کے بغیردعوت خیردو، وہ تمھارے کردار میں تقویٰ،سعی عمل،نمازاورخیرات کودیکھیں کہ یہ بات خوددعوت خیر دیتی ہے۔(کافی 2 ص 78/14،ازابن ابی یعفور)۔

759۔امام صادقؑ نے مفضل سے فرمایا کہ میرے شیعوں سے کہہ دینا کہ ہماری طرف لوگوں کودعوت دیں اس طرح کہ محرمات سے پرہیز کریں،معصیت نہ کریں اور رضائے الٰہی کااتباع کریں کہ اگروہ ایسے ہوجائیں گےتولوگ دوڑکرہماری طرف آئیں گے۔(دعائم الاسلام 1 ص 58،شرح الاخبار 3 ص 506/1453)۔

760۔امام صادقؑ! خبردارتم لوگ کوئی ایساعمل نہ کرناجس کی بناپرلوگ ہمیں برا کہیں،اس لئے کہ نالائق بیٹے کےاعمال پرباپ ہی کوبراکہاجاتاہے،جن کےدرمیان رہتے ہوان کے لئے ہمارے واسطے زینت بنو،باعث عیب نہ بنو(کافی ص 219/11،روایت ہشام کندی)۔

حسن معاشرت

761۔رسول اکرم،جس کےساتھ رہواس سےاچھاسلوک کروتاکہ مسلمان کہے جاسکو۔(امالی صدوق (ر)168/13، امالی مفید (ر)350/1 مناقب الامام امیر

المومنینؑ الکوفی 2 ص 276 / 744 روایت اسماعیل بن ابی زیاد عن الصادقؑ ، روضۃ الواعظین ص 474، مشکوٰۃ الانوار ص 68)۔

762۔امام علیؑ ! وقت آخر اولاد کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا، دیکھو لوگوں کیساتھ اس طرح معاشرت کرو کہ غائب ہو جاؤ تو تلاش کریں اور مر جاؤ تو گریہ کریں (اعلام الدین ص 215، تنبیہ الخواطر 2 ص 75)۔

763۔امام علیؑ ! اپنے بھائی کے لئے جان و مال دیدو، دشمن کو عدل و انصاف دو، اور عام لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔(تحف العقول ص 212)۔

764۔امام علیؑ اپنے دوست کو نصیحت کرو، جان پہچان والوں کی مدد کرو اور عام لوگوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آؤ۔(غرر الحکم 2466)۔

765۔امام صادقؑ ! منافق کے ساتھ زبان سے احسان کرو، مومن کے ساتھ دل سے محبت کرو اور اگر یہودی کا ساتھ ہو جائے جب بھی حسن معاشرت کا مظاہرہ کرو۔(الفقیہ 4 ص 404 / 5872، امالی صدوق 502 / 8، اختصاص ص 230 روایت اسحاق بن عمار، امالی مفید 58 / 10) الزہد للحسین بن سعید 22 ص 49 روایت سعد بن طریف عن الباقرؑ تحف العقول ص 292 عن الباقرؑ، مشکوٰۃ الانوار ص 82)۔

766۔امام صادقؑ ! کوفہ سے آئی ہوئی ایک جماعت کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا ، میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ تقویٰ الٰہی اختیار کرو اس کی اطاعت کرو، معصیت سے پرہیز کرو، جو امانت رکھے اس کی امانت کو واپس کرو، جس کے ساتھ بیٹھ جاؤ اچھی معاشرت کرو، ہمارے حق میں خاموش داعی بنو۔

ان لوگوں نے عرض کی کہ حضور خاموش رہیں گے تو دعوت کیسے دیں گے، فرمایا کہ

ہم نے جس اطاعت خدا کا حکم دیا ہے اس پر عمل کرو اور جس معصیت سے روک دیا ہے اس سے روک جاؤ، لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف کا برتاؤ کرو، امانتوں کو واپس کرو، نیکیوں کا حکم دو، برائیوں سے روکو، لوگ تمھارے بارے میں خیر کے علاوہ کچھ نہ جانیں، جب لوگ یہ صورت حال دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہ فلاں کی جماعت ہے، خدا اس کے قائد پر رحمت کرے کس قدر حسین ادب سکھایا ہے اور اس طرح ہمارے فضل وشرف کو پہچان لیں گے اور ہماری طرف دوڑ کر آجائیں گے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میرے پدر بزرگوار (ان پر اللہ کی رحمت و برکت ومرضات) فرمایا کرتے تھے کہ ایک زمانہ تھا، جب ہمارے دوست اور ہمارے شیعہ بہترین افراد تھے کہ اگر مسجد کا امام ہوتا تھا تو انھیں میں سے اگر قبیلہ کا موذن ہوتا تھا تو انھیں میں سے اگر کسی کے پاس امانتیں رکھوائی جاتی تھیں تو انھیں میں سے، اگر کوئی امانت دار ہوتا تھا تو انھیں میں سے، اگر کوئی عالم ومبلغ ہوتا تھا تو انھیں میں سے۔ اب تمھارا فرض ہے کہ تم بھی ایسے ہی ہوجاؤ اور لوگوں کے درمیان ہمیں محبوب بناؤ لوگوں کو ہم سے بیزار نہ بناؤ (دعائم الاسلام 1 ص56)۔

767۔ امام عسکری نے اپنے شیعوں سے فرمایا کہ میں تمھیں تقوی الہی، دین میں احتیاط، عمل میں جدوجہد، گفتگو میں صداقت، امانت میں واپسی (چاہے صاحب امانت نیک ہو یا فاسق وفاجر) سجدوں میں طول اور ہمسایہ کے ساتھ اچھے برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں یہی وہ دین ہے جو پیغمبر اسلام لے کر آئے تھے، قبیلہ والوں کے ساتھ نماز پڑھو، ان کے جنازوں کی مشایعت کو، ان کے مریضوں کی عیادت کرو، ان کے حقوق کو ادا کرو کہ جب تمھارا کوئی شخص دین میں محتاط ہوگا، باتوں میں سچا ہوگا، امانت کو ادا کرے گا، لوگوں سے اچھے برتاؤ کرے گا تو کہا جائے گا کہ یہ شیعہ ہے اور اس طرح مجھے مسرت ہوگی، دیکھو اللہ سے ڈرو،

ہمارے واسطے زینت بنو، باعث عیب نہ بنو، ہماری طرف مودتوں کو کھینچ کرلے آؤاور ہم سے ہر برائی کو دور رکھو ہمارے بارے میں جو بھی اچھی بات کہی جائے گی ہم اس کے اہل ہوں گے اور جو بری بات کہی جائے گی ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا، ہمارا کتاب خدا میں ایک حق اور رسول خدا سے ایک قرابت ہے، ہم صاحبان تطہیر ہیں، ہمارے علاوہ جو اس بات کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا، اللہ کا ذکر زیادہ کرو، موت کو برابر یاد رکھو، تلاوت قرآن کرتے رہو، صلوات پڑھتے رہو کہ صلوات دس نیکیوں کے برابر شمار ہوتی ہے، میری وصیتوں کو یاد رکھنا، میں تمھیں خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ والسلام (تحف العقول ص 487)۔

مسؤلیت علماء

768۔ امام علی! آگاہ ہوجاؤ۔ اس مالک کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا ہے اور زندگی کو ایجاد کیا ہے، اگر حاضرین موجود نہ ہوتے اور انصار کی موجودگی سے حجت قائم نہ ہوگی ہوتی اور پروردگار نے علماء سے یہ عہد نہ لیا ہوتا کہ خبردار ظالم کی شکم پری اور مظلوم کی بھوک پیاس پر خاموش نہ رہیں تو میں خلافت کی باگ ڈور پھر اسی کی گردن پر ڈال دیتا اور آخر کو بھی پہلے ہی جام سے سیراب کرتا اور تم دیکھ لیتے کہ تمھاری یہ دنیا میری نظر میں ایک بکری کی چھینک سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہے لیکن کیا کروں۔ (نہج البلاغہ خطبہ نمبر 3)۔

769۔ امام علیؑ، متقین اور فاسقین کے صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے عترت پیغمبر کے صحیح مرتبہ کا تعارف کرا کے لوگوں کی غلط فہمیوں کا اس طرح ازالہ فرماتے ہیں، بندگان خدا! خدا کے نزدیک محبوب ترین بندہ وہ ہے جس کی خدا خود اس کے نفس کے مقابلہ میں مدد کردے اور وہ حزن کو شعار بنالے اور خوف خدا کی چادر اوڑھ لے، ہدایت کا چراغ اس کے دل کے اندر روشن ہوجائے اور آنے والے دن کے لئے سامان فراہم کرلے، ایسا ہی شخص دین خدا کا

معدن اور زمین خدا کا مرکز ہوتا ہے، جس نے اپنے نفس پر عدل کو لازم کرلیا ہے اور عدل کا آغاز، یہاں سے کیا ہے کہ خواہشات نفس کو ختم کر دیا ہے، حق بیان بھی کرتا ہے اور اسی پر عمل بھی کرتا ہے، خیر کی کوئی منزل نہیں ہے جس کا ارادہ نہ کرتا ہو اور اس کا کوئی احتمال نہیں ہے جس کا قصد نہ کرتا ہو، اپنی زمام کتاب خدا کے ہاتھ میں دیدی ہے، وہ ہی اس کی قائد اور راہنما ہے، جہاں اس کا حکم ہوتا ہے ٹھہر جاتا ہے اور جس جگہ وہ نازل ہوجائے وہیں نازل ہوجاتا ہے۔

دوسرا شخص وہ ہے جسے لوگوں نے عالم کہہ دیا ہے حالانکہ وہ عالم نہیں ہے، ادھر ادھر سے جہالتوں کو جاہلوں سے اور گمراہیوں کو گمراہوں سے حاصل کرلیا ہے اور لوگوں کے لئے دھوکہ کے جال بچھا دیے ہیں اور مکر و زور کے پھندے تیار کر لئے ہیں، کتاب خدا کو اپنے خیالات پر محمول کرتا ہے اور حق کو اپنی خواہشات کی طرف موڑ دیتا ہے، لوگوں کو بڑے بڑے جرائم کی طرف سے مطمئن کردیتا ہے اور عظیم کبائر کو آسان بنا کر پیش کر دیتا ہے، لوگوں سے کہتا ہے کہ میں تو شبہات مین بھی احتیاط کرتا ہوں حالانکہ شبہات ہی میں پڑا ہوا ہے۔ دعویٰ کرتا ہے کہ میں بدعتوں سے الگ رہتا ہوں حالانکہ اسی کے پہلو میں پڑا رہتا ہے، اس کی صورت انسان جیسی ہے اور دل جانور جیسا، نہ راہ ہدایت کو جانتا ہے کہ اس کا اتباع کرے اور نہ باب گمراہی کو پہچانتا ہے کہ اس سے پرہیز کرے، یہ زندوں میں ایک مردہ ہے۔

لہذا اب تم لوگ کدھر جارہے ہو اور کہاں بھٹک رہے ہو؟ جبکہ نشانیاں قائم ہیں، علامات واضح ہیں، منارۂ ہدایت نصب ہوچکا ہے تو اب تمھیں کدھر لے جایا جارہا ہے اور کیسے اندھے ہوئے جارہے ہو جبکہ تمھارے درمیان عترت پیغمبر موجود ہے اور یہی لوگ حق

کی زمام، دین کے پرچم اور صداقت کی زبان ہیں، انھیں قرآن کی بہترین منزلوں پر رکھو اور ان کے پاس اس طرح وارد ہو جس طرح پیاسا چشمہ پر وارد ہوتا ہے۔

ایہا الناس ! خاتم النبیین کے ارشاد گرامی پر اعتماد کرو کہ ہم میں سے جب کوئی مرجاتا ہے تو وہ مردہ نہیں ہوتا اور کہنہ سال ہوتا ہے تو سال خوردہ نہیں ہوتا ہے جو بات نہیں جانتے ہو اسے منہ سے مت نکالو کہ حق کا بیشتر حصہ وہی ہے جسے تم نہیں پہچانتے ہو، اسے معذور قرار دو جس پر تمھاری کوئی حجت نہیں ہے یعنی میں...... دیکھو کیا میں نے ثقل اکبر پر عمل نہیں کیا ہے اور ثقل اصغر کو تمھارے درمیان نہیں رکھا ہے، میں نے تمھارے درمیان ایمان کا پرچم نصب کر دیا ہے اور تمھیں حلال وحرام کے حدود سے آگاہ کر دیا ہے، اپنے عدل کی بنا پر لباس عافیت پہنا دیا ہے اور اپنے قول وفعل سے نیکیوں کا فرش بچھا دیا ہے اور اپنے نفس سے بلند ترین اخلاق کا مشاہدہ کرا دیا ہے، خبردار ان چیزوں میں اپنی رائے استعمال مت کرو جن کی گہرائیوں تک نگاہیں نہیں جاسکتی ہیں ہے اور جن کے اندر نفوذ کرنے کا یارا فکر کو بھی نہیں ہے۔(نہج البلاغہ خطبہ نمبر 87)۔

770۔امام حسینؑ !امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں ان کلمات کو امیر المومنینؑ سے بھی نقل کیا گیا ہے" ایہا الناس ان کلمات سے عبرت حاصل کرو جن کی نصیحت پروردگار نے اپنے دوستوں کو کی ہے اور ان میں یہودی علماء کی مذمت کی ہے کہ یہ لوگ لوگوں کو بری باتوں سے منع نہیں کرتے تھے، اور اسی بنا پر قابل لعنت قرار پائے تھے اور یہ ان کا بدترین طرز عمل تھا۔ یہ مذمت اس لئے کی گئی تھی کہ وہ لوگ دیکھ رہے تھے کہ ظالم لوگ منکرات اور فساد میں مبتلا ہیں لیکن انھیں منع نہیں کرتے تھے یا اس لالچ میں کہ ان سے منافع حاصل کرنا چاہتے تھے یا اس خوف سے کہ وہ صاحبان اقتدار تھے جبکہ پروردگار کہہ رہا تھا کہ"

لوگوں سے نہ ڈرو، اور مجھ سے ڈرو"۔ (مائدہ آیت 44)۔

"صاحبان ایمان آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ (توبہ آیت ص 71)

پروردگار نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو فریضہ قرار دیا ہے کہ اسے معلوم ہے کہ اگر یہ کام ہو جائے تو سارے فرائض قائم ہو سکتے ہیں، یہ مسئلہ اسلام کی طرف دعوت، مظالم کی روک تھام، ظالم کی مخالفت حقوق شرعیہ کی صحیح تقسیم، صدقات کے برمحل صرف کا ذریعہ ہے۔

پھر تم لوگ تو علم کے ساتھ شہرت رکھتے ہیں اور تمھارا ذکر خیر کے ساتھ ہوتا ہے، نصیحت کرنے والے ہو، لوگوں کے دلوں میں ہیبت رکھتے ہو، شریف تم سے مرعوب رہتے ہیں، ضعیف تمھارا احترام کرتے ہیں، وہ لوگ بھی تمھیں مقدم کرتے ہیں جن پر نہ تمھیں کوئی فضیلت حاصل ہے اور نہ تمھارا کوئی احسان ہے، لوگوں کے ضروریات میں سفارش کرکے کام کرا دیتے ہو اور لوگوں کے درمیان بادشاہ بن کے رعب وداب اور بزرگوں کی ہیبت کے ساتھ چلتے ہو۔

کیا تمھاری یہ ساری حیثیت وشخصیت اس لئے نہیں ہے کہ لوگ تم سے امید رکھتے ہیں کہ تم حق الہی کے ساتھ قیام کرسکتے ہو اگر چہ تم اکثر حقوق میں کوتاہے کرر ہے ہو، تم نے ائمہ کے حق مین کوتاہی کی ہے کمزوروں کے حقوق کو ضائع کیا ہے، صرف اپنا حق طلب کرتے رہتے ہو نہ کوئی مال خرچ کرتے ہو اور نہ نفس کے لئے کوئی خطرہ مول لیتے ہو اور نہ خدا کے لئے اپنی قوم سے کوئی مول لیتے ہو، صرف یہ آرزو رکھتے ہو کہ جنّت مل جائے، انبیاء کرام کے ہمسایہ میں رہیں اور عذاب سے نجات حاصل کرلیں۔

اے خدا سے بیجا آرزوئیں وابستہ کرنے والو! مجھے تمھارے بارے میں عذاب کے نازل ہوجانے کا خطرہ ہے کہ تم خدا کی مہربانی سے اس منزل تک پہنچ گئے ہو جہاں بہترین فضیلت دی جاتی ہے، تم خدا شناسوں کا احترام نہیں کرتے ہو اور بندگان خدا تمھارا احترام کرتے ہیں، تم عہد الٰہی کو ٹوٹتے دیکھتے ہو تو بےچین نہیں ہوتے ہو حالانکہ اپنے عہدوں کیلئے ہمیشہ بےچین رہتے ہو، دیکھو پیغمبر اسلام کا عہد حقیر بنایا جارہاہے، شہروں میں اندھے پن، گونگے پن اور لنج کی بیماریاں پھیلی ہوئی ہیں مگر نہ تمھیں رحم آتا ہے اور نہ تم اپنے مقام پر عمل کرتے ہو اور نہ عمل کرنے والوں کی مدد کرتے ہو، صرف ظالموں کی خوشامد اور ان کے ساتھ اچھے تعلقات کی پناہ تلاش کرتے رہتے ہو، پروردگار نے تمھیں برائیوں سے رکنے اور روکنے کا حکم دیا ہے مگر تم سب سے غافل ہو، تمھاری مصیبت سب سے زیادہ عظیم تر ہے کہ کہ تم علماء کی جگہ لئے ہوئے ہو، اگر تمھیں اس بات کا شعور ہو۔

یاد رکھو کہ تمام امور دنیا اور احکام کے تنفیذی راستے ان علماء کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں جو حلال وحرام کے امین ہوتے ہیں، اور تمھارے پاس یہ منزلت نہیں ہے، اس لئے کہ تم نے حق سے انحراف کیا ہے اور واضح دلائل کے باوجود سنت میں اختلاف کیا ہے، حالانکہ اگر تم اذیتوں پر صبر کرلیتے اور خدا کے معاملہ میں دشواریوں کو برداشت کرلیتے تو تمام مذہبی امور تمھارے ہی پاس وارد ہوتے اور تمھارے ہی گھر سے برآمد ہوتے اور پھر بازگشت بھی تمھاری ہی طرف ہوتی۔

لیکن افسوس کہ تم نے ظالموں کو اپنے سارے اختیارات دیدئے اور امور الٰہیہ کو ان کے حوالہ کردیا کہ وہ شبہات پر عمل کرتے ہیں اور خواہشات کی راہ میں آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں، انھیں سارا اختیار تمھارے موت سے فرار اور دنیا پسندی نے دیدیا ہے، اگرچہ یہ

دنیا ساتھ دینے والی نہیں ہے، تم نے اللہ کے کمزور بندوں کو ظالموں کو رحم وکرم پر چھوڑ دیا ہے کہ اب کوئی وطن سے دور مقہور ہے اور کوئی کمزور اور روٹی سے محروم ہے اور یہ سب ساری حکومت میں انھیں کی مرضی سے الٹ پلٹ کرتے ہیں اور ذلت ورسوائی کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں کہ انھوں نے اشرار کی اقتداء کرلی ہے اور خدائے جبار کے مقابلہ میں جری ہوگئے ہیں، ہر شہر کے منبر پر انھیں کا خطیب گرج رہا ہے، زمین انھیں کے زیر تصرف ہے اور ان کے ہاتھ بالکل کھلے ہوئے ہیں، لوگ ان کے غلام ہو چکے ہیں اور کسی کے ہاتھ کو روک نہیں سکتے ہیں۔

ان ظالموں میں کوئی دشمن ترین جابر ہے اور کوئی کمزوروں پر ظلم ڈھانے والا صاحب اختیار ہے، ایسا حکمراں ہے جو اس خدا کو پہچانتا ہی نہیں ہے جس نے ایجاد کیا ہے اور پھر واپس بلانے والا ہے۔

کس قدر تعجب کی بات ہے اور کس طرح تعجب نہ کیا جائے کہ زمین خدا خیانت کار منحوسوں اور صدقہ دینے والے ظالموں اور مومنین کے حق میں بے رحموں سے بھری ہوئی ہے خیر اب خدا ہی ہمارے اختلاف کا فیصلہ کرے گا اور وہی ان مسائل میں اپنے فیصلہ کو جاری کرے گا۔

خدایا تجھے معلوم ہے کہ میرا اقدام نہ کسی اقتدار کے حصول کے لئے تھا اور نہ مال دنیا کی تلاش کے لئے، میں صرف یہ چاہتا تھا کہ تیرے دین کے نشانات واضح ہوجائیں، تیرے شہروں میں اصلاح نمایاں ہوجائے، تیرے مظلوم بندے مطمئن ہوجائیں اور تیرے فرائض، سنن، اور احکام پر عمل ہونے لگے۔

یاد رکھو کہ تم لوگ اگر اب بھی میری مدد نہ کروگے اور انصاف نہ کروگے تو ظالم مزید

قوی ہوجائیں گے اورتمھارے پیغمبر کے چراغ ہدایت کوخاموش کردیں گے، اللہ ہمارے لئے کافی ہےاوراسی پر ہمارا بھروسہ ہےاوراسی کی طرف ہماری توجہ ہےاوراسی کی بارگاہ میں ہماری بازگشت ہے۔(تحف العقول ص 237)۔

771۔امام زین العابدینؑ! آپ نے محمد بن مسلم الزہری کونصیحت فرماتے ہوئے ایک خط ارسال فرمایا، اللہ ہمیں اورتمھیں فتنوں سے بچائے اورآتش جہنم سے محفوظ رکھے،تم نے اس حال میں صبح کی ہے کہ جوبھی تمھیں پہچان لے گا تمھارے حال پر رحم کرے گا، تمھارےاوپراللہ کی نعمتوں کاایک بوجھ ہے،اس نے تمھارے بدن کوصحت دی ہے،زندگی کو طویل بنایاہے،کتاب دے کرحجت تمام کردی ہے، دین فہمی کا شعوردیاہے،سنت پیغمبر کا عرفان عطافرمایاہےاورپھر ہرنعمت کے مقابلہ میں اور ہراتمام حجت کے نتیجہ میں ایک فرض قراردیاہےاوروہ فرض یہ ہے کہ ہرفضل وکرم اور ہرنعمت واحسان پراس کا شکریہ اداکرو، ارشادہوتاہے"اگرتم میراشکریہ اداکروگےتومیں اضافہ کردوں گااوراگرکفران نعمت کروگےتو میراعذاب بہت سخت ہوگا۔

تواب دیکھوکہ کل تمھاراکیاحال ہوگاجب اس مالک کےسامنے کھڑے ہوگےاور وہ ہرنعمت کے بارے میں سوال کرے گا کہ اس کا کس طرح تحفظ کیا تھااور ہرحجت کے بارے میں سوال کرے گاکہ اس کے بارے میں کیافیصلہ کیاتھااوریہ یادرکھوکہ خدانہ کسی بے ربط عذرکوقبول کرسکتاہےاورنہ کسی تقصیر سے راضی ہوسکتاہے،افسوس ، افسوس، یہ کچھ نہیں ہوسکتاہے،اس نے اپنی کتاب میں علمائے سے عہدلےلیاہے کہ اسےلوگوں کے لئے واضح کروگےاوراس کےمطالب کوچھپاؤگےنہیں"۔(آل عمران 187)۔

یادرکھوکہ کم سےکم نعمت خداکا کتمان اورمعمولی سے معمولی تمھاری مسؤلیت یہ ہے

کہ تم نے ظالم کی وحشت کو انس میں تبدیلی کیا ہے اور اس کی گمراہی کے راستہ کو آسان کر دیا ہے کہ جب اس نے چاہا اس سے قریب ہو گئے اور جب اس نے پکارا لبیک کہہ دی۔

مجھے کس قدر خوف ہے کہ کل تم منزل عتاب میں اس گناہ کی بنا پر خائنوں کے ساتھ محشور ہو اور تم سے ظالموں کی اس اعانت کا حساب لیا جائے کہ تم نے ظالم کے غلط عطیہ کو قبول کرلیا اور حقدار کو حق نہ دینے والے سے قرب اختیار کرلیا، اس کے باطل کو رد نہیں کیا اور خدا سے مقابلہ کرنے والے کے مطالبہ کو قبول کرلیا۔

کیا ظالم کا تمھیں بلا کر ایسا قطب قرار دیدینا جس پر وہ ظلم کی چکی چلا سکے اور ایسا پل بنا دینا جس سے گذر کر مظالم تک پہن سکے اور ایسی سیڑھی کا درجہ دیدینا جس سے گمراہی تک جا سکے...... اور مسلسل ضلالت کی دعوت دیتے ہوئے اپنے راستہ پر چلتا رہے جس کا مقصد یہ تھا کہ تمھارے ذریعہ علماء کو مشکوک بنائے اور پھر جہلاء کے دلوں کو ان کی طرف کھینچ کر لے جائے، تو ظالم کے مخصوص ترین وزیر اور مقرب ترین مددگار نے بھی وہ نہیں کیا جو تمھارے ذریعہ ہو گیا کہ ان کے فساد کی تائید کردی اور ان کے پاس عوام وخواص کی آمد و رفت کا ذریعہ بن گئے۔

بھلا کس قدر وہ دولت کم ہے جو انھوں نے تمھیں اس برے کام کے معاوضہ میں دی ہے اور کس قدر معمولی وہ تعمیر تمھارے لئے کی ہے اس تخریب کے مقابلہ میں جو تمھاری آخرت کے سلسلہ میں کردی ہے، اب تم اپنے بارے میں خود غور کرو کہ دوسرا غور کرنے والا نہیں ہے اور تم اپنا حساب اس شخص کی طرح کرو جسے کل حساب دینا ہے۔

اور یہ بھی دیکھو کہ تم نے اس کا کیسا شکریہ ادا کیا ہے جس نے صبح وشام چھوٹی بڑی نعمتوں کی غذا دی ہے، مجھے تو بیحد خوف ہے کہ تمھارا حال ان لوگوں جیسا نہ ہو جائے جن کے

بارے میں ارشاد الٰہی ہوتا ہے"ان کے بعد وہ لوگ کتاب کے وارث ہوگئے جنھیں صرف اس دنیا کے مال ومتاع کی فکر تھی اور آخرت کے بارے میں کہتے تھے کہ عنقریب ہمارے گناہ معاف کردیے جائیں گے"(اعراف169)۔

تم قیام والے گھر میں نہیں ہو،تم ایسی منزل میں ہو جہاں سے کوچ کا اعلام ہوچکا ہے اور آدمی اپنے ساتھیوں کے بعد رہ بھی کس قدر سکتا ہے خوشا بحال جو اس دنیا میں خوف آخرت کے ساتھ زندہ رہیں،اور بدبختی ان کے لئے ہے جو خود تو مرجائیں لیکن ان کے گناہ باقی رہ جائیں۔

ہوشیار ہوجاؤ کہ تمھیں خبردار کردیا گیا ہے اور جلدی عمل کرو کہ وقت کم رہ گیا ہے، تمھارا معاملہ اس سے ہے جو جاہل نہیں ہے اور تمھارے اعمال کا محافظ وہ ہے جو غافل نہیں ہے، تیاری کرو کہ طولانی سفر قریب آگیا ہے اور اپنے گناہوں کا علاج کرو کہ شدید بیماری کا سامنا ہے۔

خبردار یہ خیال نہ کرنا کہ میں تمھیں تنبیہ اور سرزنش کرنا چاہتا ہوں، میرا مقصد صرف یہ ہے کہ تمہاری جورائے مردہ ہوچکی ہے وہ زندہ ہوجائے اور تمھارا جو دین گم ہوگیا ہے وہ پلٹ کر چلا آئے، تمھین تو پروردگار کا یہ ارشاد یاد ہے"یاد دلاتے رہو کہ یاد دہانی صاحبان ایمان کے حق میں مفید ہوتی ہے"(زیارات55)۔

کیا تمھیں وہ ساتھی، ہمسن یاد نہیں ہیں جو یہاں سے چلے گئے اور تمھیں اکیلا چھوڑ گئے، اور تمھیں اکیلا چھوڑ گئے، دیکھو کیا وہ بھی اس مصیبت میں مبتلا تھے جس میں تم مبتلا ہو یا اس مسئلہ میں گر پڑے تھے جس میں تم گرے ہو، یا تمھیں کوئی ایسا خیر یاد آگیا ہے جسے انھوں نے چھوڑ دیا تھا یا ایسی چیز معلوم ہوگئی ہے جس سے وہ ناواقف تھے...... تمھیں تو یہ

نعمت بھی حاصل ہوگئی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں تمھاری مخصوص جگہ ہے اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں، تمھاری رائے کا اتباع ہوتا ہے، تمھارے احکام پر عمل ہوتا ہے، تمھارے حلال و حرام کی پابندی کی جاتی ہے۔

اور عوام کو تمھارے اس اتباع پر صرف اس چیز نے آمادہ کردیا ہے کہ علماء ختم ہوگئے ہیں اور جہل تم پر اور ان پر دونوں پر غالب آگیا ہے اور ریاست کی محبت نے غلبہ کرلیا ہے اور یہ تم سے اور حکام سے دنیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

اب کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ تم کس جہالت اور فریب میں مبتلا ہو اور عوامل کس بلا اور فتنہ میں مبتلا ہوگئے ہیں کہ ان کو سارا شوق ہے کہ تمھارا جیسا علم حاصل ہوجائے اور تمھاری جیسی منزل حاصل کرلیں اور اس کے نتیجہ میں اسی سمندر میں گر پڑے ہیں جس کی تھاہ نہیں مل سکتی ہے اور اسی بلاء میں مبتلا ہوگئے ہیں جس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا ہے، اللہ ہم دونوں کا نگہبان ہے اور اسی سے مدد کی امید ہے۔

اچھا دیکھو اب ان حالات سے کنارہ کش ہوجاؤ تاکہ صالحین سے ملحق ہوجاؤ جو قبروں میں دفن ہوچکے ہیں، اس عالم میں کہ پیٹھ اور پیٹ ایک ہوگئے ہیں اور اب خدا اور ان کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہ گیا ہے، نہ دنیا انھیں دھوکہ دے سکتی ہے اور نہ وہ دھوکہ کھا سکتے ہیں۔انھوں نے آخرت کی رغبت پیدا کی، اسے تلاش کیا اور بالآخر منزل تک پہنچ گئے۔

اگر دنیا تمھیں اس قدر بہکا سکتی ہے جبکہ بوڑھے ہوگئے ہو اور شعور پختہ ہوچکا ہے اور موت سامنے آچکی ہو تو نوجوان کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں جو علم کے اعتبار سے جاہل، فکر کے اعتبار سے کمزور اور عقل کے اعتبار سے مشکوک ہیں۔(انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

بھلا کس پر بھروسہ کیا جائے اور کس کے پاس فریاد کی جائے، اور کس کے پاس فریاد کی جائے، ہم خدا کی بارگاہ میں اپنے غم اور تمہاری حالت کے بارے میں فریاد کرتے ہیں اور اسی کے یہاں اپنی مصیبتوں کا حساب کرتے ہیں۔

اب تم دیکھو کہ جس نے چھوٹی بڑی نعمتوں سے نوازا ہے اس کا شکریہ کس قدر ادا کرتے ہو اور اس کی عظمت کا کس قدر خیال رکھتے ہو جس نے اپنے دین کے ذریعہ تمھیں لوگوں میں جمیل بنادیا ہے اس کے لباس عافیت کو کس قدر محفوظ رکھتے ہو جس کے ذریعہ اس نے تمھاری پردہ پوشی کی ہے، اس سے کس قدر قریب یا دور ہو جس نے تمھیں اپنے سے قریب رہنے کا حکم دیا ہے۔

آخرت تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ اس غفلت سے ہوشیار نہیں ہوتے ہو ان لغزشوں سے سنبھلتے نہیں ہو کہ یہ اقرار کرو کہ بخدا میں نے ایک مقام پر بھی خدا کے لئے ایسا قیام نہیں کیا ہے جس سے اس کے دین کو زندہ کیا جاسکے یا کسی باطل کو مردہ بنایا جاسکے...... اور اسی اقرار کو اس معبود کی نعمتوں کا شکریہ قرار دو، مجھے کس قدر خوف ہے کہ تم ان لوگوں جیسے ہو جاؤ جن کے بارے میں پروردگار نے فرمایا ہے کہ" ان لوگوں نے نمازوں کو برباد کردیا اور خواہشات کا اتباع کرلیا تو اب عنقریب اپنی گمراہی کا سامنا کریں گے۔(مریم 59)۔

خدا نے تمھیں اپنی کتاب کا حامل اور اپنے علم کا امانتدار بنایا تھا اور تم نے اسے ضائع کردیا ہے، ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو اس بلا سے محفوظ رکھا ہے جس میں تمھیں مبتلا کردیا ہے۔ والسّلام (تحف العقول ص 274)۔

772۔ یزید بن عبداللہ نے اپنے راوی کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ امام ابوجعفرؑ نے سعد الخیر کے نام لکھا '' بسم اللہ الرحمن الرحیم" اما بعد میں تمھیں تقویٰ الٰہی کی وصیت

کرتا ہوں کہ اسی میں بربادی سے نجات اور آخرت میں فائدہ کی امید ہے، پروردگار نے تقویٰ کے ذریعہ بندوں کو عقل کے گم ہوجانے سے بچایا ہے اور ان کی جہالت اور گمراہی کا علاج کیا ہے۔تقویٰ ہی کے ذریعہ نوح اور ان کے اہل سفینہ نے نجات پائی تھی اور صالح اور ان کے ساتھیوں نے بجلی سے امان حاصل کی تھی، تقویٰ ہی کے ذریعہ صابرین اور ان کی جماعت نے ہلاکتوں سے نجات حاصل کی تھی اور ان کے ساتھی اسی راستہ پر چل کر اسی فضیلت کے طلب گار تھے، انھوں نے شبہات میں گرنے کی سرکشی کو چھوڑ دیا تھا کہ کتاب خدا کا پیغام ان تک پہنچ گیا تھا، انھوں نے رزق الٰہی پر اس کا شکریہ ادا کیا کہ وہ شکریہ کا حقدار تھا اور اپنی کوتاہیوں پر اپنے نفس کی مذمت کی کہ نفس مذمت کے قابل تھا، انھیں یہ معلوم تھا کہ خدا علیم اور حلیم ہے اس کا غضب صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو اس کی رضا کو قبول نہیں کرتے ہیں اور وہ نعمتوں سے محروم بھی انھیں کو رکھتا ہے جو اس کے عطایا کو قبول نہیں کرتے ہیں، وہ گمراہی میں انھیں کو چھوڑ دیتا ہے جو ہدایت کو قبول نہیں کرتے ہیں۔

اس کے بعد اس نے گناہگاروں کو توبہ کا موقع دیا تاکہ گناہوں کو نیکیوں سے تبدیل کرلیں اور اپنی تاب میں بلند آواز سے بندوں کو اس امر کی طرف دعوت دی، اس نے بندوں کو دعاؤں سے روکا نہیں ہے لیکن ملعون وہ لوگ ہیں جنھوں نے تنزیل الٰہی کو چھپا دیا ہے۔

پروردگار نے اپنے نفس پر رحمت کو لازم قرار دے لیا ہے، اس کی رحمت غضب پر سبقت رکھتی ہے اور صدق وعدالت کے ساتھ مکمل ہے وہ بندوں پر اس وقت تک غضبناک نہیں ہوتا ہے جبتک وہ خود غضبناک نہ ہوں، یہ علم الیقین ہے اور یہی علم التقویٰ ہے، ہر قوم کا انجام یہی ہوا ہے کہ جب اس نے کتاب کو چھوڑ دیا ہے تو خدا نے علم الکتاب کو چھین لیا ہے اور

جب دشمنان خدا کو اپنا ولی امر بنالیا ہے تو انھیں کے حوالہ کردیا ہے۔

کتاب کو چھوڑ دینے کا مطلب یہ تھا کہ اس کے حروف کو باقی رکھا اور حدود میں ترمیم کردی۔ اس کی روایت تو برابر کرتے رہے لیکن رعایت نہیں کی، جاہلوں کو ان کی روایت ہی اچھی لگتی ہے اور علماء رعایت وحفاظت کو نظر انداز کردینے کی بنا پر ہمیشہ رنجیدہ رہتے ہیں۔

دوسرا طریقہ کتاب کو چھوڑنے کا یہ تھا کہ جاہلوں کو کتاب کا ولی امر بنادیا اور انھوں نے خواہشات کی منزل میں وارد کردیا اور ہلاک کی طرف پہنچادیا، دین کے احکام کو تبدیل کردیا اور پھر کتاب کا وارث جاہلوں اور نادان بچوں کو بنادیا، اب امت امر الٰہی کے بجائے انھیں کے احکام لے کر جاتی ہے اور انھیں کے پاس آتی ہے، ہائے ظالموں نے کس قدر غلط بدل تلاش کیا ہے، ولایت خدا کے بعد ولایت بشر اور ثواب الٰہی کے بدلے معاوضۂ انسان اور رضائے الٰہی کے بجائے رضائے مردم۔

اب امت کا یہ حال ہوگیا ہے کہ انھیں میں وہ بھی ہیں جو اس گمراہی میں کوشش عبادت کئے چلے جارہے ہیں اپنے حال پر خوش ہیں اور دھوکہ مین مبتلا ہیں، ان کی عبادت خود ان کے واسطے بھی فتنہ ہے اور ان کا اتباع کرنے والوں کے واسطے بھی وجہ گمراہی ہے۔

دیکھو! مرسلین کے زندگی میں عبادت گذاروں کے لئے بہترین نصیحت موجود ہے جب کوئی نبی اطاعت کے درجہ کمال تک پہنچنے کے بعد اگر ایک مرتبہ ترک اولیٰ کردیتا تھا تو کبھی جنت سے باہر نکل آتا تھا اور کبھی مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا جاتا تھا، اس کے بعد توبہ اور اعتراف کے بغیر اس مصیبت سے نجات نہیں پاتا تھا۔

اس کے بعد علماء یہود اور راہبوں کی مثالوں کو دیکھو جو کتاب الٰہی کو چھپاتے بھی تھے اور اس میں تحریف بھی کرتے تھے لیکن اس تجارت سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور ہدایت یافتہ بھی نہ ہو سکے۔

اس کے بعد اس امت کے ان افراد کو دیکھو جنہوں نے کتاب کے حروف کو باقی رکھا اور حدود میں ترمیم کردی، اپنے حکام اور شخصیات کے ساتھ لگے رہے اور جب حکام کے درمیان اختلاف پیدا ہوا تو ان کے ساتھ لگ گئے جن کے پاس دنیا زیادہ تھی، یہی ان کے علم کی انتہاء تھی اور اسی طرح دلوں پر مہر لگ گئی اور لالچ میں زندگی گذارتے رہے، ابلیس کے حرف باطل کی آواز ہمیشہ انھیں کی زبانوں سے سنائی دیتی رہی۔

علماء برحق ہمیشہ ان احبار و رہبان جیسے علماء سے اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرتے رہے اور یہ علماء برحق کو حق کی تکلیف دینے پر عیب دار قرار دیتے رہے۔

یاد رکھو یہ علماء خود بھی خائن ہیں اگر نصیحت کو مخفی رکھیں، گمراہ کو دیکھ کر ہدایت نہ دیں، مردہ دل کو دیکھ کر زندہ نہ بنائیں، یہ بدترین اعمال انجام دینے والے ہیں کہ پروردگار نے اپنی کتاب میں ان سے عہد لیا ہے کہ نیکیوں کا حکم دیتے رہیں اور برائیوں سے روکتے رہیں، نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کریں اور گناہ اور ظلم پر تعاون نہ کریں۔

علماء جہلاء کی طرف سے ہمیشہ زحمت و مصیبت میں رہتے ہیں۔ نصیحت کریں تو کہتے ہیں کہ تم اونچے ہو رہے ہو، جس حق کو نظر انداز کردیا گیا ہے اس کی تعلیم دیں تو کہتے ہیں کہ جھگڑا ڈال رہے ہو، الگ ہو جائیں تو کہتے ہیں کہ لاپرواہ ہو گئے ہو، ان کی باتوں پر دلیل کا مطالبہ کریں تو کہتے ہیں کہ یہ منافقت ہے اور ان کی اطاعت بھی کرلیں تو کہتے ہیں کہ تم خدا کی معصیت کر رہے ہو۔

یہ جہلاء اپنی جہالت کی بنا پر ہلاک ہو گئے کہ تلاوت کے بارے میں امّی محض ہیں، تعریف کے وقت کتاب کی تصدیق کرتے ہیں اور تحریف کے وقت تکذیب کر دیتے ہیں اور کوئی انکار کرنیوالا بھی نہیں ہے۔

ان لوگوں کی مثال احبار اور رہبان جیسی ہے جو خواہشات کے میدان کے قائد اور گمراہیوں کے سردار تھے۔

دوسری قسم وہ ہے جو ہدایت اور گمراہی کے درمیان میں ہے اور ایک گروہ کو دوسرے سے الگ نہیں کر پاتی ہے، وہی کہتے ہیں جسے لوگ پہچانتے ہیں اور خود نہیں جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں کی شریعت پیغمبر کو چھوڑنے پر بھی تصدیق کر دیتے ہیں، ان پر نہ کوئی بدعت ظاہر ہوتی ہے اور نہ کوئی سنت تبدیل ہوتی ہے نہ کوئی خلاف ہے نہ اختلاف، مگر جب لوگوں پر غلطیوں کی تاریکی چھا جاتی ہے تو دو طرح کے امام پیدا ہو جاتے ہیں، ایک اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے اور ایک جہنم کی طرف، یہی وقت ہوتا ہے جب شیطان کا بیان ظاہر ہوتا ہے اور اس کی آواز اس کے چاہنے والوں کی زبان سے بلند ہو جاتی ہے، اس کے سوار اور پیادہ بکثرت جمع ہو جاتے ہیں اور وہ ان کے اموال اور اولاد میں شریک ہو جاتا ہے، وہ لوگ اس کی بدعتوں پر عمل کرتے ہیں اور کتاب وسنت کو چھوڑ دیتے ہیں، ہاں اولیاء خدا حجت کے ساتھ بولتے ہیں اور کتاب وحکمت کو اختیار کر لیتے ہیں، اور اس طرح اہل حق اور اہل باطل الگ الگ ہو جاتے ہیں، اہل ہدیات کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور اہل ضلالت سے تعاون کیا جاتا ہے یہاں تک کہ جماعت فلاں اور اس کے امثال کے ساتھ ہو جاتی ہے لہذا ان دونوں قسموں کو نگاہ میں رکھو اور جو شریف میں ان کے ساتھ رہو یہاں تک کہ منزل پر پہنچ جاؤ، بیشک خسارہ والے وہی ہیں جنھوں نے اپنے نفس اور اپنے اہل سب کو روز قیامت

خسارہ میں مبتلا کر دیا اور یہی کھلا ہوا خسارہ ہے، سورہ رمز آیت 5۔ (کافی 8 ص 52 / 16)۔

جامع وصیتیں

773۔عبدالرحمان بن حجاج ! میرے پاس امام موسی کاظمؑ نے ایک نسخہ امیر المومنینؑ کی وصیت کا ارسال فرمایا جس کا مضمون یہ تھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ علیؑ بن ابی طالبؑ کا وصیت نامہ ہے، علیؑ اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ خدا وحدہ لاشریک ہے اور محمد اس کے بندہ اور رسول ہیں، انھیں پروردگار نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ اس دین کو تمام ادیان عالم پر غالب بنائیں چاہے یہ بات مشرکین کو نا گوارہی کیوں نہ ہو۔(پروردگار ان پر اور ان کی آل پر رحمت نازل کرے) اس کے بعد میری نماز میری عبادتیں، میری زندگی اور میری موت سب اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اس کے اطاعت گذار بندوں میں ہوں۔

میرے فرزند حسنؑ! میں تمھیں اور اپنے تمام اہل خانہ، تمام اولاد اور جہاں تک میرا یہ پیغام پہنچے سب کو وصیت کرتا ہوں کہ اپنے پروردگار کا تقویٰ اختیار کرو اور خبر دار بغیر اسلام کے دنیا سے نہ جانا، ریسمان الٰہی سے وابستہ رہو آپس میں تفرقہ نہ ہونے پائے کہ میں نے رسول اکرم سے سنا ہے کہ آپس کی اصلاح تمام نماز روزہ سے بہتر ہے اور دین کو تباہ و برباد کرنے والی شے آپس کی لڑائی اور مخالفت ہے، کوئی طاقت خدائے علی و عظیم کے بغیر نہیں ہے۔

اپنے قرابتداروں پر نگاہ رکھنا اور ان کے ساتھ تعلقات قائم رکھنا تا کہ پروردگار

تمھارے حساب کو آسان کردے۔

دیکھو یتیموں کے بارے میں خدا کو یاد رکھنا، وہ بھوکے نہ رہنے پائیں اور تمھارے سامنے برباد نہ ہو جائیں، میں نے رسول اکرم کی زبان سے سنا ہے کہ جو شخص کسی یتیم کی کفالت کرے گا یہاں تک کہ وہ مستغنی ہو جائے پروردگار اس کے لئے جنت کو لازم قرار دیدے گا جس طرح کہ مال یتیم کھانے والے کے لئے جہنم لازم ہے۔

اللہ کو یاد رکھنا قرآن کے بارے میں، کہ اس پر عمل کرنے میں دوسرے لوگ تم سے آگے نہ نکل جائیں۔

اور اللہ کو یاد رکھنا ہمسایہ کے بارے میں کہ رسول اکرم نے ان کے بارے میں وصیت فرمائی ہے اور آپ برابر اس قدر زور دیتے تھے کہ یہ خیال ہوتا تھا کہ شائد انھیں میراث میں بھی حصہ دلوادیں گے۔

اللہ کو یاد رکھنا اس کے گھر کے بارے میں کہ جب تک تم باقی رہو کعبہ تم سے خالی نہ ہونے پائے کہ اگر وہ نظر انداز ہو گیا تو تمھاری کوئی اوقات نہ رہ جائے گی۔

اس کا ارادہ کرنے والا کم سے کم یہ برکت لے کر واپس ہوتا ہے کہ اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اللہ کو یاد رکھنا نماز کے بارے میں کہ یہ بہترین عمل ہے اور تمھارے دین کا ستون ہے۔

اللہ کو یاد رکھنا زکوٰۃ کے بارے میں کہ اس سے غضب پروردگار سرد پڑ جاتا ہے۔

اللہ کو یاد رکھنا ماہ رمضان کے بارے میں کہ اس کے روزے جہنم کی سپر ہیں۔

اللہ کو یاد رکھنا فقراء اور مساکین کے بارے میں کہ انھیں اپنی معیشت میں شریک

رکھنا۔

اللہ کو یاد رکھنا مال اور جان اور زبان سے جہاد کے بارے میں کہ جہاد کرنے والے دو ہی طرح کے لوگ ہوتے ہیں یا امام برحق یا اس کی ہدایت کی اقتدا کرنے والے۔

اللہ کو یاد رکھنا اپنے رسول کی ذریت کے بارے میں کہ تمھارے سامنے ان پر ظلم نہ ہونے پائے جبکہ تم ان سے دفاع کرنے کی طاقت رکھتے ہو۔

اللہ کا خیال رکھنا اپنے رسول کے ان اصحاب کے بارے میں جنھوں نے دین میں کوئی بدعت ایجاد نہیں کی اور نہ کسی بدعتی کو پناہ دی ہے کہ رسول اکرم نے ایسے اصحاب کے بارے میں وصیت فرمائی ہے اور بدعتیں ایجاد کرنے والے اور ان کا اتباع کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

اللہ کو یاد رکھنا عورتوں اور کنیزوں کے بارے میں کہ رسول اکرم کے آخری کلمات یہی تھے کہ تمھیں دو کمزوروں کے بارے میں وصیت کر رہا ہوں ایک عورت اور ایک کنیز۔

الصلوٰۃ ، الصلوٰۃ ، الصلوٰہ، دین خدا کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرنا ، اللہ تمھیں ہر اذیت کرنے والے اور ظالم کے شر سے محفوظ رکھے گا، لوگوں سے اچھی باتیں کرنا جس طرح کہ پروردگار نے حکم دیا ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو نظر انداز نہ کرنا کہ خدا تمھارے اوپر اشرار کو مسلط کر دے اور پھر تم فریاد بھی کرو تو کوئی سننے والا نہ ہو۔

میرے فرزندو! آپس میں تعلقات رکھنا، ایک دوسرے پر مال صرف کرنا، ایک دوسرے کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا اور خبردار قطع تعلق، تفرقہ اور منھ پھیر لینے کی پالیسی پر عمل نہ کرنا، نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرنا، گناہ اور تعدی پر ہرگز تعاون نہ کرنا، اللہ

سے ڈرو کہ اس کا عذاب بہت سخت ہے خدا تم سب گھر والوں کو سلامت رکھے اور تمھارے درمیان نبی کی یادگار کو زندہ رکھے، میں تمھیں خدا کے حوالہ کرتا ہوں اور آخری سلام کر رہا ہوں، اللہ کی رحمت و برکت تمھارے شامل حال ہے۔(کافی 7ص 51/7)۔

774۔امام باقرؑ جابر بن یزید الجعفی کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم اس وقت تک میرے دوست نہیں ہو سکتے ہو جب تک اس قدر استقلال نہ پیدا ہو جائے کہ سارے شہر والے اس راہ میں تمھاری مذمت کریں تو کوئی تکلیف نہ ہو اور تعریف کریں تو کوئی مسرت نہ ہو، دیکھو اپنے نفس کو تعریفوں پر نہیں، کتاب خدا پر کھو، اگر دیکھو کہ اس کی راہ پر چل رہے ہو، اس کے فرمان پر دنیا سے کنارہ کش ہو جاتے ہو اور اس کے ثواب کی رغبت رکھتے ہو اور اس کے ڈرانے سے ڈرتے ہو تو اسی راہ پر قائم رکھو اور خوش ہو کہ اب کسی کا قول تمھیں نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے، لیکن اگر قرآن سے الگ ہو گئے تو کون سی شے ہے جو تمھارے نفس کو مغرور بنائے ہوئے ہے۔(تحف العقول ص284)۔

775۔امام باقرؑ اپنے بعض شیعوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں، اے میرے شیعو! سنو اور سمجھو! ان وصیتوں کو جو ہمارے دوستوں کے لئے ہمارے عہد کی حیثیت رکھتی ہیں۔

دیکھو، قول میں صداقت سے کام لو معاملات میں دوست اور دشمن دونوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، آپس میں لوگوں کے ساتھ مالی ہمدردی کرو، دلوں سے ایک دوسرے کو دوست رکھو، فقراء پر مال خرچ کرو، امور میں اتحاد و اتفاق رکھو، کسی کے بارے میں خیانت اور فریب سے کام نہ لو، یقین کے بعد شک پیدا مت کرو، اقدام کے بعد بزدلی کا مظاہرہ مت کرو، خبردار کوئی اہل مودت سے پیٹھ نہ پھرائے، اغیار کی محبت کی خواہش مت رکھو اور نہ ان

سے دوستی کی فکر کرو، اللہ کے علاوہ کسی کے لئے عمل نہ کرو اور نبی کے علاوہ کسی پر ایمان نہ رکھو اور نہ اس کا قصد کرو، اللہ سے مدد طلب کرو اور پھر صبر کرو" زمین اللہ کی ہے وہ جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور عاقبت صرف صاحبان تقویٰ کے لئے ہے، یاد رکھو خدا اپنی زمین کا وارث نیک بندوں کے علاوہ کسی کو نہ بنائے گا۔

دیکھو ہمارے شیعوں میں اللہ اور رسول کا دوست وہی ہے جو بات میں سچا ہو، وعدہ کو وفا کرتا ہو، امانت کو پہونچا دیتا ہو، حق کا بوجھ اٹھا لیتا ہو واجب مطالبات پر عطا کرتا ہو، حق کے احکام پر عمل کرتا ہو، ہمارا شیعہ وہی ہے جس کی سماعت اس کے علم سے آگے نہیں جاتی ہے۔ ہمارے بارے میں عیب لگانے والوں کی تعریف نہیں کرتا ہے، ہمارے دشمن سے تعلقات نہیں رکھتا ہے، ہم سے بیزار رہنے والوں کے ساتھ بیٹھتا نہیں ہے، مومن سے ملاقات کرتا ہے تو اس کا اکرام کرتا ہے۔ جاہل سے ملتا ہے تو اسے نظر انداز کر دیتا ہے ہمارا شیعہ کتوں کی طرح شور نہیں مچاتا ہے اور نہ کوّوں کی طرح لالچی ہوتا ہے، ہمیشہ صرف اپنے برادران ایمانی سے سوال کرتا ہے اور اغیار سے سوال نہیں کرتا ہے چاہے بھوکا ہی کیوں نہ مر جائے، ہمارا شیعہ ہماری جیسی بات کرتا ہے اور ہمارے معاملہ میں اپنے دوستوں کو بھی چھوڑ دیتا ہے اور ہماری محبت میں دور والوں کو قریب بنا لیتا ہے اور ہماری دشمنی کی بنا پر قریب والوں کو بھی دور کر دیتا ہے۔ (دعائم الاسلام 1 ص 64)۔

776۔ عبداللہ بن بکیر ایک شخص کے حوالہ سے امام باقرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت کے پاس ہماری ایک جماعت وارد ہوئی اور ہم نے گذارش کی کہ ہم لوگ عراق جارہے ہیں ہمیں کچھ نصیحتیں فرمائیں؟

فرمایا کہ تمہارے طاقتور کا فرض ہے کہ کمزور کو قوی بنائے اور غنی، فقیر کا خیال

رکھے، خبردار ہمارے اسرار کونشر نہ کرنا اور ہمارے خاص معاملات کا اعلان نہ کرنا! اگر تمھارے پاس ہماری طرف سے کوئی خبر آئے اور اس پر کتاب خدا میں ایک یا دو شاہد مل جائیں تو فوراً لے لینا ورنہ ٹھہر جانا اور ہماری طرف واپس کردینا تاکہ ہم تمھارے واسطے اس کی وضاحت کریں۔(کافی 2ص 222/ 4)۔

777۔خطاب کوفی، مصعب بن عبداللہ الکوفی کہتے ہیں کہ سدیر صیرفی امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ کے پاس اصحاب کی ایک جماعت موجود تھی آپ نے فرمایا، سدیر! ہمارے شیعہ ہمیشہ ہماری نگاہ میں، ہماری حفاظت میں، ہر طرح سے مامون و محفوظ رہیں گے جب تک اپنے اور اپنے خالق کے درمیان تعلقات ٹھیک رکھیں گے اور ائمہ کے ساتھ نیت صحیح رکھیں گے، اپنے بھائیوں کے ساتھ اس طرح اچھا برتاؤ کریں گے کہ کمزوروں پر مہربانی کریں گے اور فاقہ کشوں کو مال عطا کریں گے، ہم کسی کو ظلم کا حکم نہیں دیتے ہیں، صرف احتیاط تقویٰ اور ورع کا حکم دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ مواسات اور ہمدردی کرو کہ روز اول اور دور آدمؑ سے اللہ کے دوست ہمیشہ قلیل اور کمزور رہے ہیں، ان میں آپس میں ہمدردی بیحد ضروری ہے۔(محاسن برقی (ر) 1 ص 258/492)۔

778۔اسماعیل بن جابر امام صادقؑ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے اصحاب کو ن یہ خط لکھا اور انھیں حکم دیا کہ اس پر نظر رکھیں، اسے یاد رکھیں، اس پر عمل کریں اور آپس میں اس پر مذاکرہ کرتے رہیں، چنانچہ وہ حضرات اس وصیت نامہ کو اپنے گھر کی جائے نماز پر رکھتے تھے اور ہر نماز کے بعد اس کا مطالعہ کرتے تھے۔

اما بعد، اپنے پروردگار سے عافیت طلب کرو، سکون، وقار اور اطمینان نفس کو اپنا

شعار بناؤ، حیات وغیرت کو اختیار کرو اوران تمام چیزوں سے دوررہو جن سے تمھارے پہلے اللہ کے نیک بندوں نے دوری اختیار کی ہے، خبر دار بہتان،، الزام تراشی، گناہ اور ظلم سے زبان کو آشنا نہ کرو کہ تم نے ان مکروہ اور ناپسندیدہ اقوال سے زبان کو بچالیا تو اس میں پروردگار کے نزدیک تمھارے لئے خیر ہے۔

ایسی ناپسندیدہ باتوں سے زبان کو آشنا کرنا بندہ کے لئے تباہی کا سبب اور اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے اور خدا اسے گونگا، بہرا اور اندھا بنا دیتا ہے جس کے بعد سورہ بقرہ کی آیت 18 کا مصداق ہوجاتا ہے "یہ لوگ بہرے، گونگے اور انڈھے ہیں کہ اب پلٹ کر آنے والے نہیں ہیں یعنی بولنے کے لائق نہیں ہے اور پھر انھیں اجازت بھی نہ دی جائے گی کہ معذرت کرسکیں" (سورہ مرسلات آیت 36)۔

خبر دار جن چیزوں سے خدا نے روکا ہے ان کا ارتکاب نہ کرنا اوران باتوں کے علاوہ خاموش رہنا جن میں آخرت کا فائدہ ہو اور خدا اجر وثواب دے سکے، تسبیح وتقدیس و تہلیل وثنائے پروردگار کرتے رہنا، اس کی بارگاہ میں تضرع وزاری کرنا اوران چیزوں میں رغبت پیدا کرنا جو اس کے پاس ہیں اور جن کی قدر ومنزلت اور حقیقت کو اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے، اپنی زبان کو ان باتوں سے دور رکھو جن کلمات باطل سے خدا نے روکا ہے اور جن کا انجام ہمیشہ کا عذاب جہنم ہے اگر انسان توبہ نہ کرلے اوران سے بالکل الگ نہ ہوجائے۔

دعا کرتے رہو کہ مسلمانوں نے کوئی کامیابی اور کامرانی دعا سے بہتر اور تضرع و زاری سے بالاتر وسیلہ سے حاصل نہین کی ہے، جس چیز کی خدا نے رغبت دلائی ہے اس کی رغبت رکھو اور جس چیز کی طرف دعوت دی ہے ادھر قدم آگئے بڑھاؤ کہ کامیابی حاصل کرلو اور

عذاب الٰہی سے نجات پا جاؤ۔

خبردار تمھارا نفس کسی حرام کی لالچ میں نہ پڑ جائے کہ جس نے دنیا میں محرمات الہیہ کی پرواہ نہیں کی خدا آخرت میں اس کے اور جنت ونعمات ولذات جنت کے درمیان حائل ہوجائے گا اور اسے اہل جنت کی دائمی اور ابدی کرامت وعظمت سے محروم کردے گا۔

یاد رکھو، بدترین اور خطرناک ترین حصہ اس کا ہے جس نے اطاعت الٰہی کو ترک کرکے معصیت کا راستہ اختیار کیا اور دنیا کی چندروزہ زائل ہوجانے والی لذتوں کو آخرت کی دائمی نعمت ولذت وکرامت پر مقدم کرکے محرمات الٰہی کو پامال کردیا، افسوس ہے ایسے افراد کے لئے کیا بدترین حصہ ان کو ملا ہے اور کیا خسارہ آمیز واپسی ہوئی ہے اور کیا بدترین حال روز قیامت ہوا ہے۔

اللہ سے پناہ طلب کرو کہ تمھیں ایسا نہ ہونے دے اور ایسی بلاء میں مبتلا نہ کرنے کہ اس کی طاقت وقوت کے علاوہ کوئی طاقت وقوت نہیں ہے، دعاؤں میں کثرت پیدا کرو کہ پروردگار اپنے بندگان مومنین سے کثرت دعا کو پسند کرتا ہے اور اس نے قبول کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے اور خدا روز قیامت ان دعاؤں کو بھی ایک ایسا عمل خیر بنادے گا جس سے جنت کے درجات میں اضافہ ہوجائے گا۔

جہاں تک ممکن ہو دن رات کی تمام ساعتوں میں ذکر خدا کرتے رہو کہ اللہ نے تمھیں کثرت ذکر کا حکم دیا ہے اور وہ بھی اپنا ذکر کرنے والوں کو یاد رکھتا ہے اور یاد رکھو کہ جب بھی کوئی بندۂ مومن اسے یاد کرتا ہے تو وہ بھی اسے خیر سے یاد کرتا ہے، اپنی طرف سے خدا کی بارگاہ میں کثرت عبادت کا ہدیہ پیش کرو کہ اس کی بارگاہ میں کسی بھی خیر کا حصول اس کی اطاعت اور ان تمام محرمات سے اجتناب کے بغیر جن کا ذکر ظاہر یا باطن قرآن میں کیا

گیا ہے...... ممکن نہیں ہے۔

یاد رکھو کہ خدا نے جس شے سے اجتناب کا حکم دیا ہے اسے حرام قرار دیا ہے لہذا سنت وسیرت پیغمبر اکرم کا اتباع کرو اور اس کے مقابلہ میں اپنے افکار اور خواہشات کا اتباع نہ کرو کہ گمراہ ہو جاؤ، جہاں تک ممکن ہوا اپنے نفس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو کہ تم جو نیکی بھی کرو گے وہ اپنے لئے کرو گے اور تمھاری برائی بھی تمھارے ہی لئے ہوگی۔

اے وہ جماعت جس کے امور کا خدا محافظ ہے! تمھارا فرض ہے کہ سنت رسول اور آثار ائمہ ہدی واہلبیتؑ رسول اللہ کا خیال رکھو کہ جس نے ان چیزوں کو اختیار کر لیا وہ ہدایت پا گیا اور جس نے انھیں چھوڑ دیا اور ان سے کنارہ کشی کر لی وہ گمراہ ہو گیا، یہی وہ حضرات ہیں جن کی ولایت اور اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور ہمارے پدر بزرگوار رسول اکرم نے فرمایا ہے کہ اتباع سنن وآثار میں مختصر عمل کی پابندی بھی روز قیامت بدعتوں اور خواہشات کی پیروی سے کہیں زیادہ مفید اور پروردگار کو خوش کرنے والی ہے۔

یاد رکھو کہ خواہشات اور بدعات کا اتباع خدا کی ہدایت کے بغیر کھلی ہوئی گمراہی ہے اور ہر گمراہی بدعت ہے اور بدعت کا انجام جہنم ہے خدا کی بارگاہ میں کسی خیر کا حصول اطاعت اور صبر ورضا کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ صبر ورضا خود ہی اطاعت پروردگار ہے۔

اور یاد رکھو کہ کسی بندہ کا ایمان اس وقت تک ایمان نہیں کہا جا سکتا ہے جب تک وہ خدا کے برتاؤ سے راضی نہ ہو اور اس کے برتاؤ کو اپنی پسند وناپسند پر مقدم نہ رکھے اور خدا صبر ورضا والوں کے ساتھ وہی برتاؤ کرے گا جس کے وہ اہل ہوں گے اور وہ برتاؤ ان کی اپنی پسند سے یقیناً بہتر ہوگا۔

تمھارا فرض ہے کہ تمام نمازوں کی محافظت اور پابندی کرو بالخصوص نماز ظہر کی اور

اللہ کی بارگاہ میں دعا گو رہو جس طرح اس نے تم سے پہلے والوں کو بھی حکم دیا ہے اور تمھیں بھی حکم دیا ہے۔

اور تمھارا فرض ہے کہ غریب مسلمانوں سے محبت کرو کہ جس شخص نے بھی انھیں حقیر سمجھا اور ان کے سامنے غرور کا مظاہرہ کیا وہ دین خدا سے پھسل گیا اور پروردگار اسے ذلیل بھی کرے گا اور سزا بھی دے گا، ہمارے پدر بزرگوار رسول اکرم نے فرمایا ہے کہ پروردگار نے مجھے غریب مسلمانوں کی محبت کا حکم دیا ہے اور یاد رکھو کہ جو بھی ان میں سے کسی ایک کو بھی ذلیل کرے گا، خداوند اس پر عذاب اور حقارت آمیز عذاب نازل کرے گا کہ لوگ اس سے بیزار رہیں گے اور خدائی سزا اس سے زیادہ سخت ہوگی، اپنے مسلمان غریب بھائیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کہ تمھارے اوپر ان کا حق ہے کہ ان سے محبت کرو، پروردگار نے اپنے رسول کو ان کی محبت کا حکم دیا ہے، اب اگر کسی شخص نے ان سے محبت نہ کی جن کی محبت کا خدا نے حکم دیا ہے تو اس نے خدا ورسول کی نافرمانی کی اور جس نے ایسا کیا اور اسی حال میں مر گیا وہ گمراہ دنیا سے جائے گا۔

دیکھو اپنی بڑائی اور تکبر سے دور رہو کہ کبریائی پروردگار کی ردا ہے اور جو اس میں خدا سے مقابلہ کرے گا وہ اسے روز قیامت ذلیل کر دے گا اور دنیا میں اس کی کمر توڑ دے گا، خبردار ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا کہ یہ نیک بندوں کا طریقہ نہیں ہے، جو شخص بھی کسی پر ظلم کرے گا اس کا مظلمہ خود اس کی گردن پر ہوگا اور خدا اس کے خلاف مظلوم کی مدد کرے گا اور جس خدا مدد کر دے گا وہی کامیاب ہوگا اور غالب آجائے گا۔

خبردار ایک دوسرے سے حسد بھی نہ کرنا کہ کفر کی اصل حسد ہی ہے اور خبردار کسی مظلوم مسلمان کے خلاف کسی کی امداد نہ کرنا کہ وہ بددعا کر دے گا تو اس کی دعا قبول ہو جائے

گی، رسول اکرم نے فرمایا ہے کہ مظلوم مسلمان کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

اور ایک دوسرے کی امداد کرتے رہنا کہ ہمارے جد رسول اکرم فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان کی امداد ایک کار خیر ہے اور اس کا ثواب ایک ماہ کے روزہ اور مسجد الحرام میں اعتکاف سے زیادہ ہے۔

اور خبر دار کسی مسلمان بھائی پر غربت میں دباؤ مت ڈالنا کہ اگر تمھارا کوئی حق ہے تو زبردستی وصول کرو کہ ہمارے جد رسول اکرم فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان کو مسلمان پر تنگی کرنے کا حق نہیں ہے اور جو شخص غریب مسلمان کو مہلت دیدے گا خدا اس دن اسے سایہ رحمت میں جگہ دے گا جس دن اس کے علاوہ کسی کا سایہ نہ ہوگا۔

اور یاد رکھو کہ اسلام سپردگی کا نام ہے، جس نے اپنے کو خدا کے سپرد کر دیا وہ مسلمان ہوگیا اور جو ایسا نہ کر سکا وہ واقعاً مسلمان نہیں ہے جو اپنے نفس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کا فرض ہے کہ اللہ کی اطاعت کرے کہ جو اللہ کی اطاعت کرے گا اس کا فائدہ اسی کو ہوگا۔

اور خبر دار معصیت سے دور رہنا کہ جو معصیت کا ارتکاب کرے گا وہ اپنے ہی ساتھ برائی کرے گا اور اچھائی اور برائی کے درمیان کوئی تیسری قسم نہیں ہے، اچھائی کرنے والوں کے لئے پروردگار کے یہاں جنت ہے اور برائی کرنے والوں کے لئے جہنم ہے لہذا اطاعت پر عمل کرو اور معصیت سے پرہیز کرو۔

اور یاد رکھو خدا سے کوئی شے بھی بے نیاز نہیں بنا سکتی ہے نہ ملک مقرب اور نہ نبی مرسل نہ کوئی اور...... جو شخص چاہتا ہے کہ شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے فائدہ اٹھائے اس کا فرض ہے کہ رضائے خدا کو طلب کرے اور یہ بھی معلوم رہے کہ رضائے خدا اس کی اطاعت اور رسول وآل رسول کی معصیت ہے اور ان کے چھوٹے بڑے کسی بھی فضل کا انکار کے بعد رضائے

خدا کا کوئی امکان نہیں ہے۔

اللہ سے عافیت کا سوال کرو اور اسی کو تلاش کرتے رہو کہ کوئی قوت وطاقت اس کے علاوہ نہیں ہے، اپنے نفس کو دنیا کی بلاؤں کے برداشت کرنے پر آمادہ کرو کہ ولایت واطاعت خدا اور رسول وآل رسول میں مسلسل بلاؤں کا نزول بھی آخرت میں تمام دنیا کے اقتدار اور اس کی ان مسلسل نعمتوں اور لذتوں سے بہتر ہے جس میں ان لوگوں سے محبت رکھی جائے جن کی محبت اور اطاعت سے خدا نے منع کیا ہے۔

یادرکھو پروردگار نے صرف ان ائمہ کی محبت کا حکم دیا ہے جن کا ذکر سورہ انبیاء آیت نمبر 73 میں کیا ہے اور جن کی محبت واطاعت سے منع کیا ہے، وہ سب ائمہ ضلال میں جن کا کام جہنم کی طرف دعوت دینا ہے۔

اور یادرکھو کہ پروردگار جب بندہ کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کردیتا ہے اور جب یہ نعمت دیتا ہے تو اس کی زبان پر حق جاری کردیتا ہے اور اس کے دل میں حق کو جاگزیں کردا ہے اور وہ اسی پر عمل کرنے لگتا ہے اور جب ایسا کردیتا ہے تو اس کا اسلام مکمل ہوجاتا ہے اور وہ اسی حال میں مرجائے تو حقیقی مسلمان مرتا ہے، لیکن اگر وہ کسی کو خیر نہیں دینا چاہتا ہے تو اس کو اسی کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور اس کا سینہ بالکل تنگ ہوجاتا ہے کہ اگر حق زبان پر جاری بھی ہوجائے تو دل میں جاگزین نہیں ہوتا ہے اور جب ایسا نہیں ہوتا ہے تو اس پر عمل کرنے کا بھی کوئی امکان نہیں ہے اور اس حال میں مرجانے والا منافقین میں شمار ہوتا ہے اور جو وہ حق زبان پر جاری ہوکر دل کی گہرائیوں میں نہ اتر سکے اور اس پر عمل نہ ہوسکے وہ روز قیامت ایک حجت بن جاتا ہے۔

اللہ سے ڈرو اور دعا کرو کہ تمھارے دلوں کو اسلام کے لئے کشادہ کردے اور

تمھاری زبانوں کوحق کے ساتھ گویا بنادے تا کہ اسی حال میں دنیا سے جاؤاورتمھاری بازگشت نیک بندوں جیسی ہو کہ اللہ کی طاقت کے علاوہ کوئی طاقت نہیں ہے اور ساری حمد اسی رب العالمین کے لئے ہے۔

اور جو شخص بھی یہ جاننا چاہتا ہے کہ خدااس سے محبت کرتا ہے اس کا فرض ہے کہ اللہ کی اطاعت کرے اور ہماری پیروی کرے، کیااس نے پیغمبر اکرم کا یہ خطاب نہیں سنا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ اگرتم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہوتو میرا اتباع کروتا کہ خداتم سے محبت کرے اورتمھارے گناہوں کو معاف کردے۔(آل عمران 31)۔

خدا کی قسم کوئی شخص بھی خدا کی اطاعت نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ خدا ہمارے اتباع کو شامل کردیتا ہے اورکوئی شخص ہمارااتباع نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ خدااسے محبوب بنالیتا ہے اور پھر جوشخص ہمارااتباع چھوڑ دیتا ہے وہ ہمارادشمن ہوجا تا ہے اور جو ہمارادشمن ہوجا تا ہے وہ خدا کا نافرمان شمار کیا جا تا ہے اور جوایسا ہوجا تا ہے خدااسے ذلیل ورسوا کردیتا ہے اور منھ کوبھل جہنم میں ڈال دیتا ہے والحمدللہ رب العالمین۔(کافی 8 ص 4)۔

779۔عبدالسلام بن صالح الہروی! میں نے امام رضاؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ اس بندہ پر رحم کرے جو ہمارے امرکوزندہ کرتے تو عرض کیا کہ آپ کا امرکس طرح زندہ کیا جا تا ہے؟ فرمایا ہمارے علوم سیکھا جا تا ہے اور پھر لوگوں کو سکھایا جا تا ہے کہ لوگ ہمارے کلام کے محاسن سے آگاہ ہوجائیں تو خودبخود ہمارااتباع کرنے لگیں گے،(عیون اخبارالرضاؑ 1 ص 307 / 69،معانی الاخبار ص 180 / 1)۔

780۔امام رضاؑ نے عبدالعظیم الحسنیؒ سے فرمایا کہ ہمارے دوستوں تک ہمارا سلام پہنچادینااورکہنا کہ خبردارشیطان کواپنے نفس پرکوئی راستہ نہ دیں اوران کوحکم دینا کہ سچ بولیں،

امانتیں ادا کریں اورسکوت اختیار کریں بلا وجہ بحث نہ کریں، ایک دوسرے کی طرف متوجہ رہیں، ایک دوسرے سے ملاقات کرتے رہیں کہ اسی میں ہماری قرابت ہے اور آپس میں پھوٹ نہ پیدا کریں کہ میں نے قسم کھالی ہے کہ اگر کوئی شخص ایسا کرے گا اور میرے کسی دوست کو ناراض کرے گا تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ اس پر دنیا میں بھی بدترین عذاب کرے اور آخرت میں تو بہرحال وہ خسارہ والوں میں ہوگا۔

انھیں یہ بھی بتا دینا کہ خدا ان کے نیک کرداروں کو بخش دے گا اور برے اعمال والوں سے بھی درگذر کردے گا لیکن شرک کرنے والوں اور ہمارے دوستوں کو اذیت کرنے والوں یا ان کے ساتھ برائی چاہنے والوں کو ہرگز معاف نہیں کرے گا جب تک اپنے عمل سے باز نہ آجائیں...... ہاں اگر اپنی حرکت سے باز آگئے تو خیر ہے، ورنہ وہ ان کے دل سے ایمان کی روح نکال لے گا اور اسے ہماری ولایت سے نکال باہر کرے گا اور اس کا ہماری محبت میں کوئی حصہ نہ ہوگا، اللہ اس دن سے پناہ دے ۔(الاختصاص ص 247)۔

حقوق اہلبیتؑ

معرفت حقوق

781۔ رسول اکرم، قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ہمارے حق کی معرفت کے بغیر کسی بندہ کا کوئی عمل مفید نہیں ہوسکتا ہے۔(المعجم الاوسط 2 ص 360 / 2230 روایت ابن ابی لیلیٰ از امام حسنؑ ینابیع المودہ 2 ص 272 / 775 روایت جابر، مجمع الزوائد 0 ص 272 / 15007، امالی مفید 44 / 2، محاسن 1 ص 134 / 169، الغدیر 2 ص 301 / 10 ص 280، احقاق الحق 9 ص 428)۔

782۔ رسول اکرم! مومن کا چراغ ہمارے حق کی معرفت ہے اور بدترین اندھاپن ہمارے فضل سے آنکھیں بند کر لینا ہے۔(جامع الاخبار ص 505 / 1399، الخصال ص 633 / 60 روایت ابوبصیر ومحمد بن مسلم عن الصادقؑ، تفسیر فرات ص 368 / 499 از امام علیؑ)۔

783۔ امام علیؑ! ہمارا ایک حق ہے جو دیدیا گیا تو خیر ورنہ ہم پشت ناقہ پر سوار ہی رہیں گے چاہے سفر کتنا ہی طویل کیوں نہ ہوجائے۔(نہج البلاغہ حکم نمبر 22)۔

784۔ امام علیؑ! جو شخص اپنے خدا، رسول اور اہلبیتؑ کے حق کی معرفت کے ساتھ اپنے بستر پر مرجائے وہ بھی شہید ہی مرتا ہے اور اس کا اجر پروردگار کے ذمہ ہوتا ہے اور وہ اپنے نیک اعمال کی نیت کے ثواب کا بھی حقدار ہوتا ہے اور اس کی نیت جہاد کے مانند ہوتی ہے کہ ہر شے کی ایک مدت معین ہے، اس سے آگے بڑھنا ممکن نہیں ہے، دوام صرف نیک

میں ہوتا ہے۔(غررالحکم ص9061)۔

785۔جابر بن یزید الجعفی امام محمد باقرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سے آیت "ثم اورثنا الکتاب" کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ ظالم وہ ہے جو حق امام سے نا آشنا ہو، مقتصد حق امام کا جاننے والا ہے اور سابق بالخیرات خود امام ہے۔" جنات عدن یدخلونھا" یہ انعام صرف سابق اور میانہ رو کے لئے ہے، ظالم کے لئے نہیں ہے۔(معانی الاخبار ص 104، کافی 1 ص 214)۔

786۔امام صادقؑ! پروردگار عالم نے ائمہ ہدیٰ کے ذریعہ اپنے دین کو واضح کر دیا ہے اور اپنے راستہ کو روشن کر دیا ہے اور علم کے مخفی چشموں کے نمایاں کر دیا ہے لہذا امت محمد میں جو شخص بھی امام کے واجب حق کو پہچان لے گا وہی ایمان کی حلاوت اور اسلام کی طراوت وتازگی سے آشنا ہو سکے گا۔(کافی 1 ص 203، الغیبۃ للنعمانی ص 224 / 7، مختصر بصائر الدرجات ص 89 روایت اسحاق بن غالب، بصائر الدرجات 413 / 2 روایت ابن اسحاق غالب)۔

تاکید محافظت حقوق

787۔رسول اکرم۔میں تمھیں اہلبیتؑ کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں، میں تمھیں اہلبیتؑ کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں۔(صحیح مسلم 4 / 1873 / 2480، سنن دارمی 2 ص 890 / 3198، مسند ابن حنبل 7 ص 75 / 19285، السنن الکبری 10 ص 194 / 20335، تہذیب تاریخ دمشق 5 ص 439، درمنثور 7 ص 349 نقل از ترمذی ونسائی، فرائد السمطین 2 ص 234 از زید بن ارقم، احقاق 9 ص 391)۔

788۔رسول اکرم! تمھارے سامنے اہلبیتؑ کے بارے میں خدا کو گواہ بناتا ہوں

(المعجم الکبیر 5 ص 183 / 5027، کنزالعمال 13 / 640 / 37619 روایت زید بن ارقم، احقاق الحق 9 ص 434۔

789۔ رسول اکرم ! میں تمھیں اپنی عترت کے بارے میں خیر کی وصیت کرتا ہوں۔(مستدرک حاکم 2 ص 131 / 2559 ، مجمع الزوائد 90 ص 257 / 14960 روایت عبدالرحمان بن عوف، کفایۃ الاثر ص 41 روایت سلمان فارسی ص 129 روایت حذیفہ اسید ص 132 روایت عمران بن حصین ص 104 روایت زید بن ارقم، احقاق الحق 9 ص 432۔

790۔ رسول اکرم ! میں سب سے پہلے خدائے عزیز و جبار کی بارگاہ میں بروز قیامت قرآن واہلبیتؑ کے ساتھ وارد ہوں گا، اس کے بعد امت وارد ہوگی تو میں سوال کروں گا کہ تم لوگوں نے کتاب وعترت کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔(کافی 2 ص 600 / 4 روایت ابوالجارود، مختصر بصائرالدرجات ص 89 روایت شعیب الحداد)۔

791۔ رسول اکرم ! لوگو! اللہ کو یاد رکھنا میرے اہلبیتؑ کے بارے میں کہ یہ دین کے ارکان، تاریکیوں کے چراغ اور علم کے معدن ہیں۔(خصائص الائمہ ص 75 روایت عیسیٰ الضریر عن الکاظمؑ، بحار 22 ص 487 / 31)۔

792۔ رسول اکرم ! خدایا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں اور میں انھیں ہر مومن کے حوالہ کرکے جارہا ہوں تہذیب تاریخ دمشق 4 ص 322 روایت انس، ینابیع المودہ 2 ص 71 / 11، احقاق الحق 9 ص 435۔

793۔ رسول اکرم ! جو میرے اہلبیتؑ کے بارے میں میری حفاظت کرے گا اس نے گویا خدا کے نزدیک عہد لے لیا ہے(ذخائرالعقبیٰ ص 18 روایت عبدالعزیز، ینابیع

المودۃ2ص 114 / 323،احقاق الحق9ص918)۔

794۔رسول اکرم ! میری عترت کے بارے میں میری حفاظت کرو، (مسند الشہاب1ص419،474روایت انس،احقاق الحق9ص434)۔

795۔رسول اکرم ! میرے اہلبیتؑ کے بارے میں مجھے باقی رکھنا (الصواعق المحرقہ ص150 ، الجامع الصغیر 1 ص 50 / 302 ، مجمع الزوائد 9 ص 257 / 14961 ، ینابیع المودۃ1261 / 62،احقاق الحق9ص448۔

796۔رسول اکرم ! میری امت کے مومنین اہلبیتؑ کے بارے میں میری امانت کی قیامت تک حفاظت کرتے رہی۔(کافی 2ص46 / 3ازعبدالعظیم الحسنیؒ)۔

797۔ رسول اکرم ! جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی مدت حیات بابرکت ہو اور اللہ اسے نعمتوں سے بہرہ اندوز کرے اس کا فرض ہے کہ میرے بعد میرے اہلبیتؑ کے ساتھ بہترین برتاؤ کرے۔(کنز العمال 12 ص 99 / 34171 روایت عبداللہ بن بدر الحظمی)۔

798۔ رسول اکرم ! تم عنقریب میرے بعد میرے اہلبیتؑ کے بارے میں آزمائے گے۔(المعجم الکبیر 192 / 4111روایت خالدبن عرفطہ)۔

799۔ابن عباس ! رسول اکرم منبر پر تشریف لے گئے اور لوگوں کے اجتماع عام میں خطبہ ارشاد فرمایا، مومنو! پروردگار نے مجھے اشارہ دیا ہے کہ میں عنقریب یہاں سے جانے والا ہو......تم میری بات سنو اور میری نصیحت کا حق پہچانو اور میرے اہلبیتؑ کے ساتھ وہی برتاؤ کرنا جس کا تمھیں حکم دیا گیا ہے ، انھیں محفوظ رکھنا کہ وہ میرے خواص، قرابتدار، برادران اور اولاد ہیں اور تم ایک دن جمع کئے جاؤ گے جب تم سے ثقلین کے بارے میں سوال

کیا جائے گا تو یہ دیکھتے رہنا کہ تم نے میرے بعد ان کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے، دیکھو! یہ سب میرے اہلبیتؑ ہیں۔(امالی صدوق (ر) ص 62 / 11 التحصین ص 598 باب 4)۔

800۔ابن عباس! جب ہم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو ایک دن رسول اکرمؐ کے پاس ان کی مسجد میں بیٹھے تھے...... کہ آپ نے فرمایا ایھا الناس! میری عترت اور میرے اہلبیتؑ کے بارے میں خدا کو یاد رکھنا، فاطمہؑ میرے دل کا ٹکڑا ہے، حسنؑ و حسینؑ میرے بازو ہیں اور میں اور فاطمہؑ کے شوہر دونوں روشنی کے مانند ہیں، خدایا! جو ان پر رحم کرے اس پر رحم کرنا اور جو ان پر ظلم کرے اسے ہرگز معاف نہ کرنا (بحار الانوار 23 ص 143 / 97 نقل از الفضائل و کتاب الروضہ، احقاق الحق 9 ص 198)۔

801۔امام علیؑ! دیکھو اللہ کو یاد رکھنا اپنے نبی کی ذریت کے بارے میں، تمھارے ہوتے ہوئے ان پر ظلم نہ ہونے پائے جبکہ ان سے دفاع کی طاقت بھی رکھتے ہو۔(کافی 7 ص 52 / 7 روایت عبدالرحمان بن حجاج عن الکاظمؑ، تہذیب 9 ص 177 / 714، روایت جابر عن الباقرؑ، الفقیہ

4 ص 191 / 433، روایت سلیم بن قیس، تحف العقول ص 198 کتاب سلیم بن قیس 2 ص 926۔

802۔امام علیؑ! محمد بن بکر کو والی مصر قرار دیتے ہوئے فرمایا، بندگان خدا! اگر تم نے تقویٰ اختیار کیا اور اہلبیتؑ کے ذریعہ اپنے نبی کا تحفظ کیا تو تم نے خدا کی بہترین عبادت کی اور اس کا بہترین ذکر کیا اور بہترین شکر ادا کیا اور صبر و شکر دونوں کو جمع کر لیا اور بہترین کوشش سے کام لیا ہے چاہے تمھارے اغیار تم سے زیادہ طولانی نمازیں پڑھیں اور زیادہ روزے رکھیں لیکن تمھارا تقوی ان سے بالاتر ہے اور تم صاحبان امر کے زیادہ مخلص ہو۔(

امالی طوسی (ر)27 ص 31 از ابواسحاق الہمدانی)۔

803۔امام صادقؑ ! ہمارے بارے میں اسی طرح تحفظ سے کام لینا جس طرح بندۂ صالح خضر نے دو یتیموں کے مال کا تحفظ کیا تھا کہ ان کا باپ صالح اور نیک تھا۔(امالی طوسی (ر)ص 273/ 514 روایت برذون بن شبیب)۔

عناوین حقوق

1۔مودت

ارشاد احدیت ہوتا ہے، پیغمبر آپ ان سے کہہ دیجیئے کہ میں رسالت کا اجر قربا کی مودت کے علاوہ کچھ نہیں چاہتا ہوں اور جو شخص ایک نیکی اختیار کرے گا ہم اس کی نیکی میں اضافہ کردیں گے کہ خدا غفور بھی ہے اور شکور بھی ہے،سورہ شوریٰ آیت 23۔

" آپ کہہ دیجیئے کہ میں نے جس اجر کا سوال کیا ہے اس کا فائدہ تمھیں کو ہے ورنہ میرا واقعی اجر تو خدا کے ذمہ ہے اور وہی ہر شے کا نگراں اور گواہ ہے" سورہ سبا آیت 47۔

" کہہ دیجئے کہ میں اس رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا مگر جو شخص اپنے پروردگار تک جانے کا راستہ اختیار کرنا چاہے،سورہ فرقان آیت 57۔

804۔امام صادقؑ ! انصار، رسول اکرم کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ ہم سب گمراہ تھے آپ نے ہمیں ہدایت دی ، ہم مفلس تھے خدا نے آپ کے ذریعہ غنی بنادیا، لہذا اب ہمارے اموال میں سے جو چاہیں طلب کرلیں۔ہم حاضر ہیں،جس کے بعد آیت مودت نازل ہوئی۔

یہ کہہ کر آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے اور رونے لگے یہاں تک کہ ریش

مبارک تر ہوگئی اور فرمایا شکر ہے اس پروردگار کا جس نے ہمیں یہ فضیلت عنایت فرمائی ہے۔(دعائم الاسلام 1 ص 67)۔

805۔ طاؤس نے آیت مودت کے بارے میں ابن عباس سے سوال کیا تو انھوں نے کہا کہ سعید بن جبیر کا کہنا تھا کہ اس سے آل محمد کے قرابتدار مراد ہیں۔(صحیح بخاری 4 ص 1819 / 4541، 3 ص 1289 / 3306، اس مقام پر محمد کے قرابتداروں کا ذکر ہے، سنن ترمذی 5 ص 377 / 3251، مسند ابن حنبل 1 ص 614 / 2599، احقاق الحق 3۔3، مستدرک حاکم 2 ص 482 / 3659)۔

806۔ابن عباس! جب آیت مودت نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ یہ قرابتدار کون ہیں جن کی مودت ہم پر واجب کی گئی ہے؟ فرمایا علیؑ، فاطمہ! اوران کے دونوں فرزند۔(فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص 669 / 1141، المعجم الکبیر 3 ص 47 / 2641، کشاف 3 ص 402، درمنثور 7 ص 348 نقل از ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، تفسیر فرات 389، 516 / 520 ......شواہد التنزیل 2 ص 189، الغدیر 2 ص 307 / 1)۔

807۔ ابن عباس ! رسول اکرم نے آیت مودت کی تفسیر اس طرح فرمائی کہ اہلبیتؑ کے ذیل میں میری حفاظت کرو اور میری وجہ سے ان سے محبت کرو۔
(درمنثور 7 ص 348 نقل از ابونعیم، دیلمی، مجمع البیان 9 ص 43)۔

808۔ جابر! ایک اعرابی رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی حضور مجھے اسلام سکھائیں؟ فرمایا کہ خدا کی وحدانیت اور میری بندگی اور رسالت کی گواہی دو......کہا اس کا کوئی اجر درکار ہے، فرمایا مودت اقرباء کے علاوہ کچھ نہیں۔

اس نے کہا کہ میرے اقربا آپ کے؟ میرے اقربا ...... اس نے کہا ہاتھ بڑھایئے تا کہ میں آپ کی بیعت کروں، جو آپ اور آپ کے اقربا سے محبت نہ کرے، اس پر خدا کی لعنت ہو...... آپ نے فرمایا، آمین ۔(حلیۃ الاولیاء 3 ص 201 ، کفایۃ الطالب ص90)۔

809۔ابن عباس! رسول اکرم نے مجھے ایک ضرورت سے بھیجتے ہوئے فرمایا کہ جب کوئی حاجت درکار ہوتو علیؑ اوران کی اولاد سے محبت کرنا کہ ان کی محبت پروردگار کی طرف سے تمام بندوں پرواجب ہے۔(ینابیع المودۃ 2 ص 292 / 842)۔

810۔رسول اکرم، جو شخص چاہتا ہے کہ عروۃ الوثقیٰ سے تمسک کرے اسے چاہیئے کہ علیؑ ...... اور میرے تمام اہلبیتؑ ، سے محبت کرے ۔(عیون اخبار الرضا 2 ص 58 / 216 روایت ابو محمد التمیمی از امام رضاؑ، ینابیع المودۃ 2 ص 268 / 761)۔

811۔رسول اکرم! جو اللہ کی مضبوط رسی سے متمسک رہنا چاہتا ہے، اس کا فرض ہے کہ علیؑ بن ابی طالبؑ اور حسنؑ و حسینؑ سے محبت کرے کہ اللہ بھی عرش اعظم پر ان سے محبت کرتا ہے۔(کامل الزیارات ص 51 از جابر عن الباقرؑ)۔

812۔امام علیؑ! تمھارا فرض ہے کہ آل نبی سے محبت کرو، یہ خدا کا حق ہے جسے اس نے تم پر واجب بنایا ہے، کیا تم نے آیت مودت کی تلاوت نہیں کی ہے۔(غرر الحکم ص 6169)۔

813۔زاذان نے حضرت علیؑ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آل حم ہمارے درمیان ہے اور ہماری محبت کی حفاظت صرف مومن ہی کرسکتا ہے اور اس کے بعد آپ نے آیت مودت کی تلاوت فرمائی ۔(تاریخ اصفہان 2 ص 134 / 1309 ، کنز العمال 2 ص 290 /

4030 از ابن مردویہ وابن عساکر، صواعق محرقہ ص 170، شواہد التنزیل 2 ص 205 / 838 مجمع البیان 9 ص 43، الغدیر 2 ص 308 / 6)۔

814۔امام علیؑ العروۃ الوثقیٰ مودت آل محمد کا نام ہے۔(ینابیع المودۃ 1 ص 331 / 2 روایت حصین بن مخارق عن الکاظمؑ)۔

815۔امام زین العابدینؑ! حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد امام حسنؑ نے خطبہ دیا تو حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا، ہم ان اہلبیتؑ میں ہیں جن کی موت کو اللہ نے واجب قرار دیا ہے اور آیت مودت ہی ہے۔(مستدرک حاکم 3 ص 189 / 4803، روایت عمر بن علی، مجمع الزوائد 1 ص 203 / 14798 روایت ابوالطفیل عن الحسنؑ، تاویل الآیات الظاہرہ ص 530 روایت حسن بن زید)۔

816۔امام حسینؑ! آیت مودت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جن قرابتداروں سے ارتباط کا حکم دیا گیا ہے اوران کا حق عظیم ہے اور سارا خیر انھیں میں ہے وہ ہم اہلبیتؑ ہیں کہ ہمارا حق ہر مسلمان پر واجب ہے۔(تاویل الآیات الظاہرہ ص 531 روایت عبدالملک بن عمیر)۔

817۔حکیم بن جبیر! میں نے امام سجادؑ سے اس آیت موت کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ پیغمبر کی قرابت ہے۔(تفسیر فرات کوفی ص 392 / 523)۔

818۔ابوالدیلم! جب حضرت علیؑ بن الحسینؑ کو قیدی بنا کر لایا گیا اور دمشق کے دروازہ پر کھڑا کر دیا گیا تو ایک مرد شامی نے آکر کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے تمھیں قتل کیا اور تمھارا خاتمہ کر دیا اور فتنہ کی سینگ توڑ دی تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو نے قرآن پڑھا ہے؟

اس نے کہا بیشک۔
فرمایا کیا آل حم پڑھا ہے؟ کہا کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص قرآن پڑھے اور اس سورہ کو نہ پڑھے۔
فرمایا مگر تو نے آیت مودت کو نہیں پڑھا ہے، اس نے کہا کہ یہ قرابتدار آپ ہی ہیں؟ فرمایا، بیشک (تفسیر طبری 13/25، العمدۃ ص 51/46، الغدیر 2 ص 409/8)۔
819۔سلام بن المستنیر ! میں نے امام باقرؑ سے پوچھا کہ آیت مودت کا مفہوم کیا ہے؟ تو فرمایا کہ یہ مودت اہلبیتؑ پیغمبر کے لئے خدا کی طرف سے ایک فریضہ ہے۔(محاسن 1 ص 240/441 دعائم الاسلام 1 ص 68)۔
820۔عبداللہ بن عجلان نے امام باقرؑ سے آیت مودت کی تفسیر میں یہ فقرہ نقل کیا ہے کہ قربیٰ سے مراد ائمہ ہیں۔(کافی 1 ص 413/17 محاسن 1 ص 241/2۔
821۔امام باقرؑ "قل ما سئلتکم من اجوفہم لکم" کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اجر سے مراد اقربا کی محبت ہے جس کے علاوہ کسی شے کا سوال نہیں کیا گیا ہے اور اس میں بھی تمھارا ہی فائدہ ہے کہ اس سے ہدایت حاصل کرتے ہو، اس کے طفیل میں نیک بخت بنتے ہو اور عذاب روز قیامت سے نجات پاتے ہو۔(ینابیع المودۃ 1 ص 316/5)۔
822۔فضیل نے امامؑ باقر سے نقل کیا ہے کہ آپ نے لوگوں کو خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے دیکھ کر فرمایا کہ یہ طواف تو جاہلیت میں بھی ہو رہا تھا، مسلمانوں کا فرض تھا کہ طواف کرنے کے بعد ہمارے پاس آکر اپنی ولایت ومودت کا ثبوت دیتے اور اپنی نصرت پیش کرتے جیسا کہ پروردگار نے کہا ہے" خدایا لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف جھکا دے، سورۂ ابراہیم ص 37 (کافی 1 ص 392/1)۔

823۔امام باقرؑ ! جب رسول اکرم کا انتقال ہوا تو آل محمد نے انتہائی سخت رات گذاری اوراسی عالم میں ایک آنے والا آیا جس کی آواز سنی گئی لیکن اسے نہیں دیکھا گیا اوراس نے کہا کہ سلام ہو تم پر اے اہلبیتؑ اور رحمت و برکت الٰہی تم پر، تم وہ امانت ہو جسے امت کے حوالہ کیا گیا ہے اورتمھارے لئے واجب مودت اورفریضہ اطاعت ہے۔(کافی 1 ص445 / 19 روایت یعقوب بن سالم)۔

824۔ اسماعیل بن عبدالخالق ! میں نے امام صادقؑ کو ابوجعفر احول سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے، کیا تم بصرہ گئے تھے؟ عرض کی جی ہاں !

فرمایا وہاں لوگوں کی رفتار ہماری جماعت میں داخلہ کی کیا تھی ؟ عرض کی بہت تھوڑی ،لوگ آپ کی طرف آرہے ہیں مگر بہت کم ۔

فرمایا نوجوانوں پر توجہ دو کہ یہ ہر نیکی کی طرف تیزی سے دوڑتے ہیں، اس کے بعد فرمایا کہ وہاں لوگ آیت مودت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

عرض کی کہ میں آپ پر قربان، ان کا خیال ہے کہ رسول اکرم کے تمام قرابتدار مراد ہیں !

فرمایا جھوٹے ہیں، اس سے مراد صرف ہم اہلبیتؑ اصحاب کساء علیؑ وفاطمہؑ اورحسنؑ وحسینؑ ہیں۔(کافی 8 ص93 / 66، قرب الاسناد ص128 / 450)۔

825۔امام صادقؑ ! بعض اوقات انسان ایک شخص کو دوست رکھتا ہے اوراس کی اولاد سے نفرت کرتا ہے تو پروردگار نے چاہا کہ ہماری محبت کو واجب قرار دیدے کہ جو لیلے اس نے ایک واجب کو لیا ہے اورجس نے چھوڑ دیا ہے اس نے ایک واجب کو چھوڑا ہے۔(محاسن 1 ص240 / 440 روایت محمد بن مسلم)۔

826۔امام ہادیؑ! زیارت جامعہ میں فرماتے ہیں،تم پر میرے ماں باپ قربان تمھاری محبت کے ذریعہ ہی پروردگار نے ہمیں آثار دین کی تعلیم دی ہے اور ہماری تباہ ہوجانے والی دنیا کی اصلاح کی ہے، آپ کی محبت ہی سے کلمہ کی تکمیل ہوئی ہے، نعمت باعظمت ہوئی ہے اورافتراق میں اجتماع پیدا ہوا ہے آپ کی محبت ہی سے واجب اطاعت قبول ہوئی ہے اور خود آپ کی موت بھی واجبات میں ہے ۔(تہذیب 6 ص 100 / 177)۔

827۔دعائے ندبہ! خدایا اس کے بعد تو نے پیغمبر کا اجر اپنی کتاب میں اہلبیتؑ کی محبت کو قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں " مودت القربیٰ کے علاوہ کوئی اجرنہیں چاہتا ہوں" اور" میں نے جو اجر مانگا ہے وہ تمھارے ہی لئے ہے" اور" میں جس اجر کا سوال کرتا ہوں وہ صرف ان کیلئے ہے جو خدا کے راستہ کو اختیار کرنا چاہیں" اہلبیتؑ ہی تیرا راستہ اور تیری رضا کا مسلک ہیں ۔(بحار ص 102 / 105 نقل از مصباح الزائر)۔

نوٹ! اس دعا کی سند یوں نقل کی گئی ہے کہ محمد بن علی بن ابی قرہ کا بیان ہے کہ میں نے اسے محمد بن الحسین بن سفیان بزوفری کی کتاب سے نقل کیا ہے اور یہ دعا حضرت صاحب العصرؑ کی ہے جسے چاروں عیدوں کے دن پڑھا جاتا ہے۔

2۔تمسک

828۔رسول اکرم! میں اور میرے اہلبیتؑ جنت کے ایک شجر کے مانند ہیں جس کی شاخیں اس دنیا میں بھی ہیں لہذا اگر کوئی شخص ہم سے متمسک ہوگیا تو گویا اس نے پروردگار کے راستہ کو پالی ۔(ذخائر العقبیٰ ص 16 از عبدالعزیز باسنادہ ینابیع المودۃ 2 ص 113 / 366 ص 439 / 209)۔

829۔رسول اکرم ! جو میرے بعد میری عترت سے وابستہ رہے گا اس کا شمار کامیاب لوگوں میں ہوگا۔(کفایۃ الاثر ص22 روایت ابن عباس)۔

830۔رسول اکرم ! میرے بعد بارہ امام ہوں گے جن میں سے نو حسینؑ کے صلب سے ہوں گے اور ہمیں میں سے اس امت کا مہدی بھی ہوگا، جو میرے بعد ان سے متمسک رہے گا وہ ریسمان ہدایت خدا سے متمسک ہوگا اور جو ان سے الگ ہوجائے گا وہ پروردگار سے الگ ہوجائے گا۔(کفایۃ الاثر ص94 از عثمان بن عفان)۔

381۔رسول اکرم ! اپنے ائمہ کی اطاعت سے وابستہ رہو اور ان کی مخالفت نہ کرو کہ ان کی اطاعت اطاعتِ خدا ہے اور ان کی معصیت معصیت پروردگار ہے۔(المعجم الکبیر 22 / 374 / 935 / 936، تہذیب تاریخ دمشق 7 ص 197، السنتہ لابن ابی عاصم 499 / 1080 درمنثور 5 ص 178 نقل از ابن مردویہ روایت ابویعلی اشعری ، احقاق الحق 18 ص 522 / 112 نقل از مودۃ القربیٰ)۔

832۔رسول اکرم ! جو شخص سفینۂ نجات پر سوار ہونا چاہتا ہے اور عروۃ الوثقیٰ سے متمسک ہونا چاہتا ہے اور خدا کی مضبوط رسی کو پکڑنا چاہتا ہے، اس کا فرض ہے کہ میرے بعد علیؑ سے محبت کرے اور ان کے دشمن سے دشمنی رکھے اور ان کی اولاد کے ائمہ کی اقتدا کرے کہ یہ سب میرے خلفاء اوصیاء اور میرے بعد مخلوقات پر اللہ کی حجت ہیں، یہی میری امت کے سردار اور جنت کی طرف اتقیاء کے قائد ہیں، ان کا گروہ میرا گروہ ہے اور میرا گروہ اللہ کا گروہ ہے اور ان کے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔(امالی صدوق (ر) ص 26 / 5، عیون اخبار الرضاؑ)۔

833۔ابوذر ! میں نے رسول اکرم کو حضرت علیؑ سے یہ فرماتے سنا ہے کہ جو تم سے

محبت کرے گا اور وابستہ رہے گا وہ عروۃ الوثقیٰ سے متمسک رہے گا۔ (کفایہ الاثر ص 71، ارشاد القلوب ص 215)۔

834۔ امام علیؑ! مجھ سے رسول اکرم نے فرمایا ہے، یا علیؑ! تم تمام مخلوقات پر اللہ کی حجت اور عروۃ الوثقیٰ ہو کہ جو اس سے متمسک جائے گا ہدایت پا جائے گا اور جو اسے چھوڑ دے گا گمراہ ہو جائے گا۔ (امالی مفید (ر) ص 110 / 9 روایت محمد بن عبداللہ بن علی بن الحسین بن زید بن علیؑ بن الحسینؑ از امام رضاؑ)۔

835۔ امام علیؑ! جو ہم سے متمسک ہو گا وہ ہم سے ملحق ہو جائے گا اور جو ہم سے الگ ہو جائے گا وہ ڈوب مرے گا۔ (امالی الطوسی (ر) ص 654 / 1354، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 206، کمال الدین ص 206 / 20 روایت خشیمہ عن الباقرؑ، تحف العقول ص 116، غرر الحکم 7891، 8792)۔

836۔ امام علیؑ! تم لوگ کدھر جا رہے ہو اور کہاں بہک رہے ہو جبکہ نشانیاں قائم ہیں اور آیات واضح ہیں، منارۂ ہدایت نصب ہو چکا ہے، تمھیں کدھر بہکایا جا رہا ہے اور تم کیسے گمراہ ہوئے جا رہے ہو جبکہ تمھارے درمیان تمھارے نبی کی عترت موجود ہے جو حق کے زمان دار، دین کے پرچم اور صداقت کی زبان میں، انھیں قرآن کی بہترین منزلوں پر رکھو اور ان کے پاس اس طرح وارد ہو جس طرح پیاسے چشمہ پر وارد ہوتے ہیں۔ (نہج البلاغہ خطبہ 87)۔

837۔ امام علیؑ! تمھارا فرض ہے کہ تقویٰ الٰہی اختیار کرو اور ان اہلبیتؑ کی اطاعت کرو جو پروردگار کے اطاعت گذار ہیں، وہ تمھاری اطاعت کے ان لوگوں سے کہیں زیادہ حقدار ہیں اور ہم سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں، حالانکہ ہمارے ہی فضل سے فضیلت حاصل

کرتے ہیں اور پھر ہمیں سے مقابلہ کرتے ہیں اور ہمارے حق کو چھین کر ہم کو الگ کر دینا چاہتے ہیں، بہر حال ان لوگوں نے اپنے کئے کا مزہ چکھ لیا ہے اور عنقریب اپنی گمراہی کا سامنا کریں گے۔(وقعۃ صفین ص4، شرح نہج البلاغہ ابن الحدید 3 ص1030)۔

838۔امام علیؑ! اپنے نبی کے اہلبیتؑ پر نگاہ رکھو، انھیں کے راستہ کو اختیار کرو اور انھیں کے آثار کا اتباع کرو، یہ تمھیں نہ ہدایت سے باہر لے جاسکتے ہیں اور نہ ہلاکت میں واپس کر سکتے ہیں، یہ ٹھہر جائیں تو ٹھہر جاؤ اور یہ اٹھ جائیں تو اٹھ جاؤ، خبردار ان سے آگے نہ نکل جانا کہ گمراہ ہوجاؤ اور پیچھے بھی نہ رہ جانا کہ ہلاک ہوجاؤ۔(نہج البلاغہ خطبہ 97)۔

839۔امام علیؑ! ہمارے پاس پرچم حق ہے جو اس کے زیر سایہ آجائے گا محفوظ ہوجائے گا اور جو اس کی طرف سبقت کرے گا کامیاب ہوجائے گا اور جو اس سے الگ ہوجائے گا ہلاک ہوجائے گا۔اس سے جدا ہوجانے والا گڑھے میں گرا اور اس سے تمسک کرنے والا نجات پا گیا۔(خصال 633/10 روایت ابوبصیر و محمد بن مسلم عن الصادقؑ)۔

840۔امام علیؑ! جو ہم سے متمسک ہوگا وہ لاحق ہوجائے گا اور جو کسی دوسرے راستہ پر چلے گا غرق ہوجائے گا، ہمارے دوستوں کے لئے رحمت الٰہی کی فوجیں ہیں اور ہمارے دشمنوں کے لئے غضب الٰہی کی افواج ہیں، ہمارا راستہ درمیانی ہے اور ہمارے امور میں حکمت و دانائی ہے۔(خصال 627/10 روایت ابوبصیر و محمد بن مسلم عن الصادقؑ)۔

841۔ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ وغیرہ کا بیان ہے کہ امیر المومنینؑ نے لوگوں سے بیعت لینے کے بعد پہلا خطبہ ارشاد فرمایا۔

یاد رکھو کہ میری عترت کے پاکیزہ کردار اور میری اصل کے بزرگ ترین افراد جوانی میں سب سے زیادہ حلیم اور بڑھاپے میں سب سے زیادہ عالم ہوتے ہیں، ہم وہ

اہلبیتؑ ہیں جن کا علم علم خدا سے نکلا ہے اور ہمارا حکم بھی حکم الہی سے پیدا ہوتا ہے، ہم قول صادق کو اختیار کرتے ہیں لہذا اگر تم نے ہمارے آثار کا اتباع کیا تو ہماری بصیرتوں سے ہدایت پا جاؤ گے اور اگر ایسا نہ کرو گے تو اللہ تمھیں ہمارے ہی ہاتھ سے ہلاک کر دے گا، ہمارے ساتھ پرچم حق ہے جو اس کے ساتھ رہے گا وہ ہم سے مل جائے گا اور جو ہم سے الگ ہو جائے گا وہ غرق ہو جائے گا، ہمارے ہی ذریعہ ہر مومن کا خوں بہا لیا جاتا ہے اور ہمارے ہی وسیلہ سے گردنوں سے ذلت کا طوق اتارا جاتا ہے۔

خدا نے ہمیں سے آغاز کیا ہے نہ کہ تم سے اور ہمیں پر اختتام کرے گا نہ کہ تم پر۔(ارشاد مفید(ر)1 ص240 شرح الاخبار3 ص562 / 1231، ینابیع المودۃ1 ص80 / 19، العقد الفرید 3 ص 119، احقاق الحق 9 ص 476، کنز العمال 14 ص 592 / 39679، کتاب سلیم بن قیس2 ص716)۔

842۔ جابر بن عبداللہ امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آل محمد ہی وہ ریسمان ہدایت ہیں جن سے تمسک کا حکم دیا گیا ہے اور **واعتصموا** ...کی آیت نازل ہوئی ہے۔(تفسیر عیاشی 1 ص194 / 123)۔

843۔ امام صادقؑ ! واعتصموا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حبل اللہ ہم ہیں" (امالی طوسی (ر)272 / مجمع البیان 2 ص805، ینابیع المودۃ 1 ص356، احقاق الحق 13 ص 84)۔

844۔ امام صادقؑ ! تمھارے لئے کیا مشکل ہے کہ جب لوگ تم سے بحث کریں تو صاف کہہ دو کہ ہم اس طرح گئے ہیں جدھر خدا ہے اور انھیں اختیار کیا ہے جنھیں خدا نے اختیار کیا ہے، خدا نے حضرت محمد کو اختیار کیا ہے تو ہم نے انھیں کی آل کو اختیار کیا ہے اور ہم اسی

انتخاب الٰہی سے وابستہ ہیں۔(امالی طوسی (ر) 227 / 397) بشارۃ المصطفیٰ ص 11 روایت کلیب بن معاویہ الصید اوی)۔

845۔امام صادقؑ ! جو ہمارے غیر سے وابستہ ہوکر ہماری معرفت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔(معانی الاخبار ص 399 / 57 روایت ابراہیم بن زیاد، صفات الشیعہ 82 / 4 روایت مفضل بن عمر)۔

846۔یونس بن عبدالرحمان ! میں نے امام ابوالحسن الاول سے عرض کی کہ توحید الٰہی کا راستہ کیا ہے؟ فرمایا کہ دین میں بدعت مست ایجاد کرنا کہ اپنی رائے سے فیصلہ کرنے والا ہلاک ہوجاتا ہے اور اہلبیتؑ پیغمبر سے انحراف کرنے والا گمراہ ہوجاتا ہے اور کتاب خدا اور قول رسول کو چھوڑ دینے والا کافر ہوجاتا ہے۔(کافی 1 ص 56 / 10)۔

847۔سوید السائی ! حضرت ابوالحسنؑ اول نے میرے پاس خط بھیجا کہ میں سب سے پہلے اپنے مرنے کی خبر دے رہا ہوں اور اس مرحلہ پر نہ پریشان ہوں اور نہ پشیمان اور نہ قضاوقدر الٰہی میں کسی طرح کا شک کرنے والا ،لہذا تم دین کی مضبوط رسی آل محمد سے وابستہ رہو کہ عروۃ الوثقیٰ یہی اوصیاء کا سلسلہ ہے لہذا تم ان کے احکام کے آگے سراپا تسلیم رہو۔(قرب الاسناد 333 / 1335)۔

3۔ولایت

848۔زید بن ارقم ! جب رسول اکرم" حجۃ الوداع" سے واپس ہوتے ہوئے مقام غدیرخم پر پہنچے تو آپ نے زمین کو صاف کرنے کا حکم دیا اور پھر اعلان فرمایا کہ اللہ میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا ولی ہوں اور اس کے بعد علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ جس کا میں ولی ہوں اس کا یہ بھی ولی ہے، خدایا اسے دوست رکھنا جو اس سے محبت کرے اور اس سے

دشمنی کرنا جو اس سے دشمنی رکھے۔(مستدرک حاکم 3 ص 118 / 2576، 2589، 4578، 4579، 4610، 4652، 5477، 5594، سنن ترمذی 5 ص 633 / 3713، سنن ابن ماجہ 1 ص 43 / 116، خصائص نسائی 42، 47 / 150، 163، مسند ابن حنبل 641، 950، 961، 1310، 23090، 23168، 23204، 23633، 25751، 25752، فضائل الصحابہ ابن حنبل 595، 989، 991، 992، 1007، 1016، 1017، 1021، 1022، 1048، 1168، 1177، 1206، المعجم الکبیر 5 ص 166 / 4969، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ ص ص 5 / 90، البدایۃ والنہایۃ 5 ص 210، ص 7214 ص 335، الغدیر 1 ص 14-152)۔

واضح رہے کہ صاحب الغدیر علامہ امینی طاب ثراہ نے اس مقام پر حدیث غدیر کے روایت کرنے والے 110 صحابہ کرام 48 تابعین اور 0 ی 36 علماء وحفاظ کے اسماء گرامی کا ذکر کیا ہے جنھوں نے دوسری صدی سے چودھویں تک اس حدیث شریف کو اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے۔

849۔ رسول اکرم، جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میری طرح زندہ رہے اور میری ہی طرح دنیا سے جائے اور اس جنت میں داخل ہو جائے جس کا وعدہ میرے پروردگار نے کیا ہے، اس کا فرض ہے کہ علیؑ اور ان کے وارث ائمہ ہدیٰ اور مصابیح الدجیٰ سے جبت کرے کہ یہ لوگ ہدایت سے نکال کر گمراہی کی طرف ہرگز نہیں لے جا سکتے ہیں۔(امالی شجری 1 ص 136، کنز العمال 11 ص 611 / 32960، مناقب ابن شہر آشوب 1 ص 291)۔

850۔ رسول اکرم! جو شخص میری جیسی حیات وموت کا خواہش مند ہے اور اس گلشن عدن میں داخلہ چاہتا ہے جسے میرے پروردگار نے اپنے دست قدرت سے سجایا ہے

اس کا فرض ہے کے علیؑ کو ولی تسلیم کرے اور ان کے دوستوں سے دوستی رکھے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھے اور اس کے بعد اوصیاء کے لئے سراپا تسلیم رہے کہ یہ سب میری عترت اور میرا گوشت اور خون ہیں، انھیں پروردگار نے میرا علم وفہم عنایت فرمایا ہے اور میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں اس امت کی فریاد کروں گا جو ان کے فضل کی منکر اور ان سے میری رشتہ کی قطع کر دینے والی ہے، خدا کی قسم یہ لوگ میرے فرزند کو قتل کریں گے اور انھیں میری شفاعت ہرگز نہیں مل سکتی ہے۔(کافی 1 ص209 / 5 روایت ابان بن تعلب از امام صادقؑ)۔851۔رسول اکرم نے حضرت علیؑ سے خطاب کرکے فرمایا کہ جو شخص پروردگار سے محفوظ و مامون، پاک و پاکیزہ اور ہول قیامت سے مطمئن ملاقات کرنا چاہتا ہے اس کا فرض ہے کہ تم سے محبت کرے اور تمھارے فرزند حسنؑ و حسینؑ، علیؑ بن الحسینؑ، محمد بن علیؑ، جعفرؑ بن محمدؑ، موسیٰؑ بن جعفرؑ، علیؑ بن موسیٰؑ، محمدؑ بن علیؑ، علیؑ، حسنؑ اور مہدیؑ سے محبت کرے جو ان سب کا آخری ہوگا (الغیبۃ طوسی (ر) ص136 / 100 روایت عیسیٰ بن احمد بن احمد بن عیسیٰ بن المنصور العسکریؑ، مناقب ابن شہر آشوب 1 ص293، الصراط المستقیم 2 ص151۔

852۔ابن عباس نے رسول اکرم سے ائمہ کے بارے میں یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ان کی ولایت میری ولایت ہے اور میری ولایت اللہ کی ولایت ہے، ان کی جنگ میری جنگ ہے اور میری جنگ خدا کی جنگ ہے، ان کی صلح میری صلح ہے اور میری صلح اللہ کی صلح ہے۔(کفایۃ الاثر ص18)۔

853۔رسول اکرم ۔میری اور میرے اہلبیتؑ کی ولایت جہنم سے امان کا وسیلہ ہے۔(امالی صدوقؒ ص383 / 8، بشارۃ المصطفیٰ ص186 روایت ابن عباسؓ)۔

854۔رسول اکرمؐ ۔ان اقوام کو کیا ہوگیا ہے کہ ان کے سامنے آل ابراہیم کا ذکر

آتا ہے توخوش ہوجاتے ہیں اور آل محمد کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل بھڑک جاتے ہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر کوئی بندہ روز قیامت ستر انبیاء کے اعمال کے برابر اعمال لے کر آئے تو بھی خدا اس کے اعمال کو قبول نہیں کرے گا جب تک میری اور میرے اہلبیتؑ کی ولایت لے کر نہ آئے۔ (امالی الطوسی (ر) ص140 / 229، بشارۃ المصطفیٰ ص81، 123، کشف الغمہ 2 / 10، امالی مفیدہ (ر) 115 / 8)۔

855۔ امام علیؑ! اہلبیتؑ اساس دین اور عماد یقین ہیں، انھیں کی طرف غالی پلٹ کر آتا ہے اور انھیں سے پیچھے رہنے والا ملحق ہوتا ہے، ان کے لئے حق ولایت کے خصوصیات ہیں اور انھیں میں پیغمبر اکرم کی وراثت ووصیت ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ نمبر 2)۔

856۔ امام علیؑ! لوگوں پر ہمارا حق ولایت بھی ہے اور حق اطاعت بھی اور ان کے لئے خدا کی طرف سے بہترین جزا بھی ہے۔ (غرر الحکم 7628)۔

857۔ امام باقرؑ! اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم ہے، قیام نماز، ادائے زکوۃ، صوم رمضان، حج بیت اللہ اور ولایت اہلبیتؑ۔ (امالی طوسی (ر) ص124 / 192، خصال 278 / 21، امالی مفید 353 / 4 بشارۃ المصطفیٰ ص69 روایت ابوحمزہ الثمالی، کافی 2 ص18، تہذیب 4 ص151۔

858۔ امام باقرؑ پروردگار نے اہلبیت پیغمبر کو پاک و پاکیزہ قرار دیا ہے، ان کی محبت کا سوال کیا ہے اور ان میں پیغمبر کی ولایت کو جاری رکھا ہے، انھیں امت میں پیغمبر کا محبوب اور وصی قرار دیا ہے، لوگوں! میرے بیان سے عبرت حاصل کرو، جہاں پروردگار نے اپنی ولایت، اطاعت، مودت اور اپنے احکام کے علم واستنباط کو رکھا ہے، اسے قبول کرلو اور اسی سے وابستہ رہو تا کہ نجات حاصل کرلو اور یہ روز قیامت تمھارے لئے حجت کا کام دیں،

اور یاد رکھو کہ خدا تک کوئی ولایت ان کے بغیر نہیں پہنچ سکتی ہے اور جو ان سے وابستہ رہے گا پروردگار کا فرض ہے کہ اس کا احترام کرے اور اس پر عذاب نہ کرے اور جو اس کے بغیر وارد ہوگا خدا پر لازم ہوگا کہ اسے ذلیل کرے اور مبتلائے عذاب کردے (کافی 8 ص 120 / 92 روایت ابوحمزہ)۔

859۔ابوحمزہ! مجھ سے امام باقرؑ نے فرمایا کہ حق کی عبادت وہی کرسکتا ہے جو اس کی معرفت رکھتا ہو ورنہ معرفت کے بغیر عبادت گمراہوں کی جیسی عبادت ہوگی میں نے عرض کی حضور معرفت خدا کا مقصد کیا ہے! فرمایا خدا اور اس کے رسول کی تصدیق اور علیؑ کی محبت اور اقتدا اور ائمہ ہدی کی اطاعت اور ان کے دشمنوں سے برائت، یہ تمام باتیں جمع ہوجائیں تو معرفت خدا کا حق ادا ہوتا ہے۔(کاف 1 ص 180 / 1 ، تفسیر عیاشی 2 ص 116 / 155)۔

860۔امام باقرؑ! جو شخص آل محمد کی ولایت میں داخل ہوگیا گویا جنت میں داخل ہوگیا اور جو ان کے دشمن کی ولایت میں داخل ہوگیا گویا جہنم میں داخل ہوگیا (تفسیر عیاشی 2 ص 160/ 66)۔

861۔محمد بن علی الحلبی نے امام صادقؑ سے "رب اغفرلی ولوالدی ومن دخل بیتی آمنا" کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس گھر سے مراد ولایت ہے کہ جو اس میں داخل ہوگیا گویا انبیاء کے گھر میں داخل ہوگیا، اور آیت تطہیر سے مراد بھی ائمہ طاہرین اور ان کی ولایت ہے کہ اس میں داخل ہونے والا گویا پیغمبر کے گھر میں داخل ہوگیا۔(کافی 1 ص 423 / 54)۔

862۔امام صادقؑ ! پروردگار نے ہماری ولایت کو قرآن کا مرکز اور تمام کتب

سماویہ کا محور قرار دیا ہے جس پر تمام محکمات گردش کرتے ہیں اور تمام کتب نے اسی کا اشارہ دیا ہے اور اسی سے ایمان واضح ہوتا ہے، رسول اکرم نے قرآن اور آل محمد دونوں کی اقتدا کا حکم دیا تھا جب آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ میں تم میں ثقلین کو چھوڑے جا تا ہوں جن میں ثقل اکبر کتاب خدا ہے اور ثقل اصغر میری عترت اور میرے اہلبیتؑ ہیں، دیکھو ان دونوں کے ذیل میں میری حفاظت کرنا کہ جب تک ان سے متمسک رہو گے گمراہ نہیں ہو سکتے ہو۔(تفسیر عیاشی روایت مسعدہ بن صدقہ)۔

863۔امام کاظمؑ! جو ہماری ولایت کی طرف قدم آگے بڑھائے گا وہ جہنم سے دور ہو جائے گا اور جو اس سے دور ہو جائے گا وہ جہنم کی طرف بڑھ جائیگا۔(کافی 1 ص 434 / 91 روایت محمد بن الفضیل، مجمع البیان 10 / 591)۔

864۔عبدالسلام بن صالح ہروی! میں امام رضاؑ کے ہمراہ تھا جب آپ نیشا پور میں سواری پر سوار وارد ہوئے اور تمام علماء نیشا پور آپ کی زیارت کیلئے جمع ہو گئے اور لجام پکڑ کر سواری کو روک لیا اور گذارش کی کہ فرزند رسول! آپ کو آپ کے آباء طاہرین کا واسطہ، ان کی کوئی حدیث بیان فرمائیں۔

آپ نے محمل سے سر نکالا اور فرمایا مجھ سے میرے پدر بزرگوار موسیٰؑ بن جعفرؑ نے، اپنے والد جعفرؑ بن محمدؑ ان کے والد محمدؑ بن علیؑ ان کے والد علیؑ بن الحسینؑ ان کے والد حسینؑ سردار جوانان اہل جنت، ان کے والد امیر المومنینؑ کے حوالہ سے رسول اکرم کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ مجھے خدائے قدوس جل جلالہ کی طرف سے جبریل نے خبر دی ہے کہ "میں خدائے وحدہ لاشریک ہوں، میرے بندو! میری عبادت کرو اور جو شخص بھی مجھ سے لا الہ الا اللہ کے اخلاص کے ساتھ ملاقات کرے گا وہ میرے قلعہ میں داخل ہو جائے گا اور جو میرے قلعہ میں

داخل ہوجائیگا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہوجائے گا۔

لوگوں نے عرض کی یابن رسول اللہ ! یہ لا الہ الا اللہ کا اخلاص کیا ہے؟ فرمایا خدا و رسول کی اطاعت اور اہلبیتؑ کی ولایت، امالی الطوسی (ر) ص589 / 1220، تنبیہ الخواطر 2 ص75 روایت ابوالصلت عبدالسلام)۔

865۔ امام رضاؑ ! دین کا کمال ہم اہلبیتؑ کی ولایت اور ہمارے دشنوں سے برائت ہے۔ (مستطرفات السرائر 149 / 3)۔

886۔امام ہادیؑ ! (زیارت جامعہ) اے اہلبیتؑ زمین تمھارے نور سے روشن ہوئی ہے اور کامیاب لوگ تمھاری ولایت کے طفیل کامیاب ہوئے ہیں، تمھارے ہی ذریعہ رضاء الہی کا راستہ طے ہوتا ہے اور تمھاری ولایت کے منکر ہی کے لئے رحمان کا غضب ہے۔(تہذیب 6 ص100 / 177)۔

4۔تقدیم

867۔رسول اکرم ! ایہا الناس میں تم سے آگے آگے جارہا ہوں اور تم میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونے والے ہو، یادرکھو کہ میں تم سے وہاں ثقلین کے بارے میں سوال کروں گا لہذا اس کا خیال رکھنا کہ میرے بعد ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو، مجھے خدائے لطیف وخبیر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات کریں اور میں نے ہی اس بات کی دعا کی تھی جو خدا نے مجھے عنایت کردی یادرکھو کہ میں نے تمھارے درمیان کتاب خدا اور اپنے عترت و اہلبیتؑ کو چھوڑا ہے لہذا ان سے آگے نہ بڑھ جانا کہ تفرقہ پیدا ہوجائے اور نہ پیچھے رہ جانا کہ ہلاک ہوجاؤ۔انھیں پڑھانے کی کوشش نہ کرنا کہ یہ تم سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں (ارشاد 1 ص180، تفسیر عیاشی 1 ص

4/3)۔

868۔رسول اکرم ! ایہا الناس ، میں نے تم پر واضح کردیا ہے کہ میرے بعد تمھاری پناہگاہ ،تمھارا امام ، راہنما ، ہادی میرا بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ ہے، وہ تمھارے درمیان ایسا ہی ہے جیسا کہ میں ہوں ، اپنے دین میں اس پر اعتماد کرو اور تمام معاملات میں اس کی اطاعت کرو،اس کے پاس وہ تمام علوم ہیں جو خدا نے مجھے دیئے ہیں اور میری حکمت بھی ہے۔اس سے دریافت کرو، سیکھو اور اس کے بعد اوصیاء سے تعلیم حاصل کرنا اور خبر دار انھیں تعلیم مت دینا اور ان سے آگے نہ نکل جانا اور پیچھے بھی نہ رہ جانا کہ یہ سب حق کے ساتھ ہیں اور حق ان کے ساتھ ہے، نہ یہ حق سے جدا ہوں گے اور نہ حق ان سے جدا ہونے والا ہے۔(کمال الدین 277/25 کتاب سلیم بن قیس2 ص646)۔

869۔رسول اکرم ! پروردگار نے ہر نبی کی ذریت کو اس کے صلب میں رکھا ہے اور میری ذریت کو علیؑ کے صلب میں قرار دیا ہے لہذا انھیں آگے رکھنا اور ان سے آگے نہ بڑھ جانا کہ یہ بچپنے میں سب سے زیادہ ہوشمند اور بڑے ہونے کے بعد سب سے زیادہ صاحب علم ہیں، ان کا اتباع کرو کہ یہ نہ تمھیں گمراہی میں داخل کریں گے اور نہ ہدایت سے باہر لے جائیں گے۔(فضائل ابن شاذان ص130 عن الصادقؑ)۔

870۔عثمان حنیف ! میں نے رسول اکرم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے اہلبیتؑ زمین والوں کے لئے ستاروں کی طرح ہیں لہذا ان سے آگے نہ نکل جانا اور انھیں ہمیشہ آگے رکھنا کہ یہ میرے بعد حاکم ہیں۔
ایک شخص نے عرض کی کہ حضور یہ اہلبیتؑ کون حضرات ہیں؟ فرمایا علیؑ اور ان کی پاکیزہ اولاد۔(احتجاج 1 ص198/11، الیقین ص341)۔

871۔ امام علیؑ ۔ رسول اکرم کے فضائل بیان کرتے ہیں" پروردگار نے انھیں بھیجا تا کہ اس کے امر کی وضاحت کریں، اس کے ذکر کا اظہار کرتے رہیں تو انھوں نے نہایت امانتداری سے پیغام کو پہنچا دیا اور کمال ہدایت کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گئے اور ہمارے درمیان ایک پرچم حق چھوڑ گئے کہ جو اس سے آگے نکل جائے وہ دین سے نکل گیا اور جو پیچھے رہ جائے وہ ہلاک ہو گیا اور جو وابستہ ہو جائے وہی ان سے ملحق ہو گیا۔ (نہج البلاغہ خطبہ 100)۔

872۔ امام علیؑ ! جب ابوبکر نے خطبہ پڑھا تو ابی بن کعب نے کھڑے ہو کر یہ سوال کر لیا کہ کیا تمھیں نہیں معلوم ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا تھا کہ میں تمھیں اپنے اہلبیتؑ کے بارے میں خیر کی وصیت کرتا ہوں، لہذا انھیں آگے رکھنا اور ان سے آگے نہ نکل جانا اور انھیں حاکم بنا کے رکھنا خود ان کے حاکم نہ بن جانا۔

یہ منظر دیکھ کر انصار کی ایک جماعت کھڑی ہوگئی اور کہنے لگے بیٹھ جایئے، آپ نے جو سنا اسے پہنچا دیا اور اپنے عہد کو پورا کر دیا۔

(یہ واقعہ ماہ رمضان کی پہلی تاریخ روز جمعہ کا ہے) احتجاج 1 ص 297 / 52 روایت محمد و یحییٰ فرزندان عبداللہ بن الحسن، الیقین ص 448 باب 170 روایت یحییٰ بن عبداللہ بن الحسن)۔

873۔ امام صادقؑ ! جس نے آل محمد سے محبت کی اور انھیں تمام لوگوں پر قرابت رسول اکرم کی بنیاد پر مقدم رکھا اس کا شمار بھی آل محمد کے ساتھ ہو جائے گا کہ اس نے آل محمد سے محبت کی ہے۔ نہ یہ کہ واقعاً آل محمد ہو گا، بلکہ ان میں شمار ہو جائے گا کہ ان سے محبت کی ہے اور ان کا اتباع کیا ہے، جس طرح قرآن مجید نے اعلان کیا

ہے کہ" جوان سے محبت کرے گا وہ انھیں میں شمار ہوگا" (مائدہ 51)۔

دوسرے مقام پر حضرات ابراہیمؑ کا ارشاد نقل کیا ہے" جو میرا اتباع کرے گا وہ مجھ سے ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا، خدایا تو غفور و رحیم ہے۔ سورہ ابراہیم 36 (تفسیر عیاشی 2 ص 231 / 34 روایت ابوعمرو الزبیری)۔

5۔ اقتداء

874۔ رسول اکرم! جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ میری طرح کی حیات و موت نصیب ہو اور جنت عدن میں ساکن ہو جائے جسے میرے پروردگار نے تیار کیا ہے تو اسے چاہیئے کہ میرے بعد علیؑ اور ان کے چاہنے والوں سے محبت کرے اور میرے بعد ائمہ کی اقتدا کرے کہ یہ سب میری عترت ہیں اور میری ہی طینت سے پیدا ہوئے ہیں انھیں مالک کی طرف سے علم و فہم عطا ہوا ہے اور ویل ہے میری امت کے ان افراد کے لئے جو ان کے فضل کا انکار کریں اور ان کے ساتھ میرے رشتہ قرابت کا خیال نہ رکھیں، اللہ ان لوگوں کو میری شفاعت نصیب نہ کرے۔ (حلیۃ الاولیاء 1 ص 86، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص 95 / 596، فرائد السمطین 1 ص 53 / 18، کنز العمال 12 ص 103 / 34198، امالی طوسی (ر) ص 578 / 1195، روایت ابی ذر، مناقب ابن شہر آشوب 1 ص 292، بصائر الدرجات ص 48۔52 روایت سعد بن طریف)۔

875۔ رسول اکرم! جسے یہ بات پسند ہے کہ انبیاء کی طرح زندہ رہے اور شہداء کی طرح مرجائے اور اس گلزار عدن میں قیام کرے جسے خدائے رحمان نے سجایا ہے تو اسے چاہئے کہ علیؑ اور ان کے دوستوں سے محبت کرے اور ان کے بعد ائمہ کی اقتدا کرے کہ یہ سب میری عترت ہیں اور میری ہی طینت سے پیدا ہوئے ہیں۔ (خدایا انھیں میرے علم و فہم

سے بہرہ ورفرما۔

اور ویل ہے میری امت کے ان افراد کے لئے جوان کی مخالفت کریں۔ خداانھیں میری شفاعت نصیب نہ کرے۔(کافی 1 ص208 / 3ازسعد بن طریف)۔

876۔رسول اکرم میرے اہلبیتؑ وہ ہیں جوحق و باطل میں امتیاز قائم کرتے ہیں اور یہی وہ ائمہ ہیں جن کی اقتداء کی جاتی ہے۔(خصال 464 / 4، احتجاج 1 ص 197 / 8 روایت خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین ، الیقین ص 341، اثبات الہداۃ 1 ص 730 / 247 روایت ابی بن کعب)۔

877۔رسول اکرم ،سکون ، آرام ، رحمت ، نصرت ،سہولت ،سرمایہ ، رضا ،مسرت ، نجات ، کامیابی ، قرب الٰہی ، محبت خدااور رسول ان افراد کے لئے ہے جوعلیؑ سے محبت کریں اور ان کے بعد اوصیاء کی اقتدا کریں ، (تفسیر عیاشی 1 ص 169 / 32، المحاسن 1 ص 235 ، 432، روایت ابوکلدہ عن الباقرؑ)۔

878۔رسول اکرم ، خوشا بحال ان کا جو ہمارے قائم کو درک کرلیں اور ان کے قیام سے پہلے ہی ان کی اقتداء کرلیں ، ان کے اور ان سے پہلے کے ائمہ ہدیٰ کے نقش قدم پر چلیں اور خدا کی بارگاہ میں ان کے دشمنوں سے برائت کریں ، یہی افراد میں رفقا ہیں اور میری امت میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محترم ہیں ، کمال الدین ص 286 / 3 روایت سدیر عن الصادقؑ الغیبتہ طوسی (ر) ص 456 / 466 روایت رفاعہ بن موسیٰ و معاویہ بن وہب عن الصادقؑ ، الخرائج ص 1148 / 57)۔

879۔جابر بن عبداللہ انصاری ! ایک دن رسول اکرم نے نماز صبح پڑھائی اور پھر ہماری طرف رخ کرکے یہ ارشاد فرمانا شروع کیا ، ایہا الناس اگر آفتاب غائب

ہوجائے تو چاند سے وابستہ ہوجانا اور اگر وہ بھی غائب ہوجائے تو دونوں ستاروں سے وابستہ رہنا۔

جس کے بعد ہم نے ، ابوایوب انصاری اورانس نے عرض کی کہ حضور یہ آفتاب کون ہے؟ فرمایا: میں

اس کے بعد حضور نے مثال بیان کرنا شروع کی کہ پروردگار نے ہمارے گھرانے کوخلق کر کے ستاروں کی مانند قرار دیدیا ہے کہ جب ایک ستارہ غائب ہوتا ہے تو دوسرا طالع ہوجاتا ہے، میں آفتاب کے مانند ہوں لہذا جب میں نہ رہ جاؤں تو ماہتاب سے تمسک کرنا۔

ہم نے عرض کی کہ حضور یہ ماہتاب کون ہے؟ فرمایا میرا بھائی، وصی، وزیر، میرے قرض کا ادا کرنے والا، میری اولد کا باپ، میرے اہل میں میرا جانشین علیؑ بن ابی طالبؑ! ہم نے عرض کی کہ پھر یہ دوستارے کون ہیں؟ فرمایا حسنؑ وحسینؑ اس کے بعد ذرا توقف کر کے فرمایا کہ اور فاطمہؑ بمنزلہ زہرہ ہے اور دیکھو میرے عترت واہلبیتؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہے، یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک حوض کوثر پر وارد نہ ہوجائیں۔(امالی طوسی (ر) 1131/516)۔

880۔امام رضاؑ! جسے یہ بات پسند ہو کہ خدا کے جلوہ کو بے حجاب دیکھتے اور خدا بھی اس کی طرف بے حجاب نگاہ رحمت کرے اس چاہئے کہ آل محمد سے محبت کرے اور ان کے دشمنوں سے برات کرے، ان میں کہ ائمہ کی اقتدا کرے کہ ایسے افراد کی طرف خدا روز قیامت براہ راست نگاہ رحمت کرے گا اور ایسے لوگ اس کے جلوہ کو بلا حجاب دیکھیں گے۔(محاسن 1 ص 133/ 165 روایت بکر بن صالح)۔

6۔اکرام واحترام

”یہ نور خدا ان گھروں میں ہے جن کے احترام کا حکم دیا گیا ہے اوران میں صبح وشام ذکر خدا ہوتا رہتا ہے۔(نور۔آیت نمبر36)۔

881۔انس بن مالک و بریدہ! رسول اکرم نے آیت مذکورہ کی تلاوت فرمائی تو ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! یہ کونسے گھر ہیں؟ فرمایا یہ انبیاء کے گھر ہیں تو ابوبکر کھڑے ہوگئے اور کہا کہ حضور کیا یہ علیؑ و فاطمہؑ کا گھر بھی انھیں میں شامل ہے؟ فرمایا بیشک، ان گھروں میں سب سے افضل و برتر ہے۔(درمنثور 6 ص 203 نقل از ابن مردویہ، شواہد التنزیل 1 ص 534 / 568، مجمع البیان 7 ص 227، العمدہ ص 291 / 478)۔

882۔رسول اکرم۔ چار قسم کے افراد ہیں جن کی شفاعت میں روز قیامت کروں گا، میری ذریت کے احترام کرنے والے، ان کے ضروریات کو پورا کرنے والے، وقت ضرورت ان کے معاملات میں دوڑ دھوپ کرنے والے اوران سے قلب وزبان سے محبت کرنے والے۔(کنزالعمال 12 ص 100 / 34180 نقل از دیلمی، امالی طوسی (ر) ص 366 / 779، روایت علی بن علی بن رزین برادر دعبل خزاعی عن الرضاؑ، عیون اخبار الرضاؑ 1 ص 254 / 2 روایت دعبل 2 ص 25 / 4 روایت داؤد بن سلیمان و احمد بن عبداللہ الہروی، بشارۃ المصطفیٰ ص 36، فرائد السمطین 2 ص 277 / 541 روایت احمد بن عامر الطائی)۔

883۔رسول اکرم، ایہاالنّاس! میری زندگی میں اور میرے بعد میرے اہلبیتؑ کا احترام کرنا، ان کی بزرگی اور فضیلت کا اقرار رکھنا، (کتاب سلیم 2 ص 687، احقاق الحق 5 ص 42 نقل از درر بحر المناقب روایت ابوذر ومقداد وسلمان عن علیؑ)۔

884۔امام حسنؑ !رسول اکرم نے انصار کے پاس ایک شخص کو بھیجکر سب کو طلب کیا اور جب آ گئے تو فرمایا اے گروہ انصار! کیا میں تمھیں ایسی شے کا پتہ بتاؤں جس سے متمسک رہو تو اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو؟ لوگوں نے عرض کی بیشک ،فرمایا یہ علیؑ ہیں،ان سے محبت کرو اور میری کرامت کی بناء پر ان کا احترام کرو کہ جبریل نے مجھے یہ حکم پہنچایا ہے کہ میں پروردگار کی طرف سے اس حقیقت کا اعلان کردوں۔(المعجم الکبیر 3 ص 88 / 2749، حلیۃ الاولیاء 1 ص 63 روایت ابن ابی لیلیٰ ، امالی طوسی (ر) ص 223 / 386 ، بشارۃ المصطفیٰ ص 109 روایت سلمان فارسی)۔

885۔ابن عباس۔رسول اکرم منبر پر تشریف لے گئے اور لوگوں کے اجتماع میں خطبہ ارشاد فرمایا کہ ایہا الناس ،تم سب روز قیامت جمع کئے جاؤ گے اور تم سے ثقلین کے بارے میں سوال کیا جائے گا لہذا اس کا خیال رکھنا کہ میرے بعد ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہو، دیکھو یہ میرے اہلبیتؑ ہیں جس نے ان کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے ان پر ظلم کیا اس نے مجھ پر ظلم کیا اور جس نے انھیں ذلیل کیا اس نے مجھے ذلیل کیا اور جس نے ان کی عزت کی اس نے میری عزت کی اور جس نے ان کا احترام کیا اس نے میرا احترام کیا اور جس نے ان کی مدد کی اس نے میری مدد کی اور جس نے انھیں چھوڑ دیا اس نے مجھے چھوڑ دیا۔(امالی صدوق (ر) 62 / 11 ، التحصین ص 599 ، مشارق انوار الیقین ص 53)۔

886۔رسول اکرم ! روز قیامت خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے والی امتوں میں میری امت سے بہتر کوئی امت نہ ہوگی اور میرے اہلبیتؑ سے بہتر کسی کے اہل بیت نہ ہوں گے لہذا احذار! ان کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہنا(جامع الاحادیث ص 261 روایت

ابن عباس)۔

887۔رسول اکرم ! پروردگار کی طرف سے تین محترم اشیاء ہیں ، جو ان کو محفوظ رکھے گا خدا اس کے امور دین و دنیا کی حفاظت کرے گا اور جو انھیں محفوظ نہ رکھے گا خدا اس کا تحفظ نہ کرے گا، حرمت اسلام، میری حرمت اور میری عترت کی حرمت ۔(خصال ص146 / 173، روایت ابوسعید خدری روضۃ الواعظین ص 297 ، المعجم الکبیر 3 ص 126 / 2881، المعجم الاوسط1 ص72 / 203، مقتل الحسین خوارزمی 2 ص 97، احقاق الحق 9 ص 18511 ص442۔

888۔امام باقرؑ ! رسول اکرم نے منیٰ میں اصحاب کو جمع کر کے فرمایا، ایہا الناس میں تمھارے درمیان تمام محترم اشیاء کو چھوڑے جارہا ہوں، کتاب خدا، میری عترت اور کعبہ جو بیت الحرام ہے۔(بصائر الدرجات ص413 / 3 روایت جابر، مختصر بصائر الدرجات ص 90 روایت جابر بن یزید الجعفی)۔

889۔امام صادقؑ ! پروردگار کے لئے اس کے شہروں میں پانچ محترم اشیاء ہیں، حرمت رسول اکرم، حرمت آل رسول اکرم، حرمت کتاب خدا، حرمت کعبہ اور حرمت مومن ۔(کافی 8 ص 107 / 82 روایت علی بن شجرہ)۔

890۔امام صادقؑ پروردگار کے لئے تین حرمتیں بے مثل و بے نظیر ہیں، کتاب خدا جو سراپا حکمت و نور ہے، خانہ خدا جو قبلہ خاص و عام ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی طرف رخ کرنا قبول نہیں ہے اور عترت پیغمبر اسلام (امالی صدوق (ر) ص 339 / 13 ، معانی الاخبار 117 / 1 روایت عبداللہ بن سنان ۔ خصال ص146 / 174 روایت ابن عباس)۔

7۔خمس

”یادرکھو کہ تم نے جو بھی فائدہ حاصل کیا ہے اس کا پانچواں حصّہ اللہ ، رسول ، قرابتداران رسول ، ایتام ، مساکین اور مسافران غربت زدہ کے لئے ہے“۔(انفال ص 41)۔

891۔ابن الدیلمی ! امام زین العابدینؑ نے ایک مرد شامی سے فرمایا کہ کیا تو نے سورۂ انفال کی یہ آیت پڑھی ہے؟ اس نے کہا یقینا پڑھی ہے مگر کیا یہ قرابتدار آپ ہی ہیں؟ فرمایا بیشک۔(تفسیر طبری 6/ 10/ 5)۔

892۔منہال بن عمرو! میں نے عبداللہ بن محمد بن علی اور علیؑ بن الحسینؑ سے خمس کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ ہمارا حق ہے تو میں نے علیؑ سے کہا کہ پروردگار تو ایتام و مساکین اور مسافروں کی بات کرتا ہے ......فرمایا اس سے مراد ہمارے ہی ایتام و مساکین ہیں۔(تفسیر طبری 5-10/ 8)۔

893۔امام باقرؑ، آیت خمس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ذوی القربیٰ سے مراد قرابتداران رسول ہیں اور خمس اللہ، رسول اور ہم اہلبیتؑ کے لئے ہے،(کافی 1 ص529/ 2 روایت محمد بن مسلم)۔

894۔امام کاظمؑ ! پروردگار نے یہ خمس صرف اولاد رسول کے ایتام و مساکین کے لئے رکھا ہے نہ کہ عام ایتام و مساکین کے لئے اور یہ صدقات کے بدلے میں ہے تاکہ انھیں قرابت رسول اور کرامت الٰہی کی بنیاد پر لوگوں کے ہاتھوں کے میل سے پاک رکھے اور انھیں یہ حق اس لئے عنایت فرمایا ہے کہ اس طرح انھیں دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور ذلت ورسوائی کے مقامات سے لوگ رکھے۔(کافی 1 ص540 / 4 روایت حماد بن عیسیٰ)۔

8۔حسن سلوک

895۔رسول اکرم! جو ہمارے اہلبیتؑ میں سے کسی کے ساتھ بھی کوئی اچھا برتاؤ کرے گا میں روز قیامت اس کا بدلہ ضرور دوں گا۔ (کافی 4 ص 60 / 8 تہذیب 4 ص 110 / 312 روایت عیسیٰ بن عبداللہ عن الصادقؑ، الفقیہ 2 ص 65 / 1725، ذخائر العقبیٰ ص 19، ذخائر العقبیٰ ص 19، کنز العمال 12 ص 95 / 34152، الجامع الصغیر 2 ص 619 / 8821 از ابن عساکر)۔

896۔رسول اکرم! جو شخص بھی مجھ سے ارتباط چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کا کوئی حق میرے ذمہ رہے اور میں روز قیامت اس کی شفاعت کرسکوں اس کا فرض ہے کہ میرے اہلبیتؑ سے رابطہ رکھے اور انھیں خوش کرتا رہے۔(امالی طوسی (ر) ص 424 / 947، امالی صدوق (ر) ص 310 / 5 روایت ابان بن تغلب، کشف الغمہ 2 ص 25، روضۃ الواعظین ص 300، ینابیع المودۃ 2 ص 379 / 75، احقاق الحق 9 ص 424 / 31-18 ص 475 / 52)۔

897۔رسول اکرم! ائمہ اولاد علیؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی ان میں سے کسی ایک پر ظلم کرے گا وہ میرا ظالم ہوگا اور جو ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا اس نے گویا میرے ساتھ بہترین سلوک کیا۔(کمال الدین ص 413 / 13 روایت محمد بن الفضیل)۔

898۔امام صادقؑ! اپنے اموال میں آل محمد کے ساتھ حسن سلوک کو نظر انداز مت کرو، اگر غنی ہو تو بقدر دولت اور اگر فقیر ہو تو بامکان فقیری، اس لئے کہ جو شخص بھی یہ چاہتا ہے کہ پروردگار اس کی اہم ترین حاجت کو پورا کردے اس کا فرض ہے کہ آل محمد اور

ان کے شیعوں کے ساتھ بہترین برتاؤ کرے چاہے اسے خود اپنے مال کی کسی قدر ضرورت کیوں نہ ہو۔ (بشارۃ المصطفیٰ ص6 روایت عمران بن معقل)۔

899۔ امام صادقؑ ! جو ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہ کرسکے اسے چاہئے کہ ہمارے نیک کردار دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے، پروردگار اسے ہمارے ساتھ سلوک کا ثواب عنایت فرما دے گا اور اسی طرح جو ہماری زیارت نہ کرسکے وہ ہمارے چاہنے والوں کی زیارت کرے، پروردگار اسے ہماری زیارت کا ثواب عنایت کردے گا۔ (ثواب الاعمال ص124 / 1 روایت احمد بن محمد بن عیسیٰ، الفقیہ 2 ص73 / 1765، کامل الزیارات ص219 روایت عمرو بن عثمان عن الرضاؑ)۔

900۔عمر بن مریم ! میں نے امام صادقؑ سے آیت" الذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل" کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ صلۂ رحم کے بارے میں ہے اور اس کی آخری تاویل تمھارا برتاؤ ہمارے ساتھ ہے۔ (تفسیر عیاشی 2 ص208 / 30)۔

9۔صلوات

901۔ابوسعید خدری ! ہم نے رسول اکرم سے گذارش کی کہ تسلیم تو معلوم ہے یہ صلوات کا طریقہ کیا ہے؟ تو فرمایا کہ اس طرح کہو" خدایا اپنے بندہ اور رسول محمد پر اس طرح رحمت نازل کرنا جس طرح آل ابراہیم پر نازل کی ہے اور انھیں اس طرح برکت دینا جس طرح ابراہیمؑ کو دی ہے۔ (صحیح بخاری 4 ص1802 / 4520، صحیح مسلم 1 ص305 / 405، سنن دارمی 1 ص330 / 1317 سنن ابی داؤد 1 ص257 / 978، سنن نسائی 3 ص49)۔

902۔عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ ! مجھ سے کعب بن عجرہ نے ملاقات کے دوران بتایا

کہ میں تمھیں ایک بہترین تحفہ دینا چاہتا ہوں جو رسول اکرم نے ہمیں دیا ہے میں نے کہا وہ کیا؟ تو انھوں نے کہا کہ ہم نے حضور سے سوال کیا کہ آپ اہلبیت پر صلوات کا طریقہ کیا ہے، سلام کرنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہے؟ فرمایا کہ اس طرح کہو" خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر نازل کی ہے کہ تو قابل حمد بھی ہے اور بزرگ بھی ہے، اور محمد وآل محمد کو برکت عنایت فرما جس طرح کہ ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ کو دی ہے کہ تو حمید بھی ہے اور مجید بھی ہے۔(صحیح بخاری 3 ص 1233 / 3190، صحیح مسلم 1 ص 305 / 406، سنن ابی داؤد 1 ص 257 / 976، سنن دارمی 1 ص 329 / 1316، سنن نسائی 3 ص 45)۔

903۔امام صادقؑ! میرے والد بزرگوار نے ایک شخص کو خانہ کعبہ سے لپٹ کر یہ کہتے ہوئے سنا کہ خدایا محمد پر رحمت نازل فرما......تو فرمایا کہ ناقص صلوات مت پڑھ اور ہم پر ظلم نہ کر، پڑھنا ہے تو اس طرح پڑھ" خدایا محمد اوران کے اہلبیت پر رحمت نازل فرما۔(کافی 2 ص 495 / 21، عدۃ الداعی ص 149 روایت ابن اقداح)۔

904۔ رسول اکرم! جو شخص بھی ایسی نماز پڑھے گا جس میں مجھ پر اور میرے اہلبیت پر صلوات نہ ہوگی تو اس کی نماز قابل قبول نہیں ہے۔(سنن دار قطنیؒ 1 ص 355 / 6 عوالی اللئالی 2 ص 40 / 101، احقاق الحق 18 ص 310، مستدرک الوسائل 5 ص 15 / 5256 روایت ابومسعود انصاری)۔

905۔شافعی! اے اہلبیت رسول آپ کی محبت پروردگار کی طرف سے فرض ہے اوراس کا حکم قرآن میں نازل ہوا ہے۔

آپ کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ جو شخص بھی آپ پر صلوات نہ پڑھے اس

کی نماز، نماز نہیں ہے۔ (الصواعق المحرقہ ص 148، نور الابصار 127)۔
واضح رہے کہ نور الابصار میں "عظیم القدر" کے بجائے "عظیم الفخر" نقل کیا گیا ہے۔

10۔ ذکر فضائل

906۔ رسول اکرم جب بھی کوئی قوم ایک مقام پر جمع ہو کر محمد وآل محمد کے فضائل کا تذکرہ کرتی ہے تو آسمان سے ملائکہ نازل ہو کر اس گفتگو میں شامل ہو جاتے ہیں اور جب یہ لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تب واپس جاتے ہیں اور دوسرے ملائکہ انھیں دیکھ کر کہتے ہیں کہ آج تو تمھارے بدن سے ایسی خوشبو آرہی ہے جو ہم نے کبھی نہیں دیکھی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک ایسی قوم کے پاس تھے جو محمد وآل محمد کے فضائل کا ذکر کر رہی تھی اور ان لوگوں نے ہمیں یہ خوشبو عنایت کی ہے۔
تو دوسرے ملائکہ خواہش کرتے ہیں کہ ہمیں بھی وہاں لے چلو اور وہ کہتے ہیں کہ اب تو مجلس ختم ہو چکی، تو گزارش کرتے ہیں کہ اس جگہ پر لے چلو جہاں یہ مجلس تھی۔ (احقاق الحق 18 ص 522، ینابیع المودۃ 2 ص 271 / 773 نقل از مودۃ القربیٰ، بحار 38 ص 199 / 38)۔

907۔ امام علیؑ ! ہم اہلبیتؑ کا ذکر جملہ امراض و اسقام اور وسوسہ قلب کا علاج ہے۔ (خصال ص 625 / 10 روایت ابوبصیر و محمد بن مسلم عن الصادقؑ، تفسیر فرات ص 367 / 499 روایت عبید بن کثیر)۔

908۔ امام باقرؑ ! ہمارا ذکر اللہ کا ذکر ہے اور ہمارے دشمنوں کا ذکر شیطان کا ذکر ہے، (کافی 2 ص 496 / 2 روایت ابو بصیر عن الصادقؑ)۔

909۔ امام صادقؑ ! ہمارا ذکر اللہ کے ذکر کا ایک حصہ ہے لہذا جب ہمارا ذکر ہوگا

تو گویا خدا کا ذکر ہوگا اور جب ہمارے دشمن کا ذکر ہوگا تو گویا شیطان کا ذکر ہوگا۔(کافی 2 ص 186 / 1 روایت علی بن ابی حمزہ)۔

910۔معتب غلام امام نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے داؤد بن سرحان سے فرمایا، داؤد! ہمارے چاہنے والوں تک ہمارا سلام پہنچا دینا۔اور کہنا کہ اللہ اس بندہ پر رحم کرتا ہے جو دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر ہمارے امر کا ذکر کرتا ہے اور ان کا تیسرا فرشتہ ہوتا ہے جو ان دونوں کے لئے استغفار کرتا ہے اور جب بھی دو افراد ہمارے ذکر کے لئے جمع ہوتے ہیں تو پروردگار ملائکہ پر مباہات کرتا ہے لہذا جب بھی تمھارا اجتماع ہو تو ہمارا ذکر کرنا کہ اس اجتماع اور اس مذاکرہ میں ہمارے امر کا احیاء ہوتا ہے اور ہمارے بعد بہترین افراد وہی ہیں جو ہمارے امر کا ذکر کریں اور لوگوں کو ہمارے ذکر کی دعوت دیں۔(امالی طوسی (ر) ص 224 / 390، بشارۃ المصطفیٰ ص 110)۔

911۔امام صادقؑ! آسمان کے ملائکہ جب ان ایک یا دو یا تین افراد پر نگاہ کرتے ہیں جو آل محمد کے فضائل کا ذکر کرتے ہیں تو آپس میں کہتے ہیں ذرا دیکھو یہ اپنی اس قدر قلت اور دشمنوں کی اس قدر کثرت کے باوجود آل محمد کے فضائل کا ذکر کر رہے ہیں تو دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ اللہ کا فضل وکرم وہ جسے چاہتا ہے عنایت فرمادیتا ہے اور وہ صاحب فضل عظیم ہے۔(کافی 8 ص 334 / 521، 2 ص 187 / 4، تاویل الآیات الظاہرۃ ص 667)۔

11۔ذکر مصائب

912۔احمد بن یحییٰ الاودی نے اپنے اسناد کے ساتھ منذر کے واسطہ سے امام حسینؑ سے نقل کیا ہے کہ جس بندہ کی آنکھ سے ہمارے غم میں ایک قطرۂ اشک بھی

گر جاتا ہے پروردگار اسے جنت میں عظیم منزل عنایت فرماتا ہے“...... اور اس کے بعد امام حسینؑ کو خواب میں دیکھ کر عرض کیا کہ مجھ سے مخول بن ابراہیم نے ربیع بن منذر نے اپنے والد کے حوالہ سے آپ کا یہ قول نقل کیا ہے تو کیا یہ صحیح ہے؟ تو فرمایا کہ بیشک صحیح ہے۔(امالی مفید ص340 / 6، امالی طوسی (ر) ص 117 / 181 بشارۃ المصطفیٰ ص62، کامل الزیارات ص100)۔

913۔الحسین بن ابی فاختہ! میں اور ابوسلمہ السراج و یونس بن یعقوب وفضل بن یسار سب امام جعفر صادقؑ کے پاس حاضر تھے تو میں نے عرض کی حضور میں آپ پر قربان! میں لوگوں کے اجتماعات میں شرکت کرتا ہوں اور آپ کو یاد کرتا ہوں تو کیا کہا کروں؟ تو فرمایا۔حسین! جب ان کی مجالس میں شرکت کرو تو دعا کرو کہ خدایا ہمیں آسانی اور سرور عنایت فرما، پروردگار تمھارے مقصد کو عطا کر دے گا۔

پھر میں نے عرض کیا کہ اگر امام حسینؑ کو یاد کروں تو کیا کہوں؟ فرمایا تین مرتبہ کہو” صلی اللہ علیک یا اباعبداللہ“ اے ابوعبداللہ! خدا آپ پر رحمت نازل کرے......اس کے بعد فرمایا کہ شہادت امام حسینؑ پر ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں اور ان کے درمیان کی تمام مخلوقات اور جنت وجہنم کی تمام مخلوقات نے گریہ کیا ہے، صرف تین مخلوقات نے گریہ نہیں کیا ہے، میں نے عرض کیا وہ کون ہیں؟

فرمایا، زمین بصرہ، دمشق، اور آل الحکم بن ابی العاص۔(امالی الطوسیؒ ص 54 / 73)۔

واضح رہے کہ آل حکم کا تذکرہ علامت ہے کہ بصرہ اور دمشق سے مراد زمین بصرہ ودمشق ہے، اہل بصرہ ودمشق نہیں ہیں۔(جوادی)

914۔امام صادقؑ! جب بھی کسی آنکھ سے ایک آنسو اس غم میں نکل آتا ہے کہ ہمارا خون بہایا گیا ہے یا حق چھینا گیا ہے یا ہتک حرمت کی گئی ہے یا ہمارے کسی شیعہ پر ظلم کیا گیا ہے تو پروردگار اسے جنت میں مستقل قیام عنایت فرماتا ہے۔(امالی طوسی (ر) ص 194 / 330، امالی مفید(ر) 175 / 5 روایت محمد بن ابی عمارہ کوفی)۔

915۔بکر بن محمد ازدی امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے دریافت کیا کہ تم لوگ آپس میں بیٹھ کر گفتگو کرتے ہو؟ میں نے عرض کی بیشک! فرمایا میں ان مجالس کو دوست رکھتا ہوں لہذا میرے امر کا احیاء کرو کہ اگر کوئی شخص ہمارا ذکر کرتا ہے یا اس کے سامنے ہمارا ذکر کیا جاتا ہے اور اس کی آنکھ سے مکھی کے پر کے برابر آنسو نکل آتا ہے تو پروردگار اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے چاہے سمندر کے جھاگ سے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔(ثواب الاعمال 223 / 1 ، بشارۃ المصطفیٰ 275 ، مستطرفات السرائر 125 ، المحاسن !ص 136 / 174، کامل الزیارات ص 104، تفسیر قمی 2 ص 292)۔

916۔امام صادقؑ! جس کے سامنے ہمارا ذکر کیا جائے اور اس کی آنکھ سے آنسو نکل آئیں تو اللہ اس کے چہرہ کو آتش جہنم پر حرام کر دیتا ہے۔(کامل الزیارات ص 104)۔

917۔ابان بن تغلب! امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ جو ہماری مظلومیت سے رنجیدہ ہو اس کی سانس بھی تسبیح کا ثواب رکھتی ہے اور اس کا ہم وغم بھی عبادت کا درجہ رکھتا ہے اور ہمارے راز کا محفوظ رکھنا ایک جہادِ راہِ خدا ہے“۔

اس کے بعد فرمایا کہ اس حدیث کو سونے کے پانی سے لکھنا چاہئے، (امالی طوسی (ر) ص 115 / 178 ، امالی مفید(ر) 338 / 2 ، بشارۃ المصطفیٰ ص 257، کافی 2 ص 226/16)۔

918۔سمع بن عبدالملک ! مجھ سے امام صادقؑ نے فرمایا کہ جس دن سے امیر المومنینؑ کی شہادت ہوئی ہے، آسمان وزمین ہمارے غم میں رورہے ہیں اور ملائکہ کا گریہ اور ان کی آنکھوں سے نکلنے والے آنسو اس سے زیادہ ہیں اور جب بھی کوئی ملک یا انسان ہمارے حال پر مہربان ہوکر گریہ کرتا ہے تو آنسو نکلنے سے پہلے ہی پروردگار اس کے حال پر مہربان ہوجاتا ہے اور جب یہ آنسو رخسار پر جاری ہوجاتے ہیں تو ان کا مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ ایک قطرہ بھی جہنم میں گر جائے تو آگ سرد ہوجائے اور جس کا دل ہمارے غم میں دکھنے لگتا ہے، پروردگار وقت مرگ ہماری زیارت سے وہ فرحت عنایت کرتا ہے جس کا سلسلہ موت سے حوض کوثر تک برقرار رہتا ہے۔(کامل الزیارات ص 101)۔

919۔امام رضاؑ ! جو ہماری مصیبت کو یاد کرکے ہمارے غم میں آنسو بہائے وہ روز قیامت ہمارے ساتھ ہمارے درجہ میں ہوگا اور جس کے سامنے ہماری مصیبت کا ذکر کیا جائے اور وہ گریہ کرے یا دوسروں کو رلائے اس کی آنکھ اس دن نہ روئے گی جس دن تمام آنکھیں گریہ کناں ہوں گی اور جو کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جہاں ہمارے امر کا احیاء کیا جاتا ہے اس کا دل اس دن مردہ نہ ہوگا جس دن تمام دل مردہ ہوجائیں گے۔(امالی صدوق (ر) ص 68 / 4 روایت علی بن فضال، عیون اخبار الرضاؑ 1 ص 394 / 48، مکارم الاخلاق 2 ص 93/ 2663)۔

920۔دعبل خزاعی ! میں امام علی بن موسی الرضاؑ کی خدمت میں ایام غم میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ محزون ورنجیدہ بیٹھے ہیں اور اصحاب بھی آپ کے گرد اسی عالم میں ہیں حضرت نے مجھے آتے دیکھ کر استقبال فرمایا اور فرمایا کہ آؤ آؤ تم زبان اور ہاتھ سے ہماری مدد کرنے والے ہو، اس کے بعد مجھے اپنے پہلو میں بٹھا کر فرمایا کہ یہ دن ہم اہلبیتؑ کے حزن

وغم کے دن میں، ہماری خواہش ہے کہ تم کوئی غم کا شعر سناؤ کہ آج کل بنیٔ امیہ ہمارے غم سے خوشی منارہے ہیں۔

دیکھو دعبل! اگر کوئی شخص ہمارے غم میں روئے گا یا ایک آدمی کو بھی رلائے گا تو اس کے اجر کی ذمہ داری پروردگار پر ہوگی اور جس کی آنکھ سے ہمارے غم میں آنسو نکل آئیں گے خدا اسے ہمارے زمرہ میں محشور کرے گا اور جو ہمارے جد کے غم میں گریہ کرے گا خدا اس کے گناہوں کو یقیناً معاف کردے گا۔(بحارالانوار 45 ص 257/15)۔

921۔ ائمہ طاہرینؑ! جو ہمارے غم میں روئے یا سو آدمیوں کو رلائے گا اس کے لئے جنت ہے، اور جو پچاس کو رلائے گا اس کے لئے بھی جنت ہے اور جو تیس کو رلائے گا اس کے لئے بھی جنت ہے اور جو بیس کو رلائے گا اس کے لئے بھی جنّت ہے اور جو دس کو رلائے گا اس کے لئے بھی جنّت ہے اور جو ایک کو رلائے گا اس کے لئے بھی جنت ہے اور جو حزن وغم طاری کرے گا اس کے لئے بھی جنّت ہے۔(طہوف ص 86)۔

واضح رہے کہ ان روایات کا مقصد بے عملی کی ترویج نہیں ہے بلکہ گریہ کی تاثیر کا بیان ہے، اس کے بعد پروردگار ہر اچھے برے عمل کا حساب کرنے والا ہے۔(جوادی)

محبت اہلبیتؑ

فضائل محبت اہلبیتؑ

1۔اساس الاسلام

922۔رسول اکرم! اسلام کی اساس میری اور میرے اہلبیتؑ کی محبت ہے۔(کنزالعمال 12ص105/ 34206،درمنثور،ص350)۔

923۔رسول اکرم! ہر شے کی ایک بنیاد ہے اور اسلام کی بنیاد ہم اہلبیتؑ کی محبت ہے۔(محاسن 1ص247/ 461روایت مدرک بن عبدالرحمن)۔

924۔امام علیؑ! رسول اکرم نے مجھ سے خطاب کر کے فرمایا کہ اسلام سادہ ہے اور اس کا لباس تقویٰ ہے اور اس کے بال و پر ہدایت ہیں اور اس کی زینت حیاء ہے اور اس کا ستون ورع ہے اور اس کا معیار عمل صالح ہے اور اس کی بنیاد میری اور میرے اہلبیتؑ کی محبت ہے۔(کنزالعمال 13ص645/ 37631)۔

925۔امام باقرؑ! رسول اکرم حجۃ الوداع کے مناسک ادا کر چکے تو سواری پر بلند ہو کر ارشاد فرمایا کہ جنت میں غیر مسلم کا داخلہ ناممکن ہے!

ابوذرؓ نے عرض کی حضور پھر اسلام کی بھی وضاحت فرمادیں؟ فرمایا کہ اسلام ایک جسم عریان ہے جس کا لباس تقویٰ، زینت حیاء معیار ورع، جمال دین، ثمرہ عمل صالح اور ہر شے کی ایک اساس ہے، اور اسلام کی اساس ہم اہلبیتؑ کی محبت ہے۔(امالی طوسی (ر)84

ص126 روایت جابر بن یزید، کافی 2 ص46 / 2، امالی صدوق (ر) ص221 / 16، محاسن ! ص445 / 1031، شرح الاخبار 3 ص8 / 927، الفقیہ 4 ص364 / 5762 روایت حماد بن عمر وانس بن محمد، تحف العقول ص52)۔

926۔ رسول اکرم ! آیت مودت کے نزول بعد جبریلؑ نے کہا کہ اے محمد ! ہر دین کی ایک اصل اور اس کا ایک ستون اور ایک شاخ اور ایک عمارت ہوتی ہے اور اسلام کی اصل اور اس کا ستون لا الہ الا اللہ ہے اور اس کی فرع اور تعمیر آپ اہلبیتؑ کی محبت ہے جس میں حق کی ہم آہنگی اور دعوت پائی جاتی ہے۔ (تفسیر فرات کوفی 397 / 528 روایت علی بن الحسین بن سمط)۔

927۔ امام باقرؑ ! ہم اہلبیتؑ کی محبت ہی دین کا نظام ہے۔ (امالی طوسی (ر) 296 / 582 روایت جابر بن یزید الجعفی)۔

2۔ محبت اہلبیتؑ محبت خدا ہے

928۔ امام علیؑ ! میں نے رسول اکرم کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور یا علیؑ تم اور تمھاری اولاد کے ائمہ میری امت کے سردار ہیں جس نے ہم سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے ہم سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی، جو ہمارا چاہنے والا ہے وہ اللہ کا چاہنے والا ہے اور جو ہم سے عداوت کرنے والا ہے، وہ اللہ سے عداوت رکھنے والا ہے، ہمارا مطیع اللہ کا اطاعت گذار ہے اور ہمارا نافرمان اللہ کا نافرمان ہے۔ (امالی صدوق (ر) 384 / 16، بشارۃ المصطفیٰ ص151 روایت اصبغ بن نباتہ)۔

929۔امام صادقؑ ! جو ہمارے حق کو پہچانے اور ہم اہلبیتؑ سے محبت کرے وہ پروردگار سے محبت کرنے والا ہے۔(کافی 8 ص 129 / 98 روایت حفص بن غیاث، تنبیہ الخواطر 2 ص 137)۔

930۔امام ہادیؑ ، زیارت جامعہ، جس نے آپ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے آپ حضرات سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی، آپ کا موالی اللہ کا چاہنے والا ہے اور آپ سے بغض رکھنے والا اللہ سے بغض رکھنے والا ہے۔(تہذیب 6 ص 97 / 177)۔

3۔محبت اہلبیتؑ محبت رسول اکرم ہے۔

931۔ رسول اکرم ! اللہ سے محبت کرو کہ تمھیں اپنی نعمتوں سے فیضیاب فرمایا ہے، اس کے بعد اس کی محبت کی بنا پر ہم سے محبت کرو اور ہماری محبت کی بنا پر ہمارے اہلبیتؑ سے محبت کرو۔(سنن ترمذی 5 ص 622 / 3789، تاریخ بغداد 4 ص 160، مستدرک حاکم 3 ص 162 / 4716، المعجم الکبیر 3 ص 46 / 2639، 10 ص 281 / 10664، شعب الایمان 1 ص 366 / 408، 2 ص 130 / 1378، اسد الغابہ 2 ص 18، امالی صدوق (ر) ص 298 / 6، علل الشرائع 139 / 1، بشارۃ المصطفیٰ ص 61، 237 روایت ابن عباس، امالی طوسی (ر) ص 278 / 531 روایت عیسیٰ بن احمد بن عیسیٰ، صواعق محرقہ ص 230)۔

932۔زید بن ارقم ! میں رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا جب فاطمہؑ ایک ادنی چادر اوڑھے ہوئے اپنے گھر سے حضور کے حجرہ کی طرف جا رہی تھیں اور ان کے ساتھ دونوں فرزند حسنؑ و حسینؑ تھے اور پیچھے پیچھے علیؑ بن ابی طالبؑ چل رہے تھے کہ آپ نے ان سب کو

دیکھ کرفرمایا کہ جس نے ان سب سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، اورجس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔(تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ ص91/ 126)۔

933۔امام باقرؑ! خدا سے محبت کرواوراس کی وجہ سے رسول خدا سے محبت کرواور ان کی وجہ سے ہم سے محبت کرو۔(مناقب امیر المومنینؑ الکوفی 2ص 160/ 637روایت عبیداللہ بن عمر بن علیؑ ابی طالبؑ)۔

4۔محبت اہلبیت تحفہ الٰہی ہے

934۔رسول اکرم! پروردگار نے اسلام کوخلق کرنے کے بعداس کا ایک میدان قرار دیا اور ایک نور۔ ایک قلعہ بنایا اور ایک مددگار، اس کا میدان قرآن مجید ہے اورنور حکمت،قلعہ نیکی ہےاورانصارہم اور ہمارے اہلبیتؑ اورشیعہ،لہذاہمارے اہلبیتؑ ، ان کے شیعہ اوران کے اعوان وانصار سے محبت کروکہ مجھےمعراج کی رات جب آسمان پرلے جایا گیاتو جبریلؑ نے آسمان والوں سے میرا تعارف کرایااور پروردگار نے میری محبت، میرے اہلبیتؑ اورشیعوں کی محبت ملائکہ کے دل میں رکھ دی جو قیامت تک امانت رہے گی، اس کے بعد مجھے واپس لاکرزمین والوں میں متعارف کرایا کہ میری اورمیرے اہلبیتؑ اوران کے شیعوں کی محبت میری امت کے مومنین کے دلوں میں امانت پروردگار ہےجس کی تاقیامت حفاظت کرتے رہیں گے۔(کافی 2ص 46/ 3، بشارۃ المصطفیٰ ص 157روایت عبدالعظیم بن عبداللہ الحسنیؒ عن الجوادؑ)۔

935۔امام باقرؑ میں جانتاہوں کہ تم لوگ جو ہم سے محبت کررہے ہو یہ تمھارا کارنامہ نہیں ہے، پروردگار نے ہماری محبت تمھارے دلوں میں پیدا کی ہے۔(محاسن)ص 246/ 457روایت ابوبصیر۔

936۔امام صادقؑ ! ہم اہلبیتؑ کی محبت کو پروردگار اپنے عرش کے خزانوں سے اس طرح نازل کرتا ہے جس طرح سونے چاندی کے خزانے نازل ہوتے ہیں، اور اس کا نزول بھی ایک مخصوص مقدار میں ہوتا ہے اور مالک اسے صرف مخصوص افراد کو عنایت کرتا ہے، محبت کا ایک مخصوص ابرکرم ہے جب پروردگار کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اس پر اس ابرکرم کو برسا دیتا ہے اور اس سے شکم مادر میں بچہ بھی فیضیاب ہوجاتا ہے۔(تحف العقول ص313 روایت جعفر محمد بن النعمان الاحوال)۔

5۔محبت اہلبیتؑ افضل عبادت ہے

937۔رسول اکرم ! آل محمد سے ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور اس پر مرنے والا جنت میں داخل ہوجاتا ہے۔(الفردوس 2 ص142 / 2721، ینابیع المودۃ 3 ص 191 روایت ابن مسعود)۔

938۔رسول اکرم ! ابوذر کو وصیت فرماتے ہیں، دیکھو سب سے پہلی عبادت پروردگار معرفت الٰہی ہے، اس کے بعد مجھ پر ایمان اور اس امر کا اقرار کہ پروردگار نے مجھے تمام لوگوں کے لئے بشیر ونذیر، داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر ارسال کیا ہے، اس کے بعد میرے اہلبیتؑ کی محبت جن سے خدا نے ہر رجس کو دور رکھا ہے اور کمال طہارت کی منزل پر فائز کیا ہے۔(امالی طوسی (ر) 526 / 1162، مکارم الاخلاق 2 ص 363 / 2661، تنبیہ الخواطر 2 ص 51) اعلام الدین ص 189)۔

939۔امام علیؑ ! تمام نیکیوں میں سب سے بہتر ہماری محبت ہے اور تمام برائیوں میں سب سے بدتر ہماری عداوت ہے۔(غرر الحکم ص3363)۔

940۔امام صادقؑ ! ہر عبادت سے بالاتر ایک عبادت ہے لیکن ہم اہلبیتؑ کی

محبت تمام عبادات سے افضل و برتر ہے۔(المحاسن 1 ص 247 / 462 روایت حفص الدہان)۔

941۔فضیل ! میں نے امام رضاؑ سے عرض کی کہ قرب خدا کے لئے سب سے بہتر فریضہ کون سا ہے؟ فرمایا بہترین وسیلہ تقرب خدا کی اطاعت، اس کے رسول کی اطاعت اور اس کے رسول اور اولی الامر کی محبت ہے۔(المحاسن 1 ص 227 / 463، کافی 1 ص 187 / 12 روایت محمد بن الفضیل)۔

6۔محبت اہلبیتؑ باقیات صالحات میں ہے

942۔محمد بن اسماعیل بن عبدالرحمان الجعفی ! میں اور میرے چچا حصین بن عبدالرحمان امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انھیں قریب بلا کر بٹھایا اور فرمایا کہ یہ کس کے فرزند ہیں ؟ انھوں نے عرض کی کہ میرے بھائی اسماعیل کے فرزند ہیں !۔

فرمایا خدا اسماعیل پر رحمت نازل کرے اور ان کے گناہوں کو معاف فرمائے تم نے انھیں کس عالم میں چھوڑا ہے، انھوں نے عرض کی کہ بہترین حال میں کہ خدا نے ہمیں آپ کی محبت عنایت فرمائی ہے۔

فرمایا حصین ! دیکھو ہم اہلبیتؑ کی مودت کو معمولی مت سمجھنا یہ باقی رہ جانے والی نیکیوں میں ہے، انھوں نے کہا کہ حضور ہم اسے معمولی نہیں سمجھتے ہیں۔ بلکہ اس پر شکر خدا کرتے ہیں کہ اس سے فیضیاب فرمایا۔(اختصاص ص 86، مناقب ابن شہرآشوب 4 ص 215)۔

خصائص محبت اہلبیتؑ

1۔علامت ولادتِ صحیح

943۔رسول اکرم۔لوگو! اپنی اولاد کا امتحان محبت علیؑ کے ذریعہ لو کہ علیؑ کسی گمراہی کی دعوت نہیں دے سکتے ہیں اور کسی ہدایت سے دور نہیں کر سکتے ہیں جو اولا دان سے محبت کرے وہ تمھاری ہے ورنہ پھر تمھاری نہیں ہے۔(تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص225 /730)۔

944۔امام علیؑ! رسول اکرم نے ابوذر سے فرمایا کہ جو ہم اہلبیتؑ سے محبت رکھتا ہے اسے شکر خدا کرنا چاہیئے کہ اس نے پہلی ہی نعمت عنایت فرمادی ہے ابوذر نے عرض کی حضور یہ پہلی نعمت کیا ہے؟ فرمایا حلال زادہ ہونا کہ ہماری محبت حلال زادہ کے علاوہ کسی کے دل میں نہیں ہوسکتی ہے۔(امالی طوسی (ر) ص455 / 1918 روایت حسین بن زید و عبداللہ بن ابراہیم الجعفری عن الصادقؑ)۔

945۔رسول اکرم! یا علیؑ! جو مجھ سے تم سے اور تمھاری اولاد کے ائمہ سے محبت کرے اسے حلال زادہ ہونے پر شکر خدا کرنا چاہیئے کہ ہمارا دوست صرف حلال زادہ ہی ہوسکتا ہے اور ہمارا دشمن صرف حرام زادہ ہی ہوسکتا ہے،(امالی صدوق ص384 / 14، معانی الاخبار 161 / 3، بشارہ المصطفیٰ ص150 روایت زید بن علیؑ)۔

946۔رسول اکرم! یا علیؑ! عرب میں تمھارا کوئی دشمن نا تحقیق کے علاوہ نہیں

ہوسکتا ہے ۔(مناقب خوارزمی 323 / 330 ، روایت ابن عباس، فرائد السمطین 1 ص135 / 97، خصال 577 / 1 ، علل الشرائع 143 / 7، مناقب ابن شہر آشوب 2 ص267۔

947۔امام علیؑ ! کوئی کافر یا حرامزادہ مجھ سے محبت نہیں کرسکتا ہے۔(شرح نہج البلاغہ 4 ص110 ، روایت ابن مریم انصاری، شرح الاخبار 1 ص152 / 92، مناقب ابن شہر آشوب 3 ص208۔

948۔امام باقرؑ! جوشخص اپنے دل میں ہماری محبت کی خنکی کا احساس کرے اسے ابتدائی نعمت پر شکر خدا کرنا چاہیئے کسی نے سوال کیا کہ یہ ابتدائی نعمت کیا ہے؟ فرمایا حلال زادہ ہونا۔(امالی صدوق (ر) 384 / 13 ، علل الشرائع 141 / 2، معانی الاخبار 161 / 2 روایت ابومحمد الانصاری)۔

949۔امام صادقؑ ! جوشخص اپنے دل میں ہماری محبت کی خنکی کا احساس کرے اسے اپنی ماں کو دعائیں دینا چاہئیں کہ اس نے باپ کے ساتھ خیانت نہیں کی ہے۔(معانی الاخبار 161 / 4، بشارۃ المصطفیٰ ص9 روایت مفضل بن عمر)۔

950۔ابن بکیر! امام صادقؑ نے فرمایا کہ جوشخص ہم سے محبت کرے اور محل عیب میں نہ ہو اس پر اللہ خصوصیت کے ساتھ مہربان ہے میں نے عرض کی کہ محل عیب سے مراد کیا ہے؟ فرمایا۔حرام زادہ ہونا۔(معانی الاخبار 166 / 1)۔

951۔امام صادقؑ ! خدا کی قسم عرب وعجم میں ہم سے محبت کرنے والے وہی لوگ ہیں جو اہل شرف اور اصیل گھر والے ہیں اور ہم سے دشمنی کرنے والے وہی لوگ ہیں جن کے نسب میں نجاست، گندگی اور غلط نسبت پائی جاتی ہے۔(کافی 8 ص316

/497)۔

952۔عبادۃ بن الصامت ! ہم اپنی اولاد کا امتحان محبت علیؑ کے ذریعہ کیا کرتے تھے کہ جب کسی کو دیکھ لیتے تھے کہ وہ علیؑ سے محبت نہیں کرتا ہے تو سمجھ لیتے تھے کہ یہ ہمارا نہیں ہے اور صحیح نکاح کا نتیجہ نہیں ہے۔(تاریخ دمشق حالات امام علیؑ ص224 / 727، نہایۃ 1 ص 161، لسان العرب 4 ص 87)۔تاج العروس 6 ص 118، مجمع البیان 9 ص 160، شرح الاخبار 1 ص 446 / 124، رجال کشی 1 ص 241، مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 207۔

953۔محبوب بن ابی الزناد ! انصار کا کہنا تھا کہ ہم لوگوں کے حرامزادہ ہونے کو بغض علیؑ کے ذریعہ پہچان لیا کرتے تھے۔

مولف ! عیسی بن ابی دلف کا بیان ہے کہ ان کا بھائی ولف جس کے نام سے ان کے والد کو ابو دلف کہا جاتا تھا، حضرت علیؑ اوران کے شیعوں کی برابر برائی کیا کرتا تھا اورانھیں جاہل قرار دیا کرتا تھا، ایک دن اس نے اپنے والد کی بزم میں ان کی عدم موجودگی میں یہ کہنا شروع کردیا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ علیؑ کی تنقیص کرنے والا حرامزادہ ہوتا ہے حالانکہ تم لوگ جانتے ہو کہ میرا باپ کس قدر غیرت دار ہے اور وہ گوارا نہیں کرسکتا کہ اس کی زوجہ کے بارے میں کوئی شخص زبان کھول سکے اور میں برابر علیؑ سے عداوت کا اعلان کر رہا ہوں جو اس بات کی علامت ہے کہ یہ بات بے بنیاد ہے۔

اتفاق امر کہ اچانک ابودلف گھر سے نکل آئے، لوگوں نے ان کا احترام کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے دلف کا بیان تو سن لیا، اب بتایئے کیا حدیث معروف غلط ہے جبکہ اس کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، تو ابودلف نے کہا کہ یہ ولدالزنا بھی ہے اور ولدالحیض

بھی ہے اوراس کا واقعہ یہ ہے کہ میں بیمار تھا، میری بہن نے اپنی کنیز کو عیادت کے لیے بھیجا، مجھے وہ پسند تھی، میں نے اپنے نفس کو بے قابو دیکھ کراس سے تعلقات قائم کر لئے جبکہ وہ ایام حیض میں تھی اوراس طرح وہ حاملہ بھی ہوگئی اور بعد میں اس نے بچہ کو میرے حوالہ کر دیا۔ جس کے بعد دلف اپنے باپ کا بھی دشمن ہوگیا کہ اس کا رجحان تشیع اور محبت علیؑ کی طرف تھا اور باپ کے مرنے کے بعد مسلسل اسے بُرا بھلا کہنے لگا۔(مروج الذہب 4 ص62، کشف الیقین 276/ 573)۔

2۔شرط توحید

954۔ جابر بن عبداللہ انصاری ! ایک اعرابی رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا کہ حضور کیا جنت کی کوئی قیمت ہے؟ فرمایا، بیشک اس نے کہا وہ کیا ہے؟ فرمایا لا الہ الا اللہ جسے بندہ مومن خلوص دل کے ساتھ زبان پر جاری کرے۔

اس نے کہا کہ خلوص دل کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا میرے احکام پر عمل اور میرے اہلبیتؑ کی محبت۔

اس نے عرض کیا اہلبیتؑ کی محبت بھی کلمہ توحید کا کوئی حق ہے؟ فرمایا یہ سب سے عظیم ترین حق ہے۔(امالی طوسی (ر) ص583/ 1207)۔

955۔امام علیؑ ! کلمہ لا الہ الا اللہ کے بہت سے شروط ہیں اور میں اور میری اولاد انھیں شروط میں سے ہیں۔(غرر الحکم ص3479)۔

956۔اسحاق بن راہویہ! جب امام علی رضاؑ نیشاپور پہنچے تو لوگوں نے فرمائش کی کہ حضور ہمارے درمیان سے گذر جائیں اور کوئی حدیث بیان نہ فرمائیں یہ کیونکر ممکن ہے۔؟

آپ نے محمل سے سر باہر نکالا اور فرمایا کہ مجھ سے میرے والد بزرگوار موسیٰ بن جعفرؑ نے فرمایا کہ انھوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت جعفر بن محمدؑ سے اور انھوں نے اپنے والد حضرت محمد بن علیؑ سے اور انھوں نے اپنے والد علیؑ بن الحسینؑ سے اور انھوں نے اپنے والد امام حسینؑ سے اور انھوں نے اپنے والد حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ سے اور انھوں نے رسول اکرم سے اور انھوں نے جبریل کی زبان سے یہ ارشاد الٰہی سنا ہے کہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے اور جو میرے قلعہ میں داخل ہو جائے گا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہو جائیگا۔

یہ کہہ کر آگے بڑھ گئے اور پھر ایک مرتبہ پکار کر فرمایا لیکن اس کی شرائط ہیں اور انھیں میں سے ایک میں بھی ہوں۔(التوحید 25/23، امالی صدوق (ر) ص 195/8 عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 135/4، معانی الاخبار ص 371/1، ثواب الاعمال ص 21/1، بشارۃ المصطفیٰ ص 269، روضۃ الواعظین ص 51)۔

3۔علامت ایمان

957۔رسول اکرم! مجھ سے میرے پروردگار نے عہد کیا ہے کہ میرے اہلبیتؑ کی محبت کے بغیر کسی بندہ کے ایمان کو قبول نہیں کرے گا۔(احقاق الحق 9 ص 454 نقل از مناقب مرتضویہ وخلاصۃ الاخبار)۔

958۔رسول اکرم! کوئی انسان صاحب ایمان نہیں ہوسکتا ہے جب تک میں اس کے نفس سے زیادہ محبوب نہ ہوں اور میرے اہل اس کے اہل سے زیادہ محبوب نہ ہوں اور میری عترت اس کی عترت سے زادہ محبوب نہ ہو اور میری ذات اس کی ذات سے زیادہ محبوب نہ ہو۔(المعجم الاوسط 6 ص 59/5790، المعجم الکبیر 7 ص 75، 6416، الفردوس

5 ص 154، 7769، امالی صدوق (ر) ص 274 / 9، علل الشرائع ص 140 / 3، بشارۃ المصطفیٰ ص 53، روایت عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ روضۃ الواعظین ص 298)۔

959۔ رسول اکرم! ایمان ہم اہلبیتؑ کی محبت کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا ہے (کفایۃ الاثر ص 110 روایت واثلہ بن الاسقع)۔

960۔ امام علیؑ! کسی بندہ مومن کا دل ایمان کے ساتھ آزمایا ہوا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اپنے دل میں ہماری محبت کو پا کر ہمیں دوست رکھتا ہے اور کسی بندہ سے خدا ناراض نہیں ہوتا ہے مگر یہ کہ ہمارے بغض کو اپنے دل میں جگہ دے کر ہم سے دشمنی کرتا ہے، لہذا ہمارا دوست ہمیشہ منتظر رحمت رہتا ہے اور گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھلے رہتے ہیں اور ہمارا دشمن ہمیشہ جہنم کے کنارہ رہتا ہے، خوش بختی ہے اہل رحمت کے لئے اس رحمت کی بنیاد پر اور ہلاکت و بدبختیہے اہل جہنم کیلئے اس بدترین ٹھکانہ کی بنا پر (امالی طوسی (ر) 43 / 34، امالی مفید ص 270 / 2، بشارۃ المصطفیٰ ص 25، کشف الغمہ 1 ص 140 روایات حارث اعور)۔

961۔ رسول اکرم! جس نے علیؑ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے خدا سے بغض رکھا اور اے علیؑ تمھارا دوست مومن کے علاوہ کوئی نہ ہوگا اور تمھارا دشمن کافر اور منافق کے علاوہ کوئی نہ ہوگا۔ (تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص 188 / 671 از یعلیٰ بن مرۃ الثقفی)۔

962۔ امام علیؑ! مجھ سے رسول اکرم کا یہ عہد ہے کہ مجھ سے مومن کے علاوہ کوئی محبت نہ کرے گا اور منافق کے علاوہ کوئی دشمنی نہ کرے گا۔ (سنن نسائی 8 ص 117، مسند احمد بن حنبل 1 ص 204 / 731، فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص 564 / 948، کنزالفوائد

2 ص 83، الغارات 2 ص 520، تاریخ بغداد 2 ص 255 / 14 ص 426 روایات زرّ بن جیش 80 ص 417 روایت علی بن ربیعہ الوالبی)۔

963۔ ام سلمہ! میں نے رسول اکرم کو علیؑ سے یہ فرماتے سنا ہے کہ مومن تم سے دشمنی نہیں کرسکتا ہے اور منافق تمھارا دوست نہیں ہوسکتا ہے۔(مسند احمد بن حنبل 10 ص 176 / 26569، سنن ترمذی 5 ص 635 / 3717، البدایۃ والنہایۃ 7 ص 55۔3، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص 208 / 99، محاسن 1 ص 248 / 456، اعلام الدین ص 278، عوالی اللئالی 4 ص 85 / 95، احتجاج 10 ص 149، شرح نہج البلاغہ معتزلی 4 ص 83)۔

964۔ ابوذر! میں نے رسول اکرم کو حضرت علیؑ سے فرماتے سنا ہے کہ اللہ نے مومنین سے تمھاری محبت کا عہد لے لیا ہے اور گویا منافقین سے تمھاری عداوت کا عہد ہوگیا ہے، اگر تم مومن کی ناک بھی کاٹ دو تو تم سے دشمنی نہیں کرے گا اور اگر منافق پر دینار نچھاور کردو تو بھی تم سے محبت نہیں کرے گا یا علیؑ تم سے محبت نہیں کرے گا مگر مومن اور تم سے عداوت نہیں کرے گا مگر منافق ۔(تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص 204 / 695، الغارات 2 ص 520 / وایت حبۃ القرنی)۔

965۔ امام علیؑ! اگر میں مومن کی ناک بھی تلوار سے کاٹ دوں کہ مجھ سے عداوت کرے تو نہیں کرے گا اور اگر منافق پر ساری دنیا انڈیل دوں کہ مجھ سے محبت کرلے تو نہیں کرے گا اس لئے کہ یہ فیصلہ رسول اکرم کی زبان سے ہوچکا ہے کہ یا علیؑ! مومن تم سے دشمنی نہیں کرسکتا ہے اور منافق تم سے محبت نہیں کرسکتا ہے(نہج البلاغہ حکمت ص 45، امالی طوسی (ر) ص 206 / 353، روایت سوید بن غفلہ ، روضۃ الواعظین ص 323، کافی 8 ص

268/396)۔

966۔امام باقرؑ! ہماری محبت ایمان ہے اور ہماری عداوت کفر ہے۔(کافی 1 ص 188/12 محاسن 1 ص 247/463 روایت محمد بن الفضل،تفسیر فرات کوفی ص 228/566 زیاد بن المنذر)۔

967۔امام باقرؑ! اے ابا ابورداور اے جابر! تم دونوں قطعیت تک جب بھی کسی مومن کے نفس کی تفتیش کروگے تو علیؑ بن ابی طالبؑ کی محبت ہی پاؤگے اور اسی طرح قیامت تک اگر منافق کے نفس کی جانچ کروگے تو امیر المومنینؑ کی دشمنی ہی پاؤگے، اس لئے کہ پروردگار نے رسول اکرم کی زبان سے یہ فیصلہ سنادیا ہے، کہ یا علیؑ ! تم سے مومن دشمنی نہیں کرے گا اور کافر یا منافق محبت نہیں کرے گا اور ظلم کا حامل ہمیشہ خائب و خاسر ہی ہوتا ہے، دیکھو ہم سے سمجھ بوجھ کر محبت کرو تاکہ راستہ پاجاؤ اور کامیاب ہوجاؤ ہم اسلامی انداز کی محبت کرو۔(تفسیر فرات کوفی ص 260/355 روایت جابر بن یزید وابی الورد)۔

968۔امام باقرؑ! جو شخص یہ چاہتا ہے کہ یہ معلوم کرے کہ وہ اہل جنّت میں سے ہے اسے چاہیئے کہ ہماری محبت کو اپنے دل پر پیش کرے، اگر دل اسے قبول کرلے تو سمجھے کہ مومن ہے۔(کامل الزیارات ص 193 از ابوبکر الخضرمی)۔

969۔علی بن محمد بن بشر! میں محمد بن علیؑ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک سوار آیا اور اپنے ناقہ کو بٹھا کر آپ کے پاس آیا اور ایک خط دیا، آپ نے خط پڑھنے کے بعد فرمایا کہ مہلب ہم سے کیا چاہتا ہے؟ خدا کی قسم کہ ہمارے پاس نہ کوئی دنیا ہے اور نہ سلطنت۔

اس نے کہا کہ میری جان آپ پر قربان ، اگر کوئی شخص دنیا و آخرت دونوں چاہتا ہے تو وہ آپ اہلبیتؑ ہی کے پاس ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ماشاء اللہ، یادرکھو کہ جو ہم سے برائے خدا محبت کرے گا اللہ اسے اس محبت کا فائدہ دے گا اور جو کسی اور کے لئے محبت کرے گا تو خدا جو چاہتا ہے فیصلہ کرسکتا ہے، ہم اہلبیتؑ کی محبت ایک ایسی شے ہے جسے پروردگار دلوں پر ثبت کردیتا ہے اور جس کے دل پر خدا ثبت کردیتا ہے اسے کوئی مٹا نہیں سکتا ہے، کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی ہے "یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے دل میں خدا نے ایمان لکھ دیا اور ان کی اپنی روح سے تائید کردی ہے"...... ہم اہلبیتؑ کی محبت ایمان کی اصل ہے۔ (شواہد التنزیل 2 ص 330 / 971، تاویل الآیات الظاہرۃ ص650۔

4۔ قیامت کا سب سے پہلا سوال

970۔ رسول اکرم! قیامت کے دن سب سے پہلے ہم اہلبیتؑ کی محبت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 62 / 258 روایت حسن بن عبداللہ بن محمد بن العباس الرازی التمیمی)۔

971۔ ابو برزہ رسول اکرم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن کسی بندہ کے قدم آگے نہیں بڑھیں گے جب تک چار باتوں کا سوال نہ کرلیا جائے، اپنی عمر کو کہاں صرف کیا ہے، اپنے جسم کو کہاں استعمال کیا ہے، اپنے مال کو کہاں خرچ کیا ہے اور کہاں سے حاصل کیا ہے اور پھر ہم اہلبیتؑ کی محبت! (المعجم الکبیر 11 ص 84 / 11177، المعجم الاوسط 9 ص 155 / 9406، مناقب ابن المغازلی ص 120 / 157 روایات ابن عباس، فرائد السمطین 2 ص 301 / 557 روایت داؤد بن سلیمان، امالی صدوق (ر) 42 / 9، خصال 253 / 125، روایت اسحاق بن موسیٰ عن الکاظمؑ، تحف العقول ص56، امالی طوسی (ر) ص 593 / 1227، تنبیہ الخواطر 2 ص75 روایت ابو بریدہ الاسلمی، جامع الاخبار ص 499 /

1384 عن الرضاؑ، روضۃ الواعظین ص546، شرح الاخبار 2 ص508 / 898 روایت ابوسعید خدری)۔

972۔ ابو ہریرہ! رسول اکرم نے فرمایا ہے کہ کسی بندہ کے قدم روز قیامت آگے نہ بڑھیں گے جب تک چار باتوں کا سوال نہ کرلیا جائے، جسم کو کہاں تھکایا ہے؟ عمر کو کہاں صرف کیا ہے؟ مال کو کہاں سے حاصل کیا ہے اور کہاں خرچ کیا ہے؟ اور ہم اہلبیتؑ کی محبت۔

کسی نے عرض کیا کہ حضور آپ حضرات کی محبت کی علامت کیا ہے؟ آپ نے علیؑ نے کاندھے پر رکھ کر فرمایا ...... یہ...... (المعجم الاوسط 2 ص 348 / 1291، مناقب خوارزمی ص77 / 59)۔

973۔ حنان بن سدیر! مجھ سے میرے والد نے بیان کیا ہے کہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ نے ایسا کھانا پیش فرمایا جو میں نے کبھی نہیں کھایا تھا اور اس کے بعد فرمایا کہ سدیر! تم نے ہمارے کھانے کو کیسا پایا؟ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان، ایسا کھانا تو میں نے کبھی نہیں کھایا ہے، اور نہ شائد کبھی کھا سکوں گا، اس کے بعد میری آنکھوں میں آنسو آگئے!

فرمایا سدیر! کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کی، فرزند رسول قرآن مجید کی ایک آیت یاد آگئی!

فرمایا وہ کونسی آیت ہے؟ میں نے عرض کی کہ "قیامت کے دن تم لوگوں سے نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا" مجھے خوف ہے کہ یہ کھانا بھی اسی نعمت میں شمار ہو جس کا حساب دینا پڑے۔

امام ہنس پڑے اور فرمایا کہ سدیر! تم سے نہ اچھے کھانے کے بارے میں سوال ہوگا اور نہ نرم لباس کے بارے میں اور نہ پاکیزہ خوشبو کے بارے میں۔ یہ سب تو ہمارے ہی لئے خلق کئے گئے ہیں اور ہم مالک کے لئے خلق ہوئے ہیں تا کہ اس کی اطاعت کریں۔

میں نے عرض کی تو حضور! یہ نعمت کیا ہے؟ فرمایا علیؑ اور ان کی اولاد کی محبت! جس کے بارے میں خدا روز قیامت سوال کرے گا کہ تم نے اس نعمت کا کس طرح شکریہ ادا کیا ہے اور اس کی کس قدر دانی کی ہے۔(تفسیر فرات الکوفی ص605 / 763)۔

تربیت اولاد برحب اہلبیتؑ

974۔رسول اکرم! اپنی اولاد کی تربیت کرو میری محبت، میری اہلبیتؑ کی محبّت اور قرآن کی تعلیم پر۔(احقاق الحق 18 / 498)۔975۔رسول اکرم! اپنی اولاد کو تین خصلتوں کی تربیت دو، اپنے پیغمبر کی محبّت پیغمبر کے اہلبیتؑ کی محبت اور قرائت قرآن، اس لئے کہ حاملان قرآن انبیاء و اولیاء کے ساتھ اس دن بھی سایہ رحمت میں ہوں گے جس دن سایہ رحمت الٰہی کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔(کنزالعمال 16 / 456 / 45409 نقل از فوائد عبدالکریم الشیرازی، والدیلمی وابن النجار، فرائدالسمطین 2 ص304 / 559 ازمخارق بن عبدالرحمان، صواعق محرقہ ص172، احقاق الحق 18 / 297 نقل از ابویعلیٰ)۔

976۔ابوالزبیر المکی! میں نے جابر کو دیکھا کہ انصار کے راستوں اور اجتماعات کا دورہ کررہے ہیں عصا کا سہارا لئے ہوئے ......اور کہتے جارہے ہیں اپنی اولاد کو محبت علیؑ کی تربیت دو اور اگر قبول نہ کریں تو ان کی ماں کے بارے میں تحقیق کرو۔(علل الشرائع ص 142، الفقیہ 3 ص 493 / 4744، رجال کشی 1 ص 236، الثاقب فی المناقب/

(123)۔

977۔ ابوالزبیر، عطیہ کوفی جواب! ہر ایک کا بیان ہے کہ ہم نے جابر کو عصا کا سہارا لے کر مدینہ کی گلیوں اور محفلوں کا دورہ کرتے ہوئے دیکھا ہے جب وہ اس روایت کا اعلان کررہے تھے اور کہہ رہے تھے اے گروہ انصار! اپنی اولاد کو محبت علیؑ کی تربیت دو اور جو انکار کردے اس کی ماں کے بارے میں غور کرو۔ (مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 67)۔

نوٹ! روایت سے مراد حدیث "علی خیر البشر فمن ابیٰ فقد کفر" علیؑ تمام انسانوں سے افضل ہیں اور جو اس کا انکار کردے وہ کافر ہے"

978۔ امام صادقؑ! اے میرے شیعو! اپنی اولاد کو عبدی کے اشعار سکھاؤ کہ وہ دین خدا پر ہیں۔ (رجال کشی 2 ص 704/748 از سماعۃ)۔

نوٹ! ابومحمد سفیان بن مصعب العبدی الکندی کا شمار ان شعراء اہلبیتؑ میں ہوتا ہے جو ہر اعتبار سے ان سے قربت اور اخلاص رکھتے تھے اور انھوں نے بے شمار اشعار امیرالمومنینؑ اور ان کی ذریت کے بارے میں لکھے ہیں جن میں ان حضرات کی مدح بھی کی ہے اور ان کے مصائب کا تذکرہ بھی کیا ہے اور اہلبیتؑ کے علاوہ کسی کے بارے میں ایک شعر بھی نہیں لکھا ہے۔

شیخ الطائفہ نے انھیں امام صادقؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے لیکن یہ صحابیت صرف محبت، آمد ورفت یا ہمزمان ہونے کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اس کی بنیاد حضرت کی بارگاہ میں تقرب، ان سے اخلاص اور اہلبیتؑ سے صحیح قلب سے محبت ہے یہاں تک کہ امامؑ نے اپنے شیعوں کو ان کے اشعار کی تعلیم دینے کا حکم دیا ہے اور ان اشعار کو دین خدا پر مبنی قرار دیا ہے جیسا کہ کشی نے اپنے رجال ص 254 میں نقل کیا ہے۔

ان کی صداقت اوران کے اخلاص واستقامت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ امامؑ نے انھیں وہ مراثی لکھنے کا حکم دیا تھا جو خواتین اپنے اجتماعات غم میں پڑھا کریں۔

افسوس کہ مورخین نے ان کی تاریخ ولادت ووفات کا تذکرہ نہیں کیا ہے، البتہ ان کا امام جعفر صادقؑ سے روایت کرنا اور سید حمیری کے ساتھ اجتماع جن کی ولادت 105ء ھ میں ہوئی ہے اور 178ء ھ میں وفات ہوئی ہے اور اسی طرح ابوداؤد المسترق کے ساتھ جمع ہونا اس بات کی علامت ہے کہ عبدی کی زندگی کا سلسلہ سید حمیری کے سال وفات تک باقی تھا۔

فہرست نجاشی کی بنا پر ابوداؤد کا انتقال 231ء ھ میں ہوا ہے اور کشی کی بنا پر 160ء ھ میں ہوا ہے اور عبدی سے روایت کرنے کے لئے کم سے کم اتنی عمر تو بہر حال درکار ہے جس میں انسان روایت کرنے کے قابل ہوجائے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عبدی کی زندگی کا سلسلہ سید حمیری کی وفات تک باقی تھا لہذا اعیان الشیعہ 1 ص370 کا یہ بیان کہ عبدی کا انتقال تقریباً120ء ھ میں ابوداؤد المسترق کی ولادت سے تقریباً40 سال پہلے ہوگیا ہے خلاف تحقیق اور خلاف قرائن ہے۔(الغدیر 2 ص290 - 328 حالات عبدی کوفی)۔

واضح رہے کہ عبدی کا قصیدہ بائیہ بہت طویل ہے جس کے مدحیہ اشعار کا خلاصہ یہ ہے۔

میرا اسلام اس قبر تک پہنچا دو جو مقام غری (نجف) میں ہے اور جس میں عرب وعجم کا سب سے زیادہ وفادار انسان آرام کررہا ہے۔

اور اپنا شعار ان کی بارگاہ میں خشوع کو قرار دو اور آواز دو اے بہترین پیغمبر کے بہترین وصی۔

تو نبی ہادی کا بھائی بھی ہے اور مددگار بھی، تو حق کا اظہار کرنے والا بھی ہے اور تمام کتب سماویہ کا ممدوح بھی۔

تو بضعۃ الرسول فاطمہ زہرا کا شوہر بھی ہے اور منتخب روزگار اولاد رسول کا باپ بھی ہے۔

وہ اولاد رسول جن میں سب راہ خدا میں زحمت برداشت کرنے والے دین خدا کی مدد کرنے والے اور اللہ کے لئے کام کرنے والے افراد ہیں۔

یہ سب گمراہی کی تاریک راتوں کے راہنما ہیں اور ان کا نور ہدایت ستاروں سے زیادہ جگمگا رہا ہے۔

میں نے ان کی محبت کا اظہار کیا تو مجھے رافضی کا لقب دیدیا گیا اور مجھے اس راہ میں یہ لقب کس قدر پیارا ہے۔

صاحب عرش کی صلوات ورحمت ہر آن فاطمہؑ بنت اسد کے اس لال پر ہے جو تمام رنج وغم کا دور کرنے والا ہے۔

اور ان کے دونوں فرزندوں پر جن میں سے ایک زہر دغا سے شہید ہونے والا اور دوسرا خاک کربلا پر شہید ہونے والا ہے۔

اور اس عابدؑ وزاہد پر جو اس کے بعد ہے اور اس باقرؑ العلم پر جو منتہائے مطلوب سے قریب تر ہے۔

اور جعفرؑ پر اور ان کے فرزند موسیٰؑ پر اور ان کے بعد رضاؑ نیک کردار پر اور جوادؑ شب زندہ دار پر۔

اور عسکریینؑ پر اور اس مہدی پر جو قائم، صاحبؑ الامر اور لباس ہدایت سے آراستہ

وپیراستہ ہے۔

جوزمین کوظلم سے بھرنے کے بعدانصاف سے بھر دے گا اوراہل فتنہ وفساد کا قلع قمع کردے گا۔

اور بہترین مجاہدین راہ خدا کی قیادت کرنے ولاا ہے اس جنگ میں جو سرکش باغیوں کے خلاف ہونے والی ہے۔

عبدی نے دوسرے قصیدہ میں اپنی محبت آلؑ کا اظہاراس انداز سے کیا ہے۔

اے میرے سردارو ! اے اولاد علیؑ اے آل طہ اور آل ص کون تمھارا مثل ہوسکتا ہے جبکہ تم زمین میں اللہ کے جانشین ہو۔

تم وہ نجوم ہدایت ہوجن کے ذریعہ خدا ہر ہادی کو ہدایت دیتا ہے۔

اگرتمھاری راہنمائی نہ ہوتی تو ہم گمراہ ہوجاتے اور ہدایت وگمراہی مخلوط ہوکر رہ جاتے۔

میں ہمیشہ تمھاری محبّت میں محبت کرتاہوں اور تمھارے دشمنوں سے دشمنی کرتاہوں۔

میں نے تمھاری محبت کے علاوہ کوئی زادراہ نہیں فراہم کیاہے اوریہی بہترین زادراہ ہے۔

یہی وہ ذخیرہ ہے جس پرروز قیامت میراا عتماداور بھروسہ ہے۔

آپ حضرات کی محبت اورآپ کے دشمنوں سے برائت ہی میراکل دین وایمان ہے!۔

ترویج محبوبیت اہلبیتؑ

979۔امام صادقؑ! اللہ اس بندہ پر رحم کرے جو ہمیں لوگوں میں محبوب بنائے اور مبغوض نہ بنائے۔(کافی 8 ص 229 / 293 ،تنبیہ الخواطر 2 ص 152 روایت ابوبصیر، مشکوٰۃ الانوار ص 180 روایت علی بن ابی حمزہ ، الاعتقادات و تصحیح الاعتقادات ص 109 ، دعائم الاسلام 1 ص 61 ،فقہ الرضاؑ ص 306)۔

980۔امام صادقؑ! اللہ اس بندہ پر رحمت کرے جو لوگوں کی محبت کو ہماری طرف کھینچ کر لے آئے اور ان سے وہ بات کرے جو انھیں پسندیدہ ہو اور وہ بات نہ کرے جو ناپسند ہو۔(امالی صدوق (ر) 88 / 8 روایت مدرک بن زہیر، الخصال 25 / 89 ، بشارۃ المصطفیٰ ص 15 ،شرح الاخبار 3 ص 590 / 1456 ،روایت مدرک بن الہز ہاز)۔

981۔علقمہ! میں نے امام صادقؑ سے گذارش کی کہ میں آپ کے قربان کوئی نصیحت فرمایئے؟ فرمایا کہ میں تمھیں تقوائے الٰہی ،احتیاط،عبادت،طول سجدہ،ادائے امانت ،صدق حدیث ، ہمسایہ کے ساتھ بہترین سلوک کی وصیت کرتا ہوں، دیکھو اپنے قبیلہ کے ساتھ تعلقات ٹھیک رکھنا، ان کے مریضوں کی عیادت کرنا، جنازوں کی مشایعت کرنا اور ہمارے واسطے باعث زینت بننا باعث ننگ و عار نہ بننا ہمیں لوگوں کے نزدیک محبوب بنانا اور مبغوض نہ بنانا، ہماری طرف ہر مودت کو کھینچ کر لے آؤ اور ہر برائی کو ہم سے دور رکھو ہمارے بارے میں جو خیر کہا جائے ہم اس کے اہل ہیں اور جس شر کی نسبت دی جائے اس سے یقیناً پاکیزہ ہیں، ہمارا کتاب خدا اور قرابت رسول اور پاکیزہ ولادت کی بنا پر ایک حق ہے لہذا ہمارے بارے میں ایسی ہی بات کرو!(بشارۃ المصطفیٰ ص 222)۔

علامات محبت اہلبیتؑ

1۔کوشش عمل

982۔امام علیؑ! میں رسول اکرم کے ساتھ ہوں گا اور میرے فرزند میرے ساتھ حوض کوثر پر ہوں گے لہذا جسے میرے ساتھ رہنا ہے اسے میری بات کو اختیار کرنا ہوگا اور میرے عمل کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔(خصال ص624 / 10 روایت ابوبصیر ومحمد بن مسلم، تفسیر فرات ص 367 / 499 ، جامع الاخبار 495 / 1376 ، غرر الحکم حاشیہ ص 3763)۔

983۔حماد لحام امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد محترم نے فرمایا کہ اگر تم نے میرے خلاف عمل کیا تو میرے ساتھ آخرت میں نہیں رہ سکتے ہو پروردگار اس بات کو برداشت نہیں کرسکتا کہ ہمارے اعمال کے خلاف عمل کرنے والے ہماری منزل میں نازل ہوں، پروردگار کعبہ کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا ہے۔(کافی 8 ص253 / 358،تنبیہ الخواطر 2 ص176)۔

984۔امام علیؑ! جو ہم سے محبت کرے اسے ہمارا جیسا عمل بھی کرنا ہوگا اور اس راہ میں تقویٰ کو ردا کو اوڑھنا ہوگا۔(غررالحکم ص8483)۔

985۔امام علیؑ! جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا جیسا عمل بھی کرے اور اس راہ میں تقویٰ سے مدد لے کہ دنیا وآخرت کا سب سے بڑا مددگار تقویٰ الٰہی ہی ہے۔(خصال 614 / 10 روایت ابوبصیر ومحمد بن مسلم عن الصادقؑ،تحف العقول ص104)۔

986۔امام صادقؑ ! میں والد بزرگوار کے ساتھ نکل کر مسجد رسول میں گیا، قبر ومنبر کے درمیان شیعوں کی ایک جماعت موجود تھی، آپ نے انھیں سلام کیا، ان لوگوں نے جواب دیا تو آپ نے فرمایا کہ میں تمھاری روح اور تمھاری خوشبو کو دوست رکھتا ہوں لہذا اپنے تقویٰ اور ورع سے میری مدد کرو اور یہ یاد رکھو کہ ہماری محبت ورع اور سعی عمل کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی ہے اور اگر کوئی شخص کسی بندہ کے پیچھے چلے تو اسے اس کے مطابق عمل بھی کرنا چاہیئے۔(کافی 8 ص 212 / 259 روایت عمرو بن المقدام، امالی صدوق ص 500 / 4 روایت ابوبصیر، فضائل الشیعه 51 / 8 از محمد بن عمران)۔

987۔امام مہدیؑ ! جناب شیخ مفید (ر) کے خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ تم میں سے ہر شخص کو وہ عمل کرنا چاہیئے جو ہماری محبت سے قریب بنادے اور ہر اس عمل سے پرہیز کرنا چاہیئے جو ہم سے کراہت اور بیزاری کا سبب بنے کہ ہمارا ظہور اچانک ہوگا اور اس وقت نہ کوئی توبہ کارآمد ہوگی اور نہ ہمارے عتاب سے کوئی شرمندگی بچا سکے گی (احتجاج 2 ص 599)۔

2۔محبان اہلبیتؑ سے محبت

988۔حنش بن المعتمر ! میں امیرالمومنین علیؑ بن ابی طالبؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے سلام کرکے مزاج دریافت کیا تو فرمایا کہ میری شام اس عالم میں ہوئی ہے کہ میں اپنے دوستوں کا دوست اور دشمنوں کا دشمن ہوں اور ہمارا دوست اس رحمت خدا پر مطمئن ہے جس کا انتظار کررہا تھا اور ہمارا دشمن اپنی تعمیر جہنم کے کنارہ کررہا ہے جس کا انجام جہنم میں گر جانا ہے اور گویا کہ اہل رحمت کیلئے رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور انھیں رحمت مبارک ہے اور اہل جہنم کیلئے جہنم کی ہلاکت حاضر ہے۔

حنش ! جوشخص یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ میرا دوست ہے یا دشمن ؟ اسے چاہیئے کہ اپنے دل کا امتحان کرے، اگر ہمارے دوستوں کا دوست ہے تو ہمارا دشمن نہیں ہے اور ہمارے دوستوں کا دشمن ہے تو پھر ہمارا دوست نہیں ہے، خدا نے ہمارے دوست کی دوستی کا عہد لیا ہے اور ہمارے دشمنوں کا نام کتاب میں ثبت کردیا ہے، ہم نجیب اور پاکیزہ افراد ہیں اور ہمارا گھرانہ انبیاء کا گھرانہ ہے۔(امالی طوسی (ر)113 / 172، امالی مفیدؒص 334 / 74، بشارۃ المصطفیٰ ص45، کشف الغمہ 2 ص8، الغارات 2 ص 585)۔

989۔امام علیؑ ! جس نے اللہ سے محبت کی اس نے نبی سے محبّت کی اور اس نے ہم سے محبت کی اور جس نے ہم سے محبّت کی وہ ہمارے شیعوں سے بہر حال محبّت کرے گا۔(تفسیر فرات کوفی ص128 / 146 روایت زید بن حمزہ بن محمد بن علی بن زیاد القصار)۔

990۔امام صادقؑ ! جس نے ہمارے دوست سے محبّت کی اس نے ہم سے محبتّ کی (بحارالانوار100 / 124 / 34روایت عبدالرحمان بن مسلم (المزارالکبیر)۔

3۔دشمنان اہلبیتؑ سے دشمنی

991۔صالح بن میثم التمار ! میں نے حضرت میثم کی کتاب میں دیکھا ہے کہ ہم لوگوں نے ایک شام امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضری دی تو آپ نے فرمایا کہ جس مومن کے دل کا بھی خدا نے ایمان کے لئے امتحان لے لیا وہ ہماری مودت کو اپنے دل میں ضرور پائے گا اور جس پر خدا کی ناراضگی ثبت ہوگئی ہے وہ ہماری دشمنی ضرور رکھے گا، ہم اس بات پر خوش ہیں کہ مومن ہم سے دوستی رکھتا ہے اور دشمن کی دشمنی کو ہم پہچانتے ہیں۔

ہمارا دوست رحمت خدا کی بنا پر خوشحال ہے اور ہر روز اس کا منتظر رہتا ہے اور ہمارا دشمن اپنی تعمیر جہنم کے کنارے پر کر رہا ہے جس کا انجام ایک دن اس میں گر جانا ہے، گویا اہل رحمت کے لئے رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور وہ اس میں خوشحال ہے اور اہل جہنم کا انجام ہلاکت ہے۔

جس بندہ کے دل میں خدا نے خیر قرار دیدیا ہے وہ ہماری محبت میں کوتاہی نہیں کرسکتا ہے اور جو ہمارے دشمن سے محبت کرتا ہے وہ ہمارا دوست نہیں ہوسکتا ہے، دو طرح کی چیزیں ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتی ہیں اور" خدا نے کسی سینہ میں دو دل نہیں قرار دیے ہیں۔ سورہ احزاب ایت 124 کہ ایک سے اس قوم سے محبت کرے اور دوسرے سے اس قوم سے، جو ہمارا محب ہے وہ اتنا ہی خالص ہے جس قدر بغیر ملاوٹ والا سونا ہوتا ہے۔

ہم نجیب و پاکیزہ افراد ہیں اور ہمارا گھرانہ انبیاء کا گھرانہ ہے، ہم اوصیاء کے وصی اور اللہ ورسول کے گروہ والے ہیں، ہمارا باغی گروہ حزب الشیطان ہے، جو ہماری محبت کا حال آزمانا چاہے وہ اپنے دل کا امتحان کرلے، اگر ہمارے دشمنوں کی محبت بھی پائی جاتی ہے تو اسے معلوم رہے کہ خدا، جبریل اور میکائیل سب اس کے دشمن ہیں اور خدا تمام کافروں کا دشمن ہے (امالی طوسی (ر) 148 / 243، بشارۃ المصطفیٰ ص 87 کشف الغمہ 2 / 11، تاویل الآیات الظاہرۃ ص439 روایت ابی الجارود عن الصادقؑ)۔

992۔ ابوالجارود نے امام باقرؑ سے آیت شریفہ '' ماجعل اللہ لرجلٍ من قلبین فی جوفہ" کے بارے میں امیر المومنینؑ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ہماری اور ہمارے دشمن کی محبت ایک سینہ میں جمع نہیں ہوسکتی ہیں کہ خدا نے کسی کے سینہ میں دو دل نہیں رکھے ہیں کہ ایک سے اس سے محبت کرے اور دوسرے سے اس سے دشمنی کرے، ہمارا محبت کرنے والا اتنا ہی

مخلص ہوتا ہے جیسے خالص سونا جس میں کسی طرح کی ملاوٹ نہ ہو، جو شخص ہماری محبت کا اندازہ کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے دل کا امتحان کرلے، اگر ہماری محبت میں دشمن کو شریک پاتا ہے تو نہ وہ ہم سے ہے اور نہ ہم اس سے ہیں اور اللہ بھی اس کا دشمن ہے اور جبریل ومیکائیل بھی اور اللہ تمام کافروں کا دشمن ہے۔ (تفسیر قمی 2 ص 171)۔

993۔امام صادقؑ نے ایک شخص کے جواب میں فرمایا جس کا سوال یہ تھا کہ ایک شخص آپ کا دوست تو ہے لیکن آپ کے دشمن سے برائت میں کمزوری محسوس کرتا ہے، اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟...... فرمایا، افسوس، جو ہماری محبت کا دعویٰ کرے اور ہمارے دشمن سے برائت نہ کرے وہ جھوٹا ہے۔ (مستطر فات السرائر 149 / 2)۔

4۔بلاؤں کے لئے آمادگی

994۔ابوسعید خدری نے رسول اکرم سے ایک حاجت کے بارے میں فریاد کی تو آپ نے فرمایا کہ ابوسعید صبر کرو کہ فقر وفاقہ میرے چاہنے والوں تک پہاڑوں کی بلندیوں سے وادیوں کی طرف آنے والے سیلاب سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آتا ہے۔ (مسند ابن حنبل 4 ص 85 / 11379، شعب الایمان 7 ص 318 / 10442، 2 ص 174 / 1473، الفردوس 3 ص 155 / 4421)۔

995۔ابوذر رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں آپ کے گھرانہ کا چاہنے والا ہوں تو فرمایا کہ ہوشیار رہو اور فقر کی سواری تیار رکھو کہ فقر ہمارے چاہنے والوں کی طرف سیلاب کی تیز رفتاری سے زیادہ روانی کے ساتھ آتا ہے۔ (مستدرک حاکم 4 ص 367 / 944، سنن ترمذی 4 ص 576 / 2350 شعب الایمان 2 ص 173 / 1471)۔

996۔ابن عباس !رسول اکرم کوسخت پریشانی کا سامنا ہوگیا اور علیؑ کو اس کی خبر مل گئی تو وہ کام کی تلاش میں نکل پڑے تا کہ کچھ سامان حاصل کر کے رسول اکرم کی خدمت میں پیش کردیں، اتفاق سے ایک یہودی کے باغ میں سینچائی کا کام مل گیا اور سترہ کھجور کے عوض سترہ ڈول پانی نکالا اور وہ کھجور لے کر رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ یا ابا الحسن یہ کہاں سے؟ عرض کی کہ مجھے آپ کی پریشانی کا علم ہوا تو میں کام کی تلاش میں نکل پڑا اور یہ کھجور لے حاضر ہوا ہوں۔

فرمایا کہ یہ تم نے خدا ورسول کی محبت میں کیا ہے؟ عرض کی بیشک !فرمایا کہ جب کوئی بندہ خدا و رسول سے محبت کرتا ہے تو فقر و فاقہ اس کی طرف سیلاب کی روانی سے تیز رفتاری کے ساتھ بڑھتا ہے خدا و رسول سے محبت کرنے والے کو صبر کی سواری کو تیار رکھنا چاہیئے۔(السنن الکبریٰ 6 ص 197 / 1149 ،تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص 449 / 966)۔

997۔عنمۃ الجہنیؒ !ایک دن رسول اکرم گھر سے برآمد ہوئے تو انصار کے ایک شخص نے ملاقات کر کے عرض کی کہ میرے ماں باپ قربان، آپ کے چہرہ پر کبیدگی کے آثار اچھے نہیں لگتے ہیں، آخر اس کا سبب کیا ہے؟ آپ نے تا دیر اس شخص پر نظر کرنے کے بعد فرمایا کہ بھوک!

وہ شخص یہ سن کر رو پڑا اور گھر میں کھانا تلاش کرنے لگا اور جب کچھ نہ ملا تو بنیٔ قریظہ میں جا کر ایک کھجور ایک ڈول پانی کھینچنے کا کام کرنے لگا اور جب کچھ کھجور جمع ہو گئے تو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور نوش فرمائیں۔

آپ نے فرمایا کہ یہ کھجور کہاں سے آئے؟

اس نے ساری داستان بیان کی۔

آپ نے فرمایا کہ شائدتم اللہ اوراس کے رسول سے محبت کرتے ہو؟اس نے عرض کی کہ بیشک !اس ذات کی قسم جس نے آپ کورسول بنایا ہے کہ آپ میری نظر میں میری جان اورمیرے اہل وعیال اوراموال سے زیادہ عزیز ہیں۔

فرمایا اگر ایسا ہے تو فقر اور بلاء کے لئے تیار ہو جاؤ کہ ذات واجب کی قسم، فقر اور بلا کی رفتار میرے چاہنے والوں کی طرف بلندی کوہ سے سیلاب کی رفتار سے زیادہ تیز تر ہے۔(المعجم الکبیر 18 ص 84 / 155، اصابہ 4 ص 611 / 6097، اسد الغابہ 4 ص 294 / 4112)۔

998۔امام علیؑ !جو شخص بھی ہم سے محبت کرے وہ بلاء کی چادر تیار کرلے۔(غرر الحکم ص 9037)۔

999۔امام علیؑ !جو ہم سے محبت کرے اسے رنج ومحن کی کھال اوڑلینی چاہیئے۔(غررالحکم ص 9038)۔

1000۔امام علیؑ !جو ہم اہلبیتؑ سے محبت کرے اسے سامان بلاء کو تیار کرلینا چاہیئے(الغارات 2 ص 588،تاویل الآیات الظاہرہ ص 775)۔

1001۔امام علیؑ !جو ہم اہلبیتؑ سے محبت کرے اسے فقر کی چادر مہیار کرلینی چاہیئے۔(نہج البلاغہ حکمت ص 112)۔

1002۔اصبغ بن نباتہ!میں امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص وارد ہوا اوراس نے کہا کہ خدا گواہ ہے میں آپ سے محبت کرتا ہوں،فرمایا تم صحیح کہتے ہو، ہماری طینت خزانہ قدرت میں محفوظ ہے اوراللہ نے اس کا عہد صلب آدمؑ میں لیا ہے لیکن اب

چادر فقر اختیار کرلو کہ میں نے رسول اکرم سے سنا ہے کہ خدا کی قسم یا علیؑ! فقر کی رفتار تمھارے چاہنے والوں کی طرف سیلاب کی رفتار سے زیادہ تیز تر ہے۔(المومن 16 ص 5، اعلام الدین ص432)۔

1003۔ اصبغ بن نباتہ! میں امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آکر عرض کی کہ میں آپ سے خفیہ، علانیہ ہر حال میں محبت کرتا ہوں! امیرالمومنینؑ نے یہ سن کر ایک لکڑی سے زمین کو کھودنا شروع کر دیا، اس کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ تو جھوٹا ہے، میں نے نہ تیری شکل اپنے چاہنے والوں کی شکلوں میں دیکھی ہے اور نہ تیرا نام ان کے ناموں میں دیکھا ہے۔

مجھے اس کلام سے بے حد تعجب ہوا اور میں خاموش بیٹھا رہا یہاں تک کہ ایک دوسرے شخص نے آکر یہی بات دہرائی! آپ نے پھر زمین کو کریدا اور فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے، ہماری طینت طینتِ مرحومہ ہے، اس کا عہد پروردگار نے روز میثاق لے لیا ہے اور اس سے کوئی شخص الگ نہیں ہوسکتا ہے اور نہ اس میں کوئی شخص باہر سے داخل ہوسکتا ہے، لیکن اب فقر کی چادر تیار کرلے کہ میں رسول اکرم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یا علیؑ! فاقہ کی رفتار تمھارے چاہنے والوں کی طرف سیلاب کی رفتار سے تیز تر ہے۔(امالی طوسی (ر) ص409)/921، بصائرالدرجات ص390/391، اختصاص ص311/312۔

1004۔ محمد بن مسلم! میں بیماری کی حالت میں مدینہ وارد ہوا تو کسی نے امام باقرؑ کو میرے حالات کی اطلاع کردی، آپ نے ایک غلام کے ہمراہ رومال سے ڈھانک کر ایک شربت ارسال فرمایا اور غلام نے کہا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ اپنے سامنے پلا دینا، میں نے اسے دیکھا کہ انتہائی خوش ذائقہ اور خوشبودار ہے اور فوراً پی لیا۔

غلام نے کہا کہ اب اجازت دیجئے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جب پی لیں تو تم واپس آجانا، میں غور کرنے لگا کہ ابھی تو میں اٹھنے کے قابل نہیں تھا اور اب یکبارگی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور حضرت کے دروازہ پر حاضر ہو کر اذن طلب کیا، آپ نے اندر سے آواز دی کہ ٹھیک ہو گئے؟ اچھا اب اندر آجاؤ! میں روتا ہوا داخل ہوا، سلام کر کے دست مبارک کو بوسہ دیا، فرمایا رونے کا سبب کیا ہے؟

عرض کی، میں آپ پر قربان، منزل اس قدر دور ہے کہ برابر حاضر نہیں ہو سکتا اور حالات ایسے ہیں کہ مدینہ میں قیام نہیں کر سکتا، یہ رونا اپنی غربت اور بدقسمتی کا ہے۔

فرمایا کہ جہاں تک بلاء کا سوال ہے، پروردگار نے میرے چاہنے والوں کو ایسا ہی بنایا اور بلاء کو ان کی طرف تیز رفتار بنا دیا ہے اور جہاں تک غربت کا سوال ہے تو حضرت ابوعبداللہ سے سبق لینا چاہیئے جو شط فرات پر ہم سب سے دور ہیں۔

رہ گیا تمھاری منزل کا ہم سے دور ہونا تو مومن ہمیشہ اس دار دنیا میں غریب رہتا ہے یہاں تک کہ جوار رحمت الہیہ میں پہنچ جائے۔

اور تم نے ہم سے قریب رہنے اور ہمیں دیکھنے کی خواہش کا جو اظہار کیا ہے تو اللہ تمھاری نیت سے باخبر ہے اور تمھیں اس جذبہ پر اجر عنایت کرنے والا ہے۔(رجال کشی 1 ص 391 / 281، کامل الزیارات ص 275، اختصاص ص 52، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 181)۔

آثار محبت اہلبیتؑ

ا۔ گناہوں کا محو ہو جانا

۱۰۰۵۔ رسول اکرم! ہم اہلبیتؑ کی محبت گناہوں کو محو کر دیتی ہے اور نیکیوں کو دگنا کر دیتی ہے۔ (امالی طوسی (ر) ص ۱۶۴ / ۲۷۴ روایت علی بن مہدی، ارشاد القلوب ص ۲۵۳)۔

۱۰۰۶۔ امام حسنؑ! خدا کی قسم ہماری محبت ہر ایک کو فائدہ پہنچا دیتی ہے چاہے وہ ارض دیلم کا قیدی غلام کیوں نہ ہو اور ہماری محبت اولاد آدمؑ کے گناہوں کو اس طرح گرا دیتی ہے جس طرح ہوا درخت سے پتے گرا دیتی ہے۔ (اختصاص ص ۸۲، رجال کشی (ر) ۱ ص ۳۲۹ / ۱۷۸ روایت ابوحمزہ ثمالی)۔

۱۰۰۷۔ امام زین العابدینؑ! جو ہم سے برائے خدا محبت کرے گا اسے محبت ضرور فائدہ پہنچائے گی چاہے دیلم کے پہاڑوں پر کیوں نہ ہو اور جو کسی اور غرض سے محبّت کرے گا تو اس کا اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہے اور ہم اہلبیتؑ کی محبت گناہوں کو یوں گرا دیتی ہے جس طرح ہوا درخت کے پتوں کو گرا دیتی ہے۔ (بشارۃ المصطفیٰ ص ۱۳ ابوزرین، شرح الاخبار ۲ ص ۵۱۳ / ۹۰۶ روایت علی بن حمزہ عن الحسینؑ)۔

۱۰۰۸۔ امام باقرؑ! ہم اہلبیتؑ کی محبت سے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ (امالی طوسی (ر) ص ۴۵۲ / ۱۰۱۰، بشارۃ المصطفیٰ ص ۶۷ روایت خالد بن طہاز ابوالعلاء

الخفاف)۔

۱۰۰۹۔امام صادقؑ ! ہم اہلبیتؑ کی محبت بندوں کے گناہوں کو اسی طرح گرادیتی ہے جس طرح تیز ہوا درخت کے پتوں کو گرادیتی ہے۔(ثواب الاعمال ص ۲۲۳/۱،قرب الاسناد ص ۳۹/۱۲۶،بشارۃ المصطفیٰ ص ۲۷۰ روایات بکر بن محمد ازدی)۔

۱۰۱۰۔امام صادقؑ ! جو شخص خدا کے لئے ہم سے اور ہمارے دوستوں سے محبت کرے اور اس کی کوئی دنیاوی غرض نہ ہو یا اسی طرح ہمارے دشمنوں سے صرف برائے خدا دشمنی کرے اور اس کی کوئی ذاتی عداوت نہ ہو اور اس کے بعد روز قیامت بقدر ریگ صحرا و زبد دریا گناہ لے کر آئے تو بھی خدا اس کے گناہوں کو معاف کردے گا۔(امالی طوسی (ر)۱۵۶/۲۵۹،بشارۃ المصطفیٰ ص ۹۰،روایت حسین بن مصعب، ارشاد القلوب ص ۲۵۳ اعلام الدین ص ۴۴۸،ثواب الاعمال ص ۲۰۴/۱ روایت صالح بن سہل ہمدانی)۔

2۔طہارت قلب

1011۔امام باقرؑ ! جو شخص بھی ہم سے محبت کرتا ہے، اللہ اس کے دل کو پاک کردیتا ہے اور جس کے دل کو پاک کردیتا ہے وہ ہمارے لئے سراپا تسلیم ہوجاتا ہے اور جب ایسا ہوجاتا ہے تو پروردگار اسے سختی حساب اور ہول قیامت سے محفوظ بنادیتا ہے۔(کافی 1 ص 194/1 ابوخالد کابلی)۔

1012۔امام صادقؑ ! کوئی شخص بھی ہم سے محبت نہیں کرے گا مگر یہ کہ روز قیامت ہمارے ساتھ ہماری منزل میں اور ہمارے زیر سایہ ہوگا، خدا کی قسم جو شخص بھی ہم سے محبت کرے گا پروردگار اس کے دل کو پاکیزہ بنادے گا اور جب ایسا کردے گا تو وہ سراپا تسلیم

ہوجائے گا اور جب ایسا ہوجائے گا تو اسے سختی حساب اور ہول قیامت سے محفوظ بنادے گا اور اس امر کی اہمیت کا اندازہ اس وقت ہوگا جب سانس حلق تک پہنچ جائے گی۔(دعائم الاسلام 1 ص73،شرح الاخبار3 ص471 / 1367 روایت عبدالعلی بن الحسین)۔

3۔اطمینان قلب

1013۔امام علیؑ ! جب آیت کریمہ "الا بذ راللہ تطمئن القلوب" نازل ہوئی تو رسول اکرم نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جو خدا ورسول اور میرے اہلبیتؑ سے سچی محبت کرتا ہے اور جھوٹ نہیں بولتا ہے اور مومنین سے بھی حاضر و غائب ہر حال میں محبت کرتا ہے کہ مومنین ذکر خدا ہی سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔(کنز العمال 2 ص442 / 4448، درمنثور 2 ص642،جعفریات ص224)۔

1014۔امام صادقؑ ! آیت کریمہ کے نزول کے بعد رسول اکرم نے حضرت علیؑ سے فرایا کہ تمھیں معلوم ہے کہ یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟

عرض کی کہ خدا اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے ! فرمایا جو شخص میرے اقوال کی تصدیق کرے، مجھ پر ایمان لے آئے اورتم سے اور تمھاری اولاد سے محبت کرے اور سارے امورکوتم لوگوں کے حوالہ کردے۔(تفسیر فرات کوفی ص207 / 374 روایت محمد بن القاسم بن عبید)۔

1015۔انس بن مالک ! رسول اکرم نے مجھ سے آیۃ "الا بذکراللہ" کے بارے میں دریافت کیا کہ فرزند ام سلیم تمھیں معلوم ہے کہ اس سے مرادکون لوگ ہیں؟

میں نے عرض کی حضور آپ فرمائیں؟ فرمایا ہم اہلبیتؑ اور ہمارے شیعہ۔(بحارا لانوار 35 ص405 / 29 / 23 ص184 / 48 ،تاویل الآیات الظاہرہ ص239 ،

البرہان 2 ص 291 / 2 روایت ابن عباس)۔

نوٹ! بظاہر ابن عباس کا نام سہواً درج ہو گیا ہے اس لئے کہ ابن عباس ام سلیم سے مراد انس بن مالک ہے جیسا کہ تہذیب الکمال 3 ص 353 / 568 میں واضح کیا گیا ہے۔؟

4۔حکمت

1016۔امام صادقؑ! جو ہم اہلبیتؑ سے محبت کرے گا اور ہماری محبت کو اپنے دل میں ثابت کرے گا اس کی زبان سے حکمت کے چشمے جاری ہوں گے اور اس کے دل میں ایمان ہمیشہ تازہ رہے گا۔(محاسن 1 ص 134 / 167 روایت فضیل بن عمر)۔

5۔کمال دین

1017۔رسول اکرم! میرے اہلبیتؑ اور میری ذریت کی محبت کمال دین کا سبب بنتی ہے۔(امالی صدوق (ر) ص 161 / 1 روایت حسن بن عبداللہ)۔

1018۔رسول اکرم! میرے قبیلہ، میرے اہلبیتؑ اور میری ذریت کی فضیلت ویسی ہی ہے جیسے دنیا کی ہر شے پر پانی کی فضیلت ہے کہ ہر شے کی زندگی کا دارومدار پانی پر ہے۔(اسی طرح میرے اہلبیتؑ، عشیرہ اور ذریت کی محبت سے کمال دین حاصل ہوتا ہے۔ (اختصاص ص 37)۔

6۔مسرت واطمینان وقت موت

1019۔عبداللہ بن الولید! میں امام صادقؑ کی خدمت میں مروان کے دور حکومت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں اہل کوفہ میں

سے ہوں!

فرمایا کہ کوفہ سے زیادہ ہم سے محبت کرنے والا کوئی شہر نہیں ہے خصوصاً یہ ایک جماعت جسے خدا نے ہمارا عرفان عنایت فرمایا ہے جبکہ تمام لوگ جاہل تھے۔تم لوگوں نے ہم سے محبت کی جب لوگ نفرت کررہے تھے، ہمارا اتباع کیا جب لوگ مخالفت کررہے تھے، ہماری تصدیق کی جب لوگ تکذیب کررہے تھے، خدا تمھیں ہماری جیسی حیات وموت عنایت کرے۔

یادرکھو کہ میرے والد بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے ہر شخص اپنی خنکی چشم اورسکون قلب کو اس وقت دیکھے گا جب سانس آخری مرحلہ تک پہنچ جائے گی، پروردگار نے ارشادفرمایا ہے کہ ہم نے ہر رسول کے لئے ازواج اور ذریت قرار دی ہے۔رعدص 38 اور ہم ذریت رسول اللہ میں۔(کافی 8 ص 81 / 38 امالی طوسی (ر) ص 144 / 234، بشارۃ المصطفیٰ ص 82)۔

واضح رہے کہ بشارۃ المصطفیٰ میں مروان کے بجائے بنیٔ مروان کا ذکر ہے اور یہی صحیح ہے کہ امام صادقؑ کی ولادت عبدالملک بن مروان کے دور میں ہوئی ہے۔!

7۔شفاعت اہلبیتؑ

1020۔رسول اکرم۔میری شفاعت میری امت میں صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو میرے اہلبیتؑ سے محبت کرنے والے ہیں اور میرے شیعہ ہیں۔(تاریخ بغداد 2 ص 146)۔

1021۔رسول اکرم، ہم اہلبیتؑ کی محبت اختیار کرو کہ جو ہماری محبت لے کر میدان قیامت میں وارد ہوگا، وہ ہماری شفاعت سے داخل جنت ہوجائے گا،(المعجم الاوسط

2 ص 360 / 2230 روایت ابن ابی لیلیٰ، امالی مفید (ر) 13 / 1، امالی طوسی (ر) 187 / 314، المحاسن 1 ص 134 / 169، بشارۃ المصطفیٰ ص 100، ارشاد القلوب ص 254)۔

1022۔ امام علیؑ! روز قیامت اپنے اعمال کی بنا پر شفاعت کے لئے ہماری تلاش میں پریشان نہ ہونا، ہمیں بھی حق شفاعت حاصل ہے اور ہمارے شیعوں کو بھی ہم سے حوض کوثر پر ملاقات کرنے میں سبقت کرو کہ ہم اپنے دشمنوں کو وہاں سے ہنکا دیں گے اور اپنے دوستوں کو سیراب کریں گے۔ (الخصال ص 614 / 624 / 10 روایت ابوبصیر و محمد بن مسلم عن الصادقؑ)۔

8۔ نورِ روز قیامت

1023۔ رسول اکرم! تم میں سب سے زیادہ نورانیت کا حامل وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ اہلبیتؑ سے محبت کرنے والا ہوگا۔ (شواہد التنزیل 2 ص 310 / 948 از سالم)۔

1024۔ رسول اکرم! آگاہ ہو جاؤ کہ خدا کی قسم کوئی بندہ میرے اہلبیتؑ سے محبت نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ پروردگار اسے ایک نور عطا کر دیتا ہے جو حوض کوثر تک ساتھ رہتا ہے اور اسی طرح دشمن اہلبیتؑ کے اور اپنے درمیان حجاب حائل کر دیتا ہے۔ (شواہد التنزیل 2 ص 310 / 947 روایت ابوسعید خدری)۔

9۔ امن روز قیامت

1025۔ رسول اکرم! جو ہم اہلبیتؑ سے محبت کرے گا پروردگار اسے روز قیامت مامون و محفوظ اٹھائے گا۔ (عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 58 / 220 از ابو محمد الحسن بن عبداللہ بن محمد بن العباس الرازی التمیمی عن الرضاؑ)۔

1026۔رسول اکرم! آگاہ رہو کہ جو آل محمد سے محبت کرتا ہے وہ حساب، میزان اور صراط سے محفوظ ہوجاتا ہے، فضائل الشیعہ 27 / 1، بشارۃ المصطفیٰ ص 37، مائۃ منقبۃ ص 149، اعلام الدین ص 264، ارشاد القلوب ص 235، مناقب خوارزمی 73 / 51، مقتل خوارزمی 1 ص 40، فرائد السمطین 2 ص 258 / 526 روایات ابن عمر)۔

1027۔رسول اکرم! میری اور میرے اہلبیتؑ کی محبت سات مقامات پر کام آنے والی ہے جن کا ہول انتہائی عظیم ہے، وقت مرگ، قبر، وقت نشر، وقت نامۂ اعمال، وقت حساب، میزان، صراط۔(خصال 360 / 49، امالی صدوق (ر) 18 / 3، بشارۃ المصطفیٰ ص 17 روایت جابر عن الباقرؑ، روضۃ الواعظین ص 297، جامع الاخبار 513 / 1441، کفایۃ الاثر ص 108 روایت واثلہ بن الاسقع)۔

1028۔امام صادقؑ! ہم اہلبیتؑ کی محبت سے مقامات پر فائدہ ہونے والا ہے، خدا کے سامنے، موت کے وقت، قبر میں، روز حشر، حوض کوثر پر، میزان پر، صراط پر۔(المحاسن 1 ص 250 / 471 روایت محمد بن الفضل الہاشمی)۔

10۔ثباتِ قدم بر صراط

1029۔رسول اکرم! تم میں سب سے زیادہ صراط پر ثبات قدم والا وہ ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ سے اور میرے اہلبیتؑ سے محبت کرنے والا ہوگا۔(جامع الاحادیث قمی ص 231)۔

1030۔رسول اکرم! تم میں سب سے زیادہ صراط پر ثابت قدم سب سے زیادہ میرے اہلبیتؑ سے محبت کرنے والا ہوگا۔(فضائل الشیعہ 48 / 3 روایت اسماعیل بن مسلم الشعیری، الجعفریات ص 182، نوادر راوندی ص 95، کامل ابن عدی 6 / 2304 روایت

موسیٰ بن اسماعیل، کنز العمال 2 ص 97 / 34163 ،صواعق محرقہ ص 187 ، احقاق الحق 18/ 459)۔

1031۔رسول اکرم ! ہم اہلبیتؑ سے جس نے بھی محبت کی اس کا ایک قدم پھسلنے لگے گا تو دوسرا ثابت ہوجائے گا یہاں تک کہ خدا اسے روز قیامت نجات دیدے۔(در الاحادیث النبویہ ص 51)۔

1032۔امام صادقؑ ! ہمارا کوئی دوست ایسا نہیں ہے جس کے دونوں قدم پھسل جائیں بلکہ جب ایک قدم پھسلنے لگتا ہے تو دوسرا ثابت ہوکر اسے سنبھال لیتا ہے۔(دعائم الاسلام ص 163)۔

11۔نجات از جہنم

1033۔رسول اکرم ! روز قیامت پروردگار فاطمہؑ کو آواز دے گا کہ جو چاہو مانگ لو میں عطا کردوں گا ! تو فاطمہؑ کہیں گی کہ خدایا تجھ ہی سے ساری امیدیں وابستہ ہیں اور تو امیدوں سے بھی بالاتر ہے، میرا سوال صرف یہ ہے کہ میرے اور میری عترت کے محبون پر جہنم کا عذاب نہ کرنا ؟ تو آواز آئے گی، فاطمہؑ ! میری عزّت وجلال اور بلندی کی قسم، میں نے آسمان وزمین کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے سے یہ عہد کررکھا ہے کہ تیرے اور تیری اولاد کے دوستوں پر جہنم کا عذاب نہیں کروں گا۔(تاویل الآیات الظاہرہ روایت ابوذر)۔

1034۔بلال بن حمامہ ! ایک دن رسول اکرم ہمارے درمیان مسکراتے ہوئے تشریف لائے تو عبدالرحمان بن عوف نے عرض کی کہ حضور آپ کے مسکرانے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا میرے پاس پروردگار کی بشارت آئی ہے کہ مالک نے جب علیؑ و فاطمہؑ کا عقد کرنا چاہا تو ایک فرشتہ کو حکم دیا کہ درخت طوبیٰ کو ہلائے۔اس نے ہلایا تو بہت سے اوراق

گر پڑے اور ملائکہ نے انھیں چن لیا، اب روز قیامت ملائکہ تمام مخلوقات کو دیکھیں گے اور جسے محبت اہلبیتؑ پائیں گے اسے یہ پروانہ دیدیں گے جس پر جہنم سے برائت لکھی ہوگی میرے بھائی، ابن عم اور میری بیٹیؑ کی طرف سے جو میری امت کے مرد وزن کو عذاب جہنم سے آزادی دلانے والے ہوں گے۔ (تاریخ بغداد 4 ص 410، اسد الغابہ 1 ص 415 / 492، ینابیع المودہ 2 ص 460 / 278، مناقب خوارزمی 231 / 361، مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 346، مائۃ منقبہ ص 145، الخرائج والجرائح 2 ص 356 / 11)۔

1035۔ امام صادقؑ! خدا کی قسم کوئی بندہ اللہ ورسول کا چاہنے والا اور ائمہ سے محبت کرنے والا ایسا نہیں ہوسکتا ہے جسے آتش جہنم مس کر سکے۔ (رجال نجاشی 1 ص 138 روایت الیاس بن عمرو البجلی، شرح الاخبار 3 ص 463 / 1355 روایت حضرمی)۔

12۔ اہلبیتؑ کے ساتھ حشر ونشر

1036۔ امام علیؑ! رسول اکرم نے حسنؑ وحسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جو مجھ سے، ان دونوں سے اور ان کے والدین سے اور ان کے والدین سے محبت کرے گا وہ روز قیامت میرے ساتھ درجہ میں ہوگا۔ (سنن ترمذی 5 ص 641 / 37733، مسند احمد بن حنبل 1 ص 168 / 576، فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص 694 / 1185، تاریخ بغداد 13 / 287، مناقب خوارزمی ص 138 / 156، تاریخ دمشق حالات امام حسن (ر) ص 52 / 95،96، امالی صدوق (ر) ص 190 / 11، بشارۃ المصطفیٰ ص 32 روایت علی بن جعفر عن الکاظمؑ، احقاق الحق 9 ص 174)۔

1037۔ امام علیؑ! رسول اکرم نے فرمایا کہ ہم فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور ہمارے دوست ایک مقام پر جمع ہوں گے اور کھانے پینے میں مصروف رہیں گے یہاں تک کہ تمام

بندوں کا حساب ہوجائے ،ایک شخص نے یہ سنا تو کہنے لگا کہ پھر حساب و کتاب کا کیا ہوگا؟ تو میں نے کہا صاحب یاسین کے بارے میں کیا خیال ہے جو اسی ساعت داخل جنت کردیے گئے ۔(المعجم الکبیر 3 ص 41 / 2623 از عمر بن علی ،تہذیب تاریخ دمشق 4 ص 213)۔

1038۔رسول اکرم میرے پاس حوض کوثر پر میرے اہلبیتؑ اوران کے چاہنے والے برابر سے وارد ہوں گے۔(مقاتل الطالبیین ص76 ،شرح نہج البلاغہ معتزلی 16 ص 45 روایت سفیان، ذخائر العقبیٰ ص 18 ،کتاب الغارات 2 ص586 ،مناقب امیر المومنینؑ کوفی 2 ص 192 / 614)۔

1039۔رسول اکرم ! جو مجھ سے اور میرے اہلبیتؑ سے محبت کرے گا وہ میرے ساتھ دو برابر کی انگلیوں کی طرح رہے گا۔(کفایۃ الاثر ص35 روایت ابوذر)۔

1040۔رسول اکرم ! جو ہم اہلبیتؑ سے محبت کرے گا وہ قیامت میں ہمارے ساتھ محشور ہوگا اور ہمارے ساتھ داخل جنّت ہوگا۔(کفایۃ الاثر ص296 از محمد بن ابی بکر از زید بن علی)۔

1041۔رسول اکرم !جو ہم سے محبت کرے گا وہ قیامت میں ہمارے ساتھ ہوگا اور اگر کوئی انسان کسی پتھر سے بھی محبت کرے گا تو اسی کے ساتھ محشور ہوگا،(امالی صدوق (ر) ص 174 / 9 روایت نوف،روضۃ الواعظین ص 457 ،مشکوۃ الانوار ص 84)۔

1042۔ابوذر! میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں ایسے افراد سے محبت کرتا ہوں جن کے اعمال تک نہیں پہنچ سکتا ہوں تو اب کیا کروں ؟ فرمایا،ابوذر! ہر انسان اپنے محبوب کے ساتھ محشور ہوگا اور اعمال کے مطابق جزا پائے گا۔

میں نے عرض کی کہ میں اللہ، رسول اوراس کے اہلبیتؑ سے محبت کرتا ہوں؟ فرمایا تمھاراانجام تمھارے محبوبوں کے ساتھ ہوگا۔(امالی طوسی (ر)632/1303، کشف الغمہ 2ص41)۔

1043۔امام حسینؑ! جو ہم سے دنیا کے لئے محبت کرے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ وہ دنیادار ہیں جن کے دوست نیک اور فاجرسب ہوتے ہیں اور جو ہم سے اللہ کے لئے محبت کرے اسے معلوم رہنا چاہیئے کہ قیامت کے دن ہمارے برابر میں ہوگا جس طرح کی ہاتھ کی دو انگلیاں۔(المعجم الکبیر3ص135/2880روایت بشر بن غالب)۔

1044۔امام حسینؑ! جو ہم سے اللہ کے لئے محبت کرے گا وہ ہمارے ساتھ دو برابر کی انگلیوں کی طرح رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوگا اور جو ہم سے دنیا کیلئے محبت کرے گا تو دنیا نیک و بدسب کے لئے ہے۔(امالی طوسی 253/455)۔بشارۃ المصطفیٰ ص123روایت بشر بن غالب)۔

1045۔امام حسینؑ! جو ہم سے محبت کرے اور صرف خدا کے لئے کرے وہ ہمارے ساتھ برابر سے روز قیامت محشور ہوگا اور جو ہم سے صرف دنیا کے لئے محبت کرے گا اس کا حساب ایسے ہی ہوگا جیسے میزان عدالت میں ہر نیک و بدکا حساب ہوگا۔(محاسن 1ص 134/168)۔

1046۔امام زین العابدینؑ! مختصرسی بات یہ ہے کہ جو ہم سے بغیر دنیاوی لالچ کے محبت کرے گا اور ہمارے دشمن سے بغیر ذاتی کدورت کے دشمنی رکھے گا وہ روز قیامت حضرت محمد، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت علیؑ کے ساتھ محشور ہوگا۔(محاسن 1ص267/517 روایت ابوخالد کابلی)۔

1047۔ برید بن معاویہ العجلی ! میں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ اچانک ایک شخص خراسان سے پیدل چل کر وارد ہوا اس طرح اس کے دونوں پیر زخمی ہو چکے تھے، کہنے لگا کہ میں اس عالم میں صرف آپ اہلبیتؑ کی محبت میں حاضر ہوا ہوں۔

فرمایا خدا کی قسم ہم سے کوئی پتھر بھی محبت کرے گا تو روز قیامت ہمارے ہی ساتھ محشور ہوگا کہ دین محبت کے علاوہ اور کیا ہے۔(تفسیر عیاشی 1 ص 167 / 27)۔

1048۔ امام صادقؑ ! جو ہم سے اس طرح محبت کرے کہ اس کی بنیاد نہ کوئی قرابتداری ہو اور نہ ہمارا کوئی احسان، صرف خدا و رسول کے لئے محبت کرے تو روز قیامت ہمارے ساتھ ہاتھ کی دو انگلیوں کی طرح محشور ہوگا۔ (اعلام الدین ص 260 روایت عبیدہ بن زرارہ)۔

1049۔ یوسف بن ثابت بن ابی سعید، امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے آپ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی کہ ہم آپ سے قرابت رسول اور حکم خدا کی بنا پر محبت کرتے ہیں اور ہمارا مقصد ہرگز کسی دنیا کا حصول نہیں ہے، صرف رضاء الٰہی اور آخرت مطلوب ہے اور ہم اپنے دین کی اصلاح چاہتے ہیں۔

تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے یقیناً سچ کہا ہے، اب جو ہم سے محبت کرے گا وہ روز قیامت دو انگلیوں کی طرح ہمارے ساتھ ہوگا۔(کافی 8 ص 106 / 80، تفسیر عیاشی 2 ص 69 / 61)۔

1050۔ حکم بن عتیبہ، میں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو گھر حاضرین سے چھلک رہا تھا کہ ایک مرد بزرگ عصا پر تکیہ کئے ہوئے حاضر ہوئے اور دروازہ پر کھڑے ہو کر آواز دی، سلام ہو آپ پر اے فرزند رسول اور رحمت و برکات الٰہیہ آپ پر، اس کے بعد

خاموش ہو گئے تو امام نے فرمایا علیک السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ، اس کے بعد مرد بزرگ نے تمام حاضرین کو سلام کیا اور چپ ہو گئے تو حاضرین نے جواب سلام دیا۔

اس کے بعد امام کی طرف رخ کر کے عرض کی فرزند رسول! میں آپ پر قربان! مجھے قریب جگہ دیجیئے کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور آپ کے دوستوں سے محبت کرتا ہوں اور خدا گواہ ہے کہ اس میں کوئی طمع دنیا شامل نہیں ہے اور اسی طرح آپ کے دشمنوں سے اور آپ کے دوستوں کے دشمنوں سے نفرت کرتا ہوں اور اس میں کوئی ذاتی عداوت شامل نہیں ہے، میں آپ کے حلال وحرام کا پابند اور آپ کے حکم کا منتظر رہتا ہوں کیا میرے لئے کوئی نیکی کی امید ہے۔

فرمایا۔ میرے قریب آؤ، اور قریب آؤ، یہ کہہ کر اپنے پہلو میں جگہ دی اور فرمایا کہ ایسا ہی سوال میرے پدر بزرگوار سے ایک بزرگ نے کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تم اسی عالم میں دنیا سے چلے گئے تو رسول اکرم، حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ وحسینؑ اور علی بن الحسینؑ کے پاس وارد ہو گے۔ تمھارا دل ٹھنڈا ہوگا، روح مطمئن ہوگی اور آنکھیں خنک ہوں گی، تمھارا استقبال راحت وسکون کے ساتھ نامہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا، اور اگر زندہ رہ گئے تو وہ کچھ دیکھو گے جس میں خنکی چشم ہو اور ہمارے ساتھ بلند ترین منزل پر ہو گے۔

اس بزرگ نے کہا حضور دوبارہ فرمائیں ...... آپ نے تکرار فرمائی ...... اس نے کہا اللہ اکبر، اے ابوجعفر، میں مرکز رسول اکرم حضرت علیؑ امام حسنؑ وحسینؑ اور علی بن الحسینؑ کی خدمت میں وارد ہوں گا اور خنکی چشم، راحت روح کے ساتھ حاضر ہوں گا اور اس سارے اجر کا حقدار ہوں گا جو آپ نے بیان فرمایا ہے اور یہ کہہ کر رونا شروع کیا یہاں تک کہ بیہوش ہو کر گر پڑا اور تمام گھر والوں نے رونا شروع کر دیا اور سب کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

حضرتؑ نے اپنے دست مبارک سے آنکھوں کو پوچھنا شروع کیا تو مرد بزرگ نے سر اٹھا کر امامؑ سے عرض کیا، فرزند رسول، ذرا اپنا دست مبارک بڑھایئے، آپ نے ہاتھ بڑھائے، اس نے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور اپنے رخسار اور اپنی آنکھوں سے لگایا اور پھر اپنے شکم وسینہ پر رکھا اور سلام کر کے رخصت ہو گیا۔

امام علیہ السلام اس کو تا دیر دیکھتے رہے، اس کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ جو شخص کسی جنتی شخص کو دیکھنا چاہے، اسے اس شخص کو دیکھنا چاہیئے"۔

حکم بن عتیبہ کا بیان ہے کہ میں نے اس اجتماع جیسا کوئی ماتم نہیں دیکھا ہے۔(کافی 8/76/30)۔

13۔ جنّت

1051۔ حذیفہ! میں نے رسول اکرم کو دیکھا کہ امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمارہے ہیں کہ ایھا الناس۔ اس کا جد یوسف بن یعقوب کے جد سے افضل ہے اور یاد رکھو کہ حسینؑ کی منزل جنّت ہے، اس کے باپ کی منزل جنّت ہے، اس کی ماں کی جگہ جنّت ہے۔ اس کا بھائی جنتی ہے اور اس کے تمام دوست اور ان کے چاہنے والے سب جنتی ہیں۔(مقتل الحسین خوارزمی 1 ص 67)۔ 1052۔ امام صادقؑ رسول اکرم ایک سفر میں جارہے تھے، ایک مقام پر رک کر آپ نے پانچ سجدے کئے اور روانہ ہو گئے تو بعض اصحاب نے عرض کی کہ حضور! آج تو بالکل نئی بات دیکھی ہے؟

فرمایا کہ جبریل امین نے آکر یہ بشارت دی ہے کہ علیؑ جنتی ہیں تو میں نے سجدہ شکر کیا، پھر کہا کہ فاطمہؑ جنتی ہیں تو میں نے پھر سجدہ شکر کیا تو کہا کہ حسنؑ و حسینؑ بھی جنتی ہیں تو میں نے سجدہ شکر کیا، پھر کہا کہ ان سب کا دوست بھی جنتی ہے تو میں نے پھر سجدہ شکر کیا تو کہا کہ ان

کے دوستوں کا دوست بھی جنتی ہے تو میں نے پھر سجدہ شکر کیا۔(امالی مفید (ر) 21 / 2 روایت ابوعبدالرحمٰن)۔

1053۔ جابر بن عبداللہ انصاری ! ہم مدینہ میں مسجد رسول میں حضور کی خدمت حاضر تھے کہ بعض اصحاب نے جنت کا ذکر شروع کردیا، آپ نے فرمایا کہ خدا کے یہاں نور کا ایک پرچم اور زمرد کا ایک ستون ہے جسے خلقت آسمان سے دو ہزار سال قبل خلق کیا ہے اور اس پر لکھا ہوا ہے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، ال محمد خیر البریۃ، اور یا علیؑ تم اس قوم کے بزرگ ہو۔

یہ سن کر حضرت علیؑ نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس مرتبہ کی ہدایت دی اور آپ کے ذریعہ شرافت وکرامت عنایت فرمائی، آپ نے فرمایا یا علیؑ! کیا تمھیں نہیں معلوم ہے کہ جو ہم سے محبت کرے اور ہماری محبت کو اختیار کرے پروردگار اسے ہمارے ساتھ جنت میں ساکن کرے گا جیسا کہ کہ سورہ قمر کی آیت نمبر 55 میں بیان کیا گیا ہے۔(فضائل ابن شاذان ص 104، احقاق الحق 4 ص 284)۔

1054۔ رسول اکرم ! یا علیؑ ! جس نے تمھاری اولاد سے محبت کی اس نے تم سے محبت کی اور جس نے تم سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی اور جس نے خدا سے محبت کی وہ داخل جنت ہوگیا اور جس نے تمھاری اولاد سے دشمنی کی اس نے تم سے دشمنی کی اور جس نے تم سے دشمنی کی اس سے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے خدا سے دشمنی کی اور جس نے خدا سے دشمنی کی وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ خدا اسے داخل جہنم کردے۔(درر الاحادیث ص 51)۔

1055۔ رسول اکرم ! جس نے دل سے ہم سے محبت کی اور ہاتھ اور زبان سے

ہماری امداد کی وہ ہمارے ساتھ جنت کی بلندترین منزل میں ہوگا اور جو ہم سے محبّت کرکے زبان سے ہماری امداد کرے گا اور ہاتھ روک لے گا وہ اس سے کمتر درجہ میں ہوگا اور جو صرف دل سے محبت کرے گا وہ اس سے کمتر درجہ میں ہوگا۔(احقاق الحق 9 ص 484 عن الامام علیؑ)۔

1050۔رسول اکرم! جنت میں تین درجہ ہیں اور جہنم میں تین طبقے ہیں، جنّت کا اعلیٰ درجہ ہمارے اس دوست کے لئے ہے جو زبان اور ہاتھ سے ہماری امداد بھی کرے اور اس کے بعد کا درجہ اس کے لئے ہے جو صرف زبان، سے قدر کرے اور اس کے بعد کا درجہ اس کے لئے ہے جو صرف دل سے محبت کرے۔(محاسن 1 ص 251 / 472 روایت ابوحمزہ ثمالی)۔

1057۔امام علیؑ! جو ہم سے دل سے محبت کرے اور زبان سے ہماری مدد کرے اور ہاتھ سے ہمارے دشمنوں سے جہاد کرے وہ جنّت میں ہمارے درجہ میں ہوگا اور جو صرف دل اور زبان سے محبّت کرے اور جہاد نہ کرے وہ اس سے کمتر درجہ میں ہوگا اور جو صرف دل سے محبت کرے اور ہاتھ اور زبان سے ہماری امداد نہ کرے وہ بھی جنت ہی میں رہے گا۔(خصال ص 629 / 10 روایت ابوبصیر ومحمد بن مسلم، جامع الاخبار ص 496 / 1377، امالی مفید 33 / 8 روایت عمر بن ابی المقدام، غرر الحکم 8146، 8147، 8173، تحف العقول ص 118)۔

1058۔امام زین العابدینؑ بیمار تھے، ایک قوم عیادت کے لئے حاضر ہوئی، عرض کیا فرزند رسول صبح کیسی ہوئی ؟ فرمایا عافیت کے عالم میں اور اس پر خدا کا شکر ہے، تم لوگوں کا کیا عالم ہے، عرض کی کہ حضور آپ حضرات کی محبت ومودت میں صبح کی ہے۔

فرمایا جو ہم سے اللہ کے لئے محبت کرے گا اللہ اس کو اپنے سایہ رحمت میں رکھے گا جس دن اس کی رحمت کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، اور جو ہم سے محبت میں منتظر جزا رہے گا خدا اسے جنت میں ہماری طرف سے جزا دے گا اور جو دنیا کے لئے ہم سے محبت کرے گا خدا اسے بھی بے وہم وگمان روزی عطا کردے گا۔(نور الابصار ص 154، الفصول المہمہ ص203)۔

1059۔یونس! میں نے امام صادقؑ سے عرض کیا کہ آپ حضرات کی محبت اور آپ کے حق کی معرفت میری نگاہ میں تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہے،تو میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرہ پر غضب کے آثار نمودار ہوگئے۔

فرمایا یونس! تم نے بڑا غلط حساب کیا ہے۔کہاں دنیا اور کہاں ہم، اس دنیا کی حقیقت ایک غذا اور ایک لباس کے علاوہ کیا ہے جبکہ ہماری محبت کا اثر حیات دائمی ہے۔(تحف العقول ص379)۔

4۔خیر دنیا وآخرت

1060۔رسول اکرم۔جو خدا پر توکل کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ میرے اہلبیتؑ سے محبت کرے اور جو عذاب قبر سے نجات چاہتا ہے اس کا بھی فرض ہے کہ میرے اہلبیتؑ سے محبت کرے اور جو حکمت چاہتا ہے اواس کا بھی فرض ہے کہ اہلبیتؑ سے محبت کرے اور جو جنت میں بلاحساب داخلہ چاہتا ہے اسے بھی چاہئے کہ اہلبیتؑ سے محبت کرے کہ خدا کی قسم جو بھی ان سے محبت کرے گا اسے دنیا وآخرت کا فائدہ حاصل ہوگا۔(مقتل الحسین خوارزمی 1 ص 59 مائۃ منقبہ ص106،فرائد السمطین 2 ص 294 / 551، ینابیع المودہ 2 ص 332 / 969، جامع الاخبار ص 62 / 77 روایات ابن عمر)۔

جوامع آثار محبت اہلبیتؑ

1061۔ رسول اکرم ! پروردگار جس شخص کو ہم اہلبیتؑ کے ائمہ کی محبت عنایت کردے گویا کہ اسے دنیا وآخرت کا سارا خیر حاصل ہوگا لہذا کوئی شخص اپنے جنتی ہونے میں شک نہ کرے کہ ہم اہلبیتؑ کی محبت میں بیس خصوصیات پائی جاتی ہیں، دس دنیا میں اور دس آخرت میں۔

دنیا کی دس خصوصیات میں زہد، حرصِ عمل، دین میں تقویٰ، عبادت میں رغبت، موت سے پہلے توبہ، نماز شب میں دلچسپی، لوگوں کے اموال کی طرف سے بے نیازی، اوامر و نواہی پروردگار کی حفاظت، دنیا سے نفرت اور سخاوت شامل ہیں کہ ان صفات کے بغیر محبت اہلبیتؑ ایک لفظ بے معنی ہے۔

اور آخرت کے دس فضائل میں یہ ہے کہ

اس کا نامہ اعمال نشر نہ ہوگا۔

اسے میزان کا سامنا نہ ہوگا۔

اس کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔

اسے جہنم سے نجات کا پروانہ دیا جائے گا۔

اس کا چہرہ سفید اور روشن ہوگا۔

اسے لباس جنت پنھایا جائے گا۔

اسے سو افراد کی شفاعت کا حق دیا جائے گا۔

خدا اس کی طرف رحمت کی نگاہ کرے گا۔

اسے جنت کا تاج پہنایا جائے گا۔

وہ جنت میں بلاحساب داخل کیا جائے گا۔

کیا خوش نصیب ہیں میرے اہلبیتؑ کے چاہنے والے۔(خصال ص 1/515)روایت ابوسعید خدری، روضہ الواعظین ص 298)۔

1062۔رسول اکرم! جوآل محمد کی محبت پر مرجائے وہ شہید مرتا ہے، جو جوآل محمد کی محبت پر مرجائے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

جوآل محمد کی محبت پر مرجائے وہ توبہ کر کے دنیا سے جاتا ہے۔

جوآل محمد کی محبت پر مرجائے وہ مومن کامل الایمان مرتا ہے۔

جوآل محمد کی محبت پر مرجائے اسے ملک الموت اوراس کے بعد منکر ونکیر جنت کی بشارت دیتے ہیں۔

آگاہ ہوجاؤ جوآل محمد کی محبت پر مرجائے وہ جنت کی طرف اس شان سے لے جایا جاتا ہے جیسے عورت اپنے شوہر کے گھر کی طرف۔

آگاہ ہوجاؤ جوآل محمد کی محبت پر مرجاتا ہے اس کی قبر میں جنت کے دودروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

آگاہ ہوجاؤ جوآل محمد کی محبت میں مرجاتا ہے پروردگار اس کی قبر کو ملائکہ رحمت کی زیارت گاہ بنادیتا ہے۔

آگاہ ہوجاؤ جوآل محمد کی محبت میں مرجاتا ہے وہ سنت رسول اور جماعت ایمان پر دنیاسے جاتا ہے۔(کشاف 3 ص 403،فرائدالسمطین 2 ص 255 / 524، ینابیع المودۃ 2 ص 333 / 972 ، العمدہ ص 54 / 52، بشارۃ المصطفیٰ ص 197 روایت جریر بن

عبداللہ ، جامع الاخبار ص 473 / 1335، احقاق الحق 9 ص 487 روایت جریر بن عبیداللہ البجلی)۔

1063۔ امام علیؑ ، حارث ! تمھیں ہم اہلبیتؑ کی محبت تین مقامات پر فائدہ پہنچائے گی ، ملک الموت کے نازل ہوتے وقت قبر میں سوال و جواب کے وقت اور خدا کے سامنے حاضری کے وقت (اعلام الدین ص 461 روایت جابر جعفی عن الباقرؑ)۔

1064۔امام علیؑ ! جو ہم اہلبیتؑ سے محبت کرے گا، اس کا حسن عمل عظیم اور میزان حساب کا پلہ سنگین ہوگا، اس کے اعمال مقبول ہوں گے اور اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ہم سے بغض رکھے گا اس کا اسلام بھی کام نہ آئے گا۔(مشارق انوار الیقین ص 51 روایت ابوسعید خدری)۔

بغض اہلبیتؑ

بغض اہلبیتؑ پر تنبیہ

1065۔رسول اکرم! میرے بعد ائمہ بارہ ہوں گے جن میں سے نو صلب حسینؑ سے ہوں گے اور ان کا نواں قائم ہوگا، خوشا بحال ان کے دوستوں کے لئے اور ویل ان کے دشمنوں کے لئے۔ (کفایۃ الاثرص 30 روایت ابوسعید خدری)۔

1066۔رسول اکرم! میرے بارہ ائمہ مثل نقباءِ بنیٔ اسرائیل کے بارہ ہوں گے، اس کے بعد حسینؑ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ نو اس کے صلب سے ہوں گے جن کا نواں مہدی ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح ظلم و جور سے بھری ہوگی، ویل ہے ان سب کے دشمنوں کے لئے۔ (مناقب ابن شہر آشوب 1 ص 195)۔

1067۔رسول اکرم! اگر کوئی بندہ صفاء و مروہ کے درمیان ہزار سال عبادت الٰہی کرے پھر ہزار سال دوبارہ اور ہزار سال تیسری مرتبہ اور ہم اہلبیتؑ کی محبت حاصل نہ کر سکے تو پروردگار اسے منہ کے بھل جہنم میں ڈال دے گا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے "میں تم سے محبتِ اقربا کے علاوہ اور کوئی سوال نہیں کرتا ہوں" (تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 1 ص 132 / 182 روایت ابوامامہ باہلی، مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 198)۔

1068۔رسول اکرم! اگر کوئی شخص ہزار سال عبادت الٰہی کرے اور پھر ذبح کر دیا

جائے اور ہم اہلبیتؑ سے دشمنی لے کر خدا کی بارگاہ میں پہنچ جائے تو پروردگار اس کے سارے اعمال کو واپس کردے گا۔(محاسن 1 ص 271 / 527 روایت جابر عن الباقرؑ)۔

1069۔رسول اکرم! پروردگار اشتہاء سے زیادہ کھانے والے، اطاعت خدا سے غفلت برتنے والے، سنت رسول کو ترک کرنے والے عہد کو توڑ دینے والے، عترت پیغمبر سے نفرت کرنے والے اور ہمسایہ کو اذیت دینے والے سے سخت نفرت کرتا ہے۔(کنز العمال 16 / 44029، احقاق الحق 9 ص 521)۔

1070۔رسول اکرم، ہم سے عداوت وہی کرے گا جس کی ولادت خبیث ہوگی ۔(امالی صدوق (ر) ص 384 / 14، علل الشرائع ص 141 / 3 روایت زید بن علی، الفقیہ 1 ص 96 / 203۔

1071۔امام علیؑ! بدترین اندھا وہ ہے جو ہم اہلبیتؑ کے فضائل سے آنکھیں بند کرلے اور ہم سے بلاسبب دشمنی کا اظہار کرے کہ ہماری کوئی خطا اس کے علاوہ نہیں ہے کہ ہم نے حق کی دعوت دی ہے اور ہمارے غیر نے فتنہ اور دنیا کی دعوت دی ہے اور جب دونوں باتیں اس کے سامنے آئیں تو ہم سے نفرت اور عداوت کرنے لگا۔(خصال ص 633 / 10 روایت ابوبصیر و محمد بن مسلم، غرر الحکم 3296)۔

1072۔امام علیؑ! ہر بندہ کے لئے خدا کی طرف سے چالیس پردہ داری کے انتظامات ہیں یہاں تک کہ چالیس گناہ کبیرہ کرلے تو سارے پردہ اٹھ جاتے ہیں اور پروردگار ملائکہ کو حکم دیتا ہے کہ اپنے پروں کے ذریعہ میرے بندہ کی پردہ پوشی کرو اور بندہ اس کے بعد بھی ہر طرح کا گناہ کرتا ہے اور اسی کو قابل تعریف قرار دیتا ہے تو ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ خدایا یہ تیرا بندہ ہر طرح کا گناہ کررہا ہے اور ہمیں اس سے اعمال کے حیا آرہی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا اپنے پروں کو اٹھالو، اس کے بعد وہ ہم اہلبیتؑ کی عداوت میں پکڑا جاتا ہے اور زمین وآسمان کے سارے پردے چاک ہوجاتے ہیں اور ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ خدایا اس بندہ کا اب کوئی پردہ نہیں رہ گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ کو اس دشمن اہلبیتؑ کی کوئی بھی پرواہ ہوتی تو تم سے پروں کو ہٹانے کے بارے میں نہ کہتا۔ (کافی 2 ص 279 / 9، علل الشرائع ص 532 / 1 روایت عبداللہ بن مسکان عن الصادقؑ)۔

1073۔ جمیل بن میسر نے اپنے والد نخعی سے روایت کی ہے کہ مجھ سے امام صادقؑ نے فرمایا، میسر! سب سے زیادہ محترم کونسا شہر ہے؟

ہم میں سے کوئی جواب نہ دے سکا تو فرمایا، مکہ اس کے بعد فرمایا اور مکہ میں سب سے محترم جگہ؟

اور پھر خود ہی فرمایا رکن سے لے کر حجر اسود کے درمیان، اور دیکھو اگر کوئی شخص اس مقام پر ہزار سال عبادت کرے اور پھر خدا کی بارگاہ میں ہم اہلبیتؑ کی عداوت لے کر پہنچ جائے تو خدا اس کے جملہ اعمال کو رد کردے گا۔ (محاسن 1 ص 27 / 28،)۔

بغض اہلبیتؑ کے اثرات

1۔ پروردگار کی ناراضگی

1074۔رسول اکرم! شب معراج میں آسمان پر گیا تو میں نے دیکھا کہ در جنت پر لکھا ہے۔لا الہ الا اللہ۔محمد رسول اللہ،علی حبیب اللہ الحسن والحسینؑ صفوۃ اللہ، فاطمۃ خیرۃ اللہ اوران کے دشمنوں پر لعنۃ اللہ۔(تاریخ بغداد 1 ص 259،تہذیب دمشق 4 ص 322، مناقب خوارزمی ص 302 / 297،فرائد السمطین 2 ص 74 / 396،امالی طوسی (ر) ص 355 / 737 ، کشف الغمہ 1 ص 94 ، کشف الیقین ص 445 / 551 ، فضائل ابن شاذان ص 71)۔

1075۔ رسول اکرم ! جب مجھے شب معراج آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے دیکھا کہ در جنت پر سونے کے پانی سے لکھا ہے، اللہ کے علاوہ خدا نہیں۔محمد اس کے رسول ہیں،علیؑ اس کے ولی ہیں، فاطمہؑ اس کی کنیز ہیں،حسنؑ و حسینؑ اس کے منتخب ہیں اور ان کے دشمنوں پہ خدا کی لعنت ہے۔(مقتل خوارزمی 1 ص 108 ، خصال ص 324 / 10 ، مائۃ منقبہ 109 / 54 روایت اسماعیل بن موسیٰؑ)۔

1076۔رسول اکرم! ہرخاندان اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتا ہے سوائے نسل فاطمہؑ کے کہ میں ان کا ولی اوروارث ہوں اور یہ سب میری عترت ہیں،میری بچی ہوئی مٹی سے خلق کئے گئے ہیں، ان کے فضل کے منکروں کے لئے جہنم ہے، ان کا دوست خدا کا

دوست ہے اوران کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔(کنزالعمال 12 ص98 / 34168 روایت ابن عساکر، بشارۃ المصطفیٰ ص20 روایت جابر)۔

1077۔رسول اکرم! آگاہ ہوجاؤ کہ جوآل محمد سے نفرت کرے گا وہ روز قیامت اس طرح محشور ہوگا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا "رحمت خدا سے مایوس ہے"(مناقب خوارزمی ص73، مقتل خوارزمی 1 ص40، مائۃ منقبہ 150 / 95، روایت ابن عمر، کشاف 3 ص403، فرائد السمطین 2 ص256 / 524، بشارۃ المصطفیٰ ص197، العمدۃ 54 / 52، روایت جریر بن عبداللہ، احقاق الحق 9 ص487)۔

1078۔امام علیؑ! ہمارے دشمنوں کے لئے خدا کے غضب کے لشکر ہیں۔(تحف العقول ص 116 ، خصال ص 627 / 10 روایت ابوبصیر و محمد بن مسلم ، غرر الحکم ص 7342)۔

2۔منافقین سے ملحق ہوجانا

1079۔رسول اکرم! جوہم اہلبیتؑ سے نفرت کرے گا وہ منافق ہوگا۔(فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص661،1166، درمنثور 7 ص349 نقل از ابن عدی، مناقب ابن شہرآشوب 3 ص205، کشف الغمہ 1 ص47 روایت ابوسعید)۔

1080۔رسول اکرم! ہم اہلبیتؑ کا دوست مومن متقی ہوگا اور ہمارا دشمن منافق شقی ہوگا۔(ذخائر العقبیٰ ص 18 روایت جابر بن عبداللہ ، کفایۃ الاثر ص 110 واثلہ بن الاسقع)۔

1081۔رسول اکرم! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ انسان کی روح اس وقت تک جسم سے جدا نہیں ہوتی ہے جب تک جنّت کے درخت یا جہنم

کے زقوم کا مزہ نہ چکھ لے اور ملک الموت کے ساتھ مجھے علیؑ، فاطمہ، حسنؑ اور حسینؑ کو نہ دیکھ لے، اس کے بعد اگر ہمارا محب ہے تو ہم ملک الموت سے کہتے ہیں ذرا نرمی سے کام لو کہ یہ مجھ سے اور ہمارے اہلبیتؑ سے محبت کرتا تھا اور اگر ہمارا اور ہمارے اہلبیتؑ کا دشمن ہے تو ہم کہتے ہیں ملک الموت ذرا سختی کرو کہ یہ ہمارا اور ہمارے اہلبیتؑ کا دشمن تھا اور یاد رکھو ہمارا دوست مومن کے علاوہ اور ہمارا دشمن منافق بد بخت کے علاوہ کوئی نہیں ہوسکتا ہے۔ (مقتل الحسینؑ خوارزمی 1 ص 109 روایت زید بن علیؑ)۔

1082۔ رسول اکرم! میرے بعد بارہ امام ہوں گے جن میں سے نو حسینؑ کے صلب سے ہوں گے اور نواں ان کا قائم ہوگا، اور ہمارا دشمن منافق کے علاوہ کوئی نہیں ہوسکتا ہے۔ (کفایۃ الاثر ص 31 روایت ابوسعید خدری)۔

1083۔ رسول اکرم! جو ہماری عترت سے بغض رکھے وہ ملعون، منافق اور خسارہ والا ہے۔ (جامع الاخبار ص 214 / 527)۔

1084۔ رسول اکرم! ہوشیار رہو کہ اگر میری امت کا کوئی شخص تمام عمر دنیا تک عبادت کرتا رہے اور پھر میرے اہلبیتؑ اور میرے شیعوں کی عداوت لے کر خدا کے سامنے جائے تو پروردگار اس کے سینے کے نفاق کو بالکل کھول دے گا۔ (کافی 2 ص 46 / 3، بشارۃ المصطفیٰ ص 157 روایت عبدالعظیم الحسنیؒ)۔

1085۔ ابوسعید خدری! ہم گروہ انصار منافقین کو صرف علیؑ بن ابی طالب کی عداوت سے پہچانا کرتے تھے۔ (سنن ترمذی 5 ص 635 / 3717، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص 220 / 718، تاریخ الخلفاء ص 202، المعجم الاوسط 4 ص 264 / 4151، مناقب خوارزمی 1 ص 332 / 313 عن الباقرؑ، فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص 239 /

1086 ، مناقب امیر المومنینؑ کوفی 2 ص 470 / 965 روایت جابر ابن عبداللہ تذکرۃ الخواص ص 28 از ابودرداء، عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 67 / 305 روایت امام حسینؑ ، کفایۃ الاثر ص 102 روایت زید بن ارقم، العمدہ ص 216 / 334 روایت جابر بن عبداللہ مناقب ابن شہر آشوب 3 ص 207 ، مجمع البیان 9 ص 160 روایت ابوسعید خدری، قرب الاسناد 26 / 86 روایت عبداللہ بن عمر)۔

3۔ کفار سے الحاق

1086۔ رسول اکرم! ہوشیار ہو کہ جو بغض آل محمد پر مر جائے گا وہ کافر مرے گا، جو بغض آل محمد پر مرے گا وہ بوئے جنت نہ سونگھ سکے گا۔ (کشاف 3 ص 403، مائۃ منقبہ 90 / 37 روایت ابن عمر، بشارۃ المصطفیٰ ص 197 ، فرائد السمطین 2 ص 256 / 254 روایت جریر بن عبداللہ، جامع الاخبار 474 / 1335، احقاق الحق 9 ص 487)۔

1087۔ رسول اکرم! جس شخص میں تین چیزیں ہوں گی وہ نہ مجھ سے ہے اور نہ میں اس سے ہوں، بغض علیؑ بن ابی طالبؑ عداوت اہلبیتؑ اور ایمان کو صرف کلمہ تصور کرنا۔ (تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص 218 / 712 ، الفردوس 2 ص 85 / 2459، مقتل خوارزمی 2 ص 97، مناقب کوفی 2 ص 473 / 969 روایت جابر)۔

4۔ یہود و نصاریٰ سے الحاق

1088۔ جابر بن عبداللہ رسول اکرم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، لوگو! جو ہم اہلبیتؑ سے بغض رکھے گا اللہ اسے روز قیامت یہودی محشور کرے گا۔

میں نے عرض کی حضور! چاہے نماز روزہ کیوں نہ کرتا ہو؟ فرمایا چاہے نماز روزہ کا پابند ہو اور اپنے کو مسلمان تصور کرتا ہو۔ (المعجم الاوسط 4 ص 212 / 4002، امالی صدوق

(ر 273/2 روایت سدیف ملکی، روضۃ الواعظین ص 297)۔

1089۔امام باقرؑ! جابر بن عبداللہ انصاری نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم منبر پر تشریف لے گئے جبکہ تمام انصار ومہاجرین نماز کے لئے جمع ہو چکے تھے اور فرمایا:

ایہا الناس! جو ہم اہلبیتؑ سے بغض رکھے گا، پروردگار اس کو یہودی محشور کرے گا۔

میں نے عرض کی حضور! چاہے توحید ورسالت کا کلمہ پڑھتا ہو؟ فرمایا بیشک!

یہ کلمہ صرف اس قدر کار آمد ہے کہ خون محفوظ ہو جائے اور ذلت کے ساتھ جزیہ نہ دینا پڑے۔

اس کے بعد فرمایا، ایہا الناس جو ہم اہلبیتؑ سے دشمنی رکھے گا پروردگار اسے روز قیامت یہودی محشور کرے گا اور یہ دجال کی آمد تک زندہ رہ گیا تو اس پر ایمان ضرور لے آئے گا اور اگر نہ رہ گیا تو قبر سے اٹھایا جائے گا کہ دجال پر ایمان لے آئے اور اپنی حقیقت کو بے نقاب کر دے۔

پروردگار نے میری تمام امت کو روز اول میرے سامنے پیش کر دیا ہے اور سب کے نام بھی بتا دیے ہیں جس طرح آدم کو اسماء کی تعلیم دی تھی۔ میرے سامنے سے تمام پرچمدار گذرے تو میں نے علیؑ اور ان کے شیعوں کے حق میں استغفار کیا۔

اس روایت کے راوی سنان بن سدیر کا بیان ہے کہ مجھ سے میری والد نے کہا کہ اس حدیث کو لکھ لو، میں نے لکھ لیا اور دوسرے دن مدینہ کا سفر کیا، وہاں امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری جان قربان، مکہ کے سدیف نامی ایک شخص نے آپ کے والد کی ایک حدیث بیان کی ہے فرمایا تمھیں یاد ہے؟ میں نے عرض کی میں نے لکھ لیا ہے۔

فرمایا ذرا دکھلاؤ، میں نے پیش کر دیا، جب آخری نقرہ کو دیکھا تو فرمایا سدیر! یہ روایت کب بیان کی گئی ہے؟

میں نے عرض کی کہ آج ساتواں دن ہے۔

فرمایا میرا خیال تھا کہ یہ حدیث میرے والد بزرگوار سے کسی انسان تک نہ پہنچے گی، (امالی طوسی (ر) ص649 / 1347، امالی مفید (ر) 126 / 4 روایت حنان بن سدیر از سدیف مکی، محاسن 1 ص 173 / 266، ثواب الاعمال 243 / 1، دعائم الاسلام 1 ص 75)۔

1090۔امام باقرؑ! ایک شخص رسول اکرم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! کیا ہر لا الہ الا اللہ کہنے والا مومن ہوتا ہے؟

فرمایا ہماری عداوت اسے یہود و نصاریٰ سے ملحق کر دیتی ہے، تم لوگ اس وقت تک داخل جنت نہیں ہو سکتے ہو جب تک مجھ سے محبت نہ کرو، وہ شخص جھوٹا ہے جس کا خیال یہ ہے کہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور وہ علیؑ کا دشمن ہو۔ (امالی صدوق (ر) 221 / 17 روایت جابر بن یزید الجعفی، بشارۃ المصطفیٰ ص120)۔

5 روز قیامت دیدار پیغمبر سے محرومی

1091۔عبدالسلام بن صالح الہروی از امام رضاؑ ...... میں نے عرض کی کہ فرزند رسول! پھر اس روایت کے معنی کیا ہیں کہ لا الہ الا اللہ کا ثواب یہ ہے کہ انسان پروردگار کے چہرہ کو دیکھ لے؟

فرمایا کہ اگر کسی شخص کا خیال ظاہری چہرہ کا ہے تو وہ کافر ہے۔ یاد رکھو کہ خدا کے چہرہ سے مراد انبیاء مرسلین اور اس کی حجتیں ہیں جن کے وسیلہ سے اس کی طرف رخ کیا

جا تا ہے اور اس کے دین کی معرفت حاصل کی جاتی ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے کہ اس کے چہرہ کے علاوہ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے، انبیاء و مرسلین اور حجج الہیہ کی طرف نظر کرنے میں ثواب عظیم ہے اور رسول اکرم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو میرے اہلبیتؑ اور میری عترت سے بغض رکھے گا وہ روز قیامت مجھے نہ دیکھ سکے گا اور میں بھی اس کی طرف نظر نہ کروں گا۔ (عیون اخبار الرضاؑ 1 ص 115 / 3 ، امالی صدوق (ر) 372 // 7 التوحید 117 / 21 ،احتجاج 2 ص 380 / 286)۔

6۔روز قیامت مجذوم ہونا

1092۔رسول اکرم! جو بھی ہم اہلبیتؑ سے بغض رکھے گا، خدا اسے روز قیامت کوڑھی محشور کرے گا۔ (ثواب الاعمال 243 / 2 ، محاسن 1 ص 174 / 269 روایت اسماعیل الجعفی ،کافی 2 ص 337 / 2)۔

7۔شفاعت سے محرومی

1093۔انس بن مالک! میں نے رسول اکرم کو علیؑ بن ابی طالبؑ کی طرف رخ کر کے اس آیت کی تلاوت کرتے دیکھا "رات کے ایک حصہ میں بیدار ہو کر یہ خدائی عطیہ ہے وہ اس طرح تمھیں مقام محمود تک پہنچانا چاہتا ہے" (اسراء ص 79)۔

اور پھر فرمایا۔ یا علیؑ! پروردگار نے مجھے اہل توحید کی شفاعت کا اختیار دیا ہے لیکن تم سے اور تمھاری اولاد سے دشمنی رکھنے والوں کے بارے میں منع کر دیا ہے۔ (امالی طوسی (ر) 455 / 1017 ،کشف الغمہ 2 ص 27 ،تاویل الآیات الظاہرہ ص 279)۔

1094۔امام صادقؑ! بیشک مومن اپنے ساتھی کی شفاعت کر سکتا ہے لیکن ناصبی کی نہیں اور ناصبی کے بارے میں اگر تمام انبیاء و مرسلین مل کر بھی سفارش کریں تو

یہ شفاعت کارآمد نہ ہوگی ،ثواب الاعمال 251 / 21 ،محاسن 1 ص 296 / 595 روایت علی الصائغ)۔

8۔داخلۂ جہنم

1095۔رسول اکرم !قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے،ہم اہلبیتؑ سے جو شخص بھی دشمنی کرے گا اللہ اسے جہنم میں جھونک دے گا،(مستدرک حاکم 3 ص 162 / 4717 ،موارد الظمان 555 / 2246 ،مناقب کوفی 4 ص 120 / 607 ، درمنثور ص 349 نقل از احمد ابوحبان)۔

1096۔رسول اکرم !قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جو بھی ہم اہلبیتؑ سے بغض رکھے گا پروردگار اسے جہنم میں منھ کے بھل ڈال دے گا۔(مستدرک 4 ص 392 / 8036 ،مجمع الزوائد 7 ص 580 / 12300 ،شرح الاخبار 1 ص 161 / 110 ،امالی مفید 217 / 3 روایت ابوسعید خدری)۔

1097۔رسول اکرم !اے اولاد عبدالمطلب ، میں نے تمھارے لئے پروردگار سے تین چیزوں کا سوال کیا ہے، تمھیں ثبات قدم عنایت کرے،تمھارے گمراہوں کو ہدایت دے اور تمھارے جاہلوں کو علم عطا فرمائے اور یہ بھی دعا کی ہے کہ وہ تمھیں سخی، کریم اور رحم دل قرار دیدے کہ اگر کوئی شخص رکن و مقام کے درمیان کھڑا رہے نماز، روزہ، ادا کرتا رہے اور ہم اہلبیتؑ کی عداوت کے ساتھ روز قیامت حاضر ہو تو یقیناً داخل جہنم ہوگا۔(مستدرک 3 ص 161 / 4712 ،المعجم الکبیر 11 ص 142 / 11412 ،امالی طوسی (ر) 21 / 117 / 184 / 247 / 435 ،بشارۃ المصطفیٰ ص 260 روایات ابن عباس)۔

1098۔معاویہ بن خدیج !مجھے معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت حسنؑ بن علیؑ کے

پاس بھیجا کہ ان کی کسی بیٹی یا بہن کے لئے یزید کا پیغام دوں تو میں نے جا کر مدعا پیش کیا، انھوں نے فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ بچیوں کی رائے کے بغیر ان کا عقد نہیں کرتے لہذا میں پہلے اس کی رائے دریافت کرلوں۔

میں نے جا کر پیغام کا ذکر کیا تو بچی نے کہا کہ یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ظالم ہمارے ساتھ فرعون جیسا برتاؤ نہ کرے کہ تمام لڑکوں کو ذبح کرے اور صرف لڑکیوں کو زندہ رکھے۔ میں نے پلٹ کر حسنؑ سے کہا کہ آپ نے تو اس قیامت کی بچی کے پاس بھیج دیا جو امیرالمومنین (معاویہ) کو فرعون کہتی ہے۔

تو آپ نے فرمایا معاویہ! دیکھو ہم اہلبیتؑ کی عداوت سے پرہیز کرنا کہ رسول اکرم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بھی ہم اہل بیتؑ سے بغض وحسد رکھے گا وہ روز قیامت جہنم کے کوڑوں سے ہنکایا جائے گا۔(المعجم الکبیر 3 ص81 / 2726، المعجم الاوسط 3 ص39 / 2405)۔

1099۔ امام باقرؑ! اگر پروردگار کا پیدا کیا ہوا ہر ملک اور اس کا بھیجا ہوا ہر نبی اور ہر صدیق وشہید ہم اہلبیتؑ کے دشمن کی سفارش کرے کہ خدا اسے جہنم سے نکال دے تو ناممکن ہے، اس نے صاف کہہ دیا ہے، یہ جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، سورۂ کہف آیت 3 ۔(ثواب الاعمال 247 / 5 از حمران بن الحسین)۔

1100۔ امام صادقؑ! جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ اس سے محبت کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ اس کی اطاعت کرے اور ہمارا اتباع کرے، کیا اس نے مالک کا یہ ارشاد نہیں سنا ہے کہ "پیغمبر کہہ دیجئے اگر تم لوگوں کا دعویٰ ہے کہ خدا کے چاہنے والے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہوں کو معاف کردے گا۔(آل

عمران آیت 31)۔

خدا کی قسم کوئی بندہ خدا کی اطاعت نہیں کرے گا مگر یہ کہ پروردگار اپنی اطاعت میں ہمارا اتباع شامل کردے۔

اور کوئی شخص ہمارا اتباع نہیں کرے گا مگر یہ کہ پروردگار اسے محبوب بنالے اور جو شخص ہمارا اتباع ترک کردے گا وہ ہمارا دشمن ہوگا اور جو ہمارا دشمن ہوگا وہ اللہ کا گناہگار ہوگا اور جو گنہگار مرجائے گا اسے خدا رسوا کرے گا اور منہ کے بھل جہنم میں ڈال دے گا، والحمدللہ رب العالمین (کافی 8 ص 14 / 1 روایت اسماعیل بن مخلد واسماعیل بن جابر)۔1001۔ امام کاظمؑ ! جو ہم سے بغض رکھے، وہ حضرت محمد کا دشمن ہوگا اور جو ان کا دشمن ہوگا وہ خدا کا دشمن ہوگا اور جو خدا کا دشمن ہوگا اس کے بارے میں خدا کا فرض ہے کہ وہ اسے جہنم میں ڈال دے اور اس کا کوئی مددگار نہ ہو (کامل الزیارات ص 336 روایت عبدالرحمان بن مسلم)۔

اہلبیتؑ پرظلم

ظلم پرتنبیہ

1102۔رسول اکرم! ویل ہے میرے اہلبیتؑ کے دشمنوں کے لئے جوان پر اپنے کومقدم رکھتے ہیں،انھیں نہ میری شفاعت حاصل ہوگی اور نہ میرے پروردگار کی جنت کو دیکھ سکیں گے۔(امالی شجری1ص154)۔

1103۔رسول اکرمؐ!اس پراللہ کا شدید غضب ہوگا جومیری عترت کے بارے میں مجھے ستائے گا۔(کنزالعمال 12ص93 / 34143،الجامع الصغیر 1 ص158 / 1045)۔

1104۔رسول اکرم!اس پرمیرااوراللہ کا غضب شدید ہوگا جومیرا خون بہائے گا اور مجھے میری عترت کے بارے میں ستائے گا۔(امالی صدوق (ر) ص377 / 7، الجعفریات ص183 روایت اسماعیل بن موسیٰ،عیون اخبارالرضاؑ 2ص27 / 11،مقتل الحسین خوارزمی2ص84،صحیفۃ الرضاؑص155 / 99،روایت احمدبن عامرالطائی،مسندزید ص465،ذخائرالعقبیٰ ص39)۔

1105۔رسول اکرم۔ایہاالناس!کل میرے پاس اس انداز سے نہ آنا کہ تم دنیا کوسمیٹے ہوئے ہواور میرے اہلبیتؑ پریشان حال،مظلوم،مقہور ہوں اوران کا خون بہہ رہا ہو۔(خصائص الائمہ ص74)۔

1106۔رسول اکرم! جس نے میرے اہلبیتؑ کو برا بھلا کہا میں اس سے بری اور بیزار ہوں۔(ینابیع المودہ2 ص378 / 74)۔

1107۔رسول اکرم! جس نے مجھے میرے اہل کے بارے میں اذیت دی اس نے خدا کو اذیت دی ہے۔(کنزالعمال 12 ص103 / 34197از ابونعیم)۔

1108۔رسول اکرم! چھ افراد ہیں جن پر میری بھی لعنت ہے اور خدا کی بھی لعنت ہے اور ہر نبی کی لعنت ہے، کتاب خدا میں زیادتی کرنے والا، قضا وقدر کا انکار کرنے والا، لوگوں پر زبردستی حاکم بن کر صاحب عزت کو ذلیل اور ذلیلوں کو صاحب عزّت بنانے والا، میری سنت کو ترک کردینے والا، میری عترت کے بارے میں حرام خدا کو حلال بنالینے والا اور حرم خدا کی بے حرمتی کرنے والا۔(مستدرک حاکم 2 ص572 / 3940 روایت عبیداللہ بن عبدالرحمان بن عبداللہ بن موہب، المعجم الکبیر 3 ص126 / 2883، المعجم الاوسط2 ص186 / 1667، روایت عائشہ، شرح الاخبار 1 ص494 / 878 روایت سفیان ثوری، خصال صدوق (ر) 338 / 41 روایت عبداللہ بن میمون)۔

1109۔رسول اکرم! پانچ افراد ہیں جن پر میری بھی لعنت ہے اور ہر نبی کی لعنت ہے، کتاب خدا میں زیادتی کرنے والا، میری سنت کا ترک کرنے والا، قضائے الٰہی کا انکار کرنے والا میری عترت کی حرمت کو ضائع کرنے والا، مال غنیمت پر قبضہ کرکے اسے حلال کرلینے والا۔(کافی 2 ص293 / 14 روایت میسّر)۔

1110۔زید بن علیؑ! اپنے والد بزرگوار کی زبانی نقل کرتے ہیں کہ امام حسینؑ نے مسجد میں روز جمعہ عمر بن الخطاب کو منبر پر دیکھا تو فرمایا کہ میرے باپ کے منبر پر سے

اتر آ۔تو عمر رونے لگے اور کہا فرزند سچ کہتے ہو، یہ تمھارے باپ کا منبر ہے، میرے باپ کا نہیں ہے۔

حضرت علیؑ نے واقعہ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ میں نے نہیں سکھایا ہے! عمر نے کہا یہ سچ ہے، ابوالحسن! میں آپ کو الزام نہیں دے رہا ہوں، یہ کہہ کر منبر سے اتر آئے اور آپ کو منبر پر لے جا کر پہلو میں بٹھایا اور خطبہ شروع کیا اور کہا! ایہا الناس! میں نے تمھارے پیغمبر کو یہ کہتے سنا ہے کہ مجھے میری عترت وذریت کے ذیل میں محفوظ رکھو، جو ان کے ذیل میں مجھے محفوظ رکھے گا خدا اس کی حفاظت کرے گا اور جو ان کے بارے میں مجھے اذیت دے گا اس پر خدا کی لعنت، خدا کی لعنت، خدا کی لعنت۔(امالی طوسی (ر) ص 703 / 1504)۔

1111۔رسول اکرم! پروردگار کا غضب یہودیوں پر شدید ہوا کہ عزیز کو اس کا بیٹا بنادیا اور نصاریٰ پہ شدید ہوا کہ مسیح کو بیٹا بنادیا اور اس پر بھی شدید ہوگا جو میرا خون بہائے گا اور مجھے میری عترت کے بارے میں ستائے گا۔(کنز العمال 1 ص 267 / 1343 روایت ابوسعید خدری)۔

1112۔ابوسعید خدری! جب جنگ احد میں رسول اکرم کا چہرہ زخمی ہوگیا اور دندان مبارک ٹوٹ گئے تو آپ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا خدا کا غضب یہودیوں پر شدید ہوا جب عزیز کو اس کا بیٹا بنادیا اور عیسائیوں پر شدید ہوا جب مسیح کو اس کا بیٹا بنادیا اور اب اس پر شدید ہوگا جس نے میرا خون بہایا اور مجھے میری عترت کے بارے میں اذیت دی۔(امالی طوسی (ر) 142 / 231 ،تفسیر عیاشی 2 ص 86 / 43 ، بشارۃ المصطفیٰ ص 280 روایت فضل بن عمرو، کنز العمال 10 ص 435 / 30050 نقل از ابن النجار)۔

ظالم پر جنّت کا حرام ہونا

1113۔رسول اکرم! پروردگار نے جنت کو حرام قرار دیدیا ہے اس پر جو میرے اہلبیتؑ پر ظلم کرے۔ان سے جنگ کرے،ان پر حملہ کرے یا انھیں گالیاں دے۔(ذخائر العقبیٰ ص 20، ینابیع المودہ 2 ص 119 / 344)۔

1114۔رسول اکرم! میرے اہلبیتؑ پر ظلم کرنے والوں اور میری عترت کے بارے میں مجھے اذیت دینے والوں پر جنت حرام ہے۔(تفسیر قرطبی 16 ص 22،کشاف 3 ص 402،سعد السعود ص 141،کشف الغمہ 1 ص 106،لباب الانساب 1 ص 215، العمدۃ ص 53،فرائد السمطین 2 ص 278 / 542۔

واضح رہے کہ کشف الغمہ نے عترتی کے بجائے عشیرتی نقل کیا ہے جو غالباً اشتباہ ہے۔

1115۔رسول اکرم، جنت حرام کردی گئی ہے اس پر جو میرے اہلبیتؑ پر ظلم کرے،ان سے جنگ کرے،ان کے خلاف کسی کی مدد کرے اور انھیں برا بھلا کہے" ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں ہے اور نہ خدا ان سے بات کرے گا اور نہ ان کی طرف رخ کرے گا اور نہ انھیں پاکیزہ قرار دے گا اور ان کیلیئے دردناک عذاب ہوگا،آل عمران آیت 77 (عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 34 / 65 امالی طوسی 164 / 272،تاویل الآیات الظاہرہ ص 120۔

1116۔امام علیؑ! خدا کی قسم میں اپنے انھیں کوتاہ ہاتھوں سے تمام اپنے دشمنوں کو حوض کوثر سے ہنکاؤں گا اور تمام دوستوں کو سیراب کروں گا۔(بشارۃ المصطفیٰ ص 95 روایت ابوالاسود الدئلی،کشف الغمہ 2 / 15)۔

1117۔امام علیؑ ! میں رسول اکرم کے ہمراہ حوض کوثر پر ہوں گا اور میری عترت میرے ہمراہ ہوں گی اور ہم سب اپنے دشمنوں کو ہنکائیں گے اور اپنے دوستوں کو سیراب کریں گے اور جو شخص ایک گھونٹ پی لے گا وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔(غررالحکم ص 3763، تفسیر فرات کوفی 367/ 499)۔

1118۔انس بن مالک! میں رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا جب سورۂ کوثر نازل ہو چکا تھا اور میں نے دریافت کیا حضور یہ کوثر کیا ہے؟ فرمایا جنت میں ایک نہر ہے جس کی وسعت زمین وآسمان کے برابر ہے، کوئی اس سے پینے والا پیاسا نہ ہوگا اور کوئی اس سے منہ دھونے والا غبار آلود نہ ہوگا لیکن وہ شخص سیراب نہیں ہوسکتا جس نے میرے عہد کو توڑ دیا ہے اور میرے اہلبیتؑ کو قتل کیا ہے۔(المعجم الکبیر 3 ص 126/ 2882)۔

1119۔علی بن ابی طلحہ غلام بنی امیہ! معاویہ بن ابی سفیان نے حج کیا اور اس کے ساتھ معاویہ بن خدیج بھی تھا جو سب سے زیادہ علیؑ کو گالیاں دیا کرتا تھا مدینہ میں مسجد پیغمبر کے پاس سے گذرا تو حسنؑ چند افراد کے ساتھ بیٹھے تھے، لوگوں نے کہا کہ یہ معاویہ بن خدیج ہے جو حضرت علیؑ کو گالیاں دیتا ہے فرمایا اسے بلاؤ؟ ایک شخص نے آکر بلایا، اس نے کہا کس نے بلایا ہے؟ کہا حسنؑ بن علیؑ نے۔

وہ آیا اور آکر سلام کیا، حضرت حسنؑ بن علیؑ نے کہا کہ تیرا ہی نام معاویہ بن خدیج ہے؟

اس نے کہا بیشک......؟

فرمایا تو ہی حضرت علیؑ کو گالیاں دیتا ہے؟

وہ شرمندہ ہوکر خاموش ہوگیا

آپ نے فرمایا، آگاہ ہوجا کہ اگرتو حوض کوثر پر وارد ہوا جس کا کوئی امکان نہیں ہے تو دیکھے گا کہ حضرت علیؑ کمر کو کسے ہوئے منافقین کو یوں ہنکا رہے ہوں گے جس طرح چشمہ سے اجنبی اونٹ ہنکائے جاتے ہیں جیسا کہ پروردگار نے فرمایا ہے کہ "رسوائی اور ناکامی افترا پردازوں کا مقدر ہے"۔ سورہ طہٰ آیت 61 (المعجم الکبیر 3 ص 91 / 2758، سیر اعلام النبلاء 3 ص 39)۔

ظالم کا عذاب

1120۔ رسول اکرم! ویل ہے میرے اہلبیتؑ کے ظالموں کے لئے، ان پر درک اسفل میں منافقین کے ساتھ عذاب کیا جائے گا۔ (صحیفۃ الرضاؑ 122 / 80، عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 47 / 177، مقتل الحسینؑ خوارزمی 2 ص 83، مناقب ابن المغازلی 66 / 94، جامع الاحادیث قمی ص 128، ینابیع المودۃ 2 ص 326 / 950، ربیع الابرار 2 ص 828، تاویل الآیات الظاہرہ ص 743)۔

1121۔ رسول اکرم! جنت میں تین درجات ہیں اور جہنم میں تین طبقات ...... جہنم کے پست ترین طبقہ میں وہ ہوگا جو دل سے ہم سے نفرت کرے اور زبان اور ہاتھ سے ہمارے خلاف دشمن کی مدد کرے اور دوسرے طبقہ میں وہ ہوگا جو دل سے نفرت کرے اور صرف زبان سے مخالفت کرے اور تیسرے طبقہ میں وہ ہوگا جو صرف دل نفرت کرے۔ (محاسن ص 251 / 472 روایت ابوحمزہ ثمالی)۔

1122۔ امام علیؑ! جو ہم سے دل سے بغض رکھے گا اور زبان اور ہاتھ سے ہمارے خلاف امداد کرے گا وہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ جہنم میں ہوگا اور جو بغض رکھ کر صرف زبان سے ہمارے خلاف امداد کرے گا وہ بھی جہنم میں ہوگا اور جو صرف دل سے بغض رکھے گا اور

زبان یا ہاتھ سے مخالفت نہ کرے گا وہ بھی جہنم ہی میں ہوگا۔(خصال 629/10 روایت ابوبصیر ومحمد بن مسلم، تحف العقول ص 119، شرح الاخبار 1 ص 165/120/3 ص 121، جامع الاخبار 496/1377،ص 506/1400)۔

1123۔امام زین العابدینؑ! کربلائے معلیٰ اور امام حسینؑ کی زیارت کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے ، پروردگار آسمان، زمین، پہاڑ ، دریا اور تمام مخلوقات کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میری عزت وجلال کی قسم! میں اپنے رسول کا خون بہانے والوں، اس کی توہین کرنے والوں، اس کی عترت کو قتل کرنے والوں، اس کے عہد کو توڑنے والوں اور اس کے اہلبیتؑ پر ظلم کرنے والوں پر ایسا عذاب کروں گا جو ظالمین میں کسی پر نہ کیا ہوگا۔(کامل الزیارات ص 264، روایت قدامہ بن زائدہ)۔

مظالم کے بارے میں اخبار رسول

1124۔رسول اکرم !افسوس آل محمد کے بچوں پر کیسا ظلم ہونے والا ہے اس حاکم کی طرف سے جسے دولت کی بنیاد پر حاکم بنادیا جائے گا۔(الفردوس 4 ص 307/7147 ،الجامع الصغیر 2 ص 718/6939 نقل از ابن عساکر روایت سلمہ بن الاکوع، کنز العمال 14 ص 593/39679 روایت اصبغ بن نباتہ، بشارۃ المصطفیٰ ص 203 روایت ابوطاہر)۔

1125۔رسول اکرم ! روز قیامت قرآن، مسجد اور عترت اس طرح فریاد کریں گے کہ قرآن کہے گا خدایا ان لوگوں نے پارہ پارہ کیا ہے اور جلایا ہے اور مسجد کہے گی خدایا انہوں نے مجھے خراب بنادیا ہے اور غیر آباد چھوڑ دیا ہے اور عترت کہے گی خدایا انہوں نے مجھے نظر انداز کیا ہے، قتل کیا ہے اور آوارہ وطن کردیا ہے اور میں سب کی طرف سے وکالت

کے لئے گھٹنہ ٹیک دوں گا تو آواز آئے گی کہ یہ میرے ذمہ ہے اور میں اس محاسبہ کے لئے تم سے اولیٰ ہے۔(کنزالعمال 11 ص 193 / 31190 نقل از طبرانی وابن حنبل وسعید بن منصور، خصال صدوق (ر)175 / 232 روایت جابر)۔

1126۔رسول اکرم !عنقریب میرے اہلبیتؑ میرے بعد میری امت کی طرف سے قتل اور آوارہ وطنی کا شکار ہوں گے اور ان کے سب سے بدتر دشمن بنوامیہ، بنومغیرہ اور بنو مخزوم ہوں گے۔(مستدرک حاکم 4 ص 534 / 8500، الملاحم والفتن ص 28 روایت ابوسعید خدری، اثبات الہداۃ 2 ص 263 / 177)۔

1127۔جابر از امام باقرؑ ! جب آیت ”یوم ندعو کل اناس بامامھم“ نازل ہوئی تو مسلمانوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ تمام لوگوں کے امام نہیں ہیں ؟ فرمایا میں تمام لوگوں کے لئے رسول ہوں اور میرے بعد میرے اہلبیتؑ میں سے اللہ کی طرف سے کچھ امام ہوں گے جو لوگوں میں قیام کریں گے تو لوگ انھیں جھٹلائیں گے اور حکام کفر وضلالت اور ان کے مریدان پر ظلم کریں گے۔

اس وقت جو ان سے محبت کرے گا، ان کا اتباع کرے گا اور ان کی تصدیق کرے گا وہ مجھ سے ہوگا، میرے ساتھ ہوگا، مجھ سے ملاقات کرے گا اور جو ان پر ظلم کرے گا، انھیں جھٹلائے گا وہ نہ مجھ سے ہوگا اور نہ میرے ساتھ ہوگا بلکہ میں اس سے بری اور بیزار ہوں۔(کافی 1 ص 215 / 1 محاسن 1 ص 254 / 480، بصائرالدرجات 33 / 1)۔

1128۔رسول اکرم ! حسنؑ وحسینؑ اپنی امت کے امام ہوں گے اپنے پدر بزرگوار ہے کہ بعد اور یہ دونوں جوانان جنت کے سردار ہیں اور ان کی والدہ تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں اور ان کے باپ سیدالوصیین ہیں اور حسینؑ کی اولاد میں نو امام ہوں گے

جن میں نواں ہماری اولاد کا قائم ہوگا ان سب کی اطاعت میری اطاعت اور ان کی معصیت میری معصیت ہے۔ میں ان کے فضائل کے منکر اور ان کے احترام کے ضائع کرنے والوں کے خلاف روز قیامت فریاد کروں گا اور خدا میری ولایت اور میری عترت اور ائمہ امت کی نصرت کے لئے کافی ہے اور وہی ان کے حق کے منکرون سے انتقام لینے والا ہے و سیعلم الذین ظلموا ایَّ منقلب ینقلبون (شعراء ص 227 ،(کمال الدین ص 260 / 6 فرائد السمطین 1 ص 54 / 19 روایت حسین بن خالد)۔

1129۔ جنادہ بن ابی امیہ! میں حضرت حسنؑ بن علیؑ کے پاس مرض الموت میں وارد ہوا جب آپ کے سامنے طشت رکھا تھا اومعاویہ کے زہر کے اثر سے مسلسل خون تھوک رہے تھے میں نے عرض کی حضور! یہ کیا صورت حال ہے، آپ علاج کیوں نہیں کرتے ؟

فرمایا: عبداللہ! موت کا کیا علاج ہے؟

میں نے کہا" اِنَّا للهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ راجِعُون " اس کے بعد آپ نے میری طرف رخ کر کے فرمایا یہ رسول اکرم کا ہم سے عہد ہے کہ اس امر کے مالک علیؑ و فاطمہؑ کی اولاد سے کل بارہ امام ہوں گے اور ہر ایک زہر یا تلوار سے شہید کیا جائے گا، اس کے بعد طشت اٹھالیا گیا اور آپ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ (کفایۃ الاثر ص 226، الصراط المستقیم 2 ص 128)۔

1130۔ امام صادقؑ! رسول اکرم نے حضرت علیؑ حسنؑ اور حسینؑ کو دیکھ کر گریہ فرمایا اور فرمایا کہ تم میرے بعد مستضعف ہوگے۔ (معانی الاخبار 79 / 1)۔

1131۔ امام صادقؑ! رسول اکرم کا آخری وقت تھا، آپ غش کے عالم میں تھے تو فاطمہؑ نے رونا شروع کیا، آپ نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ فاطمہؑ کہہ رہی ہیں، آپ کے بعد میرا کیا ہوگا ؟ تو فرمایا کہ تم سب میرے بعد مستضعف ہوگے۔ (دعائم الاسلام 1 ص 225،

ارشاد 1 ص 184، امالی مفید (ر) 2/212، مسند ابن حنبل 1 ص 257/ 26940، المعجم الکبیر 25 ص 23/ 32)۔

1132۔ رسول اکرم نے بنی ہاشم سے فرمایا کہ تم سب میرے بعد مستضعف ہوگے (عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 61 / 244 روایت حسن بن عبداللہ از امام رضاؑ، کفایۃ الاثر ص 118 روایت ابوایوب)۔

1133۔ ابن عباس! حضرت علیؑ نے رسول اکرم سے عرض کی کہ کیا آپ عقیل کو دوست رکھتے ہیں؟ فرمایا دوہری محبت! اس لئے بھی کہ ابوطالب ان سے محبت کرتے تھے اور اس لئے بھی کہ ان کا فرزند تمھارے لال کی محبت میں قتل کیا جائے گا اور مومنین کی آنکھیں اس پر اشکبار ہوں گے اور ملائکہ مقربین نماز جنازہ ادا کریں گے، یہ کہہ کر حضرت نے رونا شروع کیا، یہاں تک کہ آنسوؤں کی دھار سینہ تک پہنچ گئی اور فرمایا کہ میں خدا کی بارگاہ میں اپنی عترت کے مصائب کی فریاد کروں گا۔ (امالی صدوق (ر) 111/ 3)۔

1134۔ انس بن مالک! میں رسول اکرم کے ساتھ علیؑ بن ابی طالبؑ کے پاس عیادت کے لئے گیا تو وہاں ابوبکر و عمر بھی موجود تھے، دونوں ہٹ گئے اور حضور بیٹھ گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا عنقریب یہ مرنے والے ہیں! حضرت نے فرمایا یہ شہید ہوں گے اور اس وقت تک دنیا سے نہ جائیں گے جب تک ان کا دل رنج والم سے مملو نہ ہو جائے۔ (مستدرک حاکم 3 ص 150/ 4673، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 3 ص 74/ 1118 ص 267/1343)۔

1135۔ جابر! رسول اکرم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم کو خلیفہ بنایا جائے گا، پھر قتل کیا جائے اور تمھاری داڑھی تمھارے سر کے خون سے رنگین ہوگی۔ (المعجم الکبیر 2 ص

247/2038،المعجم الاوسط7ص218/7318،دلائل النبوۃ ابونعیم ص553/491 ،تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 3ص268/1345)۔

1136۔ عائشہ! میں نے رسول اکرم کو دیکھا کہ آپ نے علیؑ کو گلے سے لگایا، بوسہ دیا اور فرمایا، میرے ماں باپ قربان اس یکتا شہید پر جو تنہائی میں شہید کیا جائے گا۔(مسند ابویعلیٰ 4ص318/4558،تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 3ص285/1376، مناقب خوارزمی ص65/34،مناقب ابن شہر آشوب2ص220)۔

1137۔ امام علیؑ! رسول اکرم میرے ہاتھ کو پکڑے ہوئے مدینہ کی گلیوں میں چل رہے تھے کہ ہمارا گذرا ایک باغ کی طرف سے ہوا، میں نے عرض کی کہ حضور کس قدر حسین یہ باغ ہے؟

فرمایا، تمھارے لئے جنت میں اس سے بہتر ہے، پھر دوسرے باغ کو دیکھ کر میں نے پھر تعریف کی اور آپ نے پھر وہی فرمایا، یہاں تک کہ ہمارا گذر سات باغات کے پاس سے ہوا اور ہر مرتبہ میں نے بھی وہی کہا اور حضرت نے بھی وہی جواب دیا۔

یہاں تک کہ جب تنہائی کی منزل تک پہنچ گئے تو آپ نے مجھے گلے سے لگایا اور بیساختہ رونے لگے، میں نے عرض کی حضور! یہ رونے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا لوگوں کے دلوں میں کینے ہیں، جو میرے بعد ظاہر ہوں گے؟

میں نے عرض کی حضور! میرا دین سلامت رہے گا؟

فرمایا بیشک! (سنن ابویعلیٰ 1ص285/561،تاریخ بغداد 12ص398، مناقب خوارزمی ص65/35،تاریخ دمشق حالات امام علیؑ ص321/827،831، ایضاح ص454،فضائل الصحابہ ابن حنبل 2ص653/1109)۔

1138۔رسول اکرم ! میرا فرزند حسنؑ زہر سے شہید کیا جائے گا۔(کتاب سلیم بن قیس 2 ص 838 روایت عبداللہ بن جعفر، الخرائج والجرائح 3 ص 1143 / 55، عوالی اللئالی 1 ص 199 / 14)۔

1139۔ام سلمہ ! رسول اکرم ایک دن سونے کے لئے لیٹے اور پھر گھبرا کر اٹھ گئے۔

پھر لیٹ کر سو گئے پھر چونک کر اٹھ گئے، پھر تیسری مرتبہ ایسا ہی ہوا اور اب جو اٹھے تو آپ کے ہاتھوں میں ایک سرخ مٹی تھی جسے بوسہ دے رہے تھے، میں نے عرض کی حضور! یہ خاک کیسی ہے؟

فرمایا مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ میرا یہ حسینؑ سرزمین عراق پر قتل کیا جائے گا، میں نے جبریل سے کہا کہ مجھے وہ خاک دکھلا دو تو انھوں نے یہ مٹی دی ہے۔(مستدرک حاکم 4 ص 440 / 8202، المعجم الکبیر 3 ص 109 / 2821، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ ص 173 / 221، اعلام الوریٰ ص 43)۔

1140۔سحیم از انس بن حارث، میں نے رسول اکرم سے سنا ہے کہ میرا یہ فرزند سرزمین عراق پر قتل کیا جائے گا لہذا جو اس وقت تک رہے اس کا فرض ہے کہ اس کی نصرت کرے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انس بن حارث امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہو گئے۔(دلائل النبوۃ ابونعیم 554 / 493، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 239 / 283، اصابہ 1 ص 271 / 266، اسد الغابہ 1 ص 288 / 246، البدایۃ والنہایۃ 8 ص 199، مقتل الحسین خوارزمی 1 ص 159، ذخائر العقبیٰ ص 146)۔

1141۔انس بن مالک ! فرشتہ باران نے مالک سے اذن طلب کیا کہ رسول

اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب اذن مل گیا تو آپ نے ام سلمہ سے فرمایا کہ دیکھو دروازہ سے کوئی داخل نہ ہونے پائے، اتنے میں حسینؑ آگئے ام سلمہ نے روکا لیکن وہ داخل ہوگئے اور کبھی حضور کی پشت پر، کبھی کاندھوں پر کبھی گردون پر۔!

فرشتہ نے کہا یارسول اللہ! کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟

فرمایا بیشک، کہا لیکن اسے تو آپ کی امت قتل کردے گی اور آپ چاہیں تو میں وہ جگہ بھی دکھلا دوں؟

یہ کہہ کر ہاتھ مارا اور ایک سرخ مٹی لاکر دیدی، ام سلمہ نے آپ سے لے کر چادر میں رکھ لیا۔

اس روایت کے ایک راوی ثابت کا بیان ہے کہ وہ خاک کربلا کی خاک تھی۔(مسند ابن حنبل 4 ص 482 / 13539، المعجم الکبیر 3 ص 106 / 2813، مسند ابویعلیٰ 3 ص 370 / 3389، دلائل النبوۃ ابونعیم 553 / 492، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 168 / 217، مقتل الحسینؑ خوارزمی 1 ص 160، ذخائر العقبیٰ ص 146)۔

1142۔ ام سلمہ! ایک دن پیغمبر اسلام میرے گھر میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے فرمایا خبردار کوئی گھر میں آنے نہ پائے، میں دیکھتی رہی کہ اچانک حسینؑ داخل ہوگئے اور میں نے رسول اکرم کی صدائے گریہ سنی، اب جو دیکھا تو حسینؑ آپ کی گود میں تھے اور پیغمبر ان کی پیشانی کو پونچھ رہے تھے، میں نے عرض کی کہ مجھے نہیں معلوم ہوسکا کہ یہ کب آگئے، آپ نے فرمایا کہ جبریل یہاں حاضر تھے، انھوں نے پوچھا کیا آپ حسینؑ سے محبت کرتے ہیں؟

میں نے کہا بیشک!

جبرئیل نے کہا مگر آپ کی امت اسے کربلا نامی زمین پر قتل کردے گی اور انھوں نے یہ خاک بھی دکھلائی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب حسینؑ نرغہ میں گھر کر اس سرزمین پر پہنچے تو دریافت کیا کہ اس زمین کا نام کیا ہے؟

اور جب لوگوں نے کربلا بتایا تو فرمایا کہ خدا اور رسول نے سچ فرمایا ہے "یہ کرب وبلا کی زمین ہے"۔ (المعجم الکبیر 3 ص 108 / 2819)۔

1143۔ عبداللہ بن نجی نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت علیؑ کے ہمراہ سفر تھے اور طہارت کے منتظم تھے، جب صفین جاتے ہوئے آپ نینویٰ پہنچے تو آپ نے فرمایا ۔ عبداللہ صبر، ابو عبداللہ صبر!

میں نے عرض کی حضور یہ کیا ہے؟

فرمایا کہ میں ایک دن رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، میں نے عرض کی حضور خیر تو ہے کیا کسی نے اذیت دی ہے؟

فرمایا ابھی میرے پاس سے جبریل گئے ہیں اور یہ بتا کر گئے ہیں کہ میرا حسینؑ فرات کے کنارے شہید کیا جائے گا اور اگر آپ چاہیں تو میں وہ خاک دکھلا سکتا ہوں اور یہ کہہ کر ایک مٹھی خاک مجھے دی اور میں اسے دیکھ کر ضبط نہ کرسکا۔ (مسند احمد بن حنبل العقبیٰ ص 184 / 648، المعجم الکبیر 3 ص 105 / 2811، مسند ابویعلیٰ 1 ص 206 / 358، ذخائر العقبیٰ ص 148، مناقب کوفی 2 ص 253 / 19، الملاحم والفتن ص 104 باب 24، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ ص 165-171)

1144۔ محمد بن عمرو بن حسن! میں حسینؑ کے ساتھ نہر کربلا کے کنارہ تھا کہ آپ نے شمر کو دیکھ کر فرمایا کہ خدا اور رسول نے سچ فرمایا تھا جب رسول اکرم نے خبر دی تھی کہ میں

کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میرے اہلبیتؑ کے خون کو چاٹ رہا ہے، اور شمر مبروص تھا۔(الخصائص الکبریٰ السیوطی 2 ص 125)۔

1145۔امام علیؑ! رسول اکرم ہمارے گھر تشریف لے آئے تو ہم نے حلوہ تیار کیا اور ام سلمہ نے ایک کاسہ شیر، مکھن اور کھجور فراہم کیا، ہم سب نے مل کر کھایا، میں نے حضرت کا ہاتھ دھلایا، آپ نے روبقبلہ ہوکر دعا فرمائی اور پھر زمین کی طرف جھک کر بے ساختہ رونے لگے، ہم گھبرا گئے کہ کس طرح دریافت کریں اچانک حسینؑ آگئے اور بڑھ کر کہا کہ یہ آپ کیا کررہے ہیں؟

فرمایا آج تمھارے بارے میں وہ سنا ہے جو کبھی نہ سنایا گیا تھا۔

ابھی جبریل امین آئے تھے اور انھوں نے بتایا کہ تم سب قتل کئے جاؤ گے اور سب کے مقتل بھی الگ الگ ہوں گے، میں نے تمھارے حق میں دعا کی اور میں اس خبر سے مخزون ہوگیا۔

حسینؑ نے عرض کی کہ جب سب الگ الگ ہوں گے تو ہماری قبر کی زیارت اور نگرانی کون کرے گا؟

فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہوگا جو میرے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہے گا اور جب روز قیامت ہوگا اس گروہ کو دیکھ کر اس کا بازو تھام کر اسے ہول و مصیبت محشور سے نجات دلاؤں گا۔(مقتل الحسینؑ خوارزمی 2 ص 166 ، بشارۃ المصطفیٰ ص 195 روایت محمد بن الحسین از امام زین العابدینؑ، اعلام الوریٰ ص 44)۔

مظالم بر اہلبیتؑ

1146۔امام حسنؑ! امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ

مجھ سے میرے جدرسول اکرم نے فرمایا ہے کہ اسرار امامت کے ذمہ دار میرے اہلبیتؑ میں سے بارہ افراد ہوں گے اور سب قتل کئے جائیں گے یا انھیں زہر دیا جائیگا، (کفایۃ الاثر ص 160 روایت ہشام بن محمد)۔

1147۔ امام علیؑ! ...... یہاں تک کہ جب پروردگار نے اپنے رسول کو بلالیا تو ایک قوم الٹے پاؤں پلٹ گئی اور انھیں مختلف راستوں نے ہلاک کردیا اور انھوں نے اندرونی جذبات پر اعتماد کیا اور غیر قرابتدار کے ساتھ تعلق پیدا کیا اور جس سے مودت کا حکم دیا گیا تھا اسے نظر انداز کردیا، عمارت کو جڑ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ تعمیر کردیا، یہ لوگ ہر غلط بات کا معدن تھے اور ہر ہلاکت میں پڑ جانے والے کے دروازہ تھے۔ (نہج البلاغہ خطبہ 150)۔

1148۔ منہال بن عمرو! معاویہ نے امام حسنؑ سے مطالبہ کیا کہ منبر پر جاکر اپنا نسب بیان کریں، آپ نے منبر پر جاکر حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا۔

" قریش سارے عرب پر فخر کرتے ہیں کہ محمد ان میں سے ہیں اور عرب عجم پر فخر کرتے ہیں کہ محمد ان میں سے ہیں اور عجم بھی عرب کا احترام کرتے ہیں کہ محمد ان میں سے ہیں لیکن افسوس کہ سب دوسروں سے ہمارے حق کا مطالبہ کررہے ہیں اور خود ہمارا حق نہیں دے رہے ہیں۔ (مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 12)۔

1149۔ حبیب بن یسار! امام حسینؑ کی شہادت کے بعد زید بن ارقم دروازہ مسجد پر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ تم لوگوں نے یہ کام کیا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خود رسول اکرم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں تم دونوں (حسنؑ وحسینؑ) اور صالح المومنین کو خدا کے حوالہ کررہا ہوں۔

لوگوں نے ابن زیاد سے کہا کہ زید بن ارقم یہ حدیث بیان کررہے ہیں؟ اس نے

کہا کہ بوڑھے ہو گئے ہیں اور عقل چلی گئی ہے۔(المعجم الکبیر 5 ص 185 / 5037 امالی طوسی (ر) ص 252 / 450، شرح الاخبار 3 ص 170 / 1116۔1117)۔

1150۔ یعقوبی جناب فاطمہ ؑ کی وفات کے ذیل میں بیان کرتا ہے کہ زنان قریش اور ازواج پیغمبر آپ کے پاس آئیں اور مزاج دریافت کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں تمھاری دنیا سے بیزار ہوں اور تمھارے فراق سے خوش ہوں، میں خدا و رسول سے ملاقات کروں گی اس حال میں کہ تمھاری طرف سے رنج و غم لے کر جا رہی ہوں، میرے حق کا تحفظ نہیں کیا گیا اور میرے ذمہ کی رعایت نہیں کی گئی، نہ وصیت پیغمبر کو قبول کیا گیا ہے اور نہ ہماری حرمت کو پہنچانا گیا ہے۔(تاریخ یعقوبی 2 ص 115)۔

1151۔ امام حسین ؑ جب جناب فاطمہ ؑ کا انتقال ہوا اور امیر المومنین ؑ نے خاموشی سے انھیں دفن کر کے نشانِ قبر کو مٹا دیا تو مڑ کر قبر رسول کو دیکھا اور آواز دی "سلام ہو آپ پر اے خدا کے رسول، میرا اور آپ کی اس دختر کا جو آپ کے پاس آرہی ہے اور آپ سے ملاقات کے لئے تہہ خاک آرام کر رہی ہے پروردگار نے بہت جلد اسے آپ سے ملا دیا، لیکن اب میرا صبر بہت دشوار ہے اور میری قوت برداشت ساتھ چھوڑ رہی ہے، میں صرف آپ کے فراق کو دیکھ کر دل کو تسلی دے رہا ہوں کہ میں نے آپ کو بھی سپرد خاک کیا ہے اور آپ نے میرے سینہ پر سر رکھ کر دنیا کو خیر باد کہا ہے۔ اِنَّا للّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ لیجئے آپ کی امانت واپس ہو گئی اور فاطمہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئیں۔ اب یہ آسان و زمین کس قدر بڑے نظر آرہے ہیں یا رسول اللہ! اب میرا حزن و ملال دائمی ہے اور میری راتیں صرف بیداری میں گذریں گی، یہ رنج میرے دل سے جانے والا نہیں ہے جب تک میں بھی آپ کے گھر نہ آجاؤں بڑا دردناک غم ہے اور بڑا دل دکھانے والا درد ہے، کتنی جلدی ہم میں جدائی

ہوگئی، اب اللہ ہی سے اس کی فریاد ہے، عنقریب آپ کی بیٹی بیان کرے گا کہ آپ کی امت نے اس کا حق مارنے پر کس طرح اتفاق کرلیا تھا، آپ اس سے دریافت کریں اور مکمل حالات معلوم کرلیں، کتنے ہی ایسے رنجیدہ دستم رسیدہ ہیں جن کے پاس عرض حال کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے، عنقریب فاطمہؑ سب بیان کریں گی اور خدا فیصلہ کرے گا کہ وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

یہ الوداع کہنے والے کا سلام ہے جو نہ رنجیدہ ہے اور نہ بیزار، اب اگر آپ سے رخصت ہورہا ہے تو کسی ملال کی بنا پر نہیں ہے اور اگر یہیں رہ جاؤں تو یہ صابرین سے ہونے والے وعدہ سے بدظنی کی بنا پر نہیں ہے۔(کافی 1 ص 459 / 3، امالی مفید (ر) ص 281 / 7، امالی طوسی (ر) 109 / 166 ، بشارۃ المصطفیٰ ص 258 روایت علی بن محمد الہرمزانی، نہج البلاغہ خطبہ نمبر 202)۔

1152۔عبدالرحمان بن ابی نعم! ایک مرد عراقی نے عبداللہ بن عمر سے سوال کیا کہ اگر کپڑے میں مچھر کا خون لگ جائے تو کیا کرنا ہوگا؟ تو ابن عمر نے کہا کہ ذرا اس شخص کو دیکھو یہ مچھر کے خون کے بارے میں دریافت کررہا ہے جبکہ ان عراقیوں نے فرزند رسول کا خون بہادیا ہے جس کے بارے میں میں نے خود رسول اکرم سے سنا ہے کہ حسنؑ و حسینؑ اس دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔(سنن ترمذی 5 ص 657 / 3770، مسند ابن حنبل 2 ص 405 / 5679، ص 452 / 5947 ، الادب المفرد 38 / 85 ، المعجم الکبیر 3 ص 127 / 2884، ذخائر العقبیٰ ص 124 ، مسند ابویعلیٰ 5 ص 287 / 5713، اسد الغابہ ص 2 / 26، امالی صدوق 123 / 12، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 75، صحیح بخاری 3 ص 371 / 3543، خصائص نسائی ص 259 / 144، الادب المفرد 259 / 144، انساب الاشراف

3 ص 227 / 85، حلیۃ الاولیاء 5 ص 70، تاریخ دمشق حالات امام حسینؑ 36 / 58، 60)۔

1153۔ منہال بن عمرو! میں امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کرکے مزاج دریافت کیا تو فرمایا کہ تم شیعہ ہو کہ ہمارے صبح وشام سے باخبر نہیں ہو؟ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم آل فرعون کے درمیان بنیٔ اسرائیل کی مثال ہیں کہ ان کے بچوں کو ذبح کیا جا رہا تھا اور عورتوں کو زندہ چھوڑ دیا جاتا تھا اور آج یہ عالم ہے کہ رسول اکرم کے بعد بہترین خلائق کو منبروں سے گالیاں دی جا رہی ہیں اور ان کے سب وشتم پر اموال عطا کئے جا رہے ہیں، ہمارے چاہنے والوں کے حقوق اس محبت کے جرم میں پامال کئے جا رہے ہیں اور صورت حال یہ ہے کہ سارے عرب کے درمیان قریش کا احترام ہو رہا ہے کہ پیغمبر ان میں سے ہیں اور اس طرح لوگوں سے ہمارا حق لیا جا رہا ہے اور ہمیں ہمارا حق نہیں دیا جا رہا ہے آؤ، آؤ دیکھو یہ ہیں ہمارے صبح وشام (جامع الاخبار 238 / 607، تفسیر قمی 1 ص 134 روایت عاصم بن حمید عن الصادقؑ، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 169، مشیر الاحزان ص 105)۔

1154۔ امام باقرؑ! جو شخص بھی ہمارے اوپر ہونے والے ظلم، ہمارے حق کی پامالی اور ہماری پریشانیوں کو نہ پہچانے وہ بھی ان لوگوں کا شریک ہے جنھوں نے ہمارے اوپر ظلم ڈھائے ہیں۔ (ثواب الاعمال ص 248 / 6 روایت جابر)۔

1155۔ منہال بن عمرو! میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں تھا کہ ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے سلام کرکے مزاج دریافت کیا؟ فرمایا کہ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ تم ہمارے حالات کا اندازہ کرسکو جب کہ ہماری مثال امت میں بنیٔ اسرائیل جیسی ہے جن کے بچے ذبح

کردیے جاتے تھے اور بچیوں کو زندہ چھوڑ دیا جاتا تھا اور یہی حال اب ہمارا ہے کہ ہمارے بچوں کو ذبح کر دیا جاتا ہے اور بچیوں کو زندہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ عرب نے عجم پر برتری کا اظہار کیا اور جب انھوں نے دلیل پوچھی تو کہا کہ محمد عرب تھے اور سب نے تسلیم کرلیا، اس کے بعد قریش نے عرب پر اپنی فضیلت کا اظہار کیا اور انھوں نے بھی یہی دلیل بیان کی کہ محمد ہم میں سے تھے اور سب نے مان لیا، تو اگر بات یہی ہے تو گویا ہمارا سب پر احسان ہے کہ ہم رسول اکرم کی ذریّت اور ان کے اہلبیتؑ ہیں اور اس میں ہمارا کوئی شریک نہیں ہے۔

یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ خدا کی قسم میں تو آپ اہلبیتؑ سے محبت کرتا ہوں، فرمایا اگر ایسا ہے تو بلاء کی چادر اختیار کرلو کہ بلاء کی رفتار ہماری اور ہمارے چاہنے والوں کی طرف وادی کے سیلاب سے زیادہ تیز تر ہے، بلائیں پہلے ہم پر نازل ہوتی ہیں اور اس کے بعد تم پر اور سکون وآرام کا آغاز بھی پہلے ہم سے ہوگا، اس کے بعد تم کو حاصل ہوگا۔ (امالی طوسی (ر) 154 / 255، بشارۃ المصطفیٰ ص 89)۔

1156۔ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں رقمطراز ہیں کہ حضرت ابوجعفر محمد بن علیؑ نے بعض اصحاب سے فرمایا کہ تمھیں اندازہ ہے کہ قریش نے ہم پر کس طرح ظلم اور ہجوم کیا ہے اور ہمارے شیعوں اور دوستوں نے کس قدر مظالم کا سامنا کیا ہے؟ رسول اکرم یہ فرما کر دنیا سے گئے تھے کہ ہم تمام لوگوں سے اولیٰ ہیں لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام قریش نے ہمارے خلاف اتفاق کرلیا اور خلافت کو اس کے مرکز سے جدا کر دیا، ہمارے حق اور ہماری محبت کے ذریعہ انصار کے سامنے استدلال کیا اور پھر خود ہی قبضہ کرلیا اور ایک دوسرے کے حوالہ کرتا رہا یہاںتک کہ جب خلافت پلٹ کر ہمارے گھر آئی تو قریش نے بیعت کرتوڑ کر

جنگ کا بازار گرم کردیا اور صاحب امر انھیں مصائب کا سامنا کرتے کرتے شہید کردیا گیا۔

اس کے بعد امام حسنؑ کی بیعت کی گئی اور ان سے عہد کیا گیا لیکن ان سے بھی غداری کی گئی اور انھیں بھی تنہا چھوڑ دیا گیا، یہاں تک کہ عراق والوں نے حملہ کرکے خنجر سے ان کے پہلو کو زخمی کردیا اور ان کا سارا سامان لوٹ لیا اور گھر کی کنیزوں کے زیورات تک لے لئے، جس کے نتیجہ میں آپ نے معاویہ سے صلح کرلی تاکہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی زندگی کا تحفظ کرسکیں جو کہ تعداد میں انتہائی قلیل تھے۔

اس کے بعد ہم اہلبیتؑ کو مسلسل حقیر وذلیل بنایا جاتا رہا، ہمیں وطن سے نکالا گیا اور مبتلائے مصائب کیا گیا، نہ ہماری زندگی محفوظ رہی اور نہ ہمارے چاہنے والوں کی زندگی۔! جھوٹ بولنے والے اور ہمارے حق کا انکار کرنے والے اپنے کذب وانکار کی وجہ سے بلند ترین درجات حاصل کرتے رہے اور ہر مقام پر حکام ظلم کے یہاں تقرب حاصل کرتے رہے، جھوٹی حدیثیں تیار کیں اور ہماری طرف سے وہ باتیں نقل کیں جو نہ ہم نے کہی تھیں اور نہ کی تھیں تاکہ لوگوں کو ہم سے متنفر اور بیزار بناسکیں۔

یہ کام زیادہ تیزی سے معاویہ کے دور حکومت میں امام حسنؑ کی شہادت کے بعد ہوا اور ہمارے شیعوں کا ہر مقام پر قتل عام ہوا، ان کے ہاتھ پاؤں تہمتوں کی بنا پر کاٹ دیئے گئے اور جو بھی ہماری محبت کا نام لیتا تھا اسے گرفتار کرلیا جاتا ہے اور اس کے اموال کو لوٹ کر گھر کو گرادیا جاتا تھا۔

اس کے بعد بلاؤں میں اور اضافہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ عبید اللہ بن زیاد کا دور آیا اور پھر حجاج کے ہاتھ میں حکومت آئی جس نے طرح طرح سے قتل کیا اور تہمتوں پر زندانوں کے حوالہ کردیا اور حالت یہ ہوگئی کہ کسی بھی انسان کے لئے زندیق اور کافر کہا جانا شیعہ علیؑ کہے

جانے سے زیادہ بہتر اور محبوب عمل تھا۔(شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید 11 ص 43)۔

1157۔حمزہ بن حمران! میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے عرض کی کوفہ سے! آپ نے گریہ شروع کردیا یہاں تک کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی، میں نے عرض کی فرزند رسولؐ! اس قدر گریہ کا سبب کیا ہے؟

فرمایا مجھے میرے چچا زید اور ان کے ساتھ ہونے والے مظالم یاد آگئے۔

میں نے عرض کی کہ وہ کیا مظالم یاد آگئے؟

فرمایا کہ ان کی شہادت کا وہ منظر یاد آگیا جب ان کی پیشانی میں تیر پیوست ہوگیا اور بیٹا آکر باپ سے لپٹ گیا کہ بابا مبارک ہو، آپ اس شان سے رسول اکرم، حضرت علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ فرمایا بیشک۔

اس کے بعد یحیٰ نے لوہار کو بلاکر پیشانی سے تیر نکلوایا اور جناب زید کی روح جسم سے پرواز کرگئی اور یحییٰ نے لاش کو ایک نہر کے کنارہ سپرد لحد کرکے اس پر نہر کا پانی جاری کردیا تاکہ کسی کو اطلاع نہ ہونے پائے لیکن ایک سندی غلام نے یہ منظر دیکھ لیا اور یوسف بن عمر کو اطلاع کردی اور اس نے لاش کو قبر سے نکلوا کر سولی پر لٹکادیا اور اس کے بعد نذر آتش کرکے خاکستر کو ہوا میں اڑادیا، خدا ان کے قاتل اور انھیں تنہا چھوڑ دینے والوں پر لعنت کرے۔

ہم تو ان مصائب کی فریاد خدا کی بارگاہ میں کرتے ہیں جہاں اولاد رسول کو مرنے کے بعد بھی نشانہ ستم بنایا گیا اور پھر پروردگار ہی سے دشمنوں کے مقابلہ میں طالب امداد ہیں کہ وہی بہترین مدد کرنے والا ہے۔(امالی صدوق (ر) 321 / 3، امالی طوسی (ر) 434 /

973)۔

1158۔ محمد بن الحسن، محمد بن ابراہیم کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ اولاد حسنؑ میں بعض افراد کو منصور کے سامنے لایا گیا تو اس نے محمد بن ابراہیم کو دیکھ کر کہا کہ تم ہی دیباج اصغر کہے جاتے ہو؟ فرمایا بیشک۔

اس نے کہا کہ خدا کی قسم تمھیں اس طرح قتل کروں گا جس طرح ابتک کسی کو قتل نہیں کیا ہے...... اور یہ کہہ کر ایک کھوکھلے ستون کے اندر کھڑا کر کے ستوں کو بند کرا دیا اور وہ زندہ دفن کر دئے گئے۔ (تاریخ طبری 7 ص546، مقاتل الطالبیین ص181)۔

1159۔ محمد بن اسماعیل! میں نے اپنے جد موسیٰ بن عبداللہ سے سنا ہے کہ ہمیں ایسے اندھیرے قید خانہ میں رکھا گیا تھا کہ اوقات نماز کا اندازہ بھی علی بن الحسن بن الحسن بن الحسنؑ کی قرآن کے پاروں کی تلاوت سے کیا جاتا تھا۔ (مقاتل الطالبیین ص176)۔

1160۔ موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ! علی بن الحسن کا انتقال منصور کے قید خانہ میں حالت سجدہ میں ہوا ہے جب عبداللہ نے کہا کہ میرے بھتیجے کو جگاؤ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ میں نیند آ گئی ہے اور لوگوں نے حرکت دی تو معلوم ہوا کہ روح جسم سے جدا ہو چکی ہے اور عبداللہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ اللہ تم سے راضی رہے، میرے علم کے مطابق تمھیں اس طرح کی موت کا خوف تھا۔ (مقاتل الطابیین ص176)۔

1161۔ محمد بن المنصور نے یحيی بن الحسین بن زید کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ میں اپنے چچا عیسیٰ بن زید کو دیکھنا چاہتا ہوں کہ میرے جیسے انسان کے لئے یہ بڑا عیب ہے کہ اپنے ایسے محترم بزرگ سے ملاقات نہ کرے تو انھوں نے ٹال دیا

اور ایک مدت تک یہ کہہ کر ٹالتے رہے کہ مجھے یہ خوف ہے کہ انھیں یہ ملاقات گراں گذرے اور اس کے زیر اثر وہ جگہ چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں جہاں ان کا قیام ہے۔

لیکن میں برابر اصرار کرتا رہا اور اپنے اشتیاق کا اظہار کرتا رہا یہاں تک کہ وہ راضی ہو گئے اور مجھے تیار کر کے کوفہ روانہ کر دیا اور فرمایا کہ کوفہ پہنچ کر نبی حیؑ کے مکانات دریافت کرنا اور وہاں فلاں کوچہ میں جا کر دیکھنا کہ درمیان کوچہ ان صفات کا ایک گھر نظر آئے گا مگر تم اس گھر کے پاس نہ ٹھہرنا بلکہ دور جا کر کھڑے ہو جانا، عنقریب تم دیکھو گے کہ مغرب کے وقت ایک ضعیف آدمی آرہا ہے اور اس کا چہرہ چمک رہا ہے، پیشانی پر سجدہ کا نشان ہے اور ایک اونی کرتا پہنے ہوئے ایک اونٹ پر سقائی کا کام انجام دے رہا ہے اور جب بھی کوئی قدم اٹھاتا ہے برابر ذکر خدا کرتا رہتا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، تم یہ دیکھ کر سلام کرنا اور معانقہ کرنا۔

وہ تم سے گھبرائیں گے اور خوف زدہ ہوں گے لیکن تم فوراً اپنا شجرۂ نسب بیان کر دینا، انھیں یہ سن کر سکون ہوگا اور تم سے تا دیر گفتگو کرتے رہیں گے اور ہم لوگوں کے بارے میں تفصیلات دریافت کریں گے اور اپنے حالات بتائیں گے لیکن تم ان کے پاس زیادہ دیر نہ ٹھہرنا اور نہ لمبی گفتگو کرنا بلکہ فوراً خدا حافظ کہہ دینا کہ وہ تم سے معذرت کریں گے کہ آئندہ ملاقات کے لئے نہ آنا اور تم اس کے مطابق عمل کرنا ورنہ وہ تم سے چھپ جائیں گے اور گھبرا کر جگہ بدلنے پر مجبور ہو جائیں گے جو ان کے لئے باعث مشقت عمل ہوگا۔

میں اپنے دل میں یہ عزم لے کر روانہ ہوا کوفہ پہنچ کر عصر کے بعد بنیؑ کے علاقہ میں گیا اور گلی کے کنارہ دروازہ کو پہچان کر دور بیٹھ گیا کہ غروب کے بعد ایک اونٹ ہنکانے والے کو دیکھا جس میں بابا کے بیان کردہ تمام صفات موجود تھے اور ہر قدم پر مسلسل ذکر خدا کر رہا

تھااورآنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے۔

میں نے اٹھ کر معانقہ کیا، وہ خوفزدہ ہوگئے، میں نے کہا کہ چچا میں یحییٰ بن الحسین بن زید، آپ کا بھتیجا ہوں۔

انھوں نے کلیجہ سے لگالیا اور رونے لگے اور اس قدر روئے جیسے ہلاک ہوجائیں گے،اس کے بعد اونٹ کو بٹھادیا اور میرے پاس بیٹھ کر ایک ایک فرد خاندان مرد،عورت، بچہ کے بارے میں دریافت کرنے لگے، میں نے سب کا حال بتایا تو انھوں نے فرمایا کہ فرزند! میں اسی اونٹ پر سقائی کا کام کررہا ہوں،جس قدر اجرت ملتی ہے،اونٹ کا کرایہ دے کر باقی سے بچوں کی پرورش کرتا ہوں اور اگر کسی دن کچھ نہیں بچتا ہے تو آبادی کے باہر جاکر جو سبزی و غیرہ لوگ پھینک دیتے ہیں،اس کو اٹھا کر کھالیتا ہوں۔

میں نے یہیں ایک شخص کی لڑکی سے شادی کی ہے لیکن اسے نہیں معلوم ہے کہ میں کون ہوں اور اس سے ایک بیٹی بھی پیدا ہوچکی ہے جو اب بلوغ کی منزل میں ہے لیکن اسے بھی نہیں معلوم کہ میں کون ہوں؟

ایک مرتبہ اس کی ماں نے کہا کہ محلہ کے فلاں سقاء کے بیٹے نے پیغام دیا ہے لہذا اس بچی کا عقد کردیجئے،اس کے حالات ہم لوگوں سے بہتر ہیں اور پھر اصرار بھی کیا لیکن میں نہ بتاسکا کہ یہ بات ہمارے لئے جائز نہیں ہے اور وہ ہمارا کفو نہیں ہے، وہ برابر اصرار کرتی رہی اور میں خدا سے دعا کرتا رہا کہ اس مشکل سے نجات دلادے کہ اتفاقاً اس بچی کا انتقال ہوگیا اور آج مجھے اس سے زیادہ کسی امر کا صدمہ نہیں ہے کہ اسے رسول اکرم سے اپنی قرابت کا علم بھی نہ ہوسکا۔

اس کے بعد مجھے قسم دلائی کہ میں واپس چلا جاؤں اور دوبارہ پھر ان کے پاس نہ

جاؤں اور یہ کہہ کر مجھے رخصت کر دیا، اس کے بعد جب بھی میں انھیں دیکھنے اس جگہ پر گیا وہ نظر نہیں آئے اور یہی میری آخری ملاقات تھی۔ (مقاتل الطالبین ص345)۔

واضح رہے کہ اسلام میں کفو ہونے کے لئے اتحاد حیثیت و مذہب ضروری ہے اور جہت ممکن ہے کہ وہ بچہ سقا اہلبیتؑ کے مسلک پر نہ رہا ہو یا اس میں کوئی ایسا نقص رہا ہو جو اس بچی کے کفو بننے سے مانع رہا ہو ورنہ اس بچی کی ماں بھی خاندان اہلبیتؑ سے نہیں تھی۔!

1162۔ منذر بن جعفر العبدی نے اپنے والد کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں صالح بن حیؒ کے دونوں فرزند حسن اور علیؑ، عبدربہ بن علقمہ اور جناب بن نسطاس سب عیسٰی بن زید کے ہمراہ حج کے سفر پر نکلے اور عیسٰی جمالوں کے لباس میں تقیہ کی زندگی گذار رہے تھے، ایک رات ہم لوگ مکہ میں مسجد الحرام میں جمع ہوئے تو عیسٰی بن زید اور حسن بن صالح نے سیرت کے مسائل پر گفتگو شروع کر دی اور ایک مسئلہ میں دونوں میں اختلاف ہوگیا، دوسرے دن عبدربہ بن علقمہ آئے تو کہا کہ تمھارا مسئلہ حل ہوگیا ہے سفیان ثوری آگئے ہیں ان سے دریافت کرلو، چنانچہ اٹھ کر مسجد میں ان کے پاس آئے اور سلام کرکے مسئلہ دریافت کیا تو سفیان نے کہا کہ اس کا جواب میرے بس سے باہر ہے کہ اس کا تعلق سلطان وقت سے ہے۔

حسن نے انھیں متوجہ کیا کہ یہ سوال کرنے والے عیسٰی بن زید ہیں، انھوں نے جناب بن نسطاس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا اور انھوں نے بھی تصدیق کردی کہ یہ عیسٰی بن زید ہیں تو سفیان ثوری نے انھیں سینہ سے لگالیا اور بے تحاشہ رونا شروع کر دیا اور آخر میں اپنے انداز جواب کی معذرت کی اور روتے روتے مسئلہ کا جواب دیدیا اور پھر ہم

لوگوں کی طرف رخ کرکے فرمایا کہ اولاد فاطمہ سے محبت اوران کے مصائب پرگریہ ہراس انسان کیلئے لازم ہےجس کے دل میں ذرہ برابرایمان پایا جاتا ہے،اوراس کے بعد پھرعیسی بن زید سے کہا کہ جاؤاپنے کوان ظالموں سے پوشیدہ کروکہیں تم پرکوئی مصیبت نازل نہ ہوجائے،یہ سن کرہم لوگ اٹھ گئے اورسب متفرق ہوگئے۔(مقاتل الطالبیین ص351)۔

1163۔علی بن جعفرالاحمر! مجھ سے میرے والدنے بیان کیا کہ ہم لوگ (میں، عیسٰی بن زید،حسن بن صالح،علی بن صالح بن حیّ ،اسرائیل بن یونس،بن ابی اسحاق،جناب بن نسطاس)زیدیوں کی ایک جماعت کے ساتھ کوفہ میں ایک گھرمیں جمع ہوتے تھے کہ کسی شخص نے مہدی کے یہاں جاسوسی کردی اوراس نے کوفہ کے عامل کو پیغام بھیج دیا کہ ہماری کڑی نگرانی کی جائے اوراگرایسے کسی اجتماع کی اطلاع ملےتوسب کوگرفتارکرکے میرے پاس بھیج دیاجائے۔

ایک رات ہم لوگ سب جمع تھے کہ عامل کوفہ کوخبرہوگئی اوراس نے ہمارے اوپر حملہ کردیااورقوم نے یہ محسوس کرتے ہی چھت سے چھلانگ لگادی اورمیرے علاوہ سب فرار کرگئے،ظالموں نے مجھے گرفتارکرکے مہدی کے پاس بھیجدیا،میں اس کے سامنے پیش کیا گیا،اس نے مجھے دیکھتے ہی حرام زادہ کہہ کرخطاب کیااورکہا کہ توعیسٰی بن زید کے ساتھ اجتماع کرتاہےاورانھیں میرے خلاف اقدام پرآمادہ کرتا ہے۔

میں نے کہامہدی! تجھے خداسے شرم نہیں آتی ہےاورنہ اس کا خوف ہے،توشریف زادیوں کی اولادکوحرام زادہ کہتاہےاوران پرتہمت زنالگاتا ہے جبکہ تیرافرض تھا کہ تیرے سامنے کوئی جاہل اوراحمق اس طرح کےکلمات استعمال کرےتواسے منع کرے۔

اس نے دوبارہ وہی گالی دی اوراب اٹھ کرمجھے زمین پرپٹک دیااورہاتھ پاؤں

سے گھونسہ لات کرنے لگا اور گالیاں دینے لگا میں نے کہا کہ واقعا بہت بہادر آدمی ہے کہ مجھ جیسے بوڑھے کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کرتا ہے جس میں اپنے دفاع کی بھی طاقت نہیں ہے۔

اس نے مجھے قید خانہ میں ڈال دیا اور سختی کرنے کا حکم دیدیا، مجھے زنجیروں میں جکڑ کر قید کردیا گیا اور میں برسوں قید خانہ میں رہا، یہاں تک کہ جب اسے اطلاع ملی کہ عیسیٰ بن زید کا انتقال ہوگیا ہے تو مجھے طلب کیا اور کہنے لگا کہ تو ہے کون؟

میں نے کہا کہ مسلمان ہوں۔

اس نے کہا اعرابی؟

میں نے کہا نہیں

اس نے کہا پھر کیا ہے؟

میں نے کہا کہ میرا باپ کوفہ کے کسی شخص کا غلام تھا، اس نے اسے آزاد کردیا تھا۔

کہا کہ عیسیٰ بن زید مر گئے!

میں نے کہا کہ یہ عظیم ترین مصیبت ہے، اللہ ان پر رحمت نازل کرے، واقعاً بڑے عابد، زاہد، اطاعت خدا میں زحمت برداشت کرنے والے اور اس راہ میں انتہائی نڈر تھے۔

اس نے کہا کہ کیا تمھیں ان کی وفات کا علم نہیں تھا؟

میں نے کہا کہ معلوم ہے۔

کہا کہ پھر مجھے مبارکباد کیوں نہیں دی؟

میں نے کہا کہ میں ایسی بات کی مبارکباد کس طرح دیتا کہ اگر رسول اکرم زندہ

ہوتے تو ہرگز اس بات کو پسند نہ کرتے وہ تادیر سر جھکائے خاموش رہا اور پھر کہنے لگا کہ تمھارے جس میں سزا کی طاقت نہیں ہے اور میں کوئی ایسی سزا دینا نہیں چاہتا جس سے تم مرجاؤ اور اللہ نے مجھے میرے دشمن عیسیٰ بن زید سے بچالیا ہے لہذا جاؤ یہاں سے چلے جاؤ لیکن خدا تمھارا نگہبان نہ ہوگا۔

اور یاد رکھو کہ اگر مجھے اطلاع ملی کہ تم نے پھر وہی کام شروع کردیا ہے تو خدا کی قسم تمھاری گردن اڑا دوں گا۔

میں یہ سن کر کوفہ چلا آیا اور مہدی نے ربیع سے کہا کہ دیکھتے ہو یہ شخص کس قدر بے خوف اور باہمت ہے۔ خدا کی قسم صاحبان بصیرت ایسے ہی ہوتے ہیں۔ (مقاتل الطالبیین ص 352)۔ 1164۔ امام کاظمؑ! دعا کرتے ہیں ...... خدایا پیغمبر اسلام کے اہلبیتؑ پر رحمت نازل فرما جو ہدایت کے امام، اندھیروں کے چراغ، مخلوقات پر تیرے امین، بندوں میں تیرے مخلص، زمین پر تیری حجّت، شہروں میں تیرے منارۂ ہدایت، بلاؤں میں صبر کرنے والے، رضاؤں کے طلب کرنے والے، وعدہ کو وفا کرنے والے، عبادتوں میں شک یا انکار نہ کرنے والے، تیرے اولیاء اور تیرے اولیاء کی اولاد، تیرے علم کے خزانہ دار، جنھیں تو نے ہدایت کی کلید، اندھیروں کا چراغ قرار دیا ہے، تیری صلوات ورحمت ورضا انھیں کے لئے ہے۔

خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما ...... اور اپنے بندوں میں منارۂ ہدایت، اپنی ذات کی طرف دعوت دینے والے تیرے امر کے ساتھ قیام کرنے والے اور تیرے رسول کا پیغام پہنچانے والے پر بھی، اور خدایا جب اسے ظاہر کرنا تو اس کے وعدہ کو پورا کردینا اور اس کے اصحاب وانصار کو جمع کردینا اور اس کے مددگاروں کو طاقت عطا فرمانا اور اسے آخری منزل

امید تک پہنچا دینا اور اس کے سوالات کو عطا کر دینا اور اس کے ذریعہ محمد وآل محمد کے حالات کی اصلاح کر دینا اس ذلت، توہین اور مصائب کے بعد جو رسول اکرم کے بعد نازل ہوئی ہیں کہ انھیں قتل کیا گیا، وطن سے باہر نکالا گیا، خوفزدہ حالت میں منتشر کر دیا گیا، انھوں نے تیری رضا اور اطاعت کی خاطر اذیت اور تکذیب کا سامنا کیا اور تمام مصائب پر صبر کیا اور ہر حال میں راضی رہے اور تیری بارگاہ میں ہمیشہ سراپا تسلیم رہے۔

خدایا ان کے قائم کے ظہور میں تعجیل فرما، اس کی امداد فرما اور اس کے ذریعہ اس دین کی امداد فرما جس میں تغیر وتبدل پیدا کر دیا گیا ہے اور ان امور کو پھر سے زندہ کر دے جو مٹا دئے گئے ہیں اور نبی اکرم کے بعد بدل دئے گئے ہیں۔ (جمال الاسبوع ص186)۔

1165۔ ابوالصلت عبدالسلام بن صالح الہروی، میں نے امام رضاؑ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ خدا کی قسم ہم میں کا ہر شخص شہید کیا جانے والا ہے...... تو کسی نے دریافت کر لیا کہ آپ کو کون قتل کرے گا؟

فرمایا کہ میرے زمانہ کا بدترین انسان، جو مجھ کو زہر دے گا اور پھر بلا وغربت میں دفن کیا جاؤں گا۔ (الفقیہ 2 ص585 / 3192، امالی صدوق (ر) 61 / 8، عیون اخبار الرضاؑ 2 ص256 / 9، جامع الاخبار 93 / 150 روضۃ الواعظین ص257، مناقب ابن شہر آشوب 2 ص209)۔

1166۔ امام رضاؑ! خدا کا شکر ہے جس نے ہم میں اس کو محفوظ رکھا ہے جس کو لوگوں نے برباد کر دیا ہے اور اسے بلند رکھا ہے جسے لوگوں نے پست بنا دیا ہے، یہاں تک کہ ہمیں کفر کے منبروں پر اسی سال تک گالیاں دی گئیں، ہمارے فضائل کو چھپایا گیا،

ہمارے خلاف جھوٹ بولنے کے لئے اموال خرچ کئے گئے، مگر خدا نے یہی چاہا کہ ہمارا ذکر بلندر ہے اور ہمارے فضائل آشکار ہو جائیں، خدا کی قسم ایسا ہماری وجہ سے نہیں ہوا ہے، رسول اکرم اور ان کی قرابت کی برکت سے ہوا ہے کہ اب ہمارا مسئلہ اور ہماری روایات ہی ہمارے بعد پیغمبر کی بہترین دلیل ہوں گی۔ (عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 164 / 26 روایت محمد بن ابی الموج بن الحسین الرازی)۔

1167۔ امام عسکریؑ! بنی امیہ نے اپنی تلواریں ہماری گردنوں پر دو وجہوں سے چلائی ہیں۔

ایک یہ کہ انھیں معلوم تھا کہ خلافت میں ان کا کوئی حق نہیں ہے اور ہم نے دعویٰ کر دیا اور وہ اپنے مرکز تک پہنچ گئی تو ان کا کیا ہوگا۔

اور دوسرے یہ کہ انھوں نے متواتر اخبار سے یہ معلوم کر لیا تھا کہ ہمارے قائم کے ذریعہ ظالموں اور جابروں کی حکومت کا خاتمہ ہونے والا ہے اور انھیں یقین تھا کہ وہ ظالم و جابر ہیں، چنانچہ انھوں نے کوشش کی کہ اہلبیتؑ رسول کو قتل کر دیا جائے، ان کی نسلوں کو فنا کر دیا جائے تا کہ اس طرح ان کا قائم دنیا میں نہ آنے پائے مگر پروردگار نے طے کر لیا کہ بغیر کسی اظہار وانکشاف کے اپنے نور کو مکمل کر دے گا چاہے یہ بات کفار کو کسی قدر نا گوار کیوں نہ ہو۔ (اثبات الہداۃ 3 ص 570 / 685 روایت عبداللہ بن الحسین بن سعید الکاتب)۔

1168۔ دعائے ندبہ، حضرت محمد و علیؑ کے گھرانہ کے پاکیزہ کردار افراد پر گریہ اور ندبہ کرنے والوں کو ندبہ کرنا چاہئے، ان کے غم میں آنسوؤں کو بہنا چاہئے، صدائے نالہ وشیون کو بلند ہونا چاہئے، آواز فریاد کو سنائی دینا چاہئے۔

کہاں ہیں حسنؑ؟

کہاں ہیں حسینؑ؟

کہاں ہیں اولاد حسینؑ؟

ایک کے بعد ایک نیک کردار اور ایک کے بعد ایک صداقت شعار،

کہاں ہیں ایک کے بعد ایک سبیل ہدایت اور ایک کے بعد ایک منتخب روزگار۔

کہاں ہیں طلوع کرنے والے سورج؟

اور کہاں ہیں چمکنے والے چاند؟

کہاں ہیں روشن ستارے؟

اور کہاں ہیں دین کے پرچم اور علم کے ستون؟

(بحارالانوار 102 / 107 نقل از مصباح الزائر (مخطوط) محمد بن علی بن ابی قرۃ از کتاب محمد بن الحسین بن سفیان البزوفری)۔

اس مقام پر تصریح کی گئی ہے کہ یہ دعا امام عصرؑ سے نقل کی گئی ہے اور اس کا چاروں عیدیوں میں پڑھنا مستحب ہے۔

عیدالفطر

عیدالاضحیٰ

عیدغدیر

روز جمعہ!

حکومت اہلبیتؑ

بشارات حکومت اہلبیتؑ

”ہم چاہتے ہیں کہ اپنے ان بندوں پر احسان کریں جنھیں اس زمین میں کمزور بنادیا گیا ہے اور انھیں قائدوامام بنا کر زمین کا وارث بنادیں“۔(سورہ قصص آیت 5)۔

”اس پروردگار نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب بنادے چاہے یہ بات مشرکین کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو“ (سورۂ صف آیت 9)۔

”پروردگار نے تم میں سے ایمان و کردار والوں سے وعدہ کیا ہے کہ انھیں روئے زمین پر اسی طرح اپنا جانشین بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے اور ان کے لئے اس دین کو غالب بنادے گا جسے ان کیلئے پسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کے خوف کو امن میں تبدیل کردے گا اور یہ سب ہماری عبادت کریں گے اور کسی شے کو ہمارا شریک نہ قرار دیں گے اور اگر کوئی شخص اس کے بعد بھی انکار کرے تو اس کا شمار فاسقین میں ہوگا“۔(سورۂ نور نمبر 55)۔

1169۔ رسول اکرم ! قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک میرے اہلبیتؑ میں سے ایک شخص حاکم نہ ہوجائے جس کا نام میرا نام ہوگا۔(مسند ابن حنبل 2 ص 10 / 3571 از عبداللہ بن مسعود)۔

1170۔ رسول اکرم ! یہ دنیا اس وقت تک فنا نہ ہوگی جب تک عرب کا حاکم میرے اہلبیتؑ میں سے وہ شخص نہ ہوجائے جس کا نام میرا نام ہوگا۔ (سنن ترمذی 4 ص 505 / 2230، سنن ابی داؤد 3 ص 107 / 4282، مسند ابن حنبل 2 ص 11 / 3573، المعجم الکبیر 10 ص 131 / 10208 ، الملاحم والفتن نمبر 148 ، بشارۃ المصطفیٰ ص 281)۔

1171۔ ابو لیلیٰ ! رسول اکرم نے علیؑ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ جنّت میں ہوگے اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والوں میں...... میں، تم، حسنؑ حسینؑ اور فاطمہؑ ہوں گے۔

یا علیؑ ! ان کینوں سے ہوشیار رہنا جو لوگوں کے دلوں میں چھپے ہوئے ہیں اور ان کا اظہار میری موت کے بعد ہوگا، یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا کی بھی لعنت ہے اور تمام لعنت کرنے والوں کی بھی لعنت ہے۔

یہ کہہ کر آپ نے گریہ فرمایا......اور فرمایا کہ جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ لوگ علیؑ پر ظلم کریں گے اور یہ سلسلہ ظلم قیام قائمؑ تک جاری رہیگا اس کے بعد ان کا کلمہ بلند ہوگا اور لوگ ان کی محبت پر جمع ہوجائیں گے اور دشمن بہت کم رہ جائیں گے اور انھیں برا سمجھنے والے ذلیل ہوجائیں گے اور ان کی مدح کرنے والوں کی کثرت ہوگی اور یہ سب اس وقت ہوگا جب زمانہ کے حالات بالکل بدل جائیں گے، بندگان خدا کمزور ہوجائیں گے لوگ راحت وآرام سے مایوس ہوجائیں گے اور پھر ہمارا قائم مہدی قیام کرے گا ایک ایسی قوم کے ساتھ جن کے ذریعہ پروردگار حق کو غالب بنادے گا، باطل کی آگ کو ان کی تلوار کے پانی سے بجھادے گا اور لوگ رغبت یا خوف سے بہر حال ان کا اتباع کرنے لگیں گے۔

اس کے بعد فرمایا، ایہا الناس! کشائش حال کی خوشخبری مبارک ہو کہ اللہ کا وعدہ بہر حال سچا ہے، وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ہے اور اس کا فیصلہ رد نہیں ہوسکتا ہے، وہ حکیم بھی ہے اور خبیر بھی ہے اور خدا کی فتح بہت جلد آنے والی ہے۔

خدایا یہ سب میرے اہل ہیں، ان سے رجس کو دور رکھنا اور انھیں پاک و پاکیزہ رکھنا، خدایا ان کی حفاظت ورعایت فرمانا اور توان کا ہوجانا اوران کی مدد کرنا، انھیں عزت دینا اور ذلت سے دوچار نہ ہونے دینا اور مجھے انھیں کے ذریعہ باقی رکھنا کہ تو ہر شے پر قادر ہے۔ (ینابیع المودہ 3 ص 279 / 72، مناقب خوارزمی 62 / 31، امالی طوسی (ر) 351 / 726)۔

1172۔ رسول اکرم! لوگو مبارک ہو، مبارک ہو، مبارک ہو، میری امت کی مثال اس بارش کے جیسی ہے جس کے بارے میں نہیں معلوم ہے کہ اس کی ابتدا زیادہ بہتر ہے یا انتہا۔

میری امت کی مثال اس باغ جیسی ہے جس سے اس سال ایک جماعت کو سیر کیا جائے اور دوسرے سال دوسری جماعت کو سیر کیا جائے اور شائد آخر میں وہ جماعت ہو جو وسعت میں سمندر، طول میں عمیق تر اور محبت میں حسین تر اہو اور بھلا وہ امت کس طرح تباہ ہوسکتی ہے جس کی ابتدا میں میں ہوں اور میرے بعد بارہ صاحبان بخت اور ارباب عقل ہوں اور مسیح عیسی بن مریم بھی ہوں، ہاں ان کے درمیان وہ افراد ہلاک ہوجائیں گے جو ہرج و مرج کی پیداوار ہوں گے کہ نہ وہ مجھ سے ہوں گے اور نہ میں ان سے ہوں گا۔ (عیون اخبار الرضاؑ 1 / 52 / 18، خصال 476 / 39، کمال الدین 269 / 14 روایت حسین بن زید، کفایۃ الاثر ص 231، روایت یحیٰی بن جعدہ بن ہبیرہ، العمدۃ 432 / 906 روایت

مسعدہ عن الصادقؑ)۔

1173۔حذیفہ! میں نے رسول اکرم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اس امت کے لئے باعث افسوس ہے کہ اس کے حکام جابر وظالم ہوں گے اور لوگوں کو قتل کریں گے، اطاعت گذاروں کو خوفزدہ کریں گے علاوہ اس کے کہ کوئی انھیں کی اطاعت کا اظہار کردے، نتیجہ یہ ہوگا کہ مومن متقی بھی زبان سے ان کے ساتھ دے گا اور آل سے دور بھاگے گا، اس کے بعد جب پروردگار چاہے گا کہ اسلام کو دوبارہ عزت عنایت کرے تو تمام جابروں کی کمر توڑ دے گا کہ وہ جو بھی چاہے کرسکتا ہے اور کسی بھی امت کو تباہی کے بعد اس کی اصلاح کرسکتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا۔حذیفہ! اگر اس دنیا میں صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو پروردگار اس دن کو طول دے گا یہاں تک کہ میرے اہلبیتؑ میں سے وہ شخص حاکم ہو جس کے ہاتھوں میں زمام اقتدار ہو اور وہ اسلام کو غالب بنادے کہ خدا اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ہے اور وہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔(عقد الدرر ص 62، کشف الغمہ 3 ص 262، حلیۃ الابرار 2 ص 704، ینابیع المودہ 3 ص 298 / 10)۔

1174۔رسول اکرم! قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک ہمارا قائم حق کے ساتھ قیام نہ کرے اور یہ اس وقت ہوگا جب خدا اسے اجازت دے دے گا اس کے بعد جو اس کا اتباع کرے گا نجات پائے گا اور جو اس سے الگ ہوجائے گا وہ ہلاک ہوجائے گا، بندگان خدا، اللہ کو یاد رکھنا اور اس کی بارگاہ میں پہنچ جانا، چاہے برف پر چلنا پڑے کہ وہ خدائے عزوجل کا اور میرا جانشین ہوگا۔(عیون اخبار الرضاؑ ص 59 / 230، دلائل الامامۃ ص 452 / 428 روایت حسن بن عبداللہ بن محمد الرازی، کفایۃ الاثر ص 106 روایت

ابوامامہ)۔

1175۔سلمان! جب رسول اکرم پر مرض کا غلبہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ باہر جاؤ میں گھر والوں کے ساتھ تخلیہ چاہتا ہوں، سب لوگ باہر نکل گئے، میں نے بھی جانا چاہا تو فرمایا کہ تم میرے اہلبیتؑ میں ہو۔

اس کے بعد حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا، دیکھو میری عترت اور میرے اہلبیتؑ کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہنا کہ دنیا نہ پہلے کسی کے لئے باقی رہی ہے، نہ بعد میں رہے گی اور نہ ہمارے لئے رہنے والی ہے۔

اس کے بعد علیؑ سے فرمایا کہ سب سے اچھی حکومت حق کی حکومت ہے اور دیکھو تم لوگ ان لوگوں کے بعد حکومت ہے اور دیکھو تم لوگ ان لوگوں کے بعد حکومت کروگے ایک دن کے بدلے دو دن، ایک مہینہ کے بدلے دو مہینے اور ایک سال کے بدلے دو سال، (مناقب امیرالمومنینؑ کوفی 2ص 171/ 250)۔

1176۔امام علیؑ! آل محمد ہی کے ذریعہ حق اپنے مرکز پر واپس آنے والا ہے اور باطل اپنی جگہ سے زائل ہونے والا ہے۔(نہج البلاغہ خطبہ 239)۔

1177۔امام علیؑ! میں بار بار حملہ کرنے والا اور صاحب حکومت حق ہوں، میرے پاس عصا بھی ہے اور مہر بھی ہے، میں وہ زمین پر چلنے والا ہوں جو لوگوں سے روز محشر کلام کروں گا۔(کافی 1ص 198/ 3روایت ابوالصامت الحلوانی عن الباقرؑ)۔

1178۔امام علیؑ! نرید ان نمّن علی الذین استضعفوا ...... کی تفسیر کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد آل محمد ہیں جن کے مہدی کو پروردگار سامنے لائے گا، اور اس کے ذریعہ انھیں عزت اور دشمنوں کو ذلت نصیب فرمائے گا۔(الغیبۃ الطوسی (ر)ص 184/

143 روایت محمد بن الحسین)۔

1179۔امام صادقؑ! امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ یہ دنیا بیزاری کے بعد ہم پر ویسے ہی مہربان ہوگی جیسے کاٹنے والی اونٹنی اپنے بچہ پر مہربان ہوتی ہے اوراس کے ذیل میں آپ نے آیت "نرید ان نمنّ" کی تلاوت فرمائی ہے۔(خصائص الائمہ ذیل میں آپ نے آیت "نرید ان نمنّ" کی تلاوت فرمائی ہے۔(خصائص الائمہ ص70،تاویل الآیات الظاہرہ ص407،شواہدالتنزیل 1 ص556 / 590 روایات ربیعہ بن ناجذ، نہج البلاغہ حکمت نمبر 209،تفسیر فرات کوفی 314 / 420)۔

1180۔امام علیؑ! "نرید ان نمن" کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد آل محمد ہیں جن کے مہدی کو پروردگار مشقتوں کے بعد اقتدار دے گا اور وہ آل محمد کی عزت اور دشمنوں کی ذلت کا سامان فراہم کرے گا،(الغیبۃ الطوسی (ر)184 / 143 روایت محمد بن الحسین بن علی)۔

نوٹ! یہ روایت بعینہ نمبر1178 میں بیان ہوچکی ہے، اس مقام پر مولف محترم سے اعداد وشمار میں اشتباہ ہوگیا ہے، جوادی

1181۔محمد بن سیرین! میں نے بصرہ کے متعدد شیوخ سے یہ بات سنی ہے کہ حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ جنگ جمل کے بعد بیمار ہوگئے اور جمعہ کا دن آگیا تو آپ نے اپنے فرزند حسنؑ سے کہا کہ تم جا کر نماز جمعہ پڑھا دو۔

وہ مسجد میں آئے اور منبر پر جا کر حمد وثنائے پروردگار اور شہادت وصلوات کے بعد فرمایا۔

ایہا الناس! پروردگار نے ہمیں نبوت کے ساتھ منتخب کیا ہے اور تمام مخلوقات میں

مصطفیٰ قرار دیا ہے، ہمارے گھر میں کتاب اوروحی نازل کی ہے اورخدا گواہ ہے کہ جوشخص بھی ہمارے حق میں ذرا کمی کرے گا پروردگار اس کی دنیا وآخرت دونوں کم کردے گا اور ہمارے سر پر جو حکومت چاہے قائم ہوجائے، آخر کا ہماری ہی حکومت ہوگی" اور یہ بات تمھیں ایک عرصہ کے بعد معلوم ہوجائے گی"۔سورہ ص آیت 88)۔

اس کے بعد نماز پڑھائی اوراس واقعہ کی خبر حضرت علیؑ تک پہنچا دی گئی، نماز کے بعد جب حضرت حسنؑ باپ کے پاس پہنچے تو حضرت دیکھ کر بیساختہ رونے لگے اور فرزند کو کلیجہ سے لگا کر پیشانی کا بوسہ دیا، فرمایا" یہ ایک ذریت ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ملا ہوا ہے اور پروردگار بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔" آل عمران آیت 34 (امالی طوسی (ر) 82 / 121 / 104 / 159، بشارۃ المصطفیٰ ص 263، مناقب ابن شہرآشوب 4 ص 11)۔

1182۔امام حسنؑ نے سفیان ابی لیلیٰ سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا سفیان مبارک ہو، یہ دنیا نیک وبدسب کیلئے یونہی رہے گی یہاں تک کہ پروردگار آل محمد کے امام برحق کو منظر عام پر لے آئے۔(شرح نہج البلاغہ معتزلی 16 / 45 روایت سفیان بن ابی لیلیٰ، مقاتل الطالبیین ص 76، الملاحم والفتن ص 99)۔

1183۔امام حسنؑ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ پروردگار نے جب بھی کسی نبی کو بھیجا ہے تو اس کے لئے نقیب، قبلہ اور گھر کا بھی انتخاب کیا ہے، قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمد کو نبی برحق بنایا ہے، جوشخص بھی ہم اہلبیتؑ کے حق میں کمی کرے گا خدا اس کے اعمال میں کمی کردے گا اور ہم پر جو بھی حکومت گذر جائے، آخر کارِ حکومت ہماری ہی ہوگی اور یہ بات تھوڑے عرصہ کے بعد معلوم ہوجائے گی۔(مروج الذہب 3 ص 9، نثر الدر 1 ص

328)۔

1184۔امام باقرؑ! میں نے کتاب علیؑ میں دیکھا ہے کہ" ان الارض اللہ......(سورہ اعراف آیت 128) سے مراد ہیں اور میرے اہلبیتؑ ہیں کہ پروردگار نے ہمیں اس زمین کا وارث بنایا ہے اور ہمیں وہ متقی ہیں جن کے لئے انجام کار ہے، یہ ساری زمین ہمارے لئے ہے لہذا جو بھی کسی زمین کو زندہ کرے گا اس کا فرض ہے کہ اسے آباد رکھے اور اس کا خراج امام اہلبیتؑ کو ادا کرتا رہے اور باقی خود استعمال کرے لیکن اگر زمین کو بیکار چھوڑ دیا اسے خراب کر دیا اور دوسرے مسلمان نے لے کر آباد کر لیا اور زندہ کر لیا تو وہ چھوڑ دینے والے سے زیادہ صاحبِ اختیار ہے اور اسے امام اہلبیتؑ کو اس کا خراج ادا کرنا پڑے گا اور باقی اس کے لئے حلال رہے گی یہاں تک کہ ہمارے قائم کا ظہور ہو جائے اور وہ تلوار اٹھا کر ساری زمینوں پر قبضہ کر لے اور انھیں اغیار کے قبضہ سے نکال لے تو صرف جس قدر زمین ہمارے شیعوں کے قبضہ میں ہوگی اسے انھیں دیدیا جائے گا اور باقی امام کے قبضہ میں ہوگی۔(کافی 1 ص 407 / 1 روایت ابوخالد کابلی)۔

1185۔ابوبکر الحضرمی! جب حضرت ابوجعفر باقرؑ کو شام سے عبدالملک بن ہشام کے پاس لایا گیا اور دروازہ پر لا کر روک دیا گیا تو ہشام نے درباریوں سے کہا کہ جب تم لوگ دیکھو کہ میں محمدؑ بن علیؑ کو برا بھلا کہہ رہا ہوں تو سب کے سب انھیں برا بھلا کہنا اور اس کے بعد آپ کو دربار میں طلب کیا گیا، آپ نے داخل ہو کر تمام لوگوں کو سلام کیا اور بیٹھ گئے، ہشام کو یہ بات سخت ناگوار گذری کہ نہ حاکم کو خصوصی سلام کیا اور نہ بیٹھنے کی اجازت طلب کی چنانچہ اس نے سرزنش شروع کر دی اور کہا کہ تم لوگ ہمیشہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرتے ہو اور لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے کر جہالت اور نادانی کی بنا پر امام بننا چاہتے ہو؟

یہ کہہ کر وہ خاموش ہوا تو درباریوں نے وہی کام شروع کر دیا، جب سب خاموش ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ لوگو! تم کدھر جارہے ہو اور تمھیں کہاں گمراہ کیا جارہا ہے، ہمارے ہی اول کے ذریعہ تمھیں ہدایت دی گئی ہے اور ہمارے ہی آخر پر تمھارا خاتمہ ہونے والا ہے، اگر تمھارے پاس دنیا کی حکومت ہے تو آخری اقتدار ہمارے ہی ہاتھوں میں ہے جس کے بعد کوئی ملک نہیں ہے کہ عاقبت صرف صاحبان تقویٰ کے لئے ہے۔(کافی 1 ص 471/5)۔

1186۔امام باقرؑ! یاد رکھو کہ بنیٔ امیہ کے واسطے بھی ایک ملک ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا ہے اور اہل حق کو بھی ایک دولت ہے جسے پروردگار ہم اہلبیتؑ میں سے جسے چاہے گا عطا کردے گا لہذا جو اس وقت تک باقی رہ گیا، وہ بلند ترین منزل پر ہوگا اور اگر اس سے پہلے مرگیا تو خدا اسی میں خیر قرار دے گا۔(الغیبتہ النعمانی ص195 /2، روایت ابوالجارود)۔

1187۔امام باقرؑ! " قل جاء الحق وزہق الباطل کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ جب قائم آل محمد قیام کریں گے تو باطل کا اقتدار ختم ہوجائے گا۔(کافی 8 ص 287/ 432 روایت ابوحمزہ)۔

1188۔امام صادقؑ! ہمارے بھی دن ہیں اور ہماری بھی حکومت ہے خدا جب چاہے گا اسے بھی لے آئے گا۔(امالی مفید 28/ 9روایت حبیب بن نزار بن حیان)۔

1189۔امام صادقؑ! بلاؤں کا آغاز ہم سے ہوگا پھر تمھاری نوبت آئے گی اور اسی طرح سہولتوں کی ابتدا ہم سے ہوگی پھر تمھیں وسیلہ بنایا جائے گا اور قسم ہے ذات پروردگار کی کہ پروردگار تمھارے ذریعہ ویسے ہی انتقام لے گا جیسے پتھر کے ذریعہ سزا دی

ہے۔(امالی مفید 301 / 2، امالی طوسی (ر) 74 / 109 روایت سفیان بن ابراہیم الغادمی القاضی)۔

1190۔ امام صادقؑ ! میرے والد بزرگوار سے دریافت کیا گیا کہ قاتلوا المشرکین کافۃً۔توبہ نمبر 36 اور"حتی لاتکون فتنہ"۔سورہ انفال 39 کا مفہوم کیا ہے؟

توفرمایا کہ اس کی ایک تاویل ہے جس کا وقت ابھی نہیں آیا ہے اور جب ہمارے قائم کا قیام ہوگا تو جو زندہ رہے گا وہ اس تاویل کو دیکھ لے گا جب دین پیغمبر وہاں تک پہنچ جائے گا جہاں تک رات کی رسائی ہوگی اور اس کے بعد روئے زمین پر کوئی مشرک نہ رہ جائے گا۔(تفسیر عیاشی 2 ص 56 / 48 روایت زرارہ، مجمع البیان روایت زرارہ 4 ص 83 ، ینابیع المودۃ 3 ص 239 / 13)۔

1191۔امام صادقؑ نے"وعداللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات ......سورہ نور آیت 55 کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ آیت حضرت قائم اور ان کے اصحاب کے بارے میں ہے۔(الغیبۃ للنعمانی 240 / 35 از ابوبصیر، تاویل الآیات الظاہرہ ص 365، ینابیع المودہ 3 ص 345 / 32، از امام باقرؑ)۔

1192۔دعائے ندبہ آل محمد کے بارے میں پروردگار کا فیصلہ اسی طرح جاری ہوا ہے جسمیں بہترین ثواب کی امیدیں ہیں اور زمین اللہ کی ہے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور انجام کا بہرحال متقین کے لئے ہے اور ہمارا پروردگار پاک و پاکیزہ ہے اور اس کا وعدہ سچا اور برحق ہے اور وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرسکتا ہے کہ وہ صاحب عزت وغلبہ بھی ہے اور صاحب حکمت بھی ہے۔(بحارالانوار 102 / 106 از مصباح الزائر از محمد بن علی بن ابی قرہ از کتاب محمد بن الحسین بن سفیان البزوفری)۔

تمہید حکومت اہلبیتؑ

1193۔ رسول اکرم ! کچھ لوگ مشرق سے برآمد ہوں گے جو مہدی کے لئے زمین ہموار کریں گے۔(سنن ابن ماجہ 2 ص1368 / 4088، المعجم الاوسط 1 ص 94 / 285، مجمع الزوائد 7 ص 617 / 12414 ، عقد الدرر ص 125 ، کشف الغمہ 3 ص 267 روایت عبداللہ بن الحارث بن جزوالزبیدی)۔

1194۔ عبداللہ ! ہم لوگ رسول اکرم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنیٔ ہاشم کے کچھ نوجوان آگئے، آپ نے انھیں دیکھا تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کے چہرہ پر افسردگی کے آثار دیکھ رہا ہوں؟ فرمایا ہم اہلبیتؑ وہ ہیں جن کے پروردگار نے آخرت کو دنیا پر مقدم رکھا ہے اور میرے اہلبیتؑ عنقریب میرے بعد بلاء، آوارہ وطنی اور دربدری کی مصیبت میں مبتلا ہوں گے یہاں تک کہ ایک قوم سیاہ پرچم لئے مشرق سے قیام کرے گی اور وہ لوگ خیر کا مطالبہ کریں گے لیکن انھیں نہ دیا جائے گا تو قتال کریں گے اور کامیاب ہوں گے اور مطلوبہ اشیاء مل جائیں گے مگر خود قبول نہ کریں گے بلکہ میرے اہلبیتؑ میں سے ایک شخص کے حوالہ کردیں گے جو زمین کو عدل وانصاف سے ویسے ہی بھر دے گا جیسے ظلم و جور سے بھری ہوگی ، دیکھو تم سے جو بھی اس وقت تک باقی رہ جائے اس کا فرض ہے کہ ان تک پہنچ جائے چاہے برف پر چل کر جانا پڑے ۔(سنن ابن ماجہ 2 ص 1366 / 4082، الملاحم والفتن ص 47، المصنف ابن ابی شیبہ 8 ص 697 / 74 ، دلائل الامامہ ص 242 / 414 ، مناقب کوفی 2 ص 110 / 599 روایت عبداللہ بن مسعود، کشف الغمہ 3 ص 262 روایت عبداللہ بن عمر، مستدرک حاکم 1 ص 511 / 8434، العدد القویہ 91 / 157، ذخائر العقبیٰ ص 17)۔

1195۔رسول اکرم! مشرق کی طرف سے سیاہ پرچم والے آئیں گے جن میں دل لوہے کی چٹانوں جیسے مضبوط ہوں گے لہذا جوان کے بارے میں سن لے اس کا فرض ہے کہ ان سے ملحق ہوجائے چاہے برف کے اوپر چل کر جائے۔(عقدالدرر ص129 روایت ثوبان)۔

1196۔امام باقر! میں ایک قوم کو دیکھ رہا ہوں جو مشرق سے برآمد ہوئی ہے اور حق طلب کررہی ہے لیکن اسے نہیں جارہا ہے اور پھر بار بار ایسا ہی ہورہا ہے یہاں تک کہ وہ لوگ کاندھے پر تلوار اٹھالیں گے اور پھر جو چاہیں گے سب مل جائے گا لیکن اسے قبول نہ کریں گے بلکہ تمھارے صاحب کے حوالہ کردیں گے اوران کے مقتولین شہداء کے درجہ میں ہوں گے، اگر میں اس وقت تک باقی رہتا تو اپنی جان کو بھی صاحب الامر کے لئے باقی رکھتا ۔(الغیبۃ النعمانی ص273 / 50 روایت ابوخالد)۔

1197۔امام علیؑ! اے طالقان! اللہ کے تیرے یہاں خزانہ ہیں جو سونے چاندی کے نہیں ہیں بلکہ ان صاحبان ایمان کے ہیں جو مکمل معرفت رکھنے والے ہوں گے اور آخر زمانہ میں مہدی کے انصار میں ہوں گے۔(الفتوح 2 ص 320، کفایۃ الطالب ص 491 روایت اعثم کوفی ینابیع المودہ 3 ص298 / 12)۔

1198۔امام حسنؑ! رسول اکرم نے اہلبیتؑ پر وارد ہونے والی بلاؤں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے بعد خدا مشرق سے ایک پرچم بھیجے گا اور جو اس کی مدد کرے گا خدا اس کی مدد کرے گا اور جو اسے چھوڑ دے گا خدا اسے چھوڑ دے گا یہاں تک کہ وہ لوگ اس شخص تک پہنچ جائیں جس کا نام میرا نام ہوگا اور سارے امور حکومت اس کے حوالہ کردیں اور اللہ اس کی تائید اور نصرت کردے۔(عقد الدرر 1 ص 130، الملاحم والفتن ص 49

روایت علاء بن عتبہ)۔

1199۔محمد بن الحنفیہ ! ہم حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر تھے جب ایک شخص نے مہدیؑ کے بارے میں سوال کرلیا تو آپ نے فرمایا افسوس ......اس کے بعد اپنے ہاتھ سے سات گرہیں باندھیں اور پھر فرمایا کہ وہ آخر زمانے میں خروج کرے گا جب حال یہ ہوگا کہ اگر کوئی شخص خدا کا نام لے گا تو قتل کردیا جائے گا۔ پھر خدا اس کے پاس ایک قوم کو جمع کردے گا جو ابر کے ٹکڑوں کی طرح جمع ہوجائیں گے اور ان کے دلوں میں محبت ہوگی کوئی دوسرے سے گھبرائے گا نہیں اور وہ کسی کے آنے سے خوش بھی نہیں ہوں گے، ان کی تعداد اصحاب بدر جیسی ہوگی، نہ اولین ان سے آگے جاسکتے ہیں اور نہ بعد والے انھیں پاسکتے ہیں، اصحاب طالوت کے عدد کے برابر، جنھوں نے نہر کو پار کرلیا تھا۔(مستدرک حاکم 4 ص 597 / 8659،عقدالدرر 1 ص 131)۔

1200۔عفان البصری راوی ہیں کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا کہ تمھیں معلوم ہے کہ قم کا نام قم کیوں ہے؟ میں نے عرض کی خدا، رسول اور آپ بہتر جانتے ہیں! فرمایا اس کا نام قم اس لئے ہے کہ یہاں والے قائم آل محمد کے ساتھ قیام کریں گے اور اس پر استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قائم کی مدد کریں گے(بحارالانوار 60 ص 218 / 38 نقل از کتاب تاریخ قم)۔ 1201۔امام صادقؑ ۔قم کی خاک مقدس ہے اور اس کے باشندے ہم سے ہیں اور ہم ان سے ہیں، کوئی ظالم اس سرزمین کا ارادہ نہیں کرے گا مگر یہ کہ خدا فوراً اسے سزا دے گا جب تک کہ خود وہاں والے خیانت نہ کریں گے ورنہ اگر ایسا کریں گے تو خدا ان پر ظالم حکام کو مسلط کردے گا۔

اہل قم ہمارے قائم کے انصار ہیں اور ہمارے حق کے طلبگار، یہ کہہ کر آپ نے

آسمان کی طرف رخ کیا اور دعا کی خدایا، انھیں ہر فتنہ سے محفوظ رکھنا اور ہر ہلاکت سے نجات دینا۔(بحارالانوار 60ص 218/ 49)۔

1202۔امام صادقؑ ۔عنقریب کوفہ اہل ایمان سے خالی ہو جائے گا اور علم اس میں مخفی ہو جائے گا جس طرح کہ سانپ اپنے سوراخ میں چھپ جاتا ہے اور پھر علم ایک قم نامی شہر میں ظاہر ہوگا جو علم و فضل کا معدن ہوگا اور پھر زمین پر کوئی دینی اعتبار سے مستضعف اور کمزور نہ رہ جائے گا، یہاں تک کہ پردہ دار خواتین بھی صاحب علم و فضل ہو جائیں گی اور یہ سب ہمارے قائم کے ظہور کے قریب ہوگا جب تک خدا قم اور اہل قم کو حجت کا قائم مقام قرار دیدے گا کہ ایسا نہ ہوتا تو زمین اہل زمین کو لے کر دھنس جاتی اور زمین میں کوئی حجت خدا نہ رہ جاتی، پھر تم سے تمام مشرق و مغرب تک علم کا سلسلہ پہنچے گا اور اللہ کی حجت مخلوقات پر تمام ہو جائے گی اور کوئی شخص ایسا باقی نہ رہ جائیگا جس تک علم اور دین نہ پہنچ جائے اور اس کے بعد قائم کا قیام ہوگا۔(بحارالانورا60ص 213/ 23 نقل از تاریخ قم)۔

1203۔امام صادقؑ! پروردگار نے کوفہ کے ذریعہ تمام شہروں پر حجت تمام کی اور مومنین کے ذریعہ تمام غیر مومنین پر اور پھر قم کے ذریعہ تمام شہروں پر اور اہل قم کے ذریعہ تمام اہل مشرق و مغرب کے جن وانس پر، خدا قم اور اہل قم کو کمزور نہ رہنے دے گا بلکہ انھیں توفیق دے گا اور ایک زمانہ آئے گا جب قم اور اہل قم تمام مخلوقات کے لئے حجت بن جائیں گے اور یہ سلسلہ ہمارے قائم کی غیبت کے زمانہ میں ظہور تک رہے گا کہ اگر ایسا نہ ہوگا تو زمین اہل سمیت دھنس جاتی، ملائکہ قم اور اہل قم سے بلاؤں کو دفع کرتے ہیں اور کوئی ظالم اسکی برائی کا ارادہ نہیں کرتا ہے کہ پروردگار اس کی کمر توڑ دیتا ہے۔(بحارالانوار 60ص 212/ 22)۔

1204۔امام صادقؑ" آیت شریفہ "بعثنا علیکم عبادالنا" ......سورہ اسراء آیت 5

کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ یہ ایک قوم ہے جسے پروردگار خروج قائم سے پہلے پیدا کرے گا اور یہ آل محمد کے ہر خون کا بدلہ لے لیں گے ۔(کافی 8 ص 206 / 250، تاویل الآیات الظاہرہ ص 272 روایت عبداللہ بن القاسم البطل، تفسیر عیاشی 2 ص 281 / 20 روایت صالح بن سہل)۔ 1205۔ امام کاظمؑ! اہل قم میں سے ایک شخص لوگوں کو حق کی دعوت دے گا اور اس کے ساتھ ایک قوم لوہے کی چٹانوں کی طرح جمع ہوجائے گی جسے تیز وتند آندھیاں بھی نہ ہلاسکیں گی، یہ لوگ جنگ سے خستہ حال نہ ہوں گے اور بزدلی کا بھی اظہار نہ کریں گے بلکہ خدا پر بھروسہ کریں گے اور انجام کار بہرحال صاحبان تقویٰ کے لئے ہے۔(بحارالانوار 60 ص 216 / 37 نقل از تاریخ قم روایت ایوب بن یحییٰ الجندل)۔

آخری حکومت

1206۔ امام باقرؑ! ہماری حکومت آخری حکومت ہوگی اور دنیا کا کوئی خاندان نہ ہوگا جو ہم سے پہلے حکومت نہ کرچکا ہو اور ہماری حکومت اس لئے آخری ہوگی کہ کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں موقع ملتا تو ہم بھی یہی طریقہ اختیار کرتے اور اس نکتہ کی طرف پرودگار نے اشارہ کیا ہے کہ عاقبت صاحبان تقویٰ کے لئے ہے۔(الغیبۃ الطوسی (ر) 472 / 493 روایت کیسان بن کلیب، روضۃ الواعظین ص 291)۔

1207۔ امام صادقؑ! ہر قوم کی ایک حکومت ہے جس کا وہ انتظار کررہی ہے لیکن ہماری حکومت بالکل آخر زمانہ میں ظاہر ہوگی ۔ (امالی صدوق (ر) 396 / 3، روضۃ الواعظین ص 234)۔

1208۔ امام صادقؑ! یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا یہاں تک کہ کوئی صنف باقی نہ

رہ جائے جس نے حکومت نہ کرلی ہو اور کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ رہ جائے کہ اگر ہمیں حکومت مل جاتی تو ہم انصاف سے کام لیتے ، اس کے بعد ہمارا قائم حق و عدل کے ساتھ قیام کرے گا۔(الغیبۃ النعمانی ص 274 / 53 روایت ہشام بن سالم)۔

انتظار حکومت

1209۔اسماعیل الجعفی !ایک شخص امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے پاس ایک صحیفہ تھا جس کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ یہ مخاصم کا صحیفہ ہے جس میں اس دین کے بارے میں سوال کیا گیا ہے جس میں عمل قبول ہوجاتا ہے اس نے کہا خدا آپ پر رحمت نازل کرے میں بھی یہی چاہتا تھا؟

فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ و ان محمداً عبدہ و رسولہ کی شہادت اور تمام احکام الہیہ اور ہم اہلبیتؑ کی ولایت کا اقرار اور ہمارے دشمنوں سے برائت اور ہمارے احکام کے آگے سر تسلیم خم کردینا اور احتیاط و تواضع اور ہمارے قائم کا انتظار یہی وہ دین ہے جس کے ذریعہ سے اعمال قبول ہوتے ہیں اور یہ انتظار اس لئے ضروری ہے کہ ہماری بھی ایک حکومت ہے اور پروردگار جب چاہے گا اسے منظر عام پر لے آئے گا۔(کافی 2 ص 22 / 13، امالی طوسی (ر) 179 / 299)۔

1210۔امام علیؑ !ہمارے امر کا انتظار کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے کوئی راہ خدا میں اپنے خون میں لوٹ رہا ہو۔(خصال 625 / 10، کمال الدین 645 / 6 روایت محمد بن مسلم عن الصادقؑ، تحف العقول ص 115)۔

1211۔زید بن صوحان نے امیرالمومنینؑ سے دریافت کیا کہ سب سے زیادہ محبوب پروردگار کونسا عمل ہے؟ فرمایا انتظار کشائش حال۔(الفقیہ 4 / 383 / 5833

روایت عبداللہ بن بکر المرادی)۔

1212۔امام باقرؑ! تم میں جو شخص اس امر کی معرفت رکھتا ہے اور اس کا انتظار کررہا ہے اور اس میں خیر سمجھتا ہے وہ ایسا ہی ہے کہ جیسے راہ خدا میں قائم آل محمدؐ کے ساتھ تلوار لے کر جہاد کررہا ہو۔(مجمع البیان 9 ص 359 روایت حارث بن المغیرہ، تاویل الآیات الظاہرہ ص 640)۔

1213۔امام باقرؑ! تمھارے مضبوط کو چاہئے کہ کمزور کو طاقتور بنائے اور تمھارے غنی کا فرض ہے کہ فقیر پر توجہ دے اور خبردار ہمارے راز کو فاش نہ کرنا اور ہمارے امر کا اظہار نہ کرنا اور جب ہماری طرف سے کوئی حدیث آئے تو اگر کتاب خدا میں ایک یا دو شاہد مل جائیں تو اسے قبول کرلینا ورنہ توقف کرنا اور اسے ہماری طرف پلٹا دینا تاکہ ہم اس کی وضاحت کرسکیں اور یاد رکھو کہ اس امر کا انتظار کرنے والا نماز گذار اور روزہ دار کا ثواب رکھتا ہے اور جو ہمارے قائم کا ادراک کرلے اور ان کے ساتھ خروج کرکے ہمارے دشمن کو قتل کردے اسے بیس شہیدوں کا اجر ملے گا اور جو ہمارے قائم کے ساتھ قتل ہوجائے گا اسے 25 شہیدوں کے اجر سے نوازا جائے گا۔(کافی 2 ص 222 / 4 روایت عبداللہ بن بکیر، امالی طوسی (ر) 232 / 410، بشارۃ المصطفیٰ ص 113 روایت جابر)۔

1214۔امام باقرؑ! اگر کوئی شخص ہمارے امر کے انتظار میں مرجائے تو اس کا کوئی نقصان نہیں ہے جبکہ اس نے امام مہدیؑ کے خیمہ اور آپ کے لشکر کے ساتھ موت نہیں پائی ہے۔(کافی 1 ص 372 / 6 روایت ہاشم)۔

1215۔امام صادقؑ! جو ہمارے امر کا منتظر ہے اور اس راہ میں اذیت وخوف کو برداشت کررہا ہے وہ کل ہمارے زمرہ میں ہوگا۔(کافی 8 ص 37 / 7 روایت حمران)۔

1216۔امام صادقؑ! ہمارے بارھویں کا انتظار کرنے والا رسول اکرم کے سامنے تلوار لے کر جہاد کرنے والے کے جیسا ہے جبکہ وہ رسول اکرم سے دفاع بھی کررہا ہو۔(کمال الدین 335/5،الغیبۃ النعمانی 91/21،اعلام الوریٰ ص404روایت ابراہیم کوفی)۔

1217۔امام صادقؑ! جو اس امر کے انتظار میں مرجائے وہ ویسا ہی ہے جیسے قائم کے ساتھ ان کے خیمہ میں رہا ہو بلکہ ایسا ہے جیسے رسول اکرم کے سامنے تلوار لے کر جہاد کیا ہو۔(کمال الدین338/11روایت مفضل بن عمر)۔

1218۔امام صادقؑ! جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا شمال حضرت قائمؑ کے اصحاب میں ہو اس کا فرض ہے کہ انتظار کرے اور تقویٰ اور حسن اخلاق کے ساتھ عمل کرے کہ اس حالت میں اگر مر بھی جائے اور قائم کا قیام اس کے بعد ہو تو اس کو وہی اجر ملے گا جو حضرت کے ساتھ رہنے والوں کا ہوگا لہذا تیاری کرو اور انتظار کرو تمھیں مبارک ہو اے وہ گروہ جس پر خدا نے رحم کیا ہے۔(الغیبۃ للنعمانی200/16روایت ابوبصیر)۔

1219۔امام جوادؑ! خدایا اپنے اولیاء کو اقتدار دلوادے ان ظالموں کے ہاتھ سے جنھوں نے میرے مال کو اپنا مال بنالیا ہے اور تیرے بندوں کو اپنا غلام بنالیا ہے تیری زمین کے عالم کو گونگے، اندھے، تاریک، اندھیرے میں چھوڑ دیا ہے جہاں آنکھ کھلی ہوئی ہے لیکن دل اندھے ہوگئے ہیں اور ان کے لئے تیرے سامنے کوئی حجت نہیں ہے، خدایا تو نے انھیں اپنے عذاب سے ڈرایا، اپنی سزا سے آگاہ کیا، اطاعت گذاروں سے نیکی کا وعدہ کیا، برائیوں پر ڈرایا دھمکایا تو ایک گروہ ایمان لے آیا، خدایا اب اپنے صاحبان ایمان کو دشمنوں پر غلبہ عنایت فرما کہ وہ سب ظاہل ہوگئے ہیں اور حق کی دعوت دے رہے ہیں اور امام منتظر قائم بالقسط کا اتباع کررہے ہیں۔(نہج البلاغہ)۔

1220۔امام ہادیؑ! زیارت جامعہ، میں خدا کو اور آپ حضرات کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں آپ کی واپس کا ایمان رکھتا ہوں، آپ کی رجعت کی تصدیق کرتا ہوں اور آپ کے امر کا انتظار کر رہا ہوں اور آپ کے حکومت کی آس لگائے بیٹھا ہوں۔(تہذیب 6 ص98 / 177)۔

دعاء حکومت

1221۔امام زین العابدینؑ! پروردگار! اہلبیتؑ پیغمبر کے پاکیزہ کردار افراد پر رحمت نازل فرما جنھیں تو نے اپنے امر کے لئے منتخب کیا ہے۔اور اپنے علم کا مخزن، اپنے دین کا محافظ، اپنی زمین میں اپنا خلیفہ اور اپنے بندوں پر اپنی حجت قرار دیا ہے، انھیں اپنے ارادہ سے ہر رجس سے پاکیزہ بنایا ہے اور اپنی ہستی کا وسیلہ اور اپنی جنت کا راستہ قرار دیا ہے۔

خدایا اپنے ولی کو اپنی نعمتوں کے شکریہ کی توفیق کرامت فرما اور ہمیں بھی ایسی ہی توفیق دے، انھیں اپنی طرف سے سلطنت ونصرت عطا فرما اور بآسانی فتح مبین عطا فرما، اپنے محکم رکن کے ذریعہ ان کی امداد فرما، ان کی کمر کو مضبوط اور ان کے بازو کو قوی بنا، اپنی نگاہوں سے ان کی نگرانی اور اپنی حفاظت سے ان کی حمایت فرما، اپنے ملائکہ سے ان کی نصرت اور اپنے غالب لشکر سے امداد فرما، ان کے ذریعہ کتاب وحدو شریعت وسنن رسول کو قائم فرما اور جن آثار دین کو ظالمین نے مردہ بنادیا ہے انھیں زندہ بنادے، اپنے راستہ سے ظلم کی کثافت کو دور کردے اور اپنے طریق سے نقصانات کو جدا کردے راہ حق سے منحرف لوگوں کو زائل کردے اور کجی کے طلبگاروں کو محو کردے، ان کے مزاج کو چاہنے والوں کے لئے نرم کردے اور ہاتھوں کو دشمنوں پر غلبہ عنایت فرما ہمیں ان کی رافت، رحمت، مہربانی اور محبت عطا فرما اور ان کا اطاعت گذار اور خدمت شعار بنادے کہ ہم ان کی رضا کی سعی کریں،

ان کی امداد اور ان سے دفاع کے لئے ان کے گرد رہیں اور اس عمل کے ذریعہ تیرا اور تیرے رسول کا قرب حاصل کرسکیں۔ (صحیفہ سجادیہ دعاء نمبر 47 ص 190۔191، اقبال الاعمال 2 ص 91)۔

1222۔ امام باقرؑ! نماز جمعہ کے دوسرے خطبہ کی تعلیم دیتے ہوئے، پروردگار! ہم تجھ سے باعزت حکومت کے طلبگار ہیں جس کے ذریعہ اسلام اور اہل اسلام کو عزت نصیب ہو اور نفاق واہل نفاق ذلیل ہوں، ہمیں اپنی اطاعت کا داعی اور اپنے راستہ کے قائدین میں قرار دیدے اور اسی حکومت کے ذریعہ دنیا وآخرت کی کرامت عطا فرما۔ (کافی 3 ص 424 / 6 روایت محمد بن مسلم)۔

1223۔ امام صادقؑ! خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور امام مسلمین پر رحمت نازل فرما اور انھیں سامنے، پیچھے، داہنے، بائیں، اوپر، نیچے ہر طرف سے محفوظ رکھ انھیں آسان فتح عنایت فرما اور باعزت نصرت عطا فرما، ان کے لئے سلطنت ونصرت قرار دیدے، خدایا آل محمد کے سکون وآرام میں عجلت فرما اور جن وانس میں ان کے دشمنوں کو ہلاک کردے۔ (مصباح المتہجد ص 392، جمال الاسبوع ص 293)۔

1224۔ امام کاظمؑ! سجدہ شکر کا ذکر کرتے ہوئے۔

خدایا میں واسطہ دیتا ہوں اس وعدہ کا جو تو نے اپنے اولیاء سے کیا ہے کہ انھیں اپنے اور ان کے دشمنوں پر فتح عنایت فرمائے گا کہ محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور آل محمد کے محافظین دین پر رحمت نازل فرما۔ خدایا میں ہر تنگی کے بعد سہولت کا طلب گار ہوں۔ (کافی 3 ص 225 / 17 روایت عبداللہ بن جندب)۔

1225۔ امام رضاؑ! امام زمانہؑ کے حق میں دعا کی تعلیم دیتے ہوئے۔

خدایا اپنے ولی، خلیفہ، مخلوقات پر اپنی حجت، اپنے حکم کے ساتھ بولنے والے اور اپنے مقاصد کی تعبیر کرنے والی زبان، اپنے اذن سے دیکھنے والی آنکھ، اپنے بندوں پر اپنے شاہد، سردار مجاہد، اپنی پناہ میں رہنے والے اور اپنی عبادت کرنے والے سے دفاع فرما، اسے تمام مخلوقات کے شر سے اپنی پناہ میں رکھنا اور سامنے، پیچھے، داہنے، بائیں، اوپر نیچے سے اس کی ایسی حفاظت فرما جس کے بعد بربادی کا اندیشہ نہ رہے اور اس کے ذریعہ اپنے رسول اور اس کے آباء واجداد کا تحفظ فرما جو سب تیرے امام اور تیرے دین کے ستون تھے، اسے اپنی امانت میں قرار دیدے جہاں بربادی نہیں اور اپنے ہمسایہ میں قرار دیدے جہاں تباہی نہیں اور اپنی پناہ میں قرار دیدے جہاں ذلت نہیں اور اپنی امان میں لے لے جہاں رسوائی کا خطرہ نہیں، اپنے زیر سایہ قرار دیدے جہاں کسی اذیت کا امکان نہیں، اپنی غالب نصرت کے ذریعہ اس کی امداد فرما اور اپنے قوی لشکر کے ذریعہ اس کی تائید فرما، اپنی قوت سے اسے قوی بنادے اور اپنے ملائکہ کو اس کے ساتھ کردے، اس کے دوستوں سے محبت فرما اور اس کے دشمنوں سے دشمنی کر، اسے اپنی محفوظ زرہ پہنادے اور ملائکہ کے حلقہ میں رکھدے۔

اس کے ذریعہ انتشار کو دور کردے، شگاف کو پر کردے، ظلم کو موت دیدے، عدل کو غالب بنادے، اس کے طول بقاء سے زمین کو موت دیدے، عدل کو غالب بنادے، اس کے طول بقاء سے زمین کو زینت دیدے اور اپنی نصرت سے اس کی تائید فرما، اپنے رعب سے اس کی امداد فرما، اس کے مددگاروں کو قوی بنادے، اس سے الگ رہنے والوں کو رسوا کردے، جو دشمنی کرے اسے تباہ کردے اور جو خیانت کرے اسے برباد کردے، اس کے ذریعہ کافر وجابر حکام، ان کے ستون وارکان سب کو قتل کردے اور گمراہوں کی کمر توڑ دے جو بدعت ایجاد کرنے والے، سنت کو مردہ بنادینے والے اور باطل کو تقویت دینے والے ہیں،

اس کے ہاتھوں جابروں کو ذلیل، کافروں اور ملحدوں کو تباہ و برباد کردے وہ شرق وغرب میں ہوں یا برو بحر میں یا صحرا و بیابان میں، یہاں تک کہ نہ ان کا کوئی باشندہ رہ جانے اور نہ ان کے کہیں آثار باقی رہ جائیں۔

خدایا ان ظالموں سے اپنے شہروں کو پاک کردے اور اپنے نیک بندوں کو انتقام عطا فرما، مومنین کو عزت دے اور مرسلین کی سنت کو زندہ بنادے انبیاء کے بوسیدہ ہوجانے والے احکام کی تجدید فرما اور دین کے جو احکام محو ہو گئے ہیں یا بدل دیئے گئے ہیں انھیں تازہ بنادے تا کہ اس کے ہاتھوں دیں تازہ وزندہ خالص اور صریح ہو کر سامنے آئے نہ کسی طرح کی کجی ہو اور نہ بدعت اور اس کے عدل سے ظلم کی تاریکیوں میں روشنی پیدا ہو جائے اور کفر کی آگ بجھ جائے اور حق وعدل کے عقدے کھل جائیں کہ وہ تیرا ایسا بندہ ہے جسے تو نے اپنے بندوں میں مصطفی قرار دیا ہے، گناہوں سے محفوظ اور عیب سے بری رکھا ہے اور ہر رجس اور گندگی سے پاک وسالم قرار دیا ہے۔

خدایا ہم اس کے لئے روز قیامت گواہی دیں گے کہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے اور کسی برائی کا ارتکاب نہیں کیا ہے، کسی اطاعت کو نظر انداز نہیں کیا ہے اور کسی حرمت کو برباد نہیں کیا ہے، کسی فریضہ کو بدلا نہیں ہے اور کسی شریعت میں تغیر نہیں پیدا کیا ہے، وہ ہدایت یافتہ، ہادی، طاہر، متقی، پاکیزہ، پسندیدہ اور طیب وطاہر انسان ہے۔

خدایا اسے اس کی ذات، اس کے اہل واولاد، ذریت وامت اور تمام رعایا میں خنکی چشم، سرور نفس عنایت فرما، تمام مملکتوں کو جمع کردے قریب ہوں یا دور، عزیز ہوں یا ذلیل، تا کہ اس کا حکم ہر حکم پر جاری ہوجائے اور اس کا حق ہر باطل پر غالب آجائے۔

خدایا ہمیں اس کے ہاتھوں ہدایت کے راستہ اور دین کی شاہراہ اعظم اور اس کی

معتدل راہوں پر چلا دے جہاں ہر غالی پلٹ کر آتا ہے اور ہر پیچھے رہ جانے والا اس سے ملحق ہوجاتا ہے، ہمیں اس کی اطاعت کی وقت اوراس کی پیروی کا ثبات عطا فرما، اس کی متابعت کا کرم فرما اوراس کے گروہ میں شامل کردے جواس کے امر سے قیام کرنے والے۔ اس کے ساتھ صبر کرنے والے اوراس کی رضا کے مخلص طلب گار ہیں ٹا کہ ہمیں روز قیامت اس کے انصار واعوان اوراس کی حکومت کے ارکان میں محشور کرے۔

خدایا ہمارے لئے اس مرتبہ کو ہر شک وشبہ سے خالص اور ہر ریاء وسمعہ سے پاکیزہ قرار دیدے تاکہ ہم تیرے غیر پر اعتماد نہ کریں اور تیری رضا کے علاوہ کسی شے کے طلبگار نہ ہوں، ان کی منزل میں ساکن ہوں اورانکے ساتھ جنت میں داخل ہوں۔

ہمیں ہر طرح کی کسلمندی، کاہلی، سستی سے پناہ دے اوران لوگوں میں قرار دیدے جن سے دین کا کام لیا جاتا ہے اور اپنے ولی کی نصرت کا انتظام کیا جاتا ہے اور ہماری جگہ پر ہمارے غیر کو نہ رکھ دینا کہ یہ کام تیرے لئے آسان ہے اور ہمارے لئے بہت سخت ہے۔

خدایا اپنے اولیاء عہد اوراس کے بعد کے پیشواؤں پر بھی رحمت نازل فرما اورانھیں ان کی امیدوں تک پہنچا دینا، انھیں طول عمر عطا فرما اوران کی امداد فرما، جو امر ان کے حوالہ کیا ہے اسے مکمل کردے اوران کے ستونوں کو ثابت بنادے، ہمیں ان کے اعوان اوران کے دین کے انصار میں قرار دے دے کہ وہ سب تیرے کلمات کے معدن، تیرے علم کے مخزن تیری توحید کے ارکان اور تیرے دین کے ستون اور تیرے اولیاء امر ہیں۔

بندوں میں تیرے خالص بندے اور مخلوقات میں تیرے منتخب اولیاء اور تیرے اولیاء کی اولاد اوراولاد پیغمبر کے منتخب افراد ہیں، میرا اسلام پیغمبر پر اوران کی تمام اولاد پر اور

صلوات وبرکات ورحمت۔

(مصباح المتہجد ص 409، مصباح کفعمی ص 548، جمائل الاسبوع ص 307 روایات یونس بن عبدالرحمان)۔

1226۔ امام ہادیؑ زیارت امام مہدیؑ میں فرماتے ہیں، پروردگار جس طرح تو نے اپنے پیغمبر پر ایمان لانے اوران کی دعوت کی تصدیق کرنے کی توفیق دی اور یہ احسان کیا کہ میں ان کی اطاعت کروں اوران کی ملت کا اتباع کروں اور پھران کی معرفت اوران کی ذریت کے ائمہ کی معرفت کی ہدایت دی اوران کی معرفت سے ایمان کوکامل بنایا اوران کی ولایت کے طفیل اعمال کوقبول کیا اوران پر صلوات کووسیلہ عبادت قراردیدیا اوردعا کی کلی اورقبولیت کا سبب بنادیا، اب ان سب پر رحمت نازل فرما اوران کے طفیل مجھے اپنی بارگاہ میں دنیاوآخرت میں سرخروفرما اور بندۂ مقرب بنادے......

خدایاان کے وعدہ کو پورا فرما، ان کے قائم کی تلوار سے زمین کی تطہیرفرما، اس کے ذریعہ اپنے معطل حدوداورتبدیل شدہ احکام کے قیام کا انتظار فرما، مردہ دلوں کوزندہ کردے اورمتفرق خواہشات کویکجا بنادے راہ حق سے ظلم کی کثافت کودور کردے تاکہ اس کے ہاتھوں پرحق بہترین صورت میں جلوہ نما ہواور باطل واہل باطل ہلاک ہوجائیں اورحق کی کوئی بات باطل کے خوف سے پوشیدہ نہ رہ جائے۔ (بحار 102 ص 182 از مصباح الزائر)۔

1227۔ امام عسکریؑ، ولی امرامامؑ منتظر پرصلوات کی تعلیم دیتے ہوئے۔

خدایا اپنے ولی، فرزنداولیاء پررحمت نازل فرما جن کی اطاعت تو نے فرض کی ہے اوران کا حق لازم قراردیا ہے اوران سے رجس کودورکرکے انھیں طیب وطاہر قراردیا ہے۔

خدایا اس کے ذریعہ اپنے دین کوغلبہ عطا فرما، اپنے اوراس کے دوستوں، شیعوں

اور مددگاروں کی امداد فرما اور ہمیں انھیں میں سے قرار دیدے، خدایا اسے ہر باغی، طاغی اور شریر کے شر سے اپنی پناہ میں رکھنا اور سامنے، پیچھے، داہنے بائیں ہر طرف سے محفوظ رہنا، اسے ہر برائی کی پہنچ سے دور رکھنا اور اس کے ذریعہ رسول اور آل رسول کی حفاظت فرمانا، اس کے وسیلہ سے عدل کو ظاہر فرما، اپنی مدد سے اس کی تائید فرما، اس کے ناصروں کی امداد فرما، اس سے الگ ہو جانے والوں کو بے سہارا بنا دے اس کے ذریعہ کافر جابروں کی کمر توڑ دے اور کفار و منافقین و ملحدوں کو فنا کر دے چاہے مشرق میں ہوں یا مغرب میں، بر میں ہوں یا بحر میں، زمین کو عدل سے معمور کر دے اور اپنے دین کو غلبہ عنایت فرما، ہمیں ان کے انصار و اعوان، اتباع و شیعیان میں سے قرار دیدے اور آل محمد کے سلسلہ میں وہ سب دکھلا دے جس کی انھیں خواہش ہے اور دشمنوں کے بارے میں وہ سب دکھلا دے جس سے وہ لوگ ڈر رہے ہیں، خدایا آمین، (مصباح المتہجد ص405، جمال الاسبوع ص300 روایت ابومحمد عبداللہ بن محمد العابد)۔

1228۔ابوعلی ابن ہمام، کا بیان ہے کہ حضرت کے نائب خاص شیخ عمری نے اس دعا کو ملاء کرایا ہے اور اس کے پڑھنے کی تاکید کی ہے، جو دور غیبت امام قائم کی بہترین دعا ہے۔

خدایا مجھے اپنی ذات کی معرفت عطا فرما کہ اپنی معرفت نہ دے گا تو میں رسول کو بھی نہ پہچان سکوں گا اور پھر اپنے رسول کی معرفت عطا فرما کہ اگر ان کی معرفت نہ دے گا تو میں تیری حجت کو بھی نہ پہچان سکوں گا اور پھر اپنی حجت کی معرفت بھی عطا فرما کہ اگر اسے نہ پہچان سکا تو دین سے بہک جاؤ گا۔

خدایا مجھے جاہلیت کی موت نہ دینا اور نہ ہدایت کے بعد میرے دل کو منحرف

ہونے دینا۔

خدایا جس طرح تو نے ان لوگوں کی ہدایت دی جن کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے اور جو تیرے رسول کے بعد تیرے اولیاء امر ہیں اور میں نے تیرے تمام اولیاء امیر المومنینؑ، حسنؑ، حسینؑ، علیؑ، محمدؑ، جعفرؑ، موسیٰؑ، علیؑ، محمدؑ، علیؑ، حسنؑ حجت قائم مہدی (عج) سے محبت اختیار کی ہے۔

خدایا اب حضرت قائمؑ کے ظہور میں تعجیل فرما، اپنی مدد سے ان کی تائید فرما، ان کے مددگاروں کی امداد فرما، ان سے الگ رہنے والوں کو ذلیل فرما، ان سے عداوت کرنے والوں کو تباہ و برباد کردے، حق کا اظہار فرما، باطل کو مردہ بنادے، بندگان مومنین کو ذلت سے نجات دیدے شہروں کو زندگی عطا فرمادے، کفر کے جباروں کو تہ تیغ کردے، ضلالت کے سربراہوں کی کمر توڑ دے، جابروں اور کافروں کو ذلیل کردے، منافقوں عہد شکنوں اور شرق و غرب کے ملحدوں، مخالفوں کو ہلاک و برباد کردے چاہے وہ خشکی میں ہوں یا دریاؤں میں، بیابانوں میں ہوں یا پہاڑوں پر۔ تاکہ ان کی کوئی آبادی نہ رہ جائے اور ان کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے، زمین کو ان کے وجود سے پاک کردے اور اپنے بندوں کے دلوں کو سکون عطا فرما، جو دین مٹ گیا ہے اس کی تجدید فرما اور جو احکام بدل دیے گئے ہیں ان کی اصلاح فرما، جو سنت بدل گئی ہے اسے ٹھیک کردے تاکہ دین دوبارہ اس کے ہاتھوں ترو تازہ ہو کر سامنے آئے نہ کوئی کجی ہو نہ بدعت نہ انحراف کفر کی آگ بجھ جائے اور ضلالت کا شعلہ خاموش ہو جائے کہ وہ تیرا وہ بندہ ہے کہ جسے تو نے اپنا بنایا ہے، اور اسے دین کی نصرت کے لئے منتخب کیا ہے اور اپنے علم سے چنا ہے اور گناہوں سے محفوظ رکھا ہے اور عیوب سے پاک رکھا ہے، غیب کا علم دیا ہے اور نعمتوں سے نوازا ہے، رجس سے دور رکھا ہے اور پاک و پاکیزہ

بنایا ہے۔

خدایا ہم اس بات کے فریادی ہیں کہ تیرے نبی جا چکے ہیں، تیرا ولی بھی پردہ غیب میں ہے، زمانہ مخالف ہوگیا ہے، فتنے سر اٹھا رہے ہیں، دشمنوں نے ہجوم کر رکھا ہے اور ان کی کثرت ہے اور اپنی قلت ہے۔

خدایا ان حالات کی اصلاح فرما فوری فتح کے ذریعہ، اور اپنی نصرت کے ذریعہ، اور امام عادل کے ظہور کے ذریعہ، خدائے برحق اس دعا کو قبول کرلے۔

خدایا اپنے ولی کے ذریعہ قرآن کو زندہ کردے اور اس کے نور سرمدی کی زیارت کرادے جس میں کوئی ظلمت نہیں ہے، مردہ دلوں کو زندہ بنادے اور سینوں کی اصلاح کردے، خواہشات کو ایک نقطہ پر جمع کردے معطل حدود اور متروک احکام کو قائم کرادے تا کہ ہر حق منظر پر آجائے اور ہر عدل چمک اٹھے، خدایا ہمیں ان کے مددگاروں اور حکومت کو تقویت دینے والوں میں قرار دیدے کہ ہم ان کے احکام پر عمل کریں، اور ان کے عمل سے راضی رہیں، ان کے احکام کے لئے سراپا تسلیم رہیں اور پھر تقیہ کی کوئی ضرورت نہ رہ جائے۔

خدایا تو ہی برائیوں کو دور کرنے والا، مضطر افراد کی دعاؤں کا قبول کرنے والا اور کرب ورنج سے نجات دینے والا ہے لہذا اپنے ولی کے ہر رنج وغم کو دور کردے اور اسے حسب وعدہ زمین میں اپنا جانشین بنادے۔

خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجھے ان کے طفیل دنیا وآخرت میں کامیابی اور تقرب عنایت فرما۔(کمال الدین 512 / 43 ، مصباح المتہجد ص 411 ، جمال الاسبوع ص315)۔

1229۔ دعائے افتتاح۔...... خدایا ہم ایسی با عزت حکومت کے خواہشمند ہیں جس سے اسلام واہل اسلام کو عزت اور نفاق واہل نفاق کو ذلت نصیب ہو ہمیں اپنی اطاعت کے داعیوں اور اپنے راستہ کے قائدوں میں قرار دیدے اور پھر دنیا وآخرت کی کرامت عطا فرما۔

خدایا جو حق ہم نے پہچان لیا ہے اسے اٹھانے کی طاقت دے اور جسے نہیں پہچان سکے ہیں اس تک پہنچا دے۔

خدایا اس کے ذریعہ ہماری پراگندگی کو جمع کر دے، ہمارے درمیان شگاف کو پڑ کر دے، ہمارے انتشار کو جمع کر دے۔ ہماری قلت کو کثرت اور ہماری ذلت کو عزت میں تبدیل کر دے، ہماری غربت کو دولت میں بدل دے اور ہمارے قرض کو ادا کر دے، ہمارے فقر کا علاج فرما اور ہماری حاجتوں کو پورا فرما۔

ہماری زحمت کو آسان کر دے اور ہمارے چہروں کو نورانی بنادے، ہمیں قید سے رہائی عطا فرما اور ہمارے مطالب کو پورا فرما، ہمارے وعدوں کو مکمل فرما اور ہماری دعاؤں کو قبول کرلے، ہمیں تمام امیدیں عطا فرما اور ہماری خواہش سے زیادہ عطا فرما۔

اے بہترین مسئول اور وسیع ترین عطا کرنے والے، ہمارے دلوں کو سکون عطا فرما اور ہمارے رنج وغم کا علاج فرما، جہاں جہاں حق کے بارے میں اختلاف ہے ہمیں ہدایت فرما کہ تو جسے چاہے صراط مستقیم کی ہدایت دے سکتا ہے، اپنے اور ہمارے دشمنوں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما اور اے خدائے برحق! ہماری اس دعا کو قبول کرلے۔

خدایا ہماری فریاد یہ ہے کہ تیرے نبی جا چکے، تیرا ولی غیب میں ہے، دشمنوں کی کثرت ہے، فتنوں کی شدت ہے، زمانہ کا ہجوم ہے، اب تو محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور

ان حالات میں ہماری فوری فتح کے ذریعہ امداد فرما تا کہ رنج وغم دور ہو جائیں، باعزت امداد دے اور حکومت حق کو ظاہر فرما، رحمت کی کرامت عطا فرما اور عافیت کا لباس عنایت فرما دے اپنی رحمت کے سہارے اے بہترین رحمت دینے والے۔(اقبال الاعمال 1 ص 142 روایت محمد بن ابی قرّہ)۔

واضح رہے کہ یہ دعا امام زمانہ عج کی طرف سے ہے جسے نائب دوم محمد بن عثمان بن سعید العمری کے بھتیجہ نے ان کی کتاب سے نقل کیا ہے اور یہ ماہ رمضان کی شبوں میں پڑھی جاتی ہے۔!

اہلبیتؑ کے بارے میں غلو

غلو پر تنبیہ

1230۔ امام علیؑ! خبردار ہمارے بارے میں غلو نہ کرنا، یہ کہو کہ ہم بندہ ہیں اور خدا ہمارا رب ہے، اس کے بعد جو چاہو ہماری فضیلت بیان کرو۔ (خصال 614 / 10 روایت ابوبصیر ومحمد بن مسلم عن الصادقؑ، غرر الحکم نمبر 2740، تحف العقول 104 ،نوادر الاخبار ص 137)۔

1231۔امام حسینؑ! ہم سے اسلام کی محبت میں محبت رکھو کہ رسول اکرم نے فرمایا ہے کہ خبردار میرے حق سے زیادہ میری تعریف نہ کرنا کہ پروردگار نے مجھے رسول بنانے سے پہلے بندہ بنایا ہے۔(المعجم الکبیر 3 ص 128 / 2889 روایت یحیٰی بن سعید)۔

1232۔امام صادقؑ! جس نے ہمیں نبی قرار دیا اس پر خدا کی لعنت ہے اور جس نے اس مسئلہ میں شک کیا اس پر بھی خدا کی لعنت ہے۔(رجال کشی (ر) 2 ص 590 / 540 روایت حسن وشاء)۔

1233۔امام صادقؑ! ان غالیوں میں بعض ایسے جھوٹے ہیں کہ شیطان کو بھی ان کے جھوٹ کی ضرورت ہے۔(رجال کشی (ر) 2 ص 587 / 536 روایت ہشام بن سالم)۔

1234۔مفضل بن عمر! میں اور قاسم شریکی اور نجم بن حطیم اور صالح بن سہل مدینہ میں تھے اور ہم نے ربوبیت کے مسئلہ میں بحث کی تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس بحث کا

فائدہ کیا ہے،ہم سب امام سے قریب ہیں اور زمانہ بھی تقیہ کا نہیں ہے، چلو، چل کر انھیں سے فیصلہ کرالیں۔

چنانچہ جیسے ہی وہاں پہنچے حضرت بغیر رداء اور نعلین کے باہر نکل آئے اور عالم یہ تھا کہ غصہ سے سر کے سارے بال کھڑے تھے۔

فرمایا، ہرگز نہیں۔

ہرگز نہیں، اے مفضل، اے قاسم، اے نجم، ہم خدا کے محترم بندے ہیں جو کسی بات میں اس پر سبقت نہیں کرتے ہیں اور ہمیشہ اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔(کافی 8 ص 231/303)۔

1235۔امام صادقؑ! غالیوں کی مذمت کرتے ہوئے۔

خدا کی قسم، ہم صرف اس کے بندہ ہیں جس نے ہمیں خلق کیا ہے اور منتخب کیا ہے، ہمارے اختیار میں نہ کوئی نفع ہے اور نہ نقصان، مالک اگر رحمت کرے تو یہ اس کی رحمت ہے اور اگر عذاب کرے تو یہ بندوں کا عمل ہے، خدا کی قسم ہماری خدا پر کوئی حجت نہیں ہے اور نہ ہمارے پاس کوئی پروانہ برائت ہے، ہمیں موت بھی آتی ہے، ہم دفن بھی ہوتے ہیں ہم قبر سے دوبارہ نکالے بھی جائیں گے، ہمیں عرصہ محشر میں کھڑا کر کے ہم سے حساب بھی لیا جائے گا۔(رجال کشی 2 ص 49/403 روایت عبدالرحمان بن کثیر)۔

1236۔صالح بن سہل، میں امام صادقؑ کے بارے میں ان کے رب ہونے کا قائل تھا تو ایک دن حضرت کے پاس حاضر ہوا تو دیکھتے ہی فرمایا صالح! خدا کی قسم ہم بندۂ مخلوق ہیں اور ہمارا ایک رب ہے جس کی ہم عبادت کرتے ہیں اور نہ کریں تو وہ ہم پر عذاب بھی کرسکتا ہے۔(رجال کشی 2 ص 632/632، مناقب ابن شہر آشوب 4 ص 219)۔

1237۔اسماعیل بن عبدالعزیز! امام صادقؑ نے فرمایا کہ اسماعیل وضو کیلئے پانی رکھو میں نے رکھدیا تو حضرت وضو کے لئے داخل ہوئے، میں سوچنے لگا کہ میں تو ان کے بارے میں یہ خیالات رکھتا ہوں اور یہ وضو کررہے ہیں۔

اتنے میں حضرت نکل آئے اور فرمایا اسماعیل! طاقت سے اونچی عمارت نہ بناؤ کہ گر پڑے، ہمیں مخلوق قرار دو، اس کے بعد جو چاہو کہو۔(بصائر الدرجات 236 / 5، الخرائج والجرائح 2 ص 735 / 45، الثاقب فی المناقب 452 / 330، کشف الغمہ 2 ص 403)۔

1238۔کامل التمار! میں ایک دن امام صادقؑ کی خدمت میں تھا کہ آپ نے فرمایا، کامل! ہمارا ایک رب قرار دو جس کی طرف ہماری بازگشت ہے، اس کے بعد جو چاہو بیان کرو۔

میں نے کہا کہ آپ کا بھی رب قرار دیں جو آپ کا مرجع ہو اور اس کے بعد چاہیں کہیں تو بجا کیا؟

یہ سن کر آپ سنبھل کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ آخر کیا کہنا چاہتے ہو، خدا کی قسم ہمارے علم میں سے ایک الف سے زیادہ تم تک نہیں پہنچا ہے۔(مختصر بصائر الدرجات ص 59، بصائر الدرجات 507 / 8)۔

1239۔امام صادقؑ! خبردار غالی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا چاہے وہ تمھاری جیسی بات کرتا ہو اور مجہول الحال کے پیچھے اور کھلم کھلا فاسق کے پیچھے چاہے میانہ روہی کیوں نہ ہو ۔(تہذیب 3 ص 31 / 109 روایت خلف بن حماد، الفقیہ 1 ص 379 / 1110)۔

1240۔امام صادقؑ! اپنے نوجوانوں کے بارے میں غالیوں سے ہوشیار رہنا یہ

انھیں برباد نہ کرنے پائیں کہ غالی بدترین خلق خدا ہیں، جو خدا کی عظمت کو گھٹاتے ہیں اور بندوں کو خدا بناتے ہیں، خدا کی قسم، غالی یہود ونصاریٰ اور مجوس ومشرکین سے بھی بدتر ہیں۔ (امالی طوسی (ر) 650 / 1349 روایت فضل بن یسار)۔

1241۔ امام رضاؑ! ہم آل محمد وہ نقطۂ اعتدال ہیں جسے غالی پا نہیں سکتا ہے اور پیچھے رہنے والا اس سے آگے جا نہیں سکتا ہے۔ (کافی 1 ص 101 / 3 روایت ابراہیم بن محمد النخز ارومحمد بن الحسین)۔

غالیوں سے برأت

1242۔ امام علیؑ! خدایا میں غالیوں سے بری اور بیزار ہوں جس طرح کہ عیسیٰؑ بن مریم نصاریٰ سے بیزار تھے۔

خدایا انھیں بے سہارا کر دے اور ان میں سے کسی ایک کی بھی مدد نہ کرنا (امالی طوسی (ر) 650 / 1350 روایت اصبغ بن نباتہ، مناقب ابن شہر آشوب! ص 263)۔

1243۔ امام علیؑ۔ خبردار ہمارے بارے میں بندگی کی حد سے تجاوز نہ کرنا، اس کے بعد ہمارے بارے میں جو چاہو کہہ سکتے ہو کہ تم ہماری حد تک نہیں پہنچ سکتے ہو اور ہوشیار رہو کہ ہمارے بارے میں اس طرح غلو نہ کرنا جس طرح نصاریٰ نے غلو کیا کہ میں غلو کرنے والوں سے بری اور بیزار ہوں۔ (احتجاج 2 ص 453 / 314، تفسیر عسکری 50 / 24)۔

1244۔ زین العابدینؑ! یہودیوں نے عزیر سے محبت کی اور جو چاہا کہہ دیا تو نہ ان کا عزیز سے کوئی تعلق رہا اور نہ عزیر کا ان سے کوئی تعلق رہا، یہی حال محبت عیسیٰ میں نصاریٰ کا ہوا، ہم بھی اسی راستہ پر چل رہے ہیں، ہمارے چاہنے والوں میں بھی ایک قوم پیدا ہوگی جو ہمارے بارے میں یہودیوں اور عیسائیوں جیسی بات کہے گی تو نہ ان کا ہم سے کوئی تعلق

ہوگا اور نہ ہمارا ان سے کوئی تعلق ہوگا۔(رجال کشی (ر)1 ص336 / 191 روایت ابوخالد کابلی)۔

1245۔الہروی! میں نے امامؑ رضا سے عرض کیا کہ فرزند رسول! یہ آخر لوگ آپ کی طرف سے کیا نقل کررہے ہیں؟

فرمایا کیا کہہ رہے ہیں؟

عرض کی کہ لوگ کہہ رہے ہیں آپ حضرات لوگوں کو اپنا بندہ تصور کررہے ہیں! آپ نے فرمایا کہ خدایا، اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے اور حاضر وغائب کے جاننے والے! تو گواہ ہے کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی اور نہ میرے آباء واجداد نے کہی ہے، تجھے معلوم ہے کہ اس امت کے مظالم ہم پر کس قدر زیادہ ہیں یہ ظلم بھی انھیں میں سے ایک ہے۔

اس کے بعد میری طرف رخ کرکے فرمایا، عبدالاسلام! اگر سارے بندے ہمارے ہی بندے اور غلام ہیں تو ہم انھیں کس کے ہاتھ فروخت کریں گے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ نے سچ فرمایا۔

اس کے بعد فرمایا کہ خدا نے جو ہمیں حق ولایت دیا ہے کیا تم اس کے منکر ہو؟

میں نے عرض کیا کہ معاذ اللہ ۔ میں یقیناً آپ کی ولایت کا اقرار کرنے والا ہوں۔(عیون اخبار الرضاؑ 2 ص184 / 6)۔

گویا ظالموں نے اس حق ولایت الہیہ کی غلط توجیہہ کرکے اس کا مطلب یہ نکال لیا اور اسے اہلبیتؑ کو بدنام کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔جوادی

1246۔الحسن بن الجہم! میں ایک دن مامون کے دربار میں حاضر ہوا تو حضرت

علی بن موسی الرضاؑ بھی موجود تھے اور بہت سے فقہاء ورعلماء علم کلام بھی موجود تھے، ان میں سے بعض افراد نے مختلف سوالات کئے اور مامون نے کہا کہ یا اباالحسن! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ ایک قوم آپ کے بارے میں غلو کرتی ہے اور حد سے آگے نکل جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میرے والد بزرگوار حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ نے اپنے والد جعفرؑ بن محمدؑ سے اور انھوں نے اپنے والد محمدؑ بن علیؑ سے اور انھوں نے اپنے والد علیؑ بن الحسینؑ سے اور انھوں نے اپنے والد حسینؑ بن علیؑ سے اور انھوں نے اپنے والد علیؑ بن ابی طالبؑ سے رسول اکرم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ خبر دار مجھے میرے حق سے اونچا نہ کرنا کہ پروردگار نے مجھے نبی بنانے سے پہلے بندہ بنایا ہے اور اس کا ارشاد ہے "کسی بشر کی یہ مجال نہیں ہے کہ خدا اسے کتاب وحکمت ونبوت عطا کرے اور وہ بندوں سے یہ کہہ دے کہ خدا کو چھوڑ کر میری بندگی کرو، ان سب کا پیغام یہ ہوتا ہے کہ اللہ والے بنو کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور اسے پڑھتے ہو اور وہ یہ حکم بھی نہیں دے سکتا ہے کہ ملائکہ یا انبیاء کو ارباب قرار دیدو، کیا وہ مسلمانوں کو کفر کا حکم دے سکتا ہے۔(آل عمران آیت 79،80)۔

اور حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے اور اس میں میرا کوئی قصور نہ ہوگا، حد سے آگے نکل جانے والا دوست اور حد سے گرا دینے والا دشمن اور میں خدا کی بارگاہ میں غلو کرنے والوں سے ویسے ہی برأت کرتا ہوں جس طرح عیسیٰؑ نے نصاریٰ سے برائت کی تھی۔

جب پروردگار نے فرمایا کہ "عیسیٰؑ! کیا تم نے لوگوں سے یہ کہہ دیا ہے کہ خدا کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو خدا مان لو اور انھوں نے عرض کی کہ خدایا تو خدائے بے نیاز ہے اور میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ میں کوئی خلاف حق بات کہوں، اگر میں نے ایسا کہا ہے تو تجھے

خود ہی معلوم ہے کہ تو میرے دل کے راز بھی جانتا ہے اور میں تیرے علم کو نہیں جانتا ہوں، تو تمام غیب کا جاننے والا ہے، میں نے ان سے وہی کہا ہے جس کا تو نے حکم دیا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی رب ہے اور میں ان کا نگراں تھا جب تک ان کے درمیان رہا، اس کے بعد جب تو نے میری مدت عمل پوری کردی تو اب تو ان کا نگراں ہے اور ہر شے کا شاہد اور نگراں ہے"۔(مائدہ نمبر 116، 117)۔

اور پھر مالک نے خود اعلان کیا ہے کہ مسیح بن مریم صرف ایک رسول ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں اور ان کی ماں صدیقہ ہیں اور یہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔(مائدہ نمبر 75)۔"مسیح بندہ خدا ہونے سے انکار نہیں کر سکتے ہیں اور نہ ملائکہ مقربین اس بات کا انکار کر سکتے ہیں۔(نساء 172)۔

لہذا جو بھی انبیاء کے بارے میں ربوبیت کا ادعا کرے گا یا ائمہ کو رب یا نبی قرار دے گا یا غیر امام کو امام قرار دے گا ہم اس سے بری اور بیزار رہیں گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔(عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 200 / 1)۔

1247۔امام رضاؑ مقام دعا میں! خدایا میں ہر طاقت وقوت کے ادعاء سے بری ہوں اور طاقت وقوت تیرے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے میں ان تمام لوگوں سے بھی بری ہوں جو ہمارے حق سے زیادہ دعویٰ کرتے ہیں اور ان سے بھی بری ہوں جو وہ کہتے ہیں جو ہم نے اپنے بارے میں نہیں کیا ہے۔

خدایا خلق وامر تیرے لئے ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

خدایا! تو ہمارا بھی خالق ہے اور ہمارے آباء واجداد کا بھی خالق ہے۔

خدایا ربوبیت کے لئے تیرے علاوہ کوئی سزاوار نہیں ہے اور الوہیت تیرے علاوہ کسی کے لئے سزاوار نہیں ہے۔

خدایا ان نصاریٰ پر لعنت فرما جنھوں نے تیری عظمت کو گھٹا دیا اور ایسے ہی تمام عقیدہ والوں پر لعنت فرما۔

خدایا ہم تیرے بندے اور تیرے بندوں کی اولاد ہیں، تیرے بغیر اپنے واسطے نفع ،نقصان،موت وحیات اور حشر ونشر کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے ہیں۔

خدایا! جس نے یہ خیال کیا کہ ہم ارباب ہیں ہم ان سے بیزار ہیں اور جس نے یہ کہا کہ تخلیق ہمارے ہاتھ میں ہے یا رزق کی ذمہ داری ہمارے اوپر ہے ہم اس سے بھی بیزار ہیں جس طرح عیسیٰؑ نصاریٰ سے بیزار تھے۔

خدایا ہم نے انھیں ان خیالات کی دعوت نہیں دی ہے لہذا ان کے مہملات کا ہم سے مواخذہ نہ کرنا اور ہمیں معاف کر دینا۔

خدایا زمین پر ان کافروں کی آبادیوں کو باقی نہ رکھنا کہ اگر یہ رہ گئے تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی اولاد بھی فاجر اور کافر ہوگی۔(الاعتقادات،صدوق (ر) ص99)۔

غالیوں کا کفر

1248۔رسول اکرم! میری امت کے دوگروہ ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہمارے اہلبیتؑ سے جنگ کرنے والے اور دین میں غلو کرکے حد سے باہر نکل جانے والے۔(الفقیہ 3 ص408/ 2425)۔

1249۔امام صادقؑ! کم سے کم وہ بات جو انسان کو ایمان سے باہر نکال دیتی ہے

یہ ہے کہ کسی غالی کے پاس بیٹھ کر اس کی بات سنے اور پھر تصدیق کر دے۔

میرے پدر بزرگوار نے اپنے والد ماجد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے دو گروہوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے غالی اور قدریہ۔(خصال 72/109 روایت سالم)۔

غالی:

وہ لوگ جو کسی بھی ہستی کو اس کی حد سے آگے بڑھا دیتے ہیں اور بندہ کے بارے میں خالق ورازق ہونے کا عقیدہ پیدا کر لیتے ہیں۔

قدریہ

جو لوگ کہ خیر وشر سب کا ذمہ دار خدا کو قرار دیتے ہیں یا بقولے تقدیر الٰہی کے سرے سے منکر ہیں۔

تشبیہ

جو لوگ خالق کو مخلوق کی شبیہ اور اس کے صفات کو مخلوقات کے صفات جیسا قرار دیتے ہیں انھیں مشبہ کہا جاتا ہے۔

تفویض

کائنات کے تمام اختیارات کو بندہ کے حوالہ کر کے خدا کو معطل کر دینا۔

1250۔ امامؑ صادق نے مفضل سے ابوالخطاب کے اصحاب اور دیگر غالیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، مفضل! خبر دار ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا اور مصافحہ وتعلقات نہ رکھنا۔(رجال کشی (ر)2ص586/525)۔

1251۔ امام صادقؑ ! خدا مغیرہ بن سعید پر لعنت کرے کہ وہ میرے والد پر بہتان باندھتا تھا، خدا نے اسے لوہے کا مزہ چھکا دیا، خدا ان تمام افراد پر لعنت کرے جو ہمارے بارے میں وہ کہیں جو ہم خود نہیں کہتے ہیں اور خدا ان افراد پر لعنت کرے جو ہمیں اس اللہ کی بندگی سے الگ کردیں جس نے ہماری تخلیق کی ہے اور جس کی بارگاہ میں ہم کو واپس جانا ہے اور جس کے قبضہ قدرت میں ہماری پیشانیاں ہیں۔ (رجال کشی (ر) 2 ص 590 / 542 روایت ابن مسکان)۔

1252۔ ہاشم جعفری ! میں نے امام رضاؑ سے غالیوں اور تفویض والوں کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ غالی کافر ہیں اور تفویض کرنے والے مشرک ہیں جو ان کے ساتھ بیٹھتا ہے یا کھاتا پیتا ہے یا تعلقات رکھتا ہے یا شادی بیاہ کا رشتہ کرتا ہے یا انھیں پناہ دیتا ہے یا ان کے پاس امانت رکھتا ہے یا ان کی بات کی تصدیق کرتا ہے یا ایک لفظ سے ان کی مدد کرتا ہے وہ ولایت خدا ولایت رسول اور ولایت اہلبیتؑ سے خارج ہے۔ (عیون اخبار الرضا 2 ص 203 / 4)۔

1253۔ حسین بن خالد امام رضاؑ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص تشبیہ اور جبر کا عقیدہ رکھتا ہے وہ کافر و مشرک ہے اور ہم دنیا و آخرت میں اس سے بیزار ہیں ابن خالد ! ہماری طرف سے تشبیہ اور جبر کے بارے میں غالیوں نے بہت سی روایتیں تیار کی ہیں اور ان کے ذریعہ عظمت پروردگار کو گھٹایا ہے لہذا جو ان سے محبت کرے وہ ہمارا دشمن ہے اور جو ان سے دشمنی رکھے وہی ہمارا دوست ہے، جو ان کا موالی ہے وہ ہمارا عدو ہے اور جو ان کا عدو ہے وہی ہمارا موالی ہے جس نے ان سے تعلق رکھا اس نے ہم سے قطع تعلق کیا اور جس نے ان سے قطع تعلق کیا اس نے ہم سے تعلق پیدا کیا۔

جس نے ان سے بدسلوکی کی اس نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کیا اور جس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اس نے ہمارے ساتھ برا سلوک کیا، جس نے ان کا احترام کیا اس نے ہماری توہین کی اور جس نے ان کی توہین کی اس نے ہمارا احترام کیا، جس نے انھیں قبول کرلیا اس نے ہمیں رد کردیا اور جس نے انھیں رد کردیا اس نے ہمیں قبول کرلیا، جس نے ان کے ساتھ احسان کیا اس نے ہمارے ساتھ برائی کی اور جس نے ان کے ساتھ برائی کی اس نے ہمارے ساتھ احسان کیا، جس نے ان کی تصدیق کی اس نے ہماری تکذیب کی اور جس نے ان کی تکذیب کی اس نے ہماری تصدیق کی، جس نے انھیں عطا کیا اس نے ہمیں محروم کیا اور جس نے انھیں محروم کیا اس نے ہمیں عطا کیا۔

فرزند خالد! جو ہمارا شیعہ ہوگا وہ ہرگز انھیں اپنا دوست اور مددگار نہ بنائے گا۔(عیون اخبار الرضاؑ 1 ص 143 / 45، التوحید ص 364، الاحتجاج 2 ص 400)۔

غالیوں کی ہلاکت

1254۔ امام علیؑ! ہم اہلبیتؑ کے بارے میں دو گروہ ہلاک ہوں گے، حد سے زیادہ تعریف کرنے والا اور بیہودہ افترا پردازی کرنے والا۔(السنۃ لابن ابی عاصم 475 / 1005)۔

1255۔ امام علیؑ! میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہوجائیں گے، افراط کرنے والا غالی اور دشمنی رکھنے والا کینہ پرور، (فضائل الصحابہ ابن حنبل 2 ص 571 / 964 روایت ابن مریم، نہج البلاغہ حکمت نمبر 117، خصائص الائمہ ص 124، شرح نہج

البلاغہ معتزلی 20 ص 220)۔

1256۔امام علیؑ عنقریب میرے بارے میں دو گروہ ہلاک ہو جائیں گے، افراط کرنے والا دوست جسے محبت غیر حق تک کھینچ لے جائے گی اور گھٹانے والا دشمن جسے بغض ناحق خیالات تک لے جائے گا، میرے بارے میں بہترین افراد اعتدال والے ہیں لہذا تم سب اسی راستہ کو اختیار کرو۔(نہج البلاغہ خطبہ نمبر 127)۔

1257۔رسول اکرم! یا علیؑ! تمھارے اندر ایک عیسیٰؑ بن مریم کی مشابہت بھی ہے کہ انھیں قوم نے دوست رکھا تو دوستی میں اس قدر افراط سے کام لیا کہ بالآخر ہلاک ہو گئے اور ایک قوم نے دشمنی میں اس قدر زیادتی کی کہ وہ بھی ہلاک ہو گئے، ایک قوم حد اعتدال میں رہی اور اس نے نجات حاصل کر لی، (امالی طوسی (ر) ص 345 روایت عبید اللہ بن علی، تفسیر فرات ص 404 کشف الغمہ 1 ص 321)۔

1258۔امام علیؑ! مجھ سے رسول اکرم نے فرمایا کہ تم میں ایک عیسیٰؑ کی مثال بھی پائی جاتی ہے کہ یہودیوں نے ان سے دشمنی کی تو ان کی ماں کے بارے میں بکواس شروع کر دی اور نصاریٰ نے محبت کی تو انھیں وہاں پہنچا دیا جو ان کی جگہ نہیں تھی۔

دیکھو میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہوں گے، حد سے زیادہ محبت کرنے والا جو میری وہ تعریف کرے گا جو مجھ میں نہیں ہے اور مجھ سے دشمنی کرنے والا جسے عداوت الزام تراشی پر آمادہ کر دے گی۔(مسند ابن حنبل 1 ص 336 / 1376، صواعق محرقہ ص 123، مسند ابویعلیٰ 1 ص 274 / 530، تاریخ دمشق حالات امام علیؑ 2 ص 237 / 742، امالی طوسی (ر) 256 / 462، عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 63 / 263، مناقب ابن شہر آشوب 2 ص 560۔

غلو کی جعلی روایات

1259۔ ابراہیم بن ابی محمود! میں نے امام رضاؑ سے عرض کیا کہ فرزند رسول! ہمارے پاس امیر المومنینؑ کے فضائل اور آپ کے فضائل میں بہت سے روایات میں جنھیں مخالفین نے بیان کیا ہے اور آپ حضرات نے نہیں بیان کیا ہے کیا ہم ان پر اعتماد کرلیں؟

فرمایا ابن ابی محمود، مجھے میرے پدر بزرگوار نے اپنے والد اور اپنے جد کے حوالہ سے بتایا ہے کہ رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ جس نے کسی کی بات پر اعتماد کیا گویا اس کا بندہ ہوگیا، اب اگر متکلم اللہ کی طرف سے بول رہا ہے تو یہ اللہ کا بندہ ہوگا اور اگر ابلیس کی بات کہہ رہا ہے تو یہ ابلیس کا بندہ ہوگا۔

اس کے بعد فرمایا، ابن ابی محمود! ہمارے مخالفین نے ہمارے فضائل میں بہت روایات وضع کی ہیں اور انھیں تین قسموں پر تقسیم کیا ہے ایک حصہ غلو کا ہے، دوسرے میں ہمارے امر کی توہین ہے اور تیسرے میں ہمارے دشمنوں کی برائیوں کی صراحت ہے۔

لوگ جب غلو کی روایات سنتے ہیں تو ہمارے شیعوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہماری ربوبیت کے قائل ہیں اور جب تقصیر کی روایات سنتے ہیں تو ہمارے بارے میں یہی عقیدہ قائم کرلیتے ہیں اور جب ہمارے دشمنوں کی نام بنام برائی سنتے ہیں تو ہمیں نام بنام گالیاں دیتے ہیں جبکہ پروردگار نے خود فرمایا ہے کہ غیر خدا کی عبادت کرنے والوں کے معبودوں کو برا نہ کہو ورنہ وہ عداوت میں بلا کسی علم کے خدا کو بھی برا کہیں گے۔

ابن ابی محمود! جب لوگ داہنے بائیں جارہے ہوں تو جو ہمارے راستہ پر رہے گا ہم اس کے ساتھ رہیں گے اور جو ہم سے الگ ہوجائیگا ہم اس سے الگ ہوجائیں گے، کم سے کم وہ بات جس سے انسان ایمان سے خارج ہوجاتا ہے یہ ہے کہ ذرہ کو گٹھلی کہہ دے اور اسی کو

دین بنالے اور اس کے مخالف سے برات کا اعلان کردے۔

ابن ابی محمود! جو کچھ میں نے کہا ہے اسے یاد رکھنا کہ اسی میں نے دنیا و آخرت کا سارا خیر جمع کردیا ہے۔(عیون اخبار الرضاؑ 1 ص304/ 63،بشارۃ المصطفیٰ ص221)۔

کون اہلبیتؑ سے ہے اور کون نہیں ہے؟

اہلبیتؑ والوں کے صفات

”جو میرا اتباع کرے گا وہ مجھ سے ہوگا“ (سورۂ ابراہیم آیت 36)۔

1260۔ رسول اکرم ۔ ہر متقی انسان میرے وابستگان میں شمار ہوتا ہے۔ (الفردوس 1 ص 418 / 1691 روایت انس بن مالک)

1261۔انس! رسول اکرم سے دریافت کیا گیا کہ آل محمد سے کون افراد مراد ہیں؟ فرمایا ہر متقی اور پرہیز گار۔

پروردگار نے فرمایا ہے کہ اس کے اولیاء صرف متقین ہیں۔(المعجم الاوسط 3 ص 338 / 2332)۔

1262۔ابوعبیدہ امام باقرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو ہم سے محبت کرے وہ ہم اہلبیتؑ سے ہے تو میں نے عرض کی میں آپ پر قربان میں بھی آپ سے ہوں؟ فرمایا بیشک کیا تم نے حضرت ابراہیمؑ کا قول نہیں سنا ہے کہ جو میرا اتباع کرے وہ مجھ سے ہے۔(تفسیر عیاشی 2 ص 231 / 32)۔

1263۔امام صادقؑ! جو تم میں سے تقویٰ اختیار کرے اور نیک کردار ہو جائے وہ ہم اہلبیت سے ہے۔راوی نے عرض کی کہ آپ سے فرزند رسول؟

فرمایا بیشک ہم سے، کیا تم نے پروردگار کا ارشاد نہیں سنا ہے کہ ”جو ان سے محبت

کرے گا وہ ان سے ہوگا" (مائدہ 51)۔

اورحضرت ابراہیمؑ نے کہا ہے کہ جو میرا اتباع کرے گا وہ مجھ سے ہوگا، (دعائم الاسلام 1 ص 62، تفسیر عیاشی 2 ص 231 / 33 روایت محمد الحلبیؒ)۔

1264۔ حسن بن موسیٰ الوشاء البغدادی، میں خراسان میں امام رضاؑ کی مجلس میں حاضر تھا اور زید بن موسیٰ بھی موجود تھے جو مجلس میں موجود ایک جماعت پر فخر کر رہے تھے کہ ہم ایسے ہیں اور ایسے ہیں اور حضرت دوسری قوم سے گفتگو کر رہے تھے، آپ نے زید کی بات سنی تو فوراً متوجہ ہو گئے۔

فرمایا۔ زید! تمھیں کوفہ کے بقالوں کی تعریف نے مغرور بنا دیا ہے، دیکھو حضرت فاطمہؑ نے اپنی عصمت کا تحفظ کیا تو خدا نے ان کی ذریت پر جہنم کو حرام کر دیا لیکن یہ شرف صرف حسنؑ و حسینؑ اور بطن فاطمہؑ سے پیدا ہونے والوں کے لئے ہے۔

ورنہ اگر موسیٰ بن جعفرؑ خدا کی اطاعت میں دن میں روزہ رکھیں رات میں نمازیں پڑھیں اور تم اس کی معصیت کرو اور اس کے بعد دونوں روز قیامت حاضر ہوں اور تم ان سے زیادہ نگاہ پروردگار میں عزیز ہو جاؤ، یہ ناممکن ہے، کیا تمھیں نہیں معلوم کہ امام زین العابدینؑ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے نیک کردار کے لئے دہرا اجر ہے اور بدکردار کے لئے دہرا عذاب ہے۔

حسن وشاء کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت نے میری طرف رخ کر کے فرمایا۔

حسن! تم اس آیت کو کس طرح پڑھتے ہو؟

"پروردگار نے کہا کہ اے نوحؑ یہ تمھارے اہل سے نہیں ہے، یہ عمل غیر صالح ہے۔ (ہود نمبر 46)۔

تو میں نے عرض کی کہ بعض لوگ پڑھتے ہیں "عمل غیر صالح" اور بعض لوگ پڑھتے ہیں "عمل غیر صالح" اور اس طرح فرزند نوح ماننے انکار کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں۔

وہ نوحؑ کا بیٹا تھا لیکن جب خدا کی معصیت کی تو خدا نے فرزندی سے خارج کر دیا۔

یہی حال ہمارے چاہنے والوں کا ہے کہ جو خدا کی اطاعت نہ کرے گا وہ ہم سے نہ ہوگا اور تم اگر ہماری اطاعت کرو گے تو ہم اہلبیتؑ میں شمار ہو جاؤ گے۔(معانی الاخبار 106 / 1 ،عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 232 / 1)۔

بیگانوں کے اوصاف

1265۔رسول اکرم ! جو شخص ہنسی خوشی ذلت کا اقرار کرلے وہ ہم اہلبیتؑ سے نہیں ہے۔(تحف العقول ص 58)۔

1266۔رسول اکرم ! جو ہمارے بزرگ کا احترام نہ کرے اور چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے فضل کی معرفت نہ رکھتا ہو وہ ہم اہلبیتؑ سے نہیں ہے(جامع الاحادیث قمی ص 112 روایت طلحہ بن زید ، الجعفریات ص 183 ، امالی مفید 18 / 6 روایت ابوالقاسم محمد بن علی ابن الحنفیہ ،کافی 2 ص 165 / 2 روایت احمد بن محمد)۔

1267۔رسول اکرم ! جو بزرگ کا احترام نہ کرے اور چھوٹے پر رحم نہ کرے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔(مسند ابن حنبل 1 ص 554 / 2329 روایت ابن عباس)۔

1268۔رسول اکرم ! ایہا الناس ۔ہم اہلبیتؑ وہ ہیں جنھیں پروردگار نے ان

امور سے محفوظ رکھا ہے کہ ہم نہ فتنہ کرتے ہیں اور نہ فتنہ میں مبتلا ہوتے ہیں، نہ جھوٹ بولتے ہیں، نہ کہانت کرتے ہیں، نہ جادو کرتے ہیں نہ خیانت کرتے ہیں نہ بدعت کرتے ہیں نہ شک وریب میں مبتلا ہوتے ہیں، نہ حق سے روکتے ہیں نہ نفاق کرتے ہیں لہذا اگر کسی میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں تو اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے اور خدا بھی اس سے بیزار ہے اور ہم بھی بیزار ہیں اور جس سے خدا بیزار ہو جائے اسے جہنم میں داخل کردے گا جو بدترین منزل ہے۔ (تفسیر فرات کوفی 307 / 412 روایت عبداللہ بن عباس)۔

1269۔ رسول اکرم! جس کی اذیت سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہ رہے وہ ہم سے نہیں ہے۔ (عیون اخبار الرضاؑ 2 ص 24 / 2 روایت ابراہیم بن ابی محمود عن الرضاؑ، عوالی اللئالی 1 ص 259 / 33)۔

1270۔ رسول اکرم! جو ہم کو دھوکہ دے وہ ہم سے نہیں ہے۔ (مسند ابن حنبل 5 ص 544 16489 روایت ابی بردہ بن ینار۔ سنن ابن ماجہ 2 ص 49 / 2224، مستدرک حاکم 11 ص 2153، کافی 5 ص 160 / 1 تہذیب 7 ص 12 / 48 روایت ہشام بن سالم عن الصادقؑ)

1271۔ رسول اکرم! جو کسی مسلمان کو دھوکہ دے وہ ہم سے نہیں ہے۔ (الفقیہ 3 ص 273 / 3986، عیون اخبار الرضا 2 ص 29 / 26، مسند زید ص 489، فقہ الرضاؑ ص 369)۔

1272۔ رسول اکرم! جو امانت میں خیانت کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔ (کافی 5 ص 133 / 7 روایت سکونی عن الصادقؑ)۔

1273۔ امام صادقؑ! یاد رکھو کہ جو ہمسایہ کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرے وہ ہم سے

نہیں ہے۔(کافی 2 ص668/ 11، روایت ابی الربیع الشامی)۔

1274۔ امام صادقؑ ! جو نماز شب نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں ہے۔(المقنع ص 131 المقنعہ ص119، روضۃ الواعظین ص 321)۔

1275۔ امام صادقؑ ! اگر شہر میں ایک لاکھ آدمی ہیں اور کوئی ایک بھی اس سے زیادہ متقی ہے تو وہ ہم سے نہیں ہے۔(کافی 2 ص78/ 10 روایت علی بن ابی زید)۔

1276۔ امام صادقؑ ! وہ ہم سے نہیں ہے جو دنیا کو آخرت کے لئے چھوڑ دے یا آخرت کو دنیا کے لئے چھوڑ دے۔(الفقیہ 3 ص156/ 3568، فقہ الرضاؑ ص 337)۔

1277۔ امام صادقؑ ! جو زبان سے ہمارے موافق ہو اور اعمال و آثار میں ہمارے خلاف ہو وہ ہم سے نہیں ہے۔(مشکوۃ الانوار ص70، مستطرفات السرائر 147/ 21 روایت محمد بن عمر بن حنظلہ)۔

1278۔ ابوالربیع شامی ! میں امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو گھر اصحاب سے چھلک رہا تھا جہاں شام، خراسان اور دیگر علاقوں کے افراد موجود تھے کہ مجھے بیٹھنے کی جگہ بھی نہیں ملی، ایک مرتبہ حضرت ٹیک لگا کر بیٹھے اور فرمایا کہ اے شیعہ آل محمد! یاد رکھو کہ وہ ہم سے نہیں ہے جو غصہ میں نفس پر قابو نہ پاسکے اور ساتھی کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرے، حسن اخلاق اور حسن رفاقت اور حسن مزاج کا مظاہرہ نہ کرے۔

اے شیعہ آل محمد! جہاں تک ممکن ہو خدا سے ڈرو، اس کے بعد ہر قوت و طاقت اللہ ہی کے سہارے ہے۔(کافی 2 ص 637/ 2 ، الفقیہ 2 ص 274/ 2423، المحاسن 2 ص102/ 270، تحف العقول ص380، مستطرفات السرائر 61/ 33)۔

1279۔امام صادقؑ ! پروردگار عالم نے تم پر ہماری محبت اور موالات واجب قراردی ہے اور ہماری اطاعت کوفرض قرار دیا ہے لہذا جو ہم سے ہے اسے ہماری اقتدا کرنی چاہیئے اور ہماری شان ورع وتقویٰ، سعی عمل، ہر شخص کی امانت کی واپسی، صلۂ رحم، مہمان نوازی، درگذر ہے اور جو ہماری اقتدا نہ کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔(اختصاص ص 241)۔

1280۔امام کاظمؑ! وہ ہم سے نہیں ہے جو روزانہ اپنے نفس کا حساب نہ کرے کہ اگر عمل اچھا کیا ہے تو خدا سے اضافہ کی دعا کرے اور اگر برا کیا ہے تو استغفار اور توبہ کرے۔(کافی 2 ص 453 / 2، روایت ابراہیم بن عمر یمانی، تحف العقول ص 396، اختصاص ص 26، 243، مشکوٰۃ الانوار 70 / 247، الزہد للحسین بن سعید ص 76 / 203۔

1281۔امام رضاؑ ! جو ہم سے قطع تعلق رکھے یا تعلقات رکھنے والے سے قطع تعلق کرلے یا ہماری مذمت کرنے والے کی تعریف کرے یا مخالف کا احترام کرے وہ ہم سے نہیں ہے اور ہم بھی اس سے نہیں ہیں۔(صفات الشیعہ 85 / 10 روایت ابن فضال)۔

1282۔الہروی! میں نے امام رضاؑ سے عرض کی کہ فرزند رسول! ذرا جنت وجہنم کے بارے میں فرمایئے کہ کیاان کی تخلیق ہوچکی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ بیشک! رسول اکرم شب معراج جنت میں جاچکے ہے اور جہنم کو دیکھ چکے ہیں۔

میں نے عرض کی کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ دونوں علم خدا میں ہیں لیکن ان کی تخلیق نہیں ہوئی ہے، فرمایا یہ لوگ ہم سے نہیں ہیں اور نہ ہم ان سے ہیں جس نے جنت وجہنم کی خلقت کا انکار کیا اس نے رسول اکرم کو جھٹلایا اور ہماری تکذیب کی اوراس کا ہماری ولایت

سے کوئی تعلق نہیں ہے اوراس کا ٹھکانا ہمیشہ کے لئے جہنم ہے جس کے بارے میں پروردگار نے فرمایاہے کہ ”یہ وہ جہنم ہے جس کو مجرمین جھٹلارہے تھے اب اس کے اور کھولتے پانی کے درمیان چکر لگارہے ہیں۔(رحمان 43،44 (توحید 18 / 21، عیون اخبار الرضاؑ 1 ص 116 / 3، احتجاج 2 ص 381 / 286)۔

اہلبیتؑ والوں کی ایک جماعت

1۔ابوذر

1283۔رسول اکرم ! ابوذر۔تم ہم اہلبیتؑ سے ہو۔(امالی طوسی (ر)525/1162،مکارم الاخلاق2ص363/2661،تنبیہ الخواطر2ص51روایت ابوذر)۔

2۔ابوعبیدہ

1284۔ابوالحسن ! ابوعبیدہ کی زوجہ ان کے انتقال کے بعد امام صادقؑ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ میں اس لئے رو رہی ہوں کہ انھوں نے غربت میں انتقال کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ غریب نہیں تھے، وہ ہم اہلبیتؑ میں سے ہیں۔(مستطرفات السرائر40/4)۔

3۔راہب بلیخ

1285۔حبہ عرنی! جب حضرت علیؑ بلیخ نامی جگہ پر فرات کے کنارہ اترے تو ایک راہب صومعہ سے نکل آیا اور اس نے کہا کہ ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو آباء واجداد سے وراثت میں ملی ہے اور اسے اصحاب عیسیٰ بن مریم نے لکھا ہے، میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں،فرمایا وہ کہاں ہے لاؤ،اس نے کہا اس کا مفہوم یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔اس خدا کا فیصلہ ہے جو اس نے کتاب میں لکھ دیا ہے کہ وہ

مکہ والوں میں ایک رسول بھیجنے والا ہے جو انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے گا، اللہ کا راستہ دکھائے گا اور نہ بد اخلاق ہوگا اور نہ تند مزاج اور نہ بازاروں میں چکر لگانے والا ہوگا، وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا بلکہ عفوو درگذر سے کام لے گا، اس کی امت میں وہ حمد کرنے والے ہوں گے جو ہر بلندی پر شکر پروردگار کریں گے اور ہر صعود ونزول پر حمد خدا کریں گے، ان کی زبانیں تہلیل وتکبیر کے لئے ہموار ہوں گی۔

خدا اسے تمام دشمنوں کے مقابلہ میں امداد دے گا اور جب اس کا انتقال ہوگا تو امت میں اختلاف پیدا ہوگا، اس کے بعد پھر اجتماع ہوگا اور ایک مدت تک باقی رہے گا، اس کے بعد ایک شخص کنارۂ فرات سے گذرے گا جو نیکیوں کا حکم دینے والا اور برائیوں سے روکنے والا ہوگا، حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور اس میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کرے گا، دنیا اس کی نظر میں تیز وتند ہواؤں میں راکھ سے زیادہ بے قیمت ہوگی اور موت اس کے لئے پیاس میں پانی پینے سے بھی زیادہ آسان ہوگی، اندر خوف خدا رکھتا ہوگا اور باہر پروردگار کا مخلص بندہ ہوگا خدا کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہ ہوگا۔

اس شہر کے لوگوں میں سے جو اس نبی کے دور تک باقی رہے گا اور اس پر ایمان لے آئے اس کے لئے جنت اور رضائے خدا ہوگی اور جو اس بندہ نیک کو پالے اس کا فرض ہے کہ اس کی امداد کرے کہ اس کے ساتھ قتل شہادت ہے اور اب میں آپ کے ساتھ رہوں گا اور ہرگز جدا نہ ہوں گا یہاں تک کہ آپ کے ہر غم میں شرکت کرلوں۔

یہ سن کر حضرت علیؑ رو دیے اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے نظر انداز نہیں کیا ہے اور تمام نیک بندوں کی کتابوں میں میرا ذکر کیا ہے۔

راہب یہ سن کر بے حد متاثر ہوا اور مستقل امیر المومنینؑ کے ساتھ رہنے لگا یہاں

تک کہ صفین میں شہید ہوگیا تو جب لوگوں نے مقتولین کو دفن کرنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا کہ راہب کو تلاش کرو۔ اور جب مل گیا تو آپ نے نماز جنازہ ادا کرکے دفن کردیا اور فرمایا کہ یہ ہم اہلبیتؑ سے ہے اور اس کے بعد بار بار اس کے لئے استغفار فرمایا۔ (مناقب خوارزمی ص242، وقعۃ صفین ص 147)۔

4۔ سعد الخیرؒ

1286۔ ابوحمزہ! سعد بن عبدالملک جو عبدالعزیز بن مروان کی اولاد میں تھے اور امام باقرؑ! انھیں سعد الخیر کے نام سے یاد کرتے تھے، ایک دن امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عورتوں کی طرح گریہ کرنا شروع کردیا۔

حضرت نے فرمایا کہ سعد! اس رونے کا سبب کیا ہے؟

عرض کی ۔ کس طرح نہ روؤں جبکہ میرا شمار قرآن مجید میں شجرۂ ملعونہ میں کیا گیا ہے۔

فرمایا کہ تم اس میں سے نہیں ہو، تم اموی ہو لیکن ہم اہلبیتؑ میں ہو۔

کیا تم نے قرآن مجید میں جناب ابراہیمؑ کا یہ قول نہیں سنا ہے۔

"جو میرا اتباع کرے گا وہ مجھ سے ہوگا" (اختصاص ص 85)۔

5۔ سلمانؒ

1287۔ رسول اکرم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ سلمانؓ ہم اہلبیتؑ سے ہیں اور مخلص ہیں لہذا انھیں اپنے لئے اختیار کرلو۔ (مسند ابویعلیٰ 6 ص 177 / 6739 روایت سعد الاسکاف عن الباقرؑ، الفردوس 2 ص 337 / 3532)۔

1288۔ ابن شہر آشوب ! لوگ خندق کھود رہے تھے اور گنگنار ہے تھے، صرف

سلمانؓ اپنی دھن میں لگے ہوئے تھے اورزبان سے معذور تھے کہ رسول اکرم نے دعا فرمائی۔

خدایا سلمانؓ کی زبان کی گروہ کھول دے چاہے دو شعر ہی کیوں نہ ہوں چنانچہ سلمانؓ نے یہ اشعار شروع کر دیے۔

میرے پاس زبان عربی نہیں ہے کہ میں شعر کہوں، میں تو پروردگار جو پسندیدہ اور تمام فخر کا حامل ہے۔

اپنے دشمن کے مقابلہ میں اور نبی طاہر کے دشمن کے مقابلہ میں، وہ پیغمبر جو پسندیدہ اور تمام فخر کا حامل ہے۔

تا کہ جنت میں قصر حاصل کر سکوں اوران حوروں کے ساتھ رہوں جو چاند کی طرح روشن چہرہ ہوں۔

مسلمانوں میں یہ سن کر شور مچ گیا اور سب نے سلمان کو اپنے قبیلہ میں شامل کرنا چاہا تو رسول اکرم نے فرمایا کہ سلمانؓ ہم اہلبیتؑ سے ہیں۔ (مناقب 1 ص 85)۔

1289۔رسول اکرم۔سلمانؓ! تم ہم اہلبیتؑ سے ہو اور اللہ نے تمھیں اول وآخر کا علم عنایت فرمایا ہے اور کتاب اول وآخر کو بھی عطا فرمایا ہے۔(تہذیب تاریخ دمشق 6 ص 203 روایت زید بن ابی اوفیٰ)۔

1290۔امام علیؑ! سلمانؓ نے اوّل وآخر کا سارا علم حاصل کر لیا ہے اور وہ سمندر ہے جس کی گہرائی کا اندازہ نہیں ہو سکتا ہے اور وہ ہم اہلبیتؑ سے ہیں۔(تہذیب تاریخ دمشق 6 ص 201 روایت ابوالبختری، امالی صدوق (ر) ص 209 / 8 روایت مسیب بن نجبہ، اختصاص ص 11، رجال کشی (ر) 1 ص 52 / 25 روایت زرار، الطرائف 119 / 183 روایت ربیعہ السعدی، الدرجات الرفیعہ ص 209 روایت ابوالبختری)۔

1291۔ابن الکواء! یاامیر المومنینؑ! ذرا سلمانؓ فارسی کے بارے میں فرمایئے؟ فرمایا کیا کہنا، مبارک ہو، سلمانؓ ہم اہلبیتؑ سے ہیں، اور تم میں لقمان حکیم جیسا اور کون ہے، سلمانؓ کو اول وآخر سب کا علم ہے۔(احتجاج 1 ص 616 / 139 روایت اصبغ بن نباتہ، الغارات 1 ص 177 روایت ابوعمر والکندی، تہذیب تاریخ دمشق 6 ص 204)۔

1292۔امام باقرؑ! ابوذر سلمانؓ کے پاس آئے اور وہ پتیلی میں کچھ پکا رہے تھے، دونوں محو گفتگو تھے کہ اچانک پتیلی الٹ گئی اور ایک قطرہ سالن نہیں گرا، سلمانؓ نے اسے سیدھا کر دیا، ابوذرؓ کو بے حد تعجب ہوا، دوبارہ پھر ایسا ہی ہوا تو ابوذر دہشت زدہ ہو کر سلمانؓ کے پاس سے نکلے اور اسی سوچ میں تھے کہ اچانک امیر المومنینؑ سے ملاقات ہوگئی۔

فرمایا ابوذرؓ! سلمانؓ کے پاس سے کیوں چلے آئے اور یہ چہرہ پر دہشت کیسی ہے!

ابوذرؓ نے سارا واقعہ بیان کیا۔

فرمایا ابوذر! اگر سلمانؓ اپنے تمام معلم کا اظہار کر دیں تو تم ان کے قاتل کے لئے دعائے رحمت کرو گے اور ان کی کرامت کو برداشت نہ کر سکو گے۔

دیکھو! سلمانؓ اس زمین پر خدا کا دروازہ ہیں، جو انھیں پہچان لے وہ مومن ہے اور جو انکار کر دے وہ کافر ہے۔ سلمانؓ ہم اہلبیتؑ میں سے ہیں (رجال کشی 1 ص 59 / 33 روایت جابر)۔

1293۔حسن بن صہیب امام باقرؑ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت کے سامنے سلمانؓ فارسی کا ذکر آیا تو فرمایا خبردار انھیں سلمانؓ فارسی مت کہو، سلمانؓ محمدی کہو کہ وہ ہم اہلبیتؑ میں سے ہیں۔(رجال کشی 1 ص 54 / 26، 71 / 42 روایت محمد بن حکیم، روضۃ الواعظین ص 310)۔

6۔عمر بن یزید

1294۔عمر بن یزید! امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابن یزید! خدا کی قسم تم ہم اہلبیتؑ سے ہو، میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان، آل محمد سے؟ فرمایا بیشک انھیں کے نفس سے؟

عرض کیا کہ انھیں کے نفس سے؟ فرمایا بیشک انھیں کے نفس سے! کیا تم نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی ہے" یقیناً ابراہیم سے قریب تر ان کے پیرو تھے اور پھر یہ پیغمبر اور صاحبان ایمان ہیں اور اللہ صاحبان ایمان کا سرپرست ہے" آل عمران نمبر 68۔

اور پھر یہ ارشاد الٰہی " جس نے میرا اتباع کیا وہ مجھ سے ہے اور جس نے نافرمانی کی تو بیشک خدا غفور رحیم ہے۔ ابراہیم آیت 36 (امالی طوسی (ر) 45/ 53، بشارۃ المصطفیٰ ص 68)۔

7۔عیسیٰ بن عبداللہ قمی

1295۔یونس! میں مدینہ میں تھا تو ایک کوچہ میں امام صادقؑ کا سامنا ہو گیا، فرمایا یونس! جاؤ دیکھو دروازہ پر ہم اہلبیتؑ میں سے ایک شخص کھڑا ہے میں دروازہ پر آیا تو دیکھا کہ عیسیٰ بن عبداللہ بیٹھے ہیں، میں نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔

فرمایا میں قم کا ایک مسافر ہوں

ابھی چند لمحہ گذرے تھے کہ حضرت تشریف لے آئے اور گھر میں مع سواری کے داخل ہو گئے۔

پھر مجھے دیکھ کر فرمایا کہ دونوں آدمی اندر آؤ اور پھر فرمایا یونس! شائد تمھیں میری بات عجیب دکھائی دی ہے۔

دیکھو عیسیٰ بن عبداللہ ہم اہلبیتؑ سے ہیں۔
میں نے عرض کی میری جان قربان یقیناً مجھے تعجب ہوا ہے کہ عیسیٰ بن عبداللہ تو قم کے رہنے والے ہیں۔ یہ آپ کے اہلبیتؑ میں کس طرح ہو گئے۔
فرمایا یونس! عیسیٰ بن عبداللہ ہم میں سے ہیں زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی ۔(امالی مفید 140 / 6، اختصاص ص68، رجال کشی 2 ص624 / 607)۔

1296۔ یونس بن یعقوب! عیسیٰ بن عبداللہ امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر جب چلے گئے تو آپ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ انھیں دوبارہ بلاؤ۔
اس نے بلایا اور جب آگئے تو آپ نے انھیں کچھ وصیتیں فرمائیں اور پھر فرمایا، عیسیٰ بن عبداللہ! میں نے اس لئے نصیحت کی ہے کہ قرآن مجید نے اہل کو نماز کا حکم دینے کا حکم دیا ہے اور تم ہمارے اہلبیتؑ میں ہو۔
دیکھو جب آفتاب یہاں سے یہاں تک عصر کے ہنگام پہنچ جائے، تو چھ رکعت نماز ادا کرنا اور یہ کہہ کر رخصت کر دیا اور پیشانی کا بوسہ بھی دیا، (اختصاص ص195، رجال کشی 2 ص625 / 610)۔

8۔ فضیل بن یسار

1297۔ امام صادقؑ! خدا فضیل بن یسار پر رحمت نازل کرے کہ وہ اہلبیتؑ سے تھے۔(الفقیہ 4 ص 441، رجال کشی 2 ص 473 / 381 روایت ربعی بن عبداللہ فضیل بن یسار کے غسل دینے والے کے حوالہ سے!)۔

9۔ یونس بن یعقوب

1298۔ یونس بن یعقوب! مجھ سے امام صادقؑ یا امام رضاؑ نے کوئی مخفی بات بیان

کی اور پھر فرمایا کہ تم ہمارے نزدیک متہم نہیں ہو، تم ایک شخص ہو جو ہم اہلبیتؑ سے ہو، خدا تمھیں رسول اکرم اور اہلبیتؑ کے ساتھ محشور کرے اور خدا انش ایسا کرنے والا ہے۔ (رجال کشی 2 ص 685/724)۔

والحمدللہ رب العالمین 28۔ ربیع الاول 1418ھ صبح 5 بجے گلف ایر واپسی از لندن

فہرست مآخذ ومدارک

1۔ اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین ابوالفیض محمد بن محمد الحسینی الزبیدی (متوفی 1205ھ)۔

2۔ اثبات الوصیۃ للامام علی بن ابی طالبؑ ابوالحسن علی بن الحسین المسعودی (متوفی 346ھ)۔

3۔ اثبات الہداۃ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی (متوفی 1104ھ)۔

4۔ الاحتجاج علی اہل اللجاج ابومنصور احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسی (متوفی 620ھ)۔

5۔ احقاق الحق و ازہاق الباطل قاضی نور اللہ بن السید الشریف اللہ (متوفی 1019ھ)۔

6۔ احیاء علوم الدین ابوحامد محمد بن الغزالی (متوفی 505ھ)۔

7۔ الاخبار الطوال ابوحنیفہ احمد بن داود الدینوری (متوفی 282ھ)۔

8۔ الاختصاص ابوعبداللہ محمد بن النعمان العکبری المفید (متوفی 413ھ)۔

9۔ اختیار معرفۃ الرجال (رجال کشی) ابوجعفر محمد بن الحسن (شیخ طوسی (ر))

(متوفی 460ءھ)۔

10۔الادب المفرد ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری (متوفیٰ 256ءھ)۔

11۔ارشادالقلوب ابومحمدالحسن بن ابی الحسن الدیلمی (متوفیٰ 711ءھ)۔

12۔الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد ابوعبداللہ محمد بن محمد بن النعمان الشیخ المفید (متوفیٰ 413ءھ)۔

13۔اسباب نزول القرآن ابوالحسن علی بن احمد الواحدی النیشاپوری (متوفیٰ 468ءھ)۔

14۔الاستبصار فیما اختلف من الاخبار ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسی (متوفیٰ 460ءھ)۔

15۔الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر القرطبی (متوفیٰ 363ءھ)۔

16۔اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ فخرالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم الشیبانی (متوفیٰ 630ئھ)۔

17۔الاصابتہ فی تمییز الصحابہ ابوالفضل احمد بن علی بن الحجر العسقلانی (متوفی 852ءھ)۔

18۔الاصول الستہ عشر دار الشبستر ی

19۔الاعتقادات وتصحیح الاعتقادات محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی الصدوق (ر)(متوفی 381ءھ)۔

20۔اعلام الدین فی صفات المومنین الحسن بن ابی الحسن الدیلمی (متوفی 711ء

ھ)۔

21۔اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ ابوعلی الفضل بن الحسن الطبرسی (متوفی 845ء ھ)۔

22۔اعیان الشیعہ السید محسن بن عبدالکریم الامین الحسینی العاملی (متوفی 1371ء ھ)۔

23۔اقبال الاعمال الحسنہ فیما یعمل مرۃ فی السنہ علی بن موسی الحلی (ابن طاؤس) (متوفیٰ 664ء ھ)۔

24۔امالی الشجری یحییٰ بن الحسین الشجری (متوفی 499ء ھ)۔

25۔امالی صدوق محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی (متوفیٰ 381ء ھ)۔

26۔امالی الطوسی محمد بن الحسن الشیخ الطوسی (متوفیٰ 460ء ھ)۔

27۔امالی المفید محمد بن النعمان العکبری شیخ مفید (متوفیٰ 314ء ھ)۔

28۔الامامۃ والتبصرہ من الحیرۃ علی بن الحسین بن بابویہ القمی (متوفیٰ 329 ھ)۔

29۔الامامۃ واہل البیت محمد بتیوی دہران

30۔انساب الاشراف احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری (متوفی 279ء ھ)۔

31۔بحار الانوار الجامعۃ الدرر اخبار الائمۃ الاطہار محمد باقر بن محمد تقی المجلسی (متوفیٰ 1110ء ھ)۔

32۔البدایۃ والنہایۃ ابوالفداء اسماعیل بن کثیر الدمشقی (متوفی 774ء ھ)۔

33۔بشارۃ المصطفیٰ لشیعۃ المرتضی ابوجعفر محمد بن محمد بن علی الطبری (متوفیٰ 525ء

ھ)۔

34۔بصائر الدرجات ابوجعفر محمد بن الحسن الصفار القمی (متوفی 290ءھ)۔

35۔بلاغات النساء ابوالفضل احمد بن ابی طاہر"ابن طینور"متوفی 280ءھ)۔

36۔البلد الامین تقی الدین ابراہیم بن زین الدین الحارثی الکفعمی (متوفی 905ء

ھ)۔

37۔التاج الجامع الاصول فی احادیث الرسول منصور بن علی ناصیف معاصر

38۔تاج العروس من جواہر القاموس السید محمد بن محمد مرتضیٰ الحسینی الزبیدی (متوفیٰ

1205ءھ)۔

39۔تاریخ اصفہان ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی (متوفیٰ 430ءھ)۔

40۔تاریخ الاسلام و فیات المشاہیر والاعلام محمد بن احمد الذہبی (متوفیٰ 748ء

ھ)۔

41۔تاریخ الخلفاء جلال الدین عبدالرحمان بن ابی بکر السیوطی (متوفی 911ء

ھ)۔

42۔تاریخ الطبری العلم والملوک ابوجعفر محمد بن جریر الطبری (متوفی 310ء

ھ)۔

43۔التاریخ الکبیر ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری (متوفی 256ءھ)۔

44۔تاریخ الیعقوبی احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب بن واضح (متوفی

284ھ)۔

45۔تاریخ بغداد او مدینۃ السلام ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی (متوفیٰ 463

ء ھ)۔

46۔تاریخ جرجان ابوالقاسم حمزہ بن یوسف السہمی (متوفیٰ 428ء ھ)۔

47۔تاریخ دمشق ترجمۃ الامام الحسینؑ ابوالقاسم علی بن الحسین بن ہبۃ اللہ" ابن عساکر"(متوفیٰ 571ء ھ)۔

48۔تاریخ دمشق ترجمۃ الامام علیؑ ابوالقاسم علی بن الحسین بن ہبۃ اللہ (متوفیٰ 571ء ھ)۔

49۔تاریخ دمشق ابوالقاسم علی بن الحسین بن ہبۃ اللہ(متوفیٰ 571ء ھ)۔

50۔تاریخ دمشق ترجمۃ الامام الحسنؑ ابوالقاسم علی بن الحسین بن ہبۃ اللہ(متوفیٰ 571ء ھ)۔

51۔تاریخ واسط

52۔تاویل الآیات الظاہرۃ فی فضائل العترۃ الطاہرہ علی الغروی الاسترآبادی معاصر

53۔"تفسیر"ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسی (متوفیٰ 460ء ھ)۔

54۔التحصین فی صفات العارفین من العزلۃ والخمول ابوالعباس احمد بن محمد بن فہد الحلی الاسدی(متوفی 841ء ھ)۔

55۔تحف العقول عن آل الرسول ابومحمد الحسن بن علی الحرانی " ابن شعبہ"(متوفیٰ 381ئھ)۔

56۔تدوین السنتہ الشریفہ محمد رضا الحسینی الجلالی (متوفی 1325ء ھ)۔

57۔ تذکرۃ الخواص یوسف بن قرغلی بن عبداللہ"سبط ابن الجوزی"(متوفیٰ

654ھ)۔

58۔الترغیب والترہیب من الحدیث الشریف عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری الشامی (متوفیٰ 656ءھ)۔

59۔تفسیر ابن کثیر ابوالفدا اسماعیل بن کثیر البصروی الدمشقی (متوفیٰ 774ءھ)۔

60۔تفسیر البرہان ہاشم بن سلیمان البحرانی (متوفی 1107ءھ)۔

61۔تفسیر طبری (جامع البیان فی تفسیر القرآن) محمد بن جریر الطبری (متوفیٰ 310ھ)۔

62۔تفسیر العیاشی ابوالنضر محمد بن مسعود السلمی السمر قندی (متوفی 320ءھ)۔

63۔تفسیر القمی ابوالحسن علی بن ابراہیم بن ہاشم (متوفی 307ھ)۔

64۔تفسیر الکشاف ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر الزمخشری (متوفی 538ھ)۔

65۔تفسیر امام عسکریؑ

66۔تفسیر الفخر الرازی مفاتیح الغیب ابوعبداللہ محمد بن عمر (متوفی 604ءھ)۔

67۔تفسیر فرات الکوفی ابوالقاسم فرات بن ابراہیم بن فرات (متوفی قرن چہارم)۔

68۔تفسیر مجمع البیان ابوعلی الفضل بن الحسن الطبرسی (متوفی 548ھ)۔

69۔تفسیر المیزان علامہ محمد حسین طباطبائی (متوفی 1402ھ)۔

70۔تفسیر نور الثقلین شیخ عبدعلی بن جمعہ الحویزی (متوفیٰ 1112ءھ)۔

71۔تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر ابوالفضل احمد بن علی بن حجر

العسقلانی (متوفی 777ئھ)۔

72۔التمحیص ابوعلی محمد بن ہمام اسکافی (متوفی 336ءھ)۔

73۔تنبیہ الخواطر ونزہۃ النواظر ابوالحسین ورام بن ابی فراس (متوفی 605ءھ)۔

74۔تنقیح المقال فی علم الرجال شیخ عبداللہ بن محمد بن حسن الماہقانی (متوفی 1351ءھ)۔

75۔التوحید ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ قمی (متوفی 381ئھ)۔

76۔تہذیب الاحکام فی شرح المقنعہ ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسی (متوفی 460ئھ)۔

77۔تہذیب التہذیب ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی (متوفی 852ھ)۔

78۔تہذیب الکمال فی اسماء الرجال یونس بن عبدالرحمن المزی (متوفی 742ئھ)۔

79۔تہذیب تاریخ دمشق الکبیر ابوالقاسم علی بن الحسین بن ہبۃ اللہ "ابن عساکر" (متوفی 571ءھ)۔

80۔الثاقب فی المناقب ابوجعفر محمد بن علی بن حمزہ الطوسی (متوفی 560ءھ)۔

81۔الثقات ابوحاتم محمد بن حبان البستی التمیمی (متوفی 354ءھ)۔

82۔ثواب الاعمال وعقاب الاعمال ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ (متوفی 381ءھ)۔

83۔جامع الاحادیث ابومحمد جعفر بن احمد بن علی القمی "ابن الرازی"(متوفی قرن چہارم)۔

84۔ جامع الاخبار (معارج الیقین فی اصول الدین) محمد بن محمد الشعیری السبزواری (متوفی قرن ہفتم)۔

85۔جامع الاصول فی احادیث الرسول ابوالسعادات مجدالدین المبارک بن محمد بن محمدالجزری (متوفی 606ء ھ)۔

86۔الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر جلال الدین عبدالرحمان بن ابی بکر السیوطی (متوفی 911ء ھ)۔

87۔الجرح والتعدیل محمد بن ادریس بن منتذر الرازی (متوفیٰ 327ء ھ)۔

88۔الجعفریات (الاشعثیّات) ابوالحسن محمد بن محمد بن الاشعث الکوفی (متوفیٰ قرن چہارم)۔

89۔ جمال الاسبوع بکمال العمل المشروع ابوالقاسم علی بن موسیٰ الحلی "ابن طاؤس"(متوفی 664ھ)۔

90۔الجمل والنصرۃ لسیدالعترۃ فی حرب البصرۃ ابوعبداللہ محمد بن نعمان العکبری "مفید"(متوفی 413ھ)۔

91۔جواہرالکلام فی شرح شرائع الاسلام شیخ محمد حسن النجفی (متوفی 1266ء ھ)۔

92۔الحادی للفتاویٰ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی (متوفی 911ء ھ)۔

93۔حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی (متوفی 430

ء ھ)۔

94۔الخرائج والجرائح ابوالحسین سعید بن عبداللہ الراوندی "قطب الدین" (متوفیٰ 573ھ)۔

95۔خصائص الائمہ الشریف الرضی محمد بن الحسین بن موسیٰ (متوفیٰ 406ء ھ)۔

96۔ خصائص الامام امیر المومنینؑ ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (متوفیٰ 303ء ھ)۔

97۔الخصال ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی (متوفیٰ 381ھ)۔

98۔الدرالمنثور فی التفسیر الماثر جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی (متوفی 911ء ھ)۔

99۔دررالاحادیث النبویہ یحییٰ بن الحسین (متوفیٰ 298ء ھ)۔

100۔الدروع الواقیہ ابوالقاسم علی بن موسیٰ الحلّی (ابن طاؤس) (متوفیٰ 664ء ھ)۔

101۔الدرّۃ الباہرۃ من الاصداف الطاہرۃ ابوعبداللہ محمد بن المکی العاملی (متوفیٰ 786ء ھ)۔

102۔دعائم الاسلام وذکر الحلال والحرام ابوحنیفہ النعمان بن محمد بن منصور بن احمد المغربی (متوفی 362ء ھ)۔

103۔الدعوات ابوالحسین سعید بن عبداللہ الراوندی (متوفیٰ 573ء ھ)۔

104۔دلائل الامامہ ابوجعفر محمد بن جریر الطبری (متوفیٰ 310ء ھ)۔

105۔ الدمعۃ الساکبہ فی احوال النبی والعترۃ الطاہرۃ محمد باقر بن عبدالکریم

بہبہانی (متوفیٰ 1285ئھ)۔

106۔ ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ ابوالعباس احمد بن عبداللہ الطبری (متوفیٰ 693ھ)۔

107۔ ربیع الابرار و خصول الاخبار ابوالقاسم محمود بن عمر الزمخشری (متوفی 538ئھ)۔

108۔رجال طوسی ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسی (متوفیٰ 460ئھ)۔

109۔رجال العلامۃ الحلی (خلاصۃ الاقوال) جمال الدین الحسن بن یوسف بن علی بن المطہر الحلی (متوفیٰ 726ھ)۔

110۔ رجال نجاشی (فہرس اسماء مصنفی الشیعہ) ابوالعباس احمد بن علی النجاشی (متوفیٰ 450ءھ)۔

111۔رجال البرقی ابوجعفر احمد بن محمد البرقی الکوفی (متوفیٰ 274ءھ)۔

112۔روح المعانی ابوالفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی (متوفیٰ 1270ءھ)۔

113۔ روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات سید محمد باقر الخوانساری الاصفہانی (متوفی 1313ءھ)۔

114۔ روضۃ الواعظین محمد بن الحسن بن علی الفتال النیشاپوری (متوفی 508ھ)۔

115۔الزہد ابوعبدالرحمن بن عبداللہ بن المبارک المروزی (متوفیٰ 181ءھ)

116۔الزہد ابومحمد الحسین بن سعید الکوفی (متوفیٰ 250ئھ)۔

117۔ السرائر الحادی لتحریر الفتاویٰ ابوجعفر محمد بن منصور بن احمد بن ادریس الحلی (متوفیٰ 598ءھ)۔

118۔سعدالسعو دابوالقاسم علی بن موسی الحلی (ابن طاوس)(متوفیٰ 664ئھ)۔

119۔سفینۃ البحار شیخ عباس قمی (متوفی 1359ھ)۔

120۔سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ محمد ناصر الدین الالبانی (معاصر)۔

121۔سنن ابن ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی (متوفیٰ 275ھ)۔

122۔سنن ترمذی ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سودہ ترمذی (متوفیٰ 297ھ)۔

123۔سنن الدار قطنیؒ ابوالحسن علی بن عمر البغدادی " دار قطنیؒ " متوفی 285ء ھ)۔

124۔سنن الدارمی ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی (متوفی 255ھ)۔

125۔السنن الکبریٰ ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی (متوفیٰ 458ھ)۔

126۔سنن النسائی ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (متوفیٰ 303ءھ)۔

127۔سنن ابی داؤد ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی (متوفیٰ 275ءھ)۔

128۔السنۃ ابوبکر احمد بن عمرو بن ابی عام الشیبانی (متوفیٰ 278ئھ)۔

129۔سیر اعلام النبلاء ابوعبداللہ محمد بن احمد الذہبی (متوفیٰ 748ھ)۔

130۔سیرۃ ابن ہشام ابومحمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب الحمیر ی (متوفیٰ 218 ئھ)۔

131۔شذرات الذہب فی اخبار من ذہب ابوالفلاح عبدالحی بن احمد العکر ی" ابن العما"(متوفی 1089ئھ)۔

132۔شرح اصول کافی صدرالدین محمد بن ابراہیم الشیرازی "ملاصدرا" (متوفیٰ 1050ء ھ)۔

133۔شرح الاخبار فی فضائل الائمۃ الاطہار ابوحنیفہ قاضی نعمان بن محمد المصری (متوفیٰ 303ء ھ)۔

134۔شرح نہج البلاغہ غرالدین عبدالحمید بن محمد بن ابی الحدید المعتزلی (متوفیٰ 656ھ)۔

135۔شعب الایمان ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی (متوفیٰ 458ھ)۔

136۔شواہد التنزیل لقواعد التفضیل ابوالقاسم عبیداللہ بن عبداللہ نیشاپوری "حاکم حسکانی" (متوفیٰ قرن پنجم)۔

137۔صحیح البخاری ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفیٰ 256ھ)۔

138۔صحیح مسلم ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری (متوفیٰ 261ھ)۔

139۔صحیفۃ الامام الرضاؑ منسوب بامام رضاؑ

140۔الصحیفۃ السجادیہ امام زین العابدینؑ

141۔الصراط المستقیم الی مستحقی التقدیم زین الدین ابومحمد علی بن یونس النباطی البیاضی (متوفیٰ 778ھ)۔

142۔صفات الشیعہ ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ (متوفیٰ 381ء ھ)۔

143۔ صفۃ الصفوۃ ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمٰن بن علی بن محمد "ابن الجوزی" (متوفیٰ 597ھ)

144۔الصواعق المحرقہ فی الردعلی اہل البدع والزندقہ۔احمد بن حجر الہیثمی المکی

(متوفی 974ء ھ)۔
145۔ضیافۃ الاخوان و ہدیۃ الخلان رضی الدین محمد بن الحسن القزوینی (متوفی 1096ء ھ)۔
146۔الطبقات الکبریٰ محمد بن سعد الکاتب الواقدی (متوفی 230ئھ)۔
147۔الطرائف فی معرفۃ مذاہب الطوائف ابوالقاسم رضی الدین علی بن موسی بن طاؤس الحسنیؒ (متوفی 664ئھ)۔
148۔عدۃ الداعی ونجاۃ الساعی ابوالعباس احمد بن محمد بن فہد الحلی (متوفی 841ء ھ)۔
149۔العقد الفرید ابوعمر احمد بن محمد بن عبدربہ الاندلسی (متوفی 328ء ھ)۔
150۔علل الشرائع ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ قمی (متوفی 381ء ھ)۔
151۔العلل ومعرفۃ الرجال ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی (متوفی 241ء ھ)۔
152۔عمدۃ عیون صحاح الاخبار فی مناقب امام الابرار۔یحییٰ بن الحسن الاسدی الحلی "ابن بطریق" (متوفی 600ئھ)۔
153۔عوالی اللئالی العزیزیہ فی احادیث الدنیۃ محمد بن علی بن ابراہیم الاحسائی" ابن ابی جمہور" (متوفی 940ئھ)۔
154۔عیون الاخبار ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدنیوری (متوفی 276ئھ)۔
155۔عیون الاخبار الرضاؑ ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی (متوفی

381ءھ)۔
156۔ الغارت ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن سعید" ابن ہلال الثقفی" (متوفی 283ھ)۔
157۔ الغدیر فی الکتاب والسنۃ والادب علامہ شیخ عبدالحسین احمد امینی (متوفی 1390ءھ)۔
158۔ غررالحکم ودررالکلم عبدالواحد الآمدی التمیمی (متوفی 550ھ)۔
159۔ الغیبۃ ابوجعفر محمد بن الحسین بن علی بن الحسن الطوسی (متوفیٰ 460ھ)۔
160۔ الغیبۃ ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن جعفر الکاتب النعمانی (متوفیٰ 350ءھ)۔
161۔ فتح الابواب ابوالقاسم علی بن موسیٰ بن طاؤس الحلی (متوفی 664ھ)۔
162۔ الفتوح ابومحمد احمد بن اعثم کوفی (متوفیٰ 314ءھ)۔
163۔ الفخری فی انساب الطالبین اسماعیل بن الحسین الروزی (متوفیٰ 514ھ)۔
164۔ فرائد السمطین ابراہیم بن محمد بن الموید بن عبداللہ الجوینی (متوفیٰ 730ھ)۔
165۔ الفرج بعد الشدّۃ ابوالقاسم علی بن محمد التنوفی (متوفیٰ 384ھ)۔
166۔ الفردوس بماثور الخطاب ابوشجاع شیرویہ بن شہر دار الدیلمی (متوفیٰ 509ھ)۔
167۔ الفصول المختارہ من العیون والمحاسن ابوالقاسم علی بن الحسین

الموسوی "شریف مرتضیٰ" (متوفی 436ھ)۔

168۔ الفصول المہمہ فی معرفۃ احوال الائمہ علی بن محمد بن احمد المالکی "ابن الصباغ" (متوفی 855ء ھ)۔

169۔ فضائل الشیعہ ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی (متوفی 381ھ)۔

170۔فضائل الصحابہ ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل (متوفی 241ء ھ)۔

171۔ الفضائل ابوالفضل سدید الدین شاذان بن جبرئیل القمی (متوفی 660ء ھ)۔

172۔فقہ الرضاؑ منسوب الی الامام الرضاؑ

173۔ الفقیہ (من لا یحضرہ الفقیہ) ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ (متوفی 381ء ھ)۔

174۔فلاح السائل ابوالقاسم علی بن موسیٰ بن طاؤس الحلی (متوفی 664ء ھ)۔

175۔الفہرست ابوجعفر محمد بن الحسن "الشیخ الطوسی" (متوفی 460ھ)۔

176۔فوات الوفیات محمد بن شاکر الکتبیؒ (متوفی 764ء ھ)۔

177۔ قاموس الرجال فی تحقیق رواۃ الشیعہ ومحدثیھم شیخ محمد تقی بن کاظم التستری (متوفی 1320ء ھ)۔

178۔قرب الاسناد ابوالعباس عبداللہ بن جعفر الحمیری (متوفی بعد 304ھ)۔

179۔کافی ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینیؒ (متوفی 329ھ)۔

180۔کامل الزیارات ابوالقاسم جعفر بن محمد بن قولویہ (متوفی 367ھ)۔

181۔ الکامل فی التاریخ ابوالحسن علی بن محمد الشیبانی الموصلی "ابن اثیر" (متوفیٰ 630ھ)۔

182۔ الکامل فی ضعفاء الرجال ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانی "ابن عدی" (متوفیٰ 365ھ)۔

183۔ کتاب سلیم بن قیس سلیم بن قیس الہلالی العامری (متوفی 90ھ)۔

184۔ کشف الخفاء ومزیل الالباس ابوالفداء اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی 1162ھ)۔

185۔ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ علی بن عیسیٰ الاربلی (متوفی 687ھ)۔

186۔ کفایۃ الاثر فی النص علی الائمۃ لاثناعشر ابوالقاسم علی بن محمد بن علی الخزاز القمی (متوفی قرن چہارم)۔

187۔ کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابی طالبؑ ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن محمد الگنجی الشافعی (متوفی 658ھ)۔

188۔ کمال الدین وتمام النعمۃ ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ (متوفیٰ 381ھ)۔

189۔ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی (متوفی 975ھ)۔

190۔ کنز الفوائد ابوالفتح محمد بن علی بن عثمان الکراجکی (متوفیٰ 449ھ)۔

191۔ لسان العرب ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور المصری (متوفی 711ھ)۔

192۔ لسان المیز ان ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی (متوفی 852ء ھ)۔

193۔ مائۃ من مناقب امیر المومنینؑ والائمۃ من ولدہ ابوالحسن محمد بن احمد بن علی بن شاذان القمی (متوفی قرن پنجم)۔

194۔ المبسوط فی فقہ الامامیہ ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسی (متوفیٰ 460ء ھ)۔

195۔ مثیر الاحزان ومنیر سبل الاشجان ابوابراہیم محمد بن جعفر الحلی "ابن نما" (متوفیٰ 645ھ)۔

196۔ مجمع البحرین فخر الدین الطریحی (متوفیٰ 1085ئھ)۔

197۔ مجمع البیان فی تفسیر القرآن ابوعلی الفضل بن الحسن الطبرسی (متوفی 548ھ)۔

198۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد نور الدین علی بن ابی بکر الھیثمی (متوفیٰ 807ء ھ)۔

199۔ المحاسن ابوجعفر احمد بن محمد بن خالد البرقی (متوفیٰ 280ء ھ)۔

200۔ مختصر بصائر الدرجات حسن بن سلیمان الحسنیؒ (قرن نہم)۔

201۔ مدینۃ المعاجز شیخ ہاشم بن سلیمان البحرانی (متوفیٰ 1107ئھ)۔

202۔ مروج الذہب ومعاون الجوہر ابوالحسن علی بن الحسین المسعودی (متوفیٰ 346ئھ)۔

203۔ مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل الحاج میرزا حسین النوری (متوفی 1320ھ)۔

204۔المستدرک علی الصحیحین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیشاپوری (متوفی 405ھ)۔

205۔مسند اسحاق بن راہویہ ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم الحنظلی المروزی (متوفی238ءھ)۔

206۔مسندالامام زید منسوب بہ زید بن علی بن الحسینؑ (متوفی 122ءھ)۔

207۔مسندالشہاب ابوعبداللہ محمد بن سلامہ القضاعی (متوفی454ھ)۔

208۔مسند ابوداؤد الطیالسی سلیمان بن داؤد ابی رود البصری (متوفی 308ھ)۔

209۔مسندابویعلی الموصلی احمد بن علی بن المثنیٰ التمیمی (متوفی307ھ)۔

210۔مسنداحمد احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی (متوفی241ءھ)۔

211۔مشارق انوارالیقین فی اسرارامیرالمومنینؑ رجب البرسی

212۔مشکوٰۃ الانوارفی غررالاخبارابوالفضل علی الطبرسی (قرن ہفتم)۔

213۔مشکل الآثارابوجعفراحمد بن محمد الازدی الطحاوی (متوفیٰ 321ءھ)۔

214۔مصادقۃ الاخوان ابوجعفرمحمد بن علی بن الحسین بن بابویہ

215۔مصباح الشریعۃ ومفتاح الحقیقہ منسوب بہ امام جعفرصادق (ر)

216۔مصباح المتہجد ابوجعفر محمد بن الحسن بن علی بن الحسن الطوسی (متوفی 460ھ)۔

217۔المصنف فی الاحادیث والآثار ابوبکرعبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ العبسی (متوفی235ھ)۔

218۔المصنف ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصفانی (متوفی 211ھ)۔

219۔مطالب السئول فی مناقب آل الرسول کمال الدین محمد بن طلحہ الشافعی (متوفی 654ھ)۔

220۔معانی الاخبار ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی (متوفی 381ھ)۔

221۔المعجم الاوسط ابوالقاسم سلیمان بن احمد الخمی الطبرانی (متوفی 360ھ)۔

222۔معجم البلدان ابوعبداللہ شہاب الدین یاقوت بن عبداللہ الحموی (متوفی 626ھ)۔

223۔معجم الثقات وترتیب الطبقات ابوطالب التجلیل التبریزی (معاصر)۔

224۔المعجم الصغیر ابوالقاسم سلیمان بن احمد اللخمی (متوفی 360ھ)۔

225۔المعجم الکبیر ابوالقاسم سلیمان بن احمد اللخمی (متوفی 360ھ)۔

226۔معجم احادیث الامام المہدیؑ الہیۃ العلمیۃ فی موسسۃ المعارف الاسلامیہ۔

227۔معجم رجال الحدیث السید ابوالقاسم بن علی اکبر الخوئی (معاصر)۔

228۔مقاتل الطالبین علی بن الحسین بن محمد الاصفہانی (متوفی 356ھ)۔

229۔مقتل الحسینؑ ابومخنف لوط بن یحییٰ الازدی الکوفی (متوفی 157ھ)۔

230۔مقتل الحسین موفق بن احمد المکی الخوارزمی (متوفی 568ھ)۔

231۔المقنع فی الامامۃ عبیداللہ بن عبداللہ الاسدآبادی (قرن پنجم)۔

232۔المقنعہ ابوعبداللہ محمد بن محمد النعمان العکبری شیخ مفید (ر) (متوفی 413ھ)۔

233۔مکاتیب رسول علی بن حسین علی الاحمدی المیانجی (معاصر)۔

234۔مکارم الاخلاق ابوعلی الفضل بن الحسن الطبرسی (متوفی 548ءھ)۔

235۔الملاحم والفتن ابوالقاسم علی بن موسی الحلی "ابن طاؤس" (متوفی 664ءھ)۔

236۔الملہوف علی قتلی الطفوف ابوالقاسم علی بن موسی الحلی (متوفی 664ءھ)۔

237۔مناقب آل ابی طالبؑ (ابوجعفر رشید الدین محمد بن علی بن شہر آشوب المازندرانی (متوفی 588ئھ)۔

238۔مناقب الامام امیر المومنینؑ محمد بن سلیمان الکوفی (متوفی 300ءھ)۔

239۔المناقب ابوالحسین علی بن محمد بن محمد الواسطی "ابن المغازلی" (متوفی 483ءھ)۔

240۔منتخب الاثر الشیخ لطف اللہ الصافی الگلپایگانی (معاصر)۔

241۔موارد الظمآن الی زوائد ابن جہان نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی 807ئھ)۔

242۔میزان الاعتدال فی نقد الرجال ابوعبداللہ محمد احمد الذہبی (متوفی 748ءھ)۔

243۔نثر الدّر ابوسعید منصور بن الحسین الآبی (متوفی 421ءھ)۔

244۔نفحات الازہار علی بن الحسین المیلانی (معاصر)۔

245۔النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر ابوالسعادات مبارک بن مبارک

الجزری "ابن الاثیرہ" (متوفی 606ء ھ)۔
246۔ نہج البلاغہ تالیف سید شریف رضی محمد بن الحسین بن موسیٰ الموسوی (متوفی 406ھ)۔
247۔ نہج الحق وکشف الصدق جمال الدین الحسن بن یوسف بن مطہر الحلی (متوفی 726ء ھ)۔
248۔ نہج السعادۃ فی مستدرک نہج البلاغہ الشیخ محمد باقر المحمودی (معاصر)۔
249۔ نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول ابوعبداللہ محمد بن علی بن سورہ الترمذی (متوفی 320ھ)۔
250۔ نوادر الراوندی فضل اللہ بن علی الحسینی الراوندی (متوفی 573ھ)۔
251۔ النوادر (مستطرفات السرائر)۔ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ادریس الحلّی (متوفیٰ 598ھ)۔
252۔ نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار الشیخ مومن بر حسن مومن الشبلنجی (متوفی 1298ء ھ)۔
253۔ ہدایۃ المحدثین الی طریقۃ المحمدین محمد امین بن محمد علی الکاظمی (معاصر)۔
254۔ الوافی بالوفیات صفی الدین خلیل بن ایبک الصفدی (متوفی 749ء ھ)۔
255۔ الوافی محمد محسن بن مرتضی الفیض الکاشانی (متوفی 1091ھ)۔
256۔ وفیات الاعیان شمس الدین ابوالعباس احمد بن محمد البرمکی (ابن خلکان)۔
257۔ وقعۃ الطف ابومخنف لوط بن یحییٰ الازدی الکوفی (متوفیٰ 158ء ھ)۔
258۔ وقعۃ صفین نصر بن مزاحم المنقری (متوفیٰ 212ء ھ)۔

259۔الیقین باختصاص مولانا علی بامرۃ المسلمین ابوالقاسم علی بن موسی الحلی "ابن طاؤس" (متوفی664ھ)۔

260۔ ینابیع المودۃ لذوی القربیٰ سلیمان بن ابراہیم القندوزی النخفی (متوفی 1294ھ)۔

والحمدللہ رب العالمین

7۔ربیع الثانی1418ء ابوظبیٔ